خانوادۂ مجددیہ کی ایک تاریخی دستاویز

روضۃ القیومیہ

احوال و مقامات

قیوم اول حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی رضی اللہ عنہ

حضرت خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی

ترتیب

پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی

مکتبہ نبویہ ○ گنج بخش روڈ لاہور

کتاب ـــــ	روضۃ القیومیہ
مولف ـــــ	خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی
موضوع ـــــ	احوال و مقامات قیومان مجددیہ
ترتیب وتعلیقات ـــــ	پیرزادہ اقبال احمد فاروقی
سال طباعت ...	۱۹۸۵ء / ۱۴۰۵ھ
ناشر .	مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور
مطبع	
صفحات	۵۸۲
قیمت ـــ	۶۰ روپے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

موضوعات وعنوانات روضۃ القیومیہ جلد اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روضۃ القیومیہ

اور

مؤلفِ علّام

روضۃ القیومیہ ان معروف اور مفصل کتابوں میں سے ایک شہرۂ آفاق کتاب ہے جو حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ السامی کے احوال و مقامات پر لکھی گئی ہیں۔ فاضل مؤلف نے اسے چار جلدوں (چار ارکان) میں قلم بند کیا۔ اور ہر رکن میں خانوادۂ مجددیہ کے ایک ایک قیوم کے احوال و مقامات کو نہایت تفصیل سے بیان کیا۔ دوسرے الفاظ میں اس کتاب کا دائرہ تحریر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے یومِ ولادت ۱۴ شوال المکرم ۹۷۱ھ سے اختتامِ تالیف ۵ ذی الحجہ سنہ ۱۲۰۱ھ تک پھیلا ہوا ہے۔ چنانچہ ناظرین کے سامنے ساڑھے تین سو سال تاریخ کا وہ دور ہے جو حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ان کے مشائخ، ان کے اساتذہ، احباب، ان کے خلفاء، ان کی اولاد، ان کے عقیدت مندوں، ان کے معاندین، ان کے مخالفین اور ان کے ناقدین کے حالات و کوائف پر محیط ہے۔

مؤلف علام نے اس کتاب کو فارسی زبان میں تحریر کیا۔ اور کئی برسوں کی شبانہ روز تحقیق و محنت سے ۱۲۱۸ھ میں مکمل کیا۔ اس فارسی کتاب کو ایک طویل عرصہ کے بعد اُردو میں منتقل کیا گیا۔ اور برِصغیر میں اس کے دو تراجم زیورِ طبع سے آراستہ ہوئے۔ اور خانوادۂ مجددیہ کے حالات پر ایک مستند اور قابلِ تحسین ماخذ کی حیثیت سے دیکھا گیا۔ حضرات مجددیہ پر لکھی جانے والی اکثر کتابیں اسی کتاب روضۃ القیومیہ کے گلہائے رنگا رنگ کی رنگ و بُو سے منور و معطر ہیں۔

کتاب کے دیباچہ میں فاضل مؤلف نے کتاب کا تعارف لکھتے ہوئے بیان کیا ہے کہ یہ کتاب قیوم اوّل حضرت علیہ الرحمت مجدد الف ثانی سرہندی، قیوم ثانی حضرت امام محمد معصوم سرہندی (فرزند سوئم حضرت مجدد الف ثانی) قیوم ثالث حضرت امام حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند (حضرت مجدد الف ثانی کے پوتے) اور قیوم رابع حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر (فرزند شیخ ابوالعلیٰ مجددی) رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے احوال و مقامات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کو چار جلدوں (حصوں) میں تقسیم کرنے کی بڑی لطیف وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ اور ہر جلد کے موضوعات عنوانات اور مندرجات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ارکانِ اسلام کی نسبت سے کتاب کو چار ارکان (جلدوں) پر تقسیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

رُکنِ اوّل : قیوم اوّل حضرت مجدد الفِ ثانی۔ آپ کے بیٹوں اور خلفاء کے احوال و مقامات پر مشتمل ہے۔

رُکنِ دوم : قیوم ثانی معصوم زمانی حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اور خلفاء کے حالات پر محیط ہے۔

رُکنِ سوم : قیوم ثالث حضرت حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کے بیٹوں اور خلفاء کے حالات پر وقف ہے۔

رُکنِ چہارم : قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال، ان کے بیٹوں اور

خلفاء کے حالات پر حاوی ہے[1]

کتاب کے ماخذ۔ جوارح اور منابع کا ذکر کرتے ہوئے فاضل مولف نے مختلف افراد رجال۔ اور تاریخی کتابوں کی نشاندہی کی ہے۔ چونکہ مولف علاّم خانوادۂ مجددیہ کے ایک صاحب قلم بزرگ ہیں۔ اس لئے وہ ان حالات کی بنیاد حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہما کے قابل اعتماد و اعتبار فرزندوں کی خاندانی روایات پر رکھتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی کے حالات دو وسیلوں سے پہنچے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم اور خواجہ محمد نقشبند کے ایک وسیلہ سے اور حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ کے لئے حالات چشم دید شاہد ہیں۔ مزید براں بعض حالات حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کے نواسوں کی زبانی حاصل کئے۔ جو حضرت قیوم کے زیر تربیت رہے تھے۔ پھر بہت سے حالات قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر اور مولف کے والد حضرت شیخ حسن احمد بن حضرت شیخ محمد ہادی قدس سرہما۔ کی زبانی سُنے اور انہیں قلم بند کیا۔ ان چشم دید حالات کے خاندانی راویوں کے علاوہ کتاب کی تالیف کے وقت مندرجہ ذیل کتابیں بھی مولف کے سامنے رہیں۔

حضرات القدس : ملا بدر الدین سرہندی خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی[2]

زبدۃ المقامات : خواجہ ہاشم کشمی خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی[3]

کواکب الدریہ : شیخ محمد ہادی (مولف کے دادا)۔

حجت الاحمدیہ : شیخ محمد ہادی مجددی۔

تاریخ شیخ محمد شافی الحال: (حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم سرہندی کے پوتے)

---

[1] روضۃ القیومیہ صفحہ ۶۔ مطبوعہ ملک فضل دین۔ ملک چنن دین۔ لاہور۔

[2] حضرات القدس فارسی کے کئی ایڈیشن چھپے اب اس کا اردو ترجمہ بھی چھپ چکا ہے۔

[3] زبدۃ المقامات کے فارسی ایڈیشن پاک و ہند میں بھی چھپے اور ترکی میں بھی شائع ہوئے۔ اب اردو ترجمہ بھی چھپ گیا ہے۔

تاریخ فخر احمد : آپ حضرت قیوم ثانی کے نواسے تھے۔

تجدیدیہ : شیخ محمد ہادی مجددی سرہندی۔

نجم الہدیٰ : شیخ محمد ہادی مجددی سرہندی۔

ترویجیہ : شیخ محمد ہادی مجددی۔

معصومیہ : طبقات معصومی۔ مقامات معصومیہ۔

حسنات حرمین : (یاقوت احمر)۔ مروج الشریعۃ۔

لطائف مدینہ : شیخ عبدالاحد مجددی سرہندی۔

مقامات نقشبندی : حضرت ابوالعلیٰ مجددی۔

مناقب الحضرات : خواجہ محمد امین خلیفہ شیخ آدم بنوری۔

ان کتابوں کے علاوہ مرآۃ العالم مؤلفہ محمد رضا، مرآۃ جہاں نما مؤلفہ محمد بقا، کرامات اولیاء سفینۃ الاولیاء اور سکینۃ الاولیاء، مؤلفہ شہزادہ دارا شکوہ بھی فاضل مؤلف کے سامنے رہیں۔ ان کتابوں سے فاضل مؤلف نے ملکی حالات، اقتدار کی جنگ کے شب و روز مغل سلطنت کی زوالی اقتدار، دشمنانِ سلطنت مغلیہ کے حملے اور اعیانِ سلطنت کے لیل و نہار بیان کرنے میں استفادہ کیا۔

روضۃ القیومیہ کے فاضل مؤلف نے اپنے معاصرین کی روایات سے ہٹ کر بعض ایسی اصطلاحات اور مقامات بیان کیئے ہیں جو ہمیں دوسری کتابوں یا تاریخی دستاویزات سے نہیں ملتے۔ پھر خانوادۂ مجددیہ کے فضائل اور کمالات کو اس انداز سے پیش کیا گیا ہے۔ کہ قارئین ان حالات کو مبالغہ آمیزی، تعلّی اور خودستائی پر محمول کرنے لگتے ہیں اگرچہ ہم ایسے ناقدین کے نکتہ نظر سے متفق نہیں۔ جو ان اصطلاحات، خطابات، اور مقامات کو مؤلف علام کی تعلّی اور خودستائی پر محمول کرتے ہیں۔ مگر اس حقیقت سے انکار نہیں

کیا جا سکتا کہ صاحب روضۃ القیومیہ نے عام روش سے ہٹ کر جن اصطلاحات کو استعمال کیا ہے۔ وہ قارئین کے لئے غیر مانوس ہیں اور انہیں مشکلات میں ڈال دیتی ہیں۔ ان اصطلاحات کے معانی اور مطالب بیان کرتے وقت بھی فاضل مؤلف نے عام اصطلاحات تصوف سے ہٹ کر بات کی ہے۔ قیومیت ایک ایسی اصطلاح ہے جسے ہم روضۃ القیومیہ میں پہلی بار دیکھتے ہیں۔ پھر قیوم کے مقام اور منصب کو جس انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ اس سے غوث، اقطاب، اور افراد کے بلند مقامات پست دکھائی دیتے ہیں۔ قیومیت کے مقام کے ساتھ طینت، اصالت، خلت، محبوبیت، ولایت ایسے مقامات ہیں جہاں اصطلاحاتِ صوفیہ کے شناسا اور بادیہ سلوک کے راہرو بھی چند لمحات رک جاتے ہیں۔ اربابِ طریقت اور علماء شریعت کے اختلافات تو علمی دنیا میں روایت کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ مگر صاحب روضۃ القیومیہ کے خاصہ اور مکاشفہ (خصوصیات اور مکاشفات) کا بیان اہل تصوف کے ہاں بھی گراں بار ہے۔ حضرت مجدد اور قیوم اربعہ کے مناصب کا موازنہ اور مقابلہ بھی صاحب روضۃ القیومیہ کے قلم کا خاصہ ہے۔ جس پر ناقدین کی تیز نگاہیں ٹوٹ جاتی ہیں۔

اِن اختلافات اور تنقیحات کے باوجود زیر نظر کتاب روضۃ القیومیہ حضرات مجددیہ کے احوال و مقامات کی تفصیل و تعارف کا ایک بے مثال جریدہ ہے جسے خانوادۂ مجددیہ کا بڑے سے بڑا تذکرہ نگار نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اور اسے اصالتاً یا وکالتاً روضۃ القیومیہ کو مآخذ ماننا پڑتا ہے۔ سرہند کی تباہی کے بعد خانوادۂ مجددیہ کا علمی مرکز درہم برہم ہو گیا۔ مگر اس خانوادۂ عالیہ کے جو حضرات سکھاشاہی کی تاخت و تاراج سے بچ کر اکنافِ عالم میں پھیلے تو اس مرکز کے تمام علمی خزانوں سے محروم ہو چکے تھے۔ جو کتابیں بچ گئیں ان میں سے روضۃ القیومیہ ایک روشنی کا مینار بن کر ابھری اور آج تک زندہ و تابندہ

ہے۔ اس تباہی کے بعد حضرات مجددیہ پر جس قدر کام ہوا، جتنی کتابیں لکھی گئیں، جتنے تذکرے سامنے آئے۔ وہ اسی کتاب کی روایتوں کی روشنیوں سے منور نظر آتے ہیں۔ روضۃ القیومیہ کے ناقدین کا قلم جب بھی حضرات مجددیہ پر کچھ لکھنے کے لئے آگے بڑھتا ہے تو اسے مکتوبات امام ربانی حضرات القدس اور زبدۃ المقامات کے بعد انہیں روایات کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ جو روضۃ القیومیہ کے زریں صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں۔
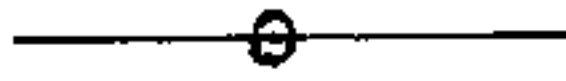
حضرت مجدد الف ثانی اپنی زندگی میں بھی اور بعد از حیات بھی اہل بدعت، ملحدین، اہل تشیع۔ غیر مسلم جیسے کئی بڑے ناقدین کی مخالفت کا نشانہ بنے رہے ہیں۔ پھر آپ کا سلسلہ مجددیہ۔ اور خانوادۂ مجددیہ کے اکثر حضرات بھی ایسے معاندین کی تنقیدی تحریروں کی زد میں رہے ہیں اور آج تک ہیں۔ ان اعتراضات، تنقیدات اور تنقیحات کے جواب میں حضرات مجددیہ نے پامردی سے مقابلہ کیا۔ جوابات دئیے۔ وضاحتیں کیں۔ علمی اور سیاسی مباحث کو نہایت عالمانہ انداز میں پیش کیا۔ مجددی اہل قلم نے اپنے دفاع میں قابل صد افتخار تحریریں یادگار زمانہ بنا دیں۔ ان دفاعی تحریروں میں روضۃ القیومیہ کی چاروں جلدیں اپنی مثال آپ ہیں۔ فاضل مولف نے اپنے مخالفین کے تمام اعتراضات کا مثبت جواب دیا اور ان تمام اٹھائے گئے شبہات کو نقد و نظر کی کسوٹی پر پرکھا۔ اور اہل علم کو دعوت مطالعہ دی۔ روضۃ القیومیہ کے اس جہاد میں حضرات مجددیہ کے حلقۂ اثر کے اکثر علماء نے بھی حضرت مجدد کی تحریک عزیمت کا بھرپور دفاع کیا۔ صاحب روضۃ القیومیہ نے لکھا ہے کہ دوسری کتابوں کو چھوڑ کر ۱۰۹۴ھ میں اس خانوادہ کے معتقدین نے حضرت مجدد کے دفاع میں جو رسائل تصنیف کئے۔ ان کی تعداد تین سو ساٹھ (۳۶۰) تک پہنچ گئی تھی۔ ان میں سے ۴۷ رسائل تو حضرت مجدد کی اولاد نے ہی لکھے تھے۔ جن میں سے حضرت قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند۔ خواجہ محمد اشرف مجددی، حضرت شیخ سیف الدین، حضرت محمد صبغۃ اللہ، حضرت شیخ محمد ہادی

سرہندی کے رسائل نہایت ہی اہمیت کے حامل تھے۔ اسی طرح رسالہ در رد مخالفین حضرت مجدد حضرت عبدالاحد شاہ گل وحدت، حل المغلقات فی الرد علی اہل الضلالات خواجہ محمد اشرف بن خواجہ محمد معصوم، رسالہ رد منکران حضرت مجدد از خواجہ محمد صبغۃ اللہ سرہندی رسالہ رد مخالفین حضرت مجدد مؤلفہ شیخ محمد ہادی، عطیۃ الوہاب الفاصلہ بین الخطاء والصواب مؤلفہ شیخ محمد بیگ اوزبکی بُرہانپوری، العرف الندی فی نصرۃ الشیخ احمد سرہندی۔ مؤلفہ علامہ شیخ حسن بن شیخ مراد مکی۔ رسالہ در رد معترضین حضرت مجدد مؤلفہ خواجہ محمد یحیٰی رسالہ فی تائید حضرت مجدد الف ثانی مؤلفہ علامہ شیخ احمد البشبیشی مصری شافعی، رسالہ فی نفی رفع سبابہ مؤلفہ شیخ محمد فرخ بن خواجہ محمد سعید، بہجۃ النظار فی براءۃ الابرار مؤلفہ مخدوم محمد معین ٹھٹھوی، سبیل الرشاد مؤلفہ حضرت شیخ عبدالاحد وحدت شاہ گل رسالہ فی منع رفع سبابہ مؤلفہ حضرت شاہ گل وحدت سرہندی۔ رسالہ در منکران حضرت مجدد مؤلفہ شیخ محمد مراد تنگ کاشمیری، حجۃ الحق فی دفع اعتراضات شیخ عبدالحق مؤلفہ شاہ فی الحال مواہب القیوم فی تائید احمد و معصوم مؤلفہ شافی الحال سرہندی۔ شواہد التجدید مؤلفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ رسالہ خلت مؤلفہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی۔ المقدمۃ السنیۃ فی انتصار الفرقۃ السنیۃ۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ رسالہ احقاق مؤلفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی، رسالہ در جواب شبہات بر کلام امام ربانی مؤلفہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی، رد شبہات پلید نابکار مؤلفہ نظام الدین تسکار پوری، رسالہ در اعتراضات مؤلفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حواشی بر رسالہ اعتراضات شیخ عبدالحق دہلوی مؤلفہ شاہ عبدالعزیز دہلوی، رسالہ رد اعتراضات شیخ عبدالحق مؤلفہ شاہ غلام علی دہلوی، رسالہ فی رفع المطاعن عن الامام الربانی و اولادہ مؤلفہ مولانا عبداللہ آفندی مکہ معظمہ الکلام المنجی بَرد ایرادات البرزنجی مؤلفہ مولوی وکیل احمد سکندر پوری، انوار احمد مولٰینا وکیل احمد سکندر پوری۔ ہدیہ مجددیہ مولانا وکیل احمد سکندر پوری، رسالہ

فی مبارزۃ لا مع الاشارہ مؤلفہ مہر علی نواز پوری، حضرت مجدد اور ان کے ناقدین مؤلفہ مولانا زید ابو الحسن فاروقی مجددی، دلائل التجدید مؤلفہ علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی، رسالہ فی منع ربیع سبابہ مؤلفہ خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی، المفاخمہ لمبین الاذہان والکعبہ مؤلفہ مولانا محمد امین بدخشی، کشف الغطا مؤلفہ شیخ محمد فرخ بن خواجہ محمد سعید سرہندی جیسے علمی رسالوں سے حضرت مجدد اور ان کی اولاد کے نظریات پر اعتراضات کا دفاع کیا گیا ہے[1]

روضۃ القیومیہ نے جہاں ہمیں خانوادۂ مجددیہ پر کیے گئے نظریاتی حملوں کا دفاع کر کے توانائی بخشی ہے۔ وہاں چاروں قیوموں حضرت مجدد الف ثانی، حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی حضرت خواجہ محمد نقشبند اور حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہم کے روحانی اور علمی کارناموں سے بھی آگاہی بہم پہنچائی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی کا اکبری الحاد کے خلاف، جہانگیری بدعات کے استیصال کی کامیاب مہم کے لیسے معاملات سے تعارف کرایا ہے جو ہمیں دوسرے ذرائع سے میسر نہیں آتا تھا۔ شاہجہان کی اسلام پسندی اور اورنگ زیب کی دینی وابستگی کے بہت سے واقعات اسی کتاب سے ملتے ہیں۔ مغل حکمرانوں کی روحانی اور سیاسی رہنمائی کے آثار اس کتاب کے صفحات سے روشن نظر آتے ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند کے زمانہ میں سلوک مجددیہ کی برصغیر سے نکل کر شمالی علاقوں میں چین اور روس کے دور دراز علاقوں میں اشاعت کے بہت سے نشانات روضۃ القیومیہ کے صفحات پر اجاگر نظر آتے ہیں۔ خانوادہ مجددیہ کی دینی اور روحانی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ روضۃ القیومیہ کے صفحات ان

---

[1] محمد اقبال مجددی پروفیسر۔ حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابیں مطبوعہ رسالہ نور اسلام شرقپور حضرت مجدد الف ثانی نمبر زیر اہتمام صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری سجادہ نشین شرقپور شریف۔

واقعات پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ جو مغل سلطنت کے زوال کی بنیاد ہے۔ اور برصغیر میں افراتفری کا باعث بنے۔ زوالی مغلوں کی جنگ اقتدار، حصول تخت کی کشمکش، مسلمان معاشرے کی اخلاقی زبوں حالی۔ آخری مغل تاجداروں کی عیاشی اور تساہل کی داستان انہی صفحات پر پائی جاتی ہے۔ اندریں حالات روضتہ القیومیہ خانوادہ مجددیہ کے علمی اور روحانی زمانہ کے عروج کی داستان بھی ہے۔ اور برصغیر میں اسلامی سورج کے ڈوبنے کا منظر بھی ہے۔ یہ کتاب، دینی اور سیاسی ذہن رکھنے والے دونوں قسم کے قارئین کیلئے بہترین مرقع ہے۔

کتاب کے فاضل مؤلف حضرت خواجہ ابوالفیض کمال الدین محمد احسان بن حضرت شیخ حسن احمد بن شیخ محمد ہادی بن حضرت مروج الشریعت شیخ محمد عبیداللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی فرزند ارجمند حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خانوادہ مجددیہ کے نامور مورخ۔ عالم تذکرہ نگار اور محقق مجددی ہیں۔

فاضل مؤلف نے اپنے مختصر سے حالات زندگی روضتہ القیومیہ میں قلمبند کئے ہیں۔ ہم مؤلف کے سوانحی حالات ان کے اپنے الفاظ میں ہی ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں:۔

"میں شیخ حسن احمد کا سب سے نالائق اور کمترین فرزند ہوں۔ لڑکپن سے حضرت قیوم رابع سلطان الاولیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں مرید ہوا۔ عرصہ دراز تک آنحضرت کی خدمت میں رہا۔ بعد ازاں آنجناب نے مجھے خلافت دے کر مشرق کی طرف بھیجا۔ مدت تک وہاں رہ کر پھر حاضر خدمت ہوا۔ آنحضرت نے پھر مجھے اس طرف جانے کا حکم دیا۔ حسب الارشاد میں اسی طرف روانہ ہوا۔ اسی سفر میں معلوم ہوا کہ آنحضرت عنقریب دنیا سے رحلت کر جائیں گے۔ گھبرا کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ڈیڑھ ماہ بعد اس جہان سے کوچ کر گئے۔

میں آنجناب کی نعش کے ساتھ سرہند گیا۔ اور کچھ عرصہ آنجناب کے مزار پر فائض الانوار رہا۔ پھر مشرقی علاقے میں چلا گیا۔ دو سال بعد غم و الم میں تخفیف ہوئی تو اس کتاب (روضۃ القیومیہ) کی تالیف دوبارہ شروع کی۔"[1]

مشرقی ہندوستان سے مراد فاضل مولف کی وہ خدمات ہیں۔ جو آپ نے نواب علی محمد خاں روہیلہ آف بریلی کے ہاں سرانجام دیں۔ نواب علی محمد خاںؒ ہیلہ ایک مردِ مجاہد اور متقی عالم دین تھے۔ جو نواب حافظ رحمت علی آف روہیل کھنڈ کی ریاست میں منتظمِ اعلیٰ اور کمانڈر افواج روہیل کھنڈ تھے۔ فاضل مولف خواجہ محمد احسان مجددی اس لشکر میں موجود تھے۔ جو ساداتِ بارہہ کی سرکوبی کے لئے برسرپیکار رہا۔ روضۃ القیومیہ کی آخری جلد سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فاضل مولف دہلی میں ان خونچکاں واقعات کے عینی شاہد ہیں جو نادر شاہ کی افواج کے قتل عام کے دنوں میں رونما ہوئے۔

فاضل مولف نے ابتدائی تعلیم اپنے والدِ مکرم اور سرہند کے علماء اور مجددی مشائخ سے حاصل کی تھی۔ علومِ متداولہ دینیہ اور اسرارِ سلوک مجددیہ پر دسترس حاصل کرنے کے بعد مختلف اہلِ علم و اہلِ طریقت سے استفادہ کیا تھا۔ آپ نے اپنے والدِ مکرم شیخ حسن احمد سرہندی مجددی (۱۰۹۰ھ ۔ ۱۱۲۹ھ) بن شیخ محمد ہادی (۱۰۶۲ھ ۔ ۱۱۲۱ھ) بن حضرت محمد عبید اللہ مروج الشریعت (۱۰۳۴ھ ۔ ۱۰۸۳ھ) بن قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم سرہندی (۱۰۰۷ھ ۔ ۱۰۷۹ھ) بن قیوم اول حضرت مجدد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ سے

---

[1] : روضۃ القیومیہ ۔ مطبوعہ ملک فضل الدین ۱۳۳۵ھ لاہور صفحہ ۲۱۱ ۔ ۲۱۲ رکن سوئم

ابتدائی تربیت حاصل کی۔ پھر اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی (قیوم رابع) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیر نگاہ رہے۔ آپ نے ہی آپ کو اپنے خصوصی فرمان خلافت سے نوازا۔ جس کی ایک نقل روضۃ القیومیہ کی جلد چہارم میں موجود ہے۔ آپ نے اسی روحانی تربیت کے دوران ایک کتاب کشف الحقائق لکھی جو تعلیمات مجددیہ کے ساتھ ساتھ اسرار حروف مقطعات قرآنی پر بڑی بے مثال کتاب تھی۔ حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بے حد پسند فرمایا تھا۔

زیر نظر کتاب روضۃ القیومیہ کی تالیف کا کام ایک طویل عرصہ تک جاری رہا۔ اور بعض مقامات پر حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اصلاح فرمائی۔ مبالغہ آمیزی سے پاک رکھنے کی ہدایات فرمائیں۔ اور مولف علام کی کوششوں کو سراہا۔ یہ کتاب سنہ ھ میں شروع کی گئی اور سنہ ھ کو مکمل کی گئی۔

فاضل مولف کی زندگی کا آخری زمانہ اور کتاب کی ترتیب و تالیف کا زمانہ پنجاب کی تباہی کا دور ہے۔ خصوصاً سرزمین سرہند پر اس زمانہ میں جو قیامتیں گذریں۔ جاٹوں، مرہٹوں اور سکھوں کی لوٹ مار نے سرہند کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی۔ دہلی اور پنجاب کو نادر شاہی حملے نے جس قدر تہہ و بالا کیا وہ دنیا کی تاریخ کا ایک خونچکاں باب ہے۔ ہمارے نزدیک بدامنی کا یہ زمانہ مولف اور ان کے معاصرین کے سوانحی حالات کی تفصیلات محفوظ نہ رکھ سکا۔ اسی لئے مجددی تذکرہ نگار مولف کے حالات و مقامات سے خاموش نظر آتے ہیں۔

روضۃ القیومیہ فارسی میں، لکھی گئی تھی۔ اس اہم اور مفید کتاب کے موضوعات پر کتاب کے دیباچہ میں فاضل مؤلف نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ ہماری نگاہ میں فارسی زبان میں طبع شدہ نسخہ کہیں بھی نہیں گزرا۔ فارسی کے قلمی نسخے پنجاب پبلک لائبریری لاہور، ایشیاٹک سوسائٹی بنگال، ادارہ میوزیم علی گڑھ، برٹش انڈیا لائبریری لندن میں اس کے قلمی نسخے ملتے ہیں۔ اس کتاب کا سب سے پہلا اردو ترجمہ ۱۳۱۸ھ مطبع بلیر فرید کوٹ چھپا۔ جسے ولی اللہ صدیقی نے حدیقۂ محمودیہ کے نام سے ترجمہ کیا۔ اس ترجمہ کے سترہ سال بعد لاہور کے ملک فضل الدین نے ۱۳۲۵ھ میں پیر غفار شاہ کاشمیری قادری قدس سرہ کے خطی نسخہ سے ترجمہ کروا کر زیور طبع سے آراستہ کیا۔ اگرچہ یہ ترجمہ ولی اللہ صدیقی کے ترجمہ سے زیادہ وقیع نہیں تھا لیکن ہمارے موجودہ ایڈیشن کی بنیاد اسی ترجمہ پر استوار ہوئی ہے۔ ہم نے کئی مقامات پر حواشی و تعلیقات کا اضافہ کر کے اس ترجمہ کو "قبول خاطر احباب" بنا دیا ہے۔ اور اسے چار علیحدہ علیحدہ جلدوں میں زیور طبع سے آراستہ کیا ہے۔

کتاب کی طباعت و اشاعت میں جن بزرگان مجددیہ نے اپنے تعاون کو پیش کیا۔ ان میں مولانا اکرام حسین مجددی خطیب لاہور۔ سید عاشق حسین مجددی آف مرڑ شریف، پروفیسر محمد اقبال مجددی، جناب علی اکبر آغا، صاحبزادہ محمد سلیم شامی سجادہ نشین شیخ عبدالغنی شامی، صاحبزادہ قطب نثار، رضی شیرازی علی پوری اور مکتبہ نبویہ کا چاک وچوبند عملہ ہمارے شکریے کا مستحق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ مرقع مجددیہ "رَوْضٌ مِنَ الرَّوْضَۃِ الْقَیُّوْمِیَّۃِ الْمُجَدِّدِیَّہ" ان حضرات کی شبانہ روز مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اِفتتاحیہ

از رشحاتِ قلم، مخدومی حضرت صاحبزادہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی مظہری مدظلہ العالی

برصغیر پاک و ہند میں بہت سے مفکرین و مجددین ہوئے جن میں چار نہایت ممتاز ہیں۔

۱۔ شیخ احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء)

۲۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء)

۳۔ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی (م ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء)

۴۔ ڈاکٹر محمد اقبال سیالکوٹی (م ۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء)

ان چاروں مفکرین میں بعض حیثیات سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نمایاں نظر آتے ہیں مختلف محققین نے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے اس امتیاز کی طرف اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر شیخ محمد اکرام نے لکھا ہے۔

شیخ احمد ——— جو شاہ ولی اللہ اور اقبال سے پہلے اسلامی ہند کے نہایت ہی طاقتور مفکر گزرے ہیں ——— نہ صرف برصغیر پاک و ہند بلکہ عالم اسلام کے علما صدر نبہ میں اعلیٰ ترین مقام کے مالک ہیں (ترجمہ انگریزی)[1]

---

[1] ایس ایم اکرام: مسلم سولائزیشن ان انڈیا اینڈ پاکستان مطبوعہ لاہور ۱۹۶۱ء، ص ۲۷۰۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی علمی اور روحانی فضیلت کو پاک و ہند کے اکثر علماء و صوفیہ نے سراہا ہے اور اپنی تصانیف میں جا بجا آپ کی کتابوں سے حوالے دیئے ہیں۔ چودھویں صدی کے جلیل القدر عالم و فقیہ، حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصانیف میں آپ کے اقوال و ارشادات سے استدلال فرمایا ہے[1]۔ اسی طرح ان کے صاحبزادے، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ (م ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۲ء) نے بھی استدلال کیا ہے[2] اور دوسرے صاحبزادے مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں مدظلہ العالی نے مولانا عبدالغفار رام پوری کی کتاب آثار المبتدعین لاہدام حبل اللہ المتین کا تعاقب کرتے ہوئے حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا دفاع کیا ہے[3]۔

حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں بعض حضرات نے جو یہ لکھا ہے کہ آپ نے خود دعویٰ تجدید[4] فرمایا، صحیح نہیں۔ امام احمد رضا خاں بریلوی کے متعلق بھی بعض لوگوں نے اسی قسم کا اظہار خیال کیا ہے، جو صحیح نہیں[5]۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے عہد مبارک میں سیالکوٹ کے ایک جلیل القدر عالم، ملا عبدالحکیم

---

[1] (ا) احمد رضا خاں: انوار الانتباہ من یم صلوٰۃ الاسرار (۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء) مطبوعہ بریلی، ص ۴۸

(ب) احمد رضا خاں۔ الهاد الکاف فی حکم الضعاف (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء) مطبوعہ لاہور، ص ۱۲۶

(ج) احمد رضا خاں: الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ (۱۳۱۲ھ) مطبوعہ کلکتہ ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۵ء، ص ۴۸، ۵۱، ۵۲

[2] حامد رضا خاں: سلامۃ اللہ لاہل السنۃ من سبیل العناد والفتنۃ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء، مطبوعہ بریلی، ص ۵۷

[3] مصطفیٰ رضا خاں: مقتل کذب و کید، مطبوعہ بریلی ۱۳۳۲ھ، ص ۵۵، ۵۶

[4] نظامی بدایونی نے اس خیال کا اظہار کیا ہے (ملاحظہ ہو قاموس المشاہیر، جلد اول، مطبوعہ بدایون، ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء، ص ۶۷۔ اسی طرح فیض عالم صدیقی نے بھی یہی بات لکھی ہے (ملاحظہ ہو اختلاف امت کا المیہ، حصہ دوم، جہلم ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء، ص ۴۸۰۔

[5] مولوی حسین احمد دیوبندی نے یہ الزام لگایا ہے اور امام احمد رضا کو دجال المجددین لکھا ہے (الشہاب الثاقب، ص ۴۲) حالانکہ علمائے حرمین شریفین میں شیخ موسیٰ علی شامی ازہری مدنی نے آپ کو المجدد لهذه الامۃ تحریر فرمایا ہے۔ (الفیوضات الملکیہ ص ۳۶۲) اور حافظ الکتب الحرم شیخ اسمٰعیل بن سید خلیل مکی نے تو یہاں تک لکھا ہے۔ بل اقول لو قیل فی حقه انه مجدد هذا القرن لكان حقا وصدقا (حسام الحرمین، ص ۱۴۰، ۱۴۱)

سیالکوٹی (م ۱۰۶۰ھ / ۱۶۵۰ء) نے حضرت مجدد کے نام ایک مکتوب میں اس لقب سے نوازا۔[1] پھر یہ لقب زبان زد خاص و عام ہوگیا، حتیٰ کہ آپ کے نام نامی پر غالب آگیا۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا سلسلۂ نسب ۲۹ واسطوں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ حضرت مجدد کے چودھویں جد سلطان شہاب الدین المعروف فرخ شاہ کابلی والیٔ کابل تھے۔[2] پانچویں جد حضرت امام رفیع الدین، شیخ جلال الدین بخاری (م ۷۸۵ھ / ۱۳۸۳ء) کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے اور سہرند (سرہند) آباد کیا۔[3] اسی شہر میں ۹۷۱ھ میں حضرت مجدد کی ولادت ہوئی۔

حضرت مجدد کے والد کا اسم گرامی شیخ عبدالاحد (م ۱۰۰۷ھ / ۱۵۹۸ء) تھا۔ شیخ عبدالقدوس گنگوہی (م ۹۴۴ھ / ۱۵۳۷ء) کے صاحبزادے شیخ رکن الدین (م ۹۸۳ھ / ۱۵۷۵ء) سے آپ کو سلسلۂ قادریہ چشتیہ میں اجازت و خلافت حاصل تھی۔ حضرت شیخ عبدالاحد جلیل القدر عالم و عارف تھے۔

حضرت مجدد نے بیشتر علوم اپنے والد سے حاصل کیے۔ اُن کے علاوہ مولانا کمال الدین کشمیری، مولانا یعقوب کشمیری اور قاضی بہلول بدخشی وغیرہ سے علوم معقول و منقول کی تحصیل فرمائی۔[4] اسارت قلعہ گوالیار کے زمانے (۱۰۲۸ھ/۱۰۲۹ھ) میں قرآن کریم حفظ کیا۔[5] تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد تقریباً ۹۹۰ھ میں دارالسلطنت اکبرآباد (آگرہ) تشریف لائے اور یہاں دربار اکبری کی دو اہم شخصیتوں یعنی ابوالفضل اور فیضی کے ساتھ صحبتیں رہیں۔ فیضی کی تفسیر سواطع الالہام (۱۰۰۲ھ / ۱۵۹۳ء) میں ایک جگہ آپ نے اس کی مدد بھی کی۔[6] لیکن بعد میں ان دونوں بھائیوں کی بے راہروی کی وجہ سے حضرت مجدد نے

۱۔ وکیل احمد سکندرپوری، ہدیہ مجددیہ، مطبوعہ دہلی ۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۱ء، ص ۹۸۔

۲۔ شاہ محمد فضل اللہ عمدۃ المقامات، مطبوعہ لاہور ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء ص ۹۹۔

۳۔ محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات، مطبوعہ لاہور ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء ص ۸۹ - ۹۱۔

۴۔ محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات ص ۹۶ - ۱۰۳

۵۔ محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات، ص ۱۲۸۔

۶۔ مجدد الف ثانی، مکتوبات شریف، دفتر سوم، مکتوب ۴۳، ۷۔ محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات، ص ۱۳۲۔

کنارا کشی اختیار کرلی۔ حضرت مجدد اپنے والد ماجد شیخ عبدالاحد کے ہمراہ اکبر آباد سے واپس سرہند روانہ گئے۔ راستے میں تھانیسر کے شیخ سلطان کی لڑکی سے حضرت مجدد کا عقد ہوگیا۔ شیخ سلطان، اکبر بادشاہ کے مقربین میں تھے[1]۔ اس طرح اہل خانہ کا شاہی دربار سے ایک گونہ تعلق ہوگیا اور تبلیغ وارشاد کی ایک نئی راہ کھل گئی۔

حضرت مجدد کا سلسلۂ طریقت متعدد واسطوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ ۲۱ واسطوں سے، سلسلہ قادریہ ۲۵ واسطوں سے اور سلسلہ چشتیہ ۲۷ واسطوں سے[2] ــــــ سلسلہ چشتیہ میں اپنے والد ماجد شیخ عبدالاحد سے بیعت تھے اور اجازت وخلافت حاصل تھی۔ ــــــ سلسلہ قادریہ میں شاہ کمال کیتھلی سے خرقۂ خلافت حاصل تھا[3] ــــــ ۱۰۰۸ھ میں حضرت خواجہ باقی باللہ دم ۱۰۱۲ھ/۱۶۰۳ء) سے مستفیض ہوکر سلسلہ نقشبندیہ میں اجازت وخلافت حاصل کی[4] اور آسمان علم و عرفان پر آفتاب بن کر چمکے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کی نظر میں جو حضرت مجدد کا مقام ومرتبہ تھا وہ زبدۃ المقامات[5]، حضرات القدس اور مجمع الاولیاء وغیرہ معاصر کتب تاریخ وسیر سے واضح ہوتا ہے۔

حضرت مجدد کی اصلاحی کوششوں کا آغاز اکبر بادشاہ کے عہد حکومت سے ہوا اور جہانگیر بادشاہ کے عہد حکومت میں یہ کوششیں بارآور ہوئیں۔ اسی عہد میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی اصلاحی کوششوں کا جائزہ لینے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا تاریخی پس منظر پیش کردیا جائے تاکہ ان کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ ہوسکے۔

---

[1] محمد ہاشم کشمی زبدۃ المقامات، ص ۱۵۹

[2] مجدد الف ثانی، مکتوبات شریف، دفتر سوم، مطبوعہ امرتسر ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء، مکتوب ۸۰

[3] محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات، ص ۱۳۵

[4] (الف) آدم بنوری: خلاصۃ المعارف، مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری، لندن (۱۰۲۵ھ/۱۰۳۷ھ) ورق ۲

(ب) محمد حسین مرادآبادی: انوار العارفین ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء) مطبوعہ لکھنؤ ۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء، ص ۴۴۸-۴۴۹

[5] محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات، مطبوعہ کانپور ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء) ص ۲۱۸، ۲۱۹ -

پہلے دَور[1] میں اکبر ایک مخلص مسلمان کی حیثیت سے سامنے آتا ہے۔ دوسرے دَور میں فتح پور سیکری میں عبادت خانے کی تعمیر ہوتی ہے، جہاں علمائے اسلام مباحثِ علمیہ میں مصروف نظر آتے ہیں، رفتہ رفتہ یہاں عیسائی پادریوں اور اربابِ عقل کا عمل دخل ہوجاتا ہے اور بات بگڑنے لگتی ہے ـــــــ دوسرا دَور تیسرے دَور کا نقطۂ آغاز تھا ـــــــ تیسرے دَور میں دینِ الٰہی کا آغاز ہوا اور وہ کچھ ہوا جو ناگفتنی ہے، ہر وہ کام کیا جانے لگا جو اسلام کے سراسر منافی ہے مثلاً کلمہ طیبہ میں "محمد رسول اللہ" کی جگہ "اکبر خلیفۃ اللہ" پڑھا جانے لگا۔ گائے کی قربانی پر پابندی لگادی گئی۔ خنزیر اور کتوں کا احترام ہونے لگا۔ شراب اور جوا عام ہوگیا، اکبر نے علماء کو بالجبر شراب پلائی، عورتوں کی بے حجابی عام ہوگئی۔ پردہ پر پابندی لگادی گئی۔ "زمین بوس" کے نام سے سجدہ کا آغاز کیا گیا۔ عالم و عامی سب بادشاہ کے آگے سجدہ ریز ہونے لگے، بعض مساجد ڈھادی گئیں اور مدارس عربیہ مسمار کر دیے گئے، داڑھیاں منڈوا دی گئیں اور شعائرِ اسلام کا برسرِ عام مذاق اڑایا جانے لگا ـــــــ اس ساری خرابی میں بعض علمائے دین کی باہمی چپقلش، دنیا سے محبت، مختلف ادیان کے علماء کی اکبر سے ملاقات، اکبر کی جہالت و بے علمی، ہندو عورتوں کی حرمِ شاہی میں شمولیت اور ہندو سیاست کا بڑا دخل ہے ـــــــ عہدِ اکبری کے ایک بے باک و نڈر مؤرخ، ملا عبدالقادر بدایونی نے اپنی کتاب منتخب التواریخ میں عہدِ اکبری کے چشم دید پوست کندہ حالات لکھے ہیں[2] ـــــــ عہدِ اکبری کے مشہور شاعر ملا شیری سیالکوٹی نے تو اپنے فارسی قطعہ میں اکبر کے

---

[1] عہدِ اکبری کو مندرجہ ذیل ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

پہلا دَور :۔ ۹۶۳ھ/ ۱۵۵۶ء تا ۹۸۳ھ/ ۱۵۷۵ء۔

دوسرا دَور :۔ ۹۸۲ھ/ ۱۵۷۵ء تا ۹۸۹ھ/ ۱۵۸۱ء۔

تیسرا دَور :۔ ۹۹۰ھ/ ۱۵۸۲ء تا ۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۵ء۔

[2] ملاحظہ فرمائیں: منتخب التواریخ، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء ص ۲۶۱، ۳۲۲، ۳۶۶، ۴۷۱، ۴۹۹، ۵۲۹ وغیرہ وغیرہ۔

دعویٰ نبوت اور دعویٰ الوہیت کا ذکر کیا ہے ۔

بادشاہ امسال دعویٰ نبوت کردہ است
گر خدا خواہد پس از سالے خدا خواہد شد[1]

عہد اکبری کے مورخ نظام الدین احمد نے طبقات اکبری[2] (۱۰۰۱ھ) میں اُس محضر نامہ کا ذکر کیا ہے[3] جو اکبر کے دعویٰ نبوت کی تمہید ثابت ہوا لیکن نظام الدین احمد نے بڑی احتیاط سے قلم اٹھایا ہے ایک جابر و قاہر بادشاہ کے ہوتے کھل کر لکھنا کوئی آسان کام نہ تھا ——— ابو الفضل کی آئین اکبری[4] سے اکبر کی بے راہ روی سے متعلق بہت سی باتوں کا بالواسطہ علم ہوتا ہے ۔ ابوالفضل کا انداز مورخانہ نہیں، خوشامدانہ ہے[5] ——— ابو الفضل نے اکبر نامہ میں[6] بھی یہی طرز اختیار کیا ہے مگر پھر بھی بہت سے سربستہ راز معلوم جاتے ہیں ۔

عہد جہانگیری کے مورخ محمد قاسم ہندو شاہ استر آبادی نے اپنی تاریخ فرشتہ میں[7] (۱۶۰۶ء تا ۱۶۱۱ء) اکبر کے بعض چشم دید حالات لکھے ہیں مگر حالات کے دباؤ کی وجہ سے اس نے بہت سی باتوں کو چھپایا ہے

---

[1] (الف) ہاشمی فرید آبادی، تاریخ مسلمانان پاکستان و بھارت، مطبوعہ کراچی، ص ۴۶۹، بحوالہ منتخب التواریخ جلد سوم ص ۲۵۳ ۔

(ب) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اکبر کے انتقال پر شیخ فرید بخاری کے نام جو تعزیتی خط ارسال فرمایا ہے اس سے اکبر کے دعویٰ نبوت کی تصدیق ہوتی ہے ۔ ملاحظہ ہو

عبدالحق: مجموعہ مکاتیب والرسائل، مطبوعہ دہلی، ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۳ء، ص ۱۴۳ - ۱۴۷ (مسعود)

[2] طبقات اکبری، مطبوعہ لکھنؤ، ۱۲۹۲ھ/۱۸۷۰ء

[3] ایضاً، ص ۳۴۳ - ۳۴۴

[4] آئین اکبری، مطبوعہ حیدر آباد دکن، (۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء)

[5] مور لینڈ نے ابو الفضل کی خوشامد و چاپلوسی کا ذکر کیا ہے (ملاحظہ فرمائیں :۔ اے شارٹ ہسٹری آف انڈیا، مطبوعہ لندن، ۱۹۵۷ء، ص ۲۱۲)

[6] اکبر نامہ، مطبوعہ لکھنؤ، ۱۲۸۱ھ/۱۸۶۵ء) [7] تاریخ فرشتہ مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء۔

--- اس عہد کی ایک اور کتاب، خلاصۃ المعارف فی اسرار العقائد (۱۰۳۵ھ/۱۶۲۶ء) بہ یہ شیخ آدم بنوری علیہ الرحمہ نے بہت سی گمراہیوں اور بے راہ رویوں کا ذکر کیا ہے ---- اسی عہد کے ایک مورخ معتمد خان نے جہانگیر نامہ[۱] میں اکبر کے بعض حالات لکھے ہیں جن کی عہد اکبری کے مورخوں کے بیانات سے تصدیق ہوتی ہے، بالواسطہ بھی اور بلاواسطہ بھی۔

عہد عالمگیری کے مؤرخ محمد ہاشم خانی خاں نے اپنی تاریخ منتخب اللباب (حصہ اوّل) میں بعض ایسے حالات لکھے ہیں جن سے بالواسطہ اکبر کی بے راہ روی کا علم ہوتا ہے، مگر اس نے بعض مقامات پر اکبر کا دفاع کیا ہے۔ اس میں جہانگیر کی شراب سے توبہ، شاہجہان کی شراب نوشی اور پھر توبہ کا ذکر ہے۔

عہد شاہجہانی کے صاحب دبستانِ مذاہب[۲] نے بھی ایسے حقائق لکھے ہیں، جن سے آخری دَور میں اکبر کی بے روی کا اندازہ ہوتا ہے۔ صاحب دبستانِ مذاہب ایک ایسا مورخ نظر آتا ہے جس نے ہر قدم پر مؤرخانہ آن کو قائم رکھا ہے۔ اس نے اپنی کتاب میں ۲۸ سے زیادہ مذاہب و ادیان کا ذکر کیا ہے، پھر بھی یہ اندازہ کرنا مشکل ہے کہ لکھنے والے کا تعلق کس مذہب سے ہے۔ بعض حضرات اس کا نام محسن خانی بتلاتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ پارسی تھا، واللہ اعلم

عہد شاہجہانی کے ایک اطالوی سیاح نکولس مینوکی[۳] نے دین الٰہی کی اختراعات کا ذکر کیا ہے۔ اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ اکبر نے سکندرہ میں ایک باغ کے اندر اپنا مقبرہ بنوایا تھا۔ باغ کے دروازے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے اور حضرت مریم کی تصاویر تھیں۔ اورنگ زیب نے اپنے عہدِ حکومت میں ان کو ختم کروایا اور سفیدی پھروا دی۔ اس نے یہ بھی لکھا ہے جب اورنگ زیب شیواجی

---

[۱] جہانگیر نامہ، مطبوعہ لکھنؤ، ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۰ء۔

[۲] دبستانِ مذاہب، مطبوعہ بمبئی، ۱۲۴۲ھ/۱۸۲۶ء

[۳] نکولس مینوکی ۱۶۵۳ء میں تقریباً اسال کی عمر میں آگرے پہنچا اور شہزادہ داراشکوہ کے ہاں توپخانے میں بھرتی ہو گیا ۱۶۵۸ء میں داراشکوہ اور اورنگ زیب کے مابین جنگ میں یہ دارا کی طرف سے لڑا۔ دارا کے قتل کے بعد واپس اٹلی چلا گیا۔ مسعود

سے بر سر پیکار تھا تو باغی اس مقبرے میں گھس آئے، تمام طلائی سامان اور جواہرات لوٹ لئے۔ قبر کھود کر اکبر کی ہڈیاں نکالیں اور ان کو جلا کر خاکستر کر دیا [۱]

پروفیسر محمد مجیب [۲] اور پروفیسر محمد اسلم [۳] نے اپنی تصانیف میں عہدِ اکبری کی بہت سی بدعات اور گمراہیوں کا ذکر کیا ہے، جن کی دسترس میں معاصر تاریخیں نہ ہوں وہ ان کتابوں کا مطالعہ فرمائیں جن مقاصد کے حصول کے لئے اکبر نے جدوجہد کی۔ بقول کے۔ ایم پانیکر [۴] وہ یہ تین اہم مقاصد تھے۔

(ا) قومی حکومت کا قیام

(ب) ہندوؤں سے مفاہمت

(ج) متحدہ ہندوستان

یہ تینوں مقاصد حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مقاصدِ جلیلہ کی ضد تھے۔ حضرت مجدد نے مندرجہ ذیل تین مقاصد کے حصول کے لئے جدوجہد کی۔

(ا) اسلامی حکومت کا قیام

(ب) ہندوؤں سے عدم مفاہمت

(ج) اسلامی ہند کی تعمیر

انھیں مقاصد کے حصول کے لئے چودھویں صدی ہجری میں امام احمد رضا خاں بریلوی نے بھرپور جدوجہد کی [۵]

---

[۱] نکولس مینوکی: فسانۂ سلطنتِ مغلیہ، مترجمہ سید منظر علی، مطبوعہ آگرہ، ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء، ص ۱۲۲۔

[۲] محمد مجیب: انڈین مسلم، مطبوعہ لندن، ۱۳۸۷ھ/۱۹۶۷ء۔

[۳] محمد اسلم: دینِ الٰہی اور اس کا پس منظر، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء۔

[۴] کے ایم پانیکر: اے سروے آف انڈین ہسٹری، مطبوعہ بمبئی، ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۷ء، ص ۱۵۵۔

[۵] (ا) محمد مسعود: فاضل بریلوی اور ترکِ موالات، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء۔

(ب) محمد جلال الدین: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء۔

(ج) محمد مسعود احمد: تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے ان مقاصد کے حصول کے لئے مندرجہ ذیل شعبوں میں بھرپور جدوجہد کی اور اپنی تمام توانائیاں صرف کردیں ۔

(الف) شریعت و طریقت

(ب) سیاست و حکومت

(ج) معاشرت و معیشت

عوام و خواص شریعت سے بیگانہ ہوتے جارہے تھے ۔ آپ نے اپنے علمی مکالمات اور مکتوبات کے ذریعہ آشنائے شریعت کیا[1] ـــــــ بیشتر صوفیہ طریقت کی حقیقت سے ناواقفیت کی بناء پر گمراہ ہورہے تھے، آپ نے ان کو طریقت کا واقف کار بنایا[2] ـــــــ نظریہ وحدۃ الوجود کی غلط تعبیرات کی بنا پر ایک عالم گمراہ ہورہا تھا، آپ نے اس نظریہ کی لاج رکھی اور اس کے ساتھ نظریۂ وحدۃ الشہود پیش کیا، جو دل و دماغ دونوں سے قریب تھا[3] ـــــــ یہی نظریہ تھا جس نے فکرِ اقبال میں ایک انقلاب پیدا کیا اور ایک نئی روح پھونکی ہے[4] ـــــــ حضرت مجدد نہ ہوتے تو اقبال نہ

---

[1] ۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوبات ۴۳، ۴۸، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۸۰، ۸۱، ۸۳، ۱۵۴، ۱۹۱، ۱۹۳ وغیرہ

[2] ۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۸۴ ـــ نیز ملاحظہ کریں: تذکرہ مجدد الف ثانی، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۱۰۲، ۱۱۰ تا ۱۱۴۔

[3] ۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۲۹۱ ـــ دفتر دوم مکتوب ۴۴ ۔

[4] :ـ فکر اقبال پر تعلیمات مجددیہ نے جو اثرات مرتب کئے وہ اقبالیات کی ایک اہم کڑی ہے جس کی طرف محققین نے ابھی تک کما حقہٗ توجہ نہیں دی ۔ اس سلسلے میں راقم نے مندرجہ ذیل تین مقالات قلم بند کئے اور دلائل و براہین سے حضرت مجدد سے اقبال کی عقیدت اور افکار اقبال پر افکار مجددیہ کے اثرات کو بیان کیا اور یہ ثابت کیا کہ اقبال کے تصور خودی میں سب سے بڑا محرک حضرت مجدد کا نظریہ وحدۃ الشہود ہے، (۱) علامہ اقبال اور حضرت مجدد الف ثانی، مطبوعہ اقبال ریویو کراچی، اپریل ۱۹۶۳ء تا ۱۳۸۳ھ (۲) اقبال کے فلسفۂ خودی میں مقام عبدیت، مطبوعہ اقبال ریویو کراچی، جولائی ۱۹۶۴ء/۱۳۸۴ھ (۳) شریعت و طریقت افکار اقبال کی روشنی میں، مطبوعہ اقبال ریویو کراچی، جنوری ۱۹۶۵ء/۱۳۸۵ھ ۔ حرصہ ہوا یہ تینوں مقالات کتابی صورت میں مرتب کر کے صاحبزادہ جمیل احمد شرقپوری زید عنایتہ کو بھیج دیئے گئے ہیں ۔ انشاء اللہ العزیز وہ شائع کریں گے ۔ (مسعود)

ہوتے ـــــــ حضرت مجدد، اقبال کی آرزو و تمنا تھے۔

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے ترا فیض ہو عام اے ساقی

سیاست و حکومت میں حضرت مجدد نے جو اہم کارنامہ انجام دیا وہ اکبر کے ایک قومی نظریہ کے خلاف دو قومی نظریہ کا اعلان تھا ـــــــ اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے اکبر نے دین الٰہی کے نام سے ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی، اس دین کا مقصدِ وحید یہی تھا کہ ہندو اور مسلمانوں کو ملا کر ایک نئی قوم تیار کی جائے، اسی نہج پر چودھویں صدی ہجری میں مسٹر گاندھی نے کام کیا۔ بہرکیف حضرت مجدد نے اس کے خلاف مؤثر جدوجہد کی اور یہ دین اپنی موت مرگیا اور رفتہ رفتہ اس کے اثرات بھی زائل ہوگئے۔ چنانچہ پاکستان ہسٹری بورڈ کی تالیف :۔ اے شارٹ ہسٹری آف ہندوپاکستان کے مؤلف نے لکھا ہے۔

جہانگیر کی تخت نشینی کے بعد دین الٰہی اپنی موت مرگیا ـــــــ بہرکیف اس الحاد وارتداد کے خلاف جو زوردار آواز اٹھائی گئی وہ شیخ احمد کی آواز تھی، جن کو حضرت مجدد الف ثانی ؒ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ (ترجمہ انگریزی)[1]

حضرت مجدد نے اکبر کے ایک قومی نظریہ کے خلاف دو قومی نظریہ پیش کیا اور یہ بتایا کہ کفر و اسلام دو علیحدہ حقیقتیں ہیں جو کسی طرح یکجا نہیں ہوسکتیں۔ اس سلسلے میں آپ نے بہت سے مکتوبات تحریر فرمائے[2] آپ کی کوششیں دورِ جہانگیری میں بارآور ہوئیں اور جہانگیر نے امورِ مذہب و سیاست میں مشورے کے لئے علماء کا ایک کمیشن مقرر کیا۔[3]

اس کے بعد دورِ شاہجہانی اور پھر دورِ عالمگیری میں حضرت مجدد کی مساعی نے اپنا رنگ

---

[1] اے شارٹ ہسٹری آف ہندوپاکستان، مطبوعہ کراچی، ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۰ء، ص ۲۹۸

[2] مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۶۵ - ۸۱ - ۱۶۳ -

[3] مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۵۳، بنام شیخ فرید بخاری -

دکھایا ـــــ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے دَورِ عالمگیری کو حضرت مجدد کی مساعی کا نقطۂ عروج قرار دیا ہے[1] ـــــ اور اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے ـــــ حضرت مجدد کی سیاسی تعلیمات کے اثرات آنے والی چار صدیوں پر بہت گہرے پڑے ـــــ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے لکھا ہے :۔

شیخ کے اثرات مغرب میں افغانستان، وسط ایشیا اور سلطنت عثمانیہ تک اور مشرق میں ملایا اور انڈونیشیا تک پھیل گئے[2] (ترجمہ انگریزی)

چودہویں صدی ہجری میں امام احمد رضا خاں بریلوی اور ڈاکٹر محمد اقبال[3] نے حضرت مجدد کے دو قومی نظریہ کے احیاء کے لئے سخت جدوجہد کی ـــــ اس صدی میں دوسرے علماء نے بھی کوششیں کیں مگر ان کی کوششیں مصلحتوں کا شکار ہو کر ایسے نشیب و فراز سے گزریں کہ مؤرخ کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ یہ کوششیں خالص اسلام کے لئے تھیں یا مطلق آزادی کے لئے ـــــ بہرکیف گیارہویں صدی ہجری میں حضرت مجدد ہی وہ بطل جلیل نظر آتے ہیں جنھوں نے اسلام اور نظامِ مصطفےٰ کا نعرہ لگا کر خوابیدہ قوم کو بیدار کیا اور ایک نئی روح پھونک دی ـــــ ڈاکٹر حفیظ ملک نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے ۔

فی الحقیقت آنے والی نسل کو شیخ احمد نے بے حد متاثر کیا ـــــ ان کا نعرہ تھا "چلو چلو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلو!" ـــــ مذہبی اور سیاسی حیثیتوں سے یہ

---

[1] اشتیاق حسین قریشی، مقدمہ ہسٹری آف فریڈم مومنٹ، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ۱۹۵۷ء، ص ۲۰

[2] اشتیاق حسین قریشی، مسلم کمیونٹی آف انڈو پاکستان، ص ۱۵۲۔

[3] کلیاتِ اقبال کے نام سے اقبال کے فارسی کلام کا مجموعہ ایران شائع ہوا ہے جس کا دیباچہ احمد سروش نے لکھا ہے۔ اس دیباچے میں انھوں نے برصغیر پاک و ہند کو صرف ہند کے نام سے یاد کیا ہے اسلام اور ہندوازم کو ایک قرار دیا ہے اور ہندوازم کو دینِ حق سے تعبیر کیا ہے (معاذ اللہ) ـــــ مسٹر گاندھی کو گاندھی بزرگ کے نام سے یاد کیا ہے اور اس کے آگے سرنیاز خم کیا ہے ـــــ ص شش ـــــ یہ بات سخت حیرت ناک ہے کہ کلامِ اقبال پر دیباچہ لکھنے والا فکرِ اقبال سے اتنا دور ہے (مسعود)

نعرہ نہایت ہی دُور رس نتائج کا حامل ہوا ـــــــ ان کی تعلیمات نے معاصر فکر مسلم کو بنیادی طور پر متاثر کیا اور ہندوستان میں مسلم حکومت کو لادینی بنانے کی مخالفت کی ہے[1]

ہندوستانی مسلم معاشرے اور معیشت کی اصلاح کے لئے بھی حضرت مجدد نے بھرپور کوشش کی۔ آپ کے مکتوبات شریف اور دوسری تصانیف کے مطالعہ سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے[2]

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے مذہب و سیاست اور معاشرت کی اصلاح کے لئے جو جدوجہد فرمائی اس کو مختلف ادوار پر تقسیم کیا جا سکتا ہے ۔ مثلاً

(الف) دور اکبری ۱۰۰۰ھ/۱۵۹۱ء تا ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۵ء

(ب) دور جہانگیری ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۵ء تا ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء

- قید جہانگیری سے پہلے ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۵ء تا ۱۰۲۷ھ/۱۶۱۸ء
- قید جہانگیری کے بعد ۱۰۲۷ھ/۱۶۱۸ء تا ۱۰۲۸ھ/۱۶۱۹ء
- جہانگیر کے لشکر میں ۱۰۲۸ھ/۱۶۱۹ء تا ۱۰۳۳ھ/۱۶۲۳ء
- جہانگیر کے لشکر سے رہا ہونے کے بعد ۱۰۳۳ھ/۱۶۲۳ء تا ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء

اکبر کا آخری دَورِ حکومت حضرت مجدد کی اصلاحی اور تبلیغی مساعی کا نقطۂ آغاز ہے ـــــ جہانگیری دَور میں یہ مساعی تیز تر کر دی گئیں ـــــ پھر اسی دَور میں قلعہ گوالیار میں آپ کی نظر بندی نے آپ کی اصلاحی کوششوں کے اثرات کو عوام و خواص اور حکومتِ وقت میں دیرپا اور مستحکم بنا دیا ۔ ـــــ حضرت مجدد کی اسیری (۱۰۲۷ھ تا ۱۰۲۸ھ) اسلامی نظام حکومت کے لئے رحمت بن گئی اور پُرخار وادیاں صاف ہو گئیں[3]

---

[1] ڈاکٹر حفیظ ملک، مسلم نیشنلزم ان انڈیا اینڈ پاکستان، مطبوعہ واشنگٹن ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء، ص ۵۵

[2] مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب ۱۶۳، ۱۹۱ ـ

[3] حضرت مجدد کی اسیری پر بحث کرتے ہوئے بعض حضرات نے مہابت خاں کی بغاوت کا اصل (باقی صفحہ ۴۳ پر)

حضرت مجدد اپنی اسارت کے تینوں ادوار میں منزلِ مقصود کی جانب رواں دواں نظر آتے ہیں، یعنی نظر بندی (۱۰۲۸ھ تا ۱۰۲۹ھ) جبکہ آپ ایک سال قلعہ گوالیار میں قید رہے ــــــ دورِ پابندی (۱۰۲۹ھ تا ۱۰۳۳ھ) جب آپ تقریباً پانچ سال جہانگیر کے لشکر میں رہے ــــــ دورِ زباں بندی (۱۰۳۳ھ تا ۱۰۳۴ھ) جب آپ تقریباً چھ ماہ اپنی خانقاہ (سرہند شریف) میں خلوت گزیں رہے اور آخر اسی خلوت گزینی میں ۲۹ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ کو وصال فرمایا [۱]

حضرت مجدد نے اسلام کے لئے اپنا تن من دھن سب کچھ لٹا دیا۔ ایک عزیمت پسندی کی ایسی شاندار مثالیں پیش کیں جس سے مردہ دل زندہ ہو گئے اور ایک عظیم انقلاب آگیا ــــــ بادشاہ کے حضور سجدہ تعظیمی (زمین بوس) موقوف کر دیا گیا، گائے کی قربانی عام ہو گئی اور سب سے پہلے خود جہانگیر نے قلعہ کانگڑا میں حضرت مجدد کی موجودگی میں گائے ذبح کرائی [۲] شراب پر پابندی لگادی

(باقی ص۲۲ سے آگے) محرک اسی اسیری کو قرار دیا ہے مثلاً

(۱) ایس۔ ایف۔ محمود۔ اے شارٹ ہسٹری آف اسلام، مطبوعہ کراچی، ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء، باب ۱۳، ص ۵۴۴

(۲) ڈاکٹر غلام جیلانی برق: فلسفیانِ اسلام، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء، ص ۲۷۷

(۳) جی الانا: آور فریڈم فائٹرس مطبوعہ کراچی، ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء، ص ۲۸ وغیرہ وغیرہ

تاریخی اعتبار سے یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی کیونکہ حضرت مجدد کی اسارت اور مہابت خاں کی بغاوت میں کئی سال کا تفاوت ہے، صاحبِ روضۃ القیومیہ (مخطوطہ، مکتوبہ ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء مدینہ منورہ) ابو الفیض کمال الدین محمد احسان نے بہت سی باتیں غیر معتبر لکھ دی ہیں، یہ بات بھی وہیں سے لی گئی ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ مہابت خاں حضرت مجدد کا معتقد تھا اور ممکن ہے حضرت مجدد کی اسارت کا جذبہ کئی سال بعد جوش میں بعد آیا، جو خود جہانگیر کی اسارت پر منتج ہوا۔ (مسعود)

[۱] بدرالدین سرہندی: وصال احمدی، مطبوعہ سیالکوٹ، ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء، ص ۱۸

[۲] تزکِ جہانگیری، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء، ص ۶۹۸

گئی اور بے شمار اصلاحات ہوئیں۔

بلاشبہ حضرت مجدد کی انتھک جدوجہد سے مذہبی سطح پر اسلام، سُنیت اور حنفیت کو فروغ ہوا ——— سیاسی سطح پر اسلامی حکومت کا قیام ممکن ہوا ——— روحانی سطح پر تصورِ وحدۃ الوجود کی غلط تعبیرات سے جو ہلاکت پھیل رہی تھی تصورِ وحدۃ الشہود نے اس کا موثر دفاع کیا اور ناقابلِ فہم کو عام لوگوں کے لئے قابلِ فہم بنا دیا گیا ——— اس طرح ہر سطح پر فکرِ مسلم کی اصلاح کر کے ایک عظیم انقلاب برپا کیا گیا، اسی لئے اقبالؔ نے اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے برملا کہا ہے :-

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

اکبری حکومت جس روش پر جا رہی تھی اس سے یہ اندازہ لگانا آسان ہے کہ مسلمانوں کا مستقبل کیا ہوتا، شاید اسلامی حکومت کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوتا۔[۲]

حضرت مجدد نے جس سیاسی گھٹن اور جاہ و جلالِ اقتدار کے ہوتے شاہانِ وقت پر تنقید کی، وہ انھیں کا حصہ تھا، اُس نازک دور میں حکومت یا سربراہانِ حکومت پر تنقید کرنا اتنا آسان نہ تھا جتنا آج آسان ہے ——— ذرا ذرا سی باتوں پر تختۂ دار پر چڑھا دیا جاتا تھا، بلکہ اکبر کے متعلق مؤرخین نے لکھا ہے

---

[۱] (ا) علی اکبر اردستانی : مجمع الاولیا، مخطوطہ لندن، ۱۰۴۳ھ/ ۱۶۳۳ء، ورق ۴۴۳
(ب) تزکِ جہانگیری، ص ۶۵۶، ۶۹۶ -

[۲] یہ بات کتنی تکلیف دہ اور المناک ہے کہ چودھویں صدی ہجری میں بعض علمار اسلام نے وہ انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی جو مطلوب و مقصودِ اکبر تھا جس کے لئے حضرت مجدد نے اپنی عمرِ عزیز قربان کر دی ——— امام احمد رضا خاں بریلوی نے علمار کی لاج رکھ لی اور پوری قوت سے اس مشن کے لئے کام کیا جو حضرت مجدد کا مقصود و مطلوب تھا اور بالآخر پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔ (مسعود)
(میاں عبدالرشید : اسلام ان انڈو پاک سب کونٹیننٹ، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۶۷)

کہ اپنے مخالفین کو اپنے ہاتھ سے زہر دے کر تڑپا تڑپا کر مار دیا کرتا تھا[1] ـــــــ ایسے خطرناک حالات میں جان جوکھوں میں ڈال کر اسلام کے لیئے قدم بڑھانا کوئی آسان کام نہیں تھا بہت اہم کام تھا، بہت مشکل کام تھا۔ پاک و ہند کے مصلحین میں یہ فخر صرف حضرت مجددؒ کو حاصل ہے کہ انہوں نے اسلام کی خاطر اپنا عیش و آرام، مال و دولت، آل اولاد اور جان تک کی بازی لگا دی ـــــــ مومنانہ بصیرت کے ساتھ سرگرم عمل ہوئے اور چند برسوں میں وہ انقلاب آگیا جو دیدنی بھی ہے اور شنیدنی بھی۔

حضرت مجدد کے اصلاحی اور تجدیدی کارناموں پر بعض حضرات نے تنقید بھی کی ہے[2] مگر یہ غلط فہمی معاصر تاریخ پر ڈھیلی گرفت کا نتیجہ ہے ـــــــ حضرت زید ابوالحسن فاروقی دہلوی نے حال ہی میں ایک کتاب "حضرت مجدّد اور ان کے ناقدین" دہلی سے شائع کی ہے۔ اس سلسلے میں اس کا مطالعہ مفید ہوگا۔

---

[1] نکولس مینوکی: فسانۂ سلطنتِ مغلیہ، مترجمہ سید مظفر علی، مطبوعہ آگرہ ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء، ص ۱۳۰

[2] ملاحظہ فرمائیں:-

(الف) سید معین الحق: معاشری اور علمی تاریخ، مطبوعہ کراچی، ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء ص ۳۱۹

(ب) فیض عالم صدیقی۔ اختلافِ امت کا المیہ، حصہ دوم، ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء، ص ۴۸۳

نوٹ (۱) ڈاکٹر شیخ محمد اکرام نے اپنی تصنیف رود کوثر میں غیر مورخانہ باتیں لکھی تھیں۔ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں صاحب نے جن کا مورخانہ تعاقب کرتے ہوئے ایک محققانہ کتاب "حضرت مجدد الف ثانی ـ ایک تحقیقی جائزہ" (کراچی ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء) پیش کی۔

(۲) ایک بزرگ نے حضرت مجدّد کی تعلیمات کو افیون سے تعبیر کیا ہے اور یہ خیال نہیں فرمایا کہ جو کام وہ تیس چالیس برس میں نہ کر سکے حضرت مجدد نے وہ کام چند برسوں میں کر دیے اور آنے والی صدیوں کو اتنا متاثر کیا کہ مصلح کسی نہ کسی انداز میں متاثر نظر آتا ہے۔

(۳) ممبر یونیورسٹی یروشلم میں اسلامک کلچر کے لیکچرر ڈاکٹر یوحنا فریڈمین نے انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز میکگل یونیورسٹی (کینیڈا) سے حضرت مجدد پر ڈاکٹریٹ کیا ہے۔ انہوں نے شیخ احمد سرہندی کے عنوان سے انگریزی میں ایک مقالہ پیش کیا جو ۱۹۷۱ء میں لندن میں طبع ہوا (باقی صفحہ ۲۶ پر)

حضرت مجدد کی باقیاتِ صالحات میں اولادِ امجاد، تصانیف اور خلفاء یادگار ہیں ــــ

ــــ اولاد میں سات صاحبزادے ہوئے جن میں سے پانچ حضرت مجدد کی حیات ہی میں انتقال کر گئے، باقی دو صاحبزادگان حضرت خواجہ محمد سعید (م ۱۰۷۰ھ/۱۶۶۰ء) اور حضرت خواجہ محمد معصوم (م ۱۰۷۹ھ/۱۶۶۸ء) نے بڑا نام پیدا کیا ــــ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے ان دونوں صاحبزادگان سے گہرے مراسم تھے[1] ــــ بلکہ حضرت عالم گیر، خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ سے شرفِ بیعت رکھتے تھے[2] ــــ ایک اور موقع پر خواجہ موصوف نے عالم گیر کی درخواست پر اپنے صاحبزادے خواجہ سیف الدین (م ۱۰۹۶ھ/۱۶۸۴ء) کو عالم گیر کے اصلاحِ باطن کے لئے لال قلعہ، دہلی بھیجا جہاں انھوں نے قیام فرما کر عالم گیر کی روحانی تربیت فرمائی[3] حضرت اورنگ زیب عالمگیر کا پورے

(صفحہ ۲۵ سے آگے) اس کی قیمت تقریباً ۱۰ ڈالر (سو روپے) ہے۔ محترم بشیر احمد خاں صاحب کی عنایت سے لندن سے راقم کو یہ مقالہ وصول ہوا۔

اس مقالے میں فریڈمین نے حضرت مجدد کے بارے میں منفی اندازِ فکر اختیار کیا ہے۔ اکبری پالیسی کے خلاف حضرت مجدد کی مساعی، پھر جہانگیری، شاہجہاں اور آخر میں اورنگ زیب عالم گیر پر آپ کے اور آپ کی تعلیمات کے اثرات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی غیر مؤرخانہ کوشش کی ہے کہ دوسرے مؤرخین نے اس بارے میں جو مثبت اندازِ فکر اختیار کیا ہے صحیح نہیں ــــ سترھویں صدی عیسوی میں حضرت مجدد کے خلاف جو کچھ لکھا گیا، فریڈمین نے اس کو بھی ابھارا ہے اور یہ بتایا ہے کہ حضرت مجدد کو جو عالمی، سیاسی اور روحانی پیشوا بنا کر پیش کیا جا رہا ہے، یہ خیال بیسویں صدی عیسوی کی پیداوار ہے۔ راقم کے خیال میں بنیادی طور پر یہ مقالہ ان اثرات کو زائل کرنے کے لئے لکھا گیا ہے جو گذشتہ تیس برسوں میں حضرت مجدد پر شاندار کام کے نتیجے میں مرتب ہوئے۔ کینیڈا کی مک گل یونیورسٹی میں اسی قسم کے کام ہوتے ہیں (مسعود)

[1] ملاحظہ فرمائیں (ا) مکتوباتِ سعیدیہ، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء
(ب) مکتوباتِ معصومیہ، مطبوعہ لکھنؤ، ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء

[2] محمد امین: مقاماتِ احمدیہ و ملفوظاتِ معصومیہ، ص ۱۰۸

[3] (ا) مکتوباتِ معصومیہ، دفتر سوم، مکتوب ۲۲۷، (ب) مستعد خان: ماثرِ عالم گیری، مطبوعہ کلکتہ ۱۲۸۷ھ/۱۸۷۰ء، ص ۸۴

عالم اسلام پر احسان کیا ہے کہ انہوں نے نظام مصطفےٰ نافذ کیا اور دو لاکھ کے خرچ سے فتاویٰ عالمگیری مرتب کرائی جو آج بھی فقہ حنفیہ کا ایک عظیم ماخذ ہے اور خانوادۂ مجددیہ کا عالمگیر پر احسان ہے اس لئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ حضرت مجدد اور ان کے اخلاف کا عالم اسلام پر احسان ہے ——

خاندانِ مجددیہ اور عالمگیر کے تعلقات پر بحث کرتے ہوئے ڈاکٹر شیخ محمد اکرام نے لکھا ہے:

تاریخی حیثیت سے اورنگ زیب اور حضرت مجدد کے خاندان کے درمیان حتمی طور پر روابط تھے اور یہ حقیقت قابلِ توجہ ہے کہ قریباً وہ تمام اقدامات جو اورنگ زیب کی مذہبی پالیسی سے متعلق تھے حضرت مجدد نے اپنے مکتوبات میں ان سب اقدامات کی پُر زور تبلیغ و تلقین فرمائی تھی[1] (ترجمہ انگریزی)

حضرت مجدد کی تصانیف میں ان کے فارسی مکتوبات شریف زیادہ مشہور ہوئے، یہ تین جلدوں پر مشتمل ہیں اور علوم و معارف کا خزینہ ہیں۔ ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء میں ان کا عربی ترجمہ مکہ مکرمہ سے شائع ہوا۔ فارسی اور اردو ترجمہ کے متعدد ایڈیشن پاکستان و ہندوستان اور ترکی سے شائع ہو چکے ہیں

مکتوبات شریف کے علاوہ مندرجہ ذیل تصانیف آپ سے یادگار ہیں۔

اثبات النبوۃ، مبداء و معاد، مکاشفات غیبیہ، معارفِ لدنیہ، رد الرفضہ، شرح رباعیاتِ خواجہ بیرنگ، رسالہ تعیین ولا تعیین، رسالہ مقصود الصالحین، رسالہ در مسئلہ وحدۃ الوجود، آداب المریدین، رسالہ جذب و سلوک، رسالہ علمِ حدیث وغیرہ وغیرہ۔

حضرت مجدد کی بیشتر نگارشات کی حیثیت خالص تخلیقی ہے۔ ایسی تخلیق بقول اقبال جس کا انگریزی میں ترجمہ نہیں کیا جاسکتا اور انگریزی زبان باایں ہمہ وسعت و ہمہ گیری ایسے الفاظ سے خالی ہے جو افکار مجددیہ کی ترجمانی کر سکیں[2] —— حضرت مجدد کے خلفاء کی تعداد بھی کم نہیں، خلفاء میں صاحبزادگان کے علاوہ یہ حضرات زیادہ مشہور ہیں: خواجہ محمد ہاشم کشمی، خواجہ میر محمد نعمان برہانپوری

---

[1] محمد اکرام: ہسٹری آف مسلم سولائزیشن ان انڈیا اینڈ پاکستان، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء، ص ۲۷۱۔

[2] تشکیل جدید الٰہیات، مطبوعہ لاہور ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۰ء، ص ۲۹۸، ۲۹۹

مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی، شیخ محمد طاہر لاہوری، شیخ آدم بنوری، شیخ بدرالدین سرہندی وغیرہ۔

حضرت مجدد کے عہد مبارک سے لے کر آج تک بے شمار علماء و صوفیہ نے آپ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے[1] لیکن دور جدید کے قارئین کے لئے عقیدت مندوں کا خراج عقیدت پیش کرنا زیادہ وزن نہیں رکھتا، اس لئے یہاں صرف ان حضرات کے تاثرات پیش کئے جاتے ہیں جنہوں نے حضرت مجدد کو تاریخ کے آئینے میں دیکھا ہے، جو عقیدت مند وارادت مند نہیں بلکہ مؤرخ و محقق ہیں۔

(۱) مشہور مؤرخ و محقق ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی لکھتے ہیں۔

جہانگیر کے دور حکومت میں شیخ احمد سرہندی المعروف بہ مجدد الف ثانی آگے آئے، آپ کی مسلسل کوششوں سے تحریک احیائے دین کا آغاز ہوا، چنانچہ اس انقلاب و تبدیلی کے نتیجے میں سیاسی سطح پر جو کوششیں کی گئیں وہ اکبر، جہانگیر، شاہجہاں اور اورنگ زیب عالمگیر کے درباروں کی بدلتی فضا میں مطالعہ کی جا سکتی ہیں ـــــ اکبر بادشاہ آزاد خیالی اور الحاد کا نقطہ عروج تھا، جہانگیر کی تخت نشینی سے اس آزاد خیالی کا زوال شروع ہوتا ہے۔ شاہجہان اگرچہ ایک پارسا سنی مسلمان تھا

---

[1] ملاحظہ فرمائیں (ل) زبدۃ المقامات، مطبوعہ کانپور، ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء، ص ۲۱۸۔

(ب) شاہ غلام علی:۔ مکاتیب شریفہ، مکتوب اول، مطبوعہ لاہور، ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۱ء۔

(ج) شاہ غلام علی:۔ ایضاح الطریقہ، مطبوعہ لاہور، ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء، ص ۵۶۔

(د) قاضی ثناء اللہ:۔ ارشاد الطالبین، مطبوعہ لاہور، ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۱ء، ص ۳۔

(ھ) رحمان علی: تذکرہ علماء ہند، مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء، ص ۱۱۔

(و) غلام علی آزاد بلگرامی: سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۵ء، ص ۴۷۔

(ز) حبیب الرحمٰن خاں شروانی: قرۃ العین، مطبوعہ حیدرآباد دکن، ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء

(ح) صدیق حسن خاں: تقصار الجیود الاحرار، مطبوعہ بھوپال ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰ء، ص ۱۱۱، ۱۱۲۔

(ط) صدیق حسن خاں: ریاض المرتاض، ص ۱۲۱، ۱۲۲

(ی) ابوالکلام آزاد: تذکرہ، مطبوعہ لاہور ص ۲۵۵، ۲۵۶۔

اور دربار میں کسی قسم کی مذہبی ڈھیل برداشت نہیں کرتا تھا، تاہم اس نے غیر سنیوں کو بھی مطمئن رکھا، اورنگ زیب عالمگیر سنیوں کا نشان نصرت تھا۔[1] (ترجمہ انگریزی)

(۲) ڈاکٹر محمد لیسین مغل سیاست پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

دورِ جہانگیری کی تاریخ لکھتے وقت اگر مغل سیاست پر حضرت مجدد کے اثرات کا کوئی ذکر نہ کیا جائے تو اندیشہ ہے کہ یہ تاریخ ہی نامکمل رہے۔[2] (ترجمہ انگریزی)

(۳) ڈاکٹر شیخ محمد اکرام مغل سیاست و حکومت کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بلاشبہ یہ کہنا زیادہ غلط نہ ہوگا کہ دورِ اکبری سے لے کر دورِ عالمگیری تک حکومت کی مذہبی پالیسیوں میں جو نشیب و فراز آتے رہے وہ بڑی حد تک حضرت مجدد اور آپ کی تعلیمات ہی کی وجہ سے آئے۔[3] (ترجمہ انگریزی)

(۴) ڈاکٹر حفیظ ملک، ڈاکٹر اقبالؒ پر حضرت مجدد کے اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

شیخ (احمد سرہندی) کی عظمت اور جہانگیر بادشاہ کے سامنے سجدۂ تعظیمی سے آپ کے انکار کو ڈاکٹر اقبالؒ نے بہت سراہا ہے ـــــــ مسلمانوں کے لئے آپ نے جو خدمات انجام دیں اُن کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے اقبال نے آپ کو ہندوستان میں ملتِ اسلامیہ کا روحانی نگہبان و پاسبان قرار دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ جو خطرات اکبر بادشاہ کی مذہبی اور سیاسی بدعات و اختراعات میں پوشیدہ تھے اللہ نے اس سے آپ کو بروقت آگاہ اور خبردار کر دیا۔[4] (ترجمہ انگریزی)

(۵)۔ مشہور محقق پروفیسر عزیز احمد، برصغیر پاک و ہند میں حضرت مجدد کی اسلامی خدمات کو سراہتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

---

[1] اشتیاق حسین قریشی: مقدمہ ہسٹری آف دی فریڈم مومنٹ، جلد اول، مطبوعہ کراچی ۱۳۷۶ھ/۱۳۵۷ء، ص ۲۰۔

[2] محمد لیسین: اے سوشل ہسٹری آف اسلامک انڈیا، مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸ء، ص ۱۴۴ حاشیہ۔

[3] ایس ایم اکرام، مسلم سویلیزیشن ان انڈیا اینڈ پاکستان، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء، ص ۲۷۰۔

[4] حفیظ ملک، مسلم نیشنلزم ان انڈیا اینڈ پاکستان، مطبوعہ واشنگٹن ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء، ص ۵۴، ۷۵۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کی نگارشات اور آپ کے اثرات نے ہندوستان میں اسلام کے انتشار اور الحاد کو روکا۔ آپ نے مذہب کی حرکیت اور تصوف کی باطنی قوت کو دوبارہ مجتمع کیا ——— اسلامی ہند میں مذہبی متصوفانہ فکر اسلامی کے سلسلے میں آپ کی خدمات نہایت ہی نمایاں اور ممتاز ہیں۔[۱] (انگریزی ترجمہ)

(۶) جمیل احمد، حضرت مجدد کے بارے میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے خراج عقیدت کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

امام الہند، شاہ ولی اللہ دہلوی نے اپنی تصنیف کلمات۔ طیبات میں آپ کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ نے اسلامی فکر میں بہت سی ناہمواریوں کو درست فرمایا، آپ باطنی رہنمائی کے لئے مثالی نمونہ تھے اور آپ نے بہت سے حقائق مخصوصہ کو واشگاف فرمایا[۱]
(ترجمہ انگریزی)

(۷) ڈاکٹر زبید احمد لکھتے ہیں :-

شیخ احمد سرہندی کو بجاطور پر مجدد الف ثانی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ نے دوسرے ہزار کے مسلمانوں میں ایک نئی روح پھونکی اور نہایت کامیابی کے ساتھ اکبر اعظم کی ملحدانہ سرگرمیوں کا مقابلہ کیا۔[۲] (ترجمہ انگریزی)

قیوم اول
حضرت شیخ احمد مجددِ الفِ ثانی سرہندی رضی اللہ عنہ

دیباچہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہِ الطَّیِّبِیۡنَ الطَّاھِرِیۡنَ اور حضرت قیوم اربعہ کی ارواحِ قدسیہ پر اللہ تعالیٰ کی بے انتہا رحمتیں نازل ہوں۔ ان میں سے

حضرت قیوم اوّل امام اولیاء امت، راہنما صوفیاء ملت، خزینۃ الرحمۃ، محبوب صمدانی، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ؎

بملک اولیا چوں او نزادہ | محمد ثمرہ چوں او ندادہ
زتجدیدش حدیثِ کہنہ نو شد | کسے داند کہ در عشقش گرو شد
ہزار اندر چمن دستان گذاراست | کہ ایں گل رونق باغ ہزار است
ہمہ پیراں[1] بنزدش طفل راہ اند | چو من لب تشنۂ نیمے نگاہ اند

قیوم دوم۔ حضرت امام محمد معصوم قطب الہدیٰ عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ (فرزندِ ارجمند حضرت مجدد الف ثانی)

زہے عزت کہ رب العزتش داد | کہ برسر تاج قیومیتش بنہاد

---

[1] مراد ہمہ پیراں سے پیران آں زماں ہے۔

جہاں قائم باو او با خدا وند | ز خود بگستہ با حق کرد پیوند
کرم شد منصب قیومی اورا | علم شد نام در معصومی اورا

قیوم سوم :- امام حزب اللہ حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں خلف الصدق حضرت خواجہ محمد معصوم)

امام اولیاء شاہ ولایت | رئیس اصفیاء ماہ امامت
چناں روشن ز روے انور او | سر خورشید یک خشت در او
فقیران در تش شاہان درویش | شکوہ مملکت را راندہ از پیش

قیوم چہارم :- حضرت پیر دستگیر قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان اولیاء خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں (فرزند اکبر شیخ ابو العلی و نبیرہ حضرت خواجہ محمد نقشبند)

آں اختر رابع سموات | خورشید نہایت ولایات
آں شاہ طریقت معظم | آں ماہ شریعت مکرم !
آں خاتم مظہر محمد | اتمام کمال دین احمد
آں صدر امامت و ولایت | آں بدر خلافت جلالت
سلطان خلافتش وظیفہ | بر تخت خلیفہ بن خلیفہ

ان حضرات کی اولاد کرام اور خلفائے عظام پر بحق نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بے پناہ رحمتیں نازل ہوں ؛

اس مختصر حمد و نعت کے بعد مسکین ابو الفیض کمال الدین محمد احسان بن حضرت شیخ حسن احمد بن حضرت شیخ محمد ہادی بن امام الطریقت مروج الشریعت حضرت شیخ محمد عبید اللہ بن حضرت عروۃ الوثقیٰ امام محمد معصوم بن حضرت خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم ، ناظرین کی خدمت میں عرض گذار ہے کہ اسلام کے یہ چار برج اور دین کے یہ چار رکن اپنے کمالات کی

وسعتوں کی وجہ سے احاطۂ تحریر سے باہر ہیں۔ زبان کی کیا مجال کہ ان کے جمال کے اوصاف بیان کر سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسم ذاتی کے چاروں حرف ان کے کمالات کی نشان دہی کرتے ہیں۔ اللہ اور رحمٰن اللہ تعالیٰ کے اسم ذاتی ہیں۔ ان میں چار چار حرف ہیں۔ محمد اور احمد حبیب خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مخصوص اسماء ہیں۔ ان میں بھی چار چار حرف ہیں۔ اسی طرح اسمائے الٰہی کے اُمّہات یعنی اول و آخر وظاہر و باطن چار ہیں؛ پھر اللہ تعالیٰ کی کتبِ سماوی یعنی توریت و زبور۔ انجیل اور فرقان چار ہیں۔ اور ملائک مقرب بھی چار ہیں۔ نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خلفائے راشدین چار ہیں۔ اصحاب مذاہب مجتہد امام چار ہیں۔ ارکانِ اسلام یعنی کتاب، سنت، اجماع اور قیاس چار ہیں۔ قربِ الٰہی کے مقام یعنی شریعت طریقت حقیقت اور معرفت چار ہیں۔ بیت اللہ شریف کی دیواریں چار ہیں۔ بہشت کی نہریں چار ہیں۔ عناصر تخلیق ہوا۔ پانی۔ آگ اور خاک جن سے مخلوق بنائی گئی چار ہیں۔ پروردگار کے اسماء وصفات میں طریقۂ چار ہونے کا بکثرت ہے۔ بیان کرنا بڑا طویل مفصّل موضوع ہے۔ اس اصول کے مطابق آخری زمانے میں بھی چار ہی شخص پیدا ہونے چاہئیں، جو خدا اور رسول (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے اسماء وصفات کے پورے پورے کمالات کا مظہر ہوں۔ چنانچہ ہماری نگاہ میں وہ چاروں شخص قیوم اربعہ ہیں۔ جن کے اسمائے گرامی اوپر لکھے گئے ہیں۔ اسی مناسبت سے لفظ قیوم میں چار لفظ ہیں۔ اور ان قیوم اربعہ کے اسمائے گرامی میں بھی چار چار حرف ہیں جو کمالاتِ مذکورہ کی اربعیت کے مظہریت پر دلالت کرتے ہیں۔

قیوم اوّل حضرت مجدّد الفِ ثانی کا اسم گرامی احمد ہے۔ جن میں جناب ختم المرسلین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے تمام کمالات بطریق پیروی اور وراثت پائے جاتے ہیں۔ آنجناب کا مبداء تعین اسم رحمٰن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم

سے اپنی تمام رحمت آنجنابؓ کو عنایت فرمائی۔ اور خزینۃ الرحمۃ کا خطاب عطا فرمایا۔
رحمت، رحمٰن اور رحیم میں سے ہر ایک کے چار چار حرف ہیں۔ اسی مناسبت سے
حضور کے منصب یعنی مجدّد میں چار حرف نظر آتے ہیں۔ اسی طرح سے حضرات
قیوم دوم، قیوم سوم اور قیوم چہارم کے اسماء میں بھی چار چار حرف ہیں۔ چوتھے قیوم
کے اسم مبارک میں جو محمد زبیر ہے، چار حرف ہیں۔ چاروں قیوم کے اسما گرامی میں
چار چار حرف کا ہونا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے
کمال کی مظہریت۔ اکملیت۔ اتمیّت اور خاتمیّت پر دلالت کرتا ہے۔ اسی واسطے
حق تعالیٰ نے دین و دنیا کا تمام کارخانہ انہیں مرحمت فرمایا۔ شریعت، طریقت، حقیقت
اور معرفت کو ان سے زیب و زینت حاصل ہوئی۔ اور مجتہدین کے مذہب نے تقویت
پائی۔ اور چاروں خلفا کے کمالات کا رواج ہوا۔

ان کے زمانہ سے پہلے اولیا نے نفاذ شریعت کی طرف پوری توجہ نہیں دی تھی
چنانچہ بعض حضرات تو رقص اور سماع تک کرتے رہے اور اکثر وحدت الوجود کے
قائل تھے۔ — ان چاروں قیوم پر ختم المرسلین علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے خاص کمالات
منکشف ہونے کی اصل وجہ شریعت محمدیہ کی پابندی تھی۔ اس واسطے انہوں نے
شریعت کو تقویت دی اور جو کام شریعت کے خلاف تھے انہیں بند کیا۔

گذشتہ اولیا امت کے کمالات صرف ولایت کے متعلق تھے لیکن قیوم اربعہ
کو کمالات نبوی بھی بدرجۂ انتہا نصیب ہوئے جو ہزار سال کے بعد ظاہر ہوتے ہیں
یہی وجہ ہے کہ اکثر اولیا نے حضرت علی المرتضٰے کرم اللہ تعالیٰ وجہٗ کی بہت تعریف کی
ہے کیونکہ ان اولیا نے حوض حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہٗ کے مقام تک ترقی کی۔

بے شک وشبہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ ولایت کے امام ہیں مگر باقی تین خلفاء
کے مقام کمالات نبوت میں ہیں۔ اگر ان اولیا کو نبوت کے کمالات حاصل ہوتے تو یہ بھی

باقی خلفا کے مقام کی سیر کرتے۔ اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کی طرح ان کی تعریف کرتے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ کمالات نبوت کو پہنچنا تو درکنار یہ حضرات حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے انتہائی مقام تک بہ مشکل رسائی حاصل کر پائے ہیں۔ کیونکہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کو کمالاتِ نبوت بھی پورے طور پر حاصل تھے۔ لیکن ولایت میں سب کے سردار ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اولیائے کرام کے تمام سلسلے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ سے منسوب ہوئے۔

جب کمالاتِ نبوت کا ظہور قیوم اربعہ پر ہوا تو باقی تین خلیفوں کے مقام تک انہوں نے رسائی حاصل کی۔ اس طرح انہیں چاروں خلفا کے مقامات معلوم ہوئے۔ اس لئے انہوں نے چاروں خلفا کی تعریف بڑی شرح و بسط کے ساتھ کی۔ اور دل و جان سے چاروں خلفاء کے جان نثار رہے۔ چونکہ چاروں قیوموں کا سلسلہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے اس واسطے ان پر کمالات نبوت ظاہر ہوئے۔

مجتہدین اربعہ کے چاروں مذاہب کو انہیں سے تقویت ہوئی۔ یہ قوت شریعت کی قوت سے وابستہ تھی۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ قیوم اربعہ سے سنت رسول کے کمالات کس قدر اجاگر ہوئے۔ کسی کی کیا مجال کہ ان کے کمالات کو بیان کر سکے، اور اگر بیان کرے بھی، تو کون ہے جو ان کمالات کو سمجھ سکے۔ بس وہ اپنے کمالات سے آپ ہی واقف ہیں۔

میری دلی خواہش ہے کہ ان بزرگوں، ان کے فرزندوں اور ان کے خلیفوں کے حالات قیوم اوّل حضرت مجدد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر خانوادہ مجددیہ کے آخری فرد تک بیان کروں۔ تاکہ لوگ ان کی احوال کے کمالات سے واقف ہوں۔ اور مجھے دعائے خیر سے یاد کریں۔

تالیف کتاب کی اجازت میں نے اس کتاب کی تالیف کا ارادہ قیوم

چہارم خلیفہ اللہ کے حضور پیش کیا۔ جب آپ سے اس بارے میں گذارش کی کہ اجازت ہو تو اس موضوع پر کتاب تالیف کی جائے تو حضور نے میری التماس و عرض منظور فرماتے ہوئے خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور اس کی تالیف کا حکم دیا۔ چنانچہ چند ایک حصے آپ کے سامنے ہی تیار ہوئے۔ جو آنجناب کی نظر کیمیا اثر سے گذرے۔ بعد ازاں قبلہ زمین و زمان اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ اور ہم مہجوروں کے سینوں میں داغ ہجرت دے گئے۔ آپ کے وصال کے بعد دو سال تک میں اس درجہ غم و الم میں مبتلا رہا کہ قلم پکڑنے کی طاقت نہ تھی۔ قدرے ہوش آیا تو پھر طبیعت اس تالیف کی طرف مائل ہوئی۔ علیہ التکلان والمستعان۔

ترتیب کتاب میں اسلام کے چار ارکان کی مطابقت

رکن اوّل، قیوم اوّل حضرت مجدد الف ثانی، آپ کی اولاد اور خلفاء کے احوال پر مشتمل ہے۔

رکن دوم، حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ، آپ کی اولاد اور خلفاء کے حالات پر مذکور ہے۔

رکن سوم، قیوم ثالث حضرت حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند، آپ کی اولاد اور خلفا کے سوانح قلم بند ہے۔

رکن چہارم، احوال قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ، آپ کے فرزندان اور خلفائے کرام کے تذکار پر حاوی ہے۔ علاوہ ازیں برصغیر کی سلطنت کے اُن حادثات اور واقعات کا ذکر بھی ہے۔ جو ان سے بطور کرامت ظہور میں آئے۔ ان کو اس واسطے مفصل بیان کیا ہے تاکہ اہل زمانہ کو تاریخ سیاست پر صحیح معلومات مل سکیں۔ آنجناب کے زمانے میں جس قدر مشائخ، علماء اور شاعر تھے، ان کے حالات بھی

مجملاً بیان کیئے ہیں۔

وجہ تسمیہ | چونکہ اس کتاب میں قیوم اربع، ان کے فرزندوں اور خلفاء کا بیان ہے اس واسطے اس کتاب کا نام روضۃ القیومیہ رکھا گیا ہے۔

اس کتاب میں جس قدر احوال اور اذکار لکھے گئے ہیں وہ حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے معتبر فرزندوں سے براہِ راست نقل کیئے گئے ہیں حضرت مجدد الف ثانی قیوم اوّل کے حالات دو وسیلوں سے ہم تک پہنچے اور قیوم ثانی و ثالث کے ایک وسیلہ سے۔ چوتھے قیوم کے حالات چشم دید ہیں۔

کتاب کے اکثر حالات حضرت عروۃ الوثقےٰ کے ان نواسوں سے منقول ہیں جنہوں نے آنجناب سے تربیت پائی نیز قیوم رابع اور مولّف کتاب کے والدِ بزرگوار شیخ حسن احمد کی زبانی معلوم ہوئے۔ نیز اُن تاریخی کتابوں سے لیئے گئے جو حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت عروۃ الوثقیٰ اور ان کے فرزندوں کے احوال میں لکھی گئی تھیں. چنانچہ اس کتاب کے مستند ماخذ جو ہمارے زیرِ نظر رہے یا ہمارے ممد و معاون ثابت ہوئے حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ تاریخ حضرات القدس جو حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ ملّا بدر الدین کی تالیف ہے۔

۲۔ تاریخ زبدۃ المقامات برکات احمدیہ جو حضرت مجدد الفِ ثانی کے دوسرے خلیفہ خواجہ ہاشم کشمی کی تصنیف ہے۔

۳۔ تاریخ کواکبِ دُرّیّہ جو میرے جد بزرگوار حضرت امام المحققین شیخ محمد ہادی کی تصنیف ہے اور جس میں پانچ دفتر ہیں۔

۴۔ حجتُ الاحمدیہ یہ بھی میرے جدّ بزرگوار کی تصنیف ہے لیکن اس میں مجمل حالات مندرج ہیں۔

۵۔ تاریخ شیخ محمد شافی الحال جو حضرت قیوم ثانی کے پوتے تھے۔

۶۔ تاریخ سفر احمد جو حضرت قیوم ثانی کے نواسے تھے۔

۷۔ تجدیدیہ یہ بھی میرے جدِّ بزرگوار کی تالیف ہے اس میں آنحضرت کی تجدید الف کا حال خصوصیت سے درج ہے۔

۸۔ نجم الھدٰے یہ بھی میرے جدِّ بزرگوار کی تالیف ہے۔

۹۔ ثمرہ سیجیہ یہ بھی میرے جدِّ بزرگوار حضرت شیخ محمد ہادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تالیف ہے لیکن اس میں مروّج الشریعت کے احوال مفصّل اور دوسرے مشائخ کے مجمل حالات مندرج ہیں۔ علاوہ ازیں

۱۰۔ معصومیہ

۱۱۔ طبقاتِ معصومی

۱۲۔ مقاماتِ معصومی

۱۳۔ یاقوت احمر حسنات حرمین تصنیف حضرت مروّج الشریعت۔

۱۴۔ لطائف مدینہ تالیف شیخ عبدالاحد۔

۱۵۔ مقامات نقشبندی یہ حضرت قیوم ثالث کے فرزند ارجمند حضرت ابوالعلی کی تالیف ہے اور اس میں قیوم ثالث کے احوال مندرج ہیں۔

۱۶۔ مناقب الحضرات جو شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ خواجہ محمد امین کی تالیف ہیں۔

ان کے علاوہ حسبِ ذیل تاریخوں میں ان کے حالات پائے جاتے ہیں۔

۱۔ مرآۃ العالم جو سلطان عالمگیر کے حکم سے محمد رضا نے تالیف کی اور اس میں دس سالہ سلطنت کے حالات قلمبند ہیں۔

۲۔ مرآۃ جہان نما جو محمد بقا نے سلطان عالمگیر کے حکم سے لکھی۔

۳۔ کراماتِ اولیاء
۴۔ سفینۃ الاولیاء } جو شہزادہ داراشکوہ کی تالیفات سے ہیں۔
۵۔ سکینۃ الاولیاء

اب ہم گذشتہ اولیا اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلوک کی اصطلاحات کو بیان کرتے ہیں تاکہ آنجناب اور ان کا باہمی فرق معلوم ہو جائے۔

اصطلاحاتِ سلوک نقشبندیہ مجددیہ

پہلے ہم گذشتہ اولیاء نقشبند کی اصطلاحات کا ذکر کریں گے اور بعد میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصطلاحاتِ مجددیہ کو بیان کریں گے۔ تاکہ دونوں کا فرق معلوم ہو جائے۔

گذشتہ اولیاء نے تین سیریں مقرر کی ہیں یعنی سیر الی اللہ، سیر فی اللہ اور سیر عن اللہ باللہ۔

سیر الی اللہ سے مراد یہ ہے کہ عالم خلق سے عالم امر کی طرف جانا۔ واحدیت اور وحدت سیر الی اللہ میں داخل ہیں۔

سیر فی اللہ احدیت میں سیر کرنا ہے۔

سیر عن اللہ سے مراد احدیت حق سے کثرت خلق کی طرف آنا ہے۔

احدیت سے مراد صفات باری تعالیٰ کی تفصیل ہے۔ جو حقائق ممکنات کے لئے بمنزلہ اعیانِ ثابتہ ہے۔

وحدت سے مراد صفات کا مجمل بیان جو حقیقت محمدی ہے۔

احدیت ذات بحت ہے اور نسبت و اعتبار سے معرا۔

سیر فی اللہ کو سیر نظری قرار دیا گیا ہے۔ نہ کہ سیر قدمی۔ بحت اور احدیت

عالم مثال اور عالم شہادت ہیں۔ پس احدیت۔ وحدیت و واحدیت۔ عالم مثال اور عالم شہادت کو حضرات الخمس کہتے ہیں۔

حضرات الخمس کا باہمی فرق محض اعتباری ہے۔ ورنہ درحقیقت احدیت سے لے کر کثرت خلق تک ایک ہی ذات اور ایک ہی وجود ہے۔

ان اولیاء کے منصب یہ ہیں۔ اوّل قطب الاقطاب۔ اس سے دوسرے درجہ پر فرد پھر غوث اور پھر قطب مدار۔ لیکن وہ غوث اور قطب مدار کو ایک ہی جانتے ہیں۔ چار اوتاد ہیں۔ اور چالیس ابدال۔ ان کے بعد نجباء، نقباء، شرفا اور رجال الغیب کا درجہ ہے۔

اصطلاحاتِ مجدّدیہ

جس چیز کو اولیائے سلف نے سیر الی اللہ، وحدت اور واحدیت مقرر کیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ولایتِ صغریٰ اور اسماء و صفات کا سایہ مقرر فرمایا ہے۔ احدیت کا نام ولایت کبریٰ اور دائرہ اسماء، وصفات جو خلق کی طرف متوجہ ہے۔ رکھا ہے۔ اور سیر فی اللہ کو سیر الی اللہ میں داخل فرمایا ہے۔

جس مقام کا نام گذشتہ اولیاء نے احدیت رکھا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے اوپر اور سولہ مقامات بیان فرمائے ہیں۔ اور ذاتِ احدیت کو ان مقامات سے بھی پرے سے پرے یعنی ماوراء الوراء فرمایا ہے۔

اور وہ مقامات یہ ہیں۔ کہ ولایت کبریٰ کے اوپر ولایتِ علیاء ہے۔ اس ولایت علیا کا تعلق علیم سے ہے اور ولایت کبریٰ کا علم سے۔ یعنی وہ اسم صفت تھا اور یہ اسم ذات، کیونکہ ذات میں دو علم ہیں۔ علم الگ ہے اور علیم جدا۔ ولایت علیا کے بعد کمالات نبوت ہیں۔ کمالات نبوت یعنی علم و قدرت وغیرہ صفات ہیں۔

کمالاتِ نبوت بلحاظ مرتبہ تینوں قسم کی ولایت (صغریٰ۔ کبریٰ۔ علیاء) سے افضل

ہے اور ان کے مقابلے میں تینوں ولایتیں بمنزلہ قطرہ کے ہیں بلکہ کمالات نبوت کا ایک نقطہ سمندر سے بدرجہا بہتر ہے۔

کمالات نبوت کا انتہائی مقام قیومیت، حقیقت کعبہ، حقیقت قرآن اور حقیقت نماز ہے۔ ان کے سلوک کا انتہائی مقام حقیقت نماز ہے۔ حتیٰ کہ ختم المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا انتہائی مقام بھی حقیقت نماز ہے۔ اس کے بعد معبودیت صرف ہے۔ کمالات نبوت کے مقامات بہت ہیں، جن کا یہاں ذکر کرنا باعث طوالت ہے۔

ولایت صغریٰ اولیاء کی ولایت ہے۔ ولایت کبریٰ انبیاء کی ولایت ہے۔ اور ولایت علیا فرشتوں کی ولایت ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس ہزار سال کے عرصہ میں جس قدر اولیا گذرے ہیں، سب کے سب ولایت صغریٰ میں تھے۔ اور اولیاء کے مختلف منصب مثلاً قطب، غوث وغیرہ بھی ولایت صغریٰ میں ہیں۔ ولایت کبریٰ، ولایت علیا اور کمالات نبوت تک ان میں سے کوئی بھی نہیں پہنچا البتہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہ درجے عنایت ہوئے۔ ان کے ہزار سال گذرنے پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ان مقامات کا ظہور ہوا۔ جن اولیاء (مجاذیب ومجانین) نے شریعت کی مخالفت کی ہے، اسی وجہ سے کی ہے کہ وہ کمالات نبوت کو نہیں پہنچے اور مقامات نبوت سے نا آشنا رہے۔

مقام حضرت مجدد الف ثانیؒ

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کے بیٹوں اور خلیفوں کا طریقہ بعینہٖ حضرت ختم المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا طریقہ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولیائے سابقہ کے مقرر کردہ منصبوں کو تسلیم کرتے ہیں لیکن غوث اور قطب میں امتیاز کرتے ہیں۔ ان کے بالمقابل آپ

نے مختلف منصب خود تجویز فرمائے مثلاً خلافت، امامت، سابقیت، خالصیت
مخلصیت، اصالیت اور قیومیت وغیرہ۔

پیغمبر خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد سوائے حضرت مجدد الف ثانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے اور کوئی قیوم نہیں ہوا۔ کیونکہ قیومیت کی خدمت کے لئے
طینت محمدیہ علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا ہونا ضروری ہے۔ آنجناب رضی کے بدن
مبارک کا خمیر طینتِ محمدیہ سے ہی میسر ہوا تھا۔

تمام اولیاء۔ قطب۔ غوث وغیرہ قیوم کے ماتحت ہوتے ہیں۔ چنانچہ
قیومیت کی تعریف اپنے موقع پر کی جائے گی۔

اِن تمام مقامات کا ذکر کشف الحقائق مقاماتِ قیومیت میں مفصل
بیان کیا گیا ہے۔

احوال قیوم اوّل

حضرت مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی

بشارات بعد خبر دادن حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام واولیائے امت بوجود مسعود حضرت مجدد الف ثانی و بیان القاکردن حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نسبت خاص الخاص خود را بحضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، و وصیت کردن جناب نبوت مآب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، را کہ ایں نسبت باہل آں برسانند۔

جب یہ آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا **دین** مکمل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں اور از روئے دین تمہارے لئے اسلام پر راضی ہوا) نازل ہوئی تو حق تعالےٰ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس بات کا اختیار دیا کہ چاہیں تو دنیا میں رہیں چاہیں تو لقائے پروردگار حاصل کریں۔ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم چونکہ اپنی امت کے حق میں بہت کریم تھے اس آیۂ کریمہ کے نازل ہونے پر آپ مغموم ہو گئے۔ کہ کہیں یہ امت میرے بعد مرتد نہ ہو جائے جیسا کہ پہلے انبیاء کی امتیں ہوتی آئی ہیں۔ حالانکہ انبیاء ان میں موجود رہے۔ پھر بھی وہ دین سے پھر گئیں۔ جیسا کہ سامری کا قصہ مشہور و معروف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولِ مقبول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم پر وحی نازل کی کہ یہ امت باقی امتوں سے افضل اور صالح ہے۔ اس امّت کی محافظت کرنے والا میں خود ہوں۔ اس امت کے مشائخ بہ سبب مرتبہ کی بلندی کے جو انہیں میری بارگاہ میں حاصل ہے گذشتہ امتوں کے انبیاء کی طرح ہیں چنانچہ یہ بات قرآنی آیات اور نبوی احادیث سے ثابت ہے۔

قولہ تعالیٰ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (جتنی امتیں آجتک گذر چکی ہیں ان میں سے تم سب سے اچھے ہو)۔ (پ ۴ ع ۳)

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (بیشک ہم ہی نے قرآن اتارا ہے اور بیشک ہم ہی اس کے نگہبان ہیں)۔

نیز پروردگار نے آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے اطمینانِ قلبی کے لئے امت کے تمام حالات سے آنحضرت علیہ الصّلوٰۃ والسلام کو واقف کیا۔ کہ اس قدر اولیأ اور صالح مرد آپ کی امّت سے ہوں گے۔

جب حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے آخری زمانہ پر نگاہ کی تو دیکھا کہ اس زمانہ کے لوگ فسق وفجور اور حق تعالیٰ کی نافرمانبرداری میں غرق ہیں اور عہدِ نبوت سے دُور ہونے کی وجہ سے تمام جہان میں ظلم وستم پھیل جائے گا۔

القائے نسبت خاصہ

جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے پہلے تو یہ دستور تھا کہ ایسے وقت میں کوئی نبی مبعوث ہو کر نئی شریعت لاتا (چونکہ آنحضرت ختم المرسلین والنبیّن تھے) اور حضور صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد کوئی نبی بھی نہیں آنے والا تھا۔ اس لئے آنحضرت علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اپنی نسبت خاص الخاص کو جو آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے کمالات کا منتہا تھی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر القا کی۔ اور انہیں

اس نسبت کا مظہر بنا کر انبیاء کو چھوڑ باقی تمام بنی نوع انسان سے افضل قرار دیا۔ اور ساتھ ہی یہ وصیت کی کہ یہ نسبت اہل امانت کے سپرد کرنا۔ اور ان سے عہد و پیمان لے لینا کہ وہ اس کی پوری پوری محافظت کریں۔ اور جو شخص یہ نسبت کسی اور کے سپرد کرے اس سے بھی یہی عہد و پیمان لے۔ جب ہزار سال کے بعد لوگ فسق و فجور میں مبتلا ہو نگے اور دنیا ظلم و ستم سے پُر ہو جائے گی۔ اور لوگ گمراہی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ ایسے وقتوں میں تو پہلے زمانے میں کوئی پیغمبر اولوالعزم صاحب شرع پیدا ہوا کرتا تھا۔ اور نئے دین کو خلقت میں پھیلاتا تھا لیکن اس امت میں ایک ایسا شخص مبعوث ہو گا جو اس عزیز الوجود نسبت کا وارث کامل ہو گا۔ اور پیغمبر اولوالعزم کا قائم مقام ہو گا جو دین و ملت کو از سر نو تازہ کرے گا۔ کتاب و سنت کو تقویت دے گا۔ اور تمام جہان مشرق سے مغرب تک اس کے وجود کے نور سے منور ہو جائے گا اور مروّجہ بدعت و گمراہی مغلوب اور سرنگوں ہو جائیں گی۔ جہان میں فرحت کے آثار نمایاں ہوں گے۔ لوگوں کو دین اسلام کی لذت آئے گی۔ شرعی احکام جو بدعت کے باعث ملیامیٹ ہو گئے ہوں گے از سر نو نورانیت حاصل کریں گے اور شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت ایک ہو جائیں گی۔ اس عزیز کی ہدایت و ارشاد کا نور اس کے فرزندوں اور خلفا کے ذریعہ قیامت تک قائم رہیگا اور اس عزیز کا طریقہ اور سلسلہ تمام جہان میں پھیل جائے گا۔ اسی واسطے حضور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے اس زمانہ کی بہت کچھ تعریف کی اور اس عزیز کے بارے میں جو اس زمانہ میں اس نسبت علیا کا وارث ہو گا بہت کچھ فرمایا۔ انشاء اللہ عنقریب ہم سب کچھ بیان کریں گے۔

ودیعت خاصہ حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

"آں نسبت را کہ از رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم یافتہ بود بہ سلمان فارسی رض

رضی اللہ تعالیٰ عنہ و رسیدن آں بتدریج بحضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔"

جو نسبت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جناب رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہوئی وہ آپ نے سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر انہیں سونپی۔ اور ان سے عہد و پیمان لیا کہ وہ اس نسبت کی محافظت کریں گے۔ اور جس کے سپرد کریں گے اس سے بھی محافظت کا عہد و پیمان لے لیں گے۔ اور یہی سلسلہ جاری رہے گا۔ حتیٰ کہ اس نسبت کا وارث پیدا ہوگا۔

سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ نسبت حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سپرد کی۔ انہوں نے اپنے نواسے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کی۔ اسی واسطے امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو دفعہ جنا۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اس نسبت کا ظہور رہا۔ بعد ازاں پوشیدہ ہو گئی۔

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ سب سے اچھا زمانہ میرا ہے پھر وہ لوگ ہوں گے جو انحراف سے کام لیں گے اور اسی طرح بتدریج انحراف کرتے جائیں گے۔ ہزار سال بعد پھر اس نسبت کا ظہور ہوا۔ اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ امتی اولها خیرٌ و آخرها خیر فی وسطها کدر میری امت کا شروع اور اخیر دونوں اچھے ہیں اور درمیانی حصہ گدلا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق کا نور

چونکہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے آبائے کرام سے بھی نور حاصل تھا اس لئے وہ نور بھی آپ نے اس نسبت میں ملا دیا اور آپ نے یہ نسبت آولیسیوں کے

طریق کے مطابق سلطان العارفین بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچائی ۔ گو یا یہ نسبت سلطان المشائخ کی پیٹھ پر رکھی گئی ہے اور سلطان المشائخ کا رخ دوسری طرف ہے ۔

سلطان المشائخ سے یہ نسبت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حاصل ہوئی ۔ ان سے شیخ علی فارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ۔ ان سے خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان سے خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ، جو خواجگان کے حلقہ کے سردار ہیں ۔ اس وقت اس نور کا ظہور جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نسبت میں ملا دیا تھا جو خواجہ صاحب پر ہوا ۔

لیکن حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت اسی طرح چھپی رہی ۔ کیونکہ اس نسبت کا وارث اور شخص تھا ۔

خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ نسبت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حاصل ہوئی ۔ ان سے خواجہ محمود الخیر فغنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ۔ ان سے شیخ علی رامینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بطور ودیعت ملی ۔ شیخ علی رامینی رحمۃ اللہ تعالیٰ کو حضرت عزیزاں بھی کہا کرتے تھے ۔ ان سے یہ نسبت مولانا محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ملی ۔ ان سے امیر کلال علیہ الرحمۃ کو ۔ ان سے خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ۔

خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ پر اس نور کا ظہور جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہنچا تھا بدرجہ اتم ہوا ۔

لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت بدستور پوشیدہ رہی کیونکہ اس کے ظہور کا ابھی وقت نہیں آیا تھا ۔

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ نسبت خواجہ علاؤالدین عطار

علیہ الرحمۃ کو، ان سے خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پہنچی۔ یہ درحقیقت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ تھے۔ لیکن انہیں یہ نسبت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل ہوئی تھی۔ ان سے خواجہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو۔ ان سے خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو۔ ان سے مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو۔ ان سے خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اور خواجگی سے بعینہٖ وہ نسبت حضرت خواجہ بیرنگ خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کو بطریق امانت پہنچی۔

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پورے طور پر وہ نسبت ۱۰۰۹ھ ہجری میں اس نسبت کے وارث یعنی قیوم اوّل حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کو پہنچائی۔

نسبت اخص الخاص نبوت اور حضرت مجدد الف ثانیؒ

اس وقت وہ نسبت جو رسولِ خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے کمالاتِ نبوت کا اخص خاصہ تھی حضرت مجدد الف ثانی پر ظاہر ہوئی۔ اور اس نسبت کے وہ علوم و اسرارِ حضرت مجدد الف ثانی پر ظاہر ہوئے جن کا کسی اہل اللہ پہ اب تک پرتو تک نہیں پڑا تھا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے بدعت و گمراہی کو جو اس وقت سارے جہان میں پھیلی ہوئی تھی نیست و نابود کیا۔ شریعت اور طریقت کا جو دَور دَورہ جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عہدِ مبارک میں تھا وہ حضرت مجدد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے عہد میں از سرِ نو تازہ ہوا۔ گذشتہ زمانوں میں ایسے وقت میں کوئی اولوالعزم نبی ہوا کرتا تھا جو دینِ گذشتہ کو منسوخ اور نئے دین کو مروّج کرتا تھا۔ چونکہ اس امت میں منسوخی اور تبدیلی نہیں۔ اس واسطے وہ سابقہ نسبت جو جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے زمانہ میں تھی وہ اس زمانہ میں از سرِ نو تازہ ہوئی اور صحابہ کرام اور مجتہدوں کے بعد

مذہب میں جو ناہمواری داخل ہو گئی تھی اور شرعی امور میں جو علی الاعلان مخالفت رائج ہو گئی تھی، ان سب کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے جڑ سے اکھیڑ دیا۔ اور آنجناب رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کی توجہ اور کوشش سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک روشن ہو گیا۔ اور انشاء اللہ قیامت تک اسی طرح منوّرہ رہیگا۔ حضور رضؓ نے اس وقت طبقۂ صحابہ سے پوری پوری مشابہت پیدا کی۔ اسی واسطے جناب رسولِ خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ہے مثل امتی کمثل المطر لا تدری اولها خیر ام اخرها خیر ؎ میری امت بارش کی طرح ہے، نہیں معلوم اس کا شروع اچھا ہے یا اخیر۔ ؎

بعد الف آں سر مخفی شد جلی از محمد شیخ احمد کاملی

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کو نسبت علیہ حاصل ہونے اور ان احادیث کا ذکر جو آنجناب کے حق میں واقع ہوئیں عنقریب کیا جائے گا۔

حضرت مجدّد الف ثانیؓ کے آباؤ اجداد کے حالات

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نسبت میں شریف ہیں۔ اور شریف اس شخص کو کہتے ہیں جسے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد مادینہ سے شرف ملا ہو۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، چوبیسویں پشت میں امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے ملتے ہیں۔ چنانچہ عنقریب ہی مفصل بیان کیا جائے گا۔

نبی اکرمؐ نے اپنی دعا میں حضرت عمرؓ کو مانگا

ایک روز جناب سرورِ کائنات صلے اللہ تعالےٰ علیہ

وآلہ وسلّم قبیلۂ قریش کے ایک مجمع کے پاس سے گذرے جس میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے آپ کی پیشانی میں ایسا نور مشاہدہ کیا جو دینِ متین کی عزت و نصرت کا موجب ہو سکتا تھا۔ اس واسطے آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے بارگاہِ الٰہی میں التجا کی اللّٰھم اعزالدّین من اسلام عمر بن الخطّاب اے معبود! اس دینِ متین کو عمر بن الخطّاب کے دین اسلام قبول کرنے سے غالب کر۔

یہی وجہ تھی کہ اس آخری زمانہ میں جب کہ دین بہت کمزور ہو چکا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند کے ہاتھ سے اس دین کو عزت حاصل ہوئی۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ حدیث حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وقت کے لیے مخصوص تھی۔ کیونکہ ان سے دینِ متین کو رواج ہوا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں تو کلام نہیں کہ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دین کو پورے طور پہ رواج دیا۔ لیکن اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے اور نتیجہ نکل سکتا ہے کہ چونکہ اس وقت خود جناب رسالت مآب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم موجود تھے اور آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے ہزارہا اصحاب بھی تھے۔ جن میں سے ہر ایک دین کو رائج کر سکتا تھا لیکن اس آخری زمانہ میں جو فسق و فجور سے پُر اور ظلمت و عصیان سے لبریز تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانہ سے ہزار سال دور ہو جانے کے سبب تمام جہان میں بدعت کا اندھیر تھا۔ اسلامی شعار کا کوئی پُرسان حال نہ تھا۔ اس لیے ضروری تھا کہ کوئی ایسا شخص پیدا ہو جو بدعت کو دور کر کے سنتِ نبوی علیہ الصلوٰۃ و السلام کو از سرِ نو تازہ کرے اور اس کے وجود سے دینِ متین منوّر ہو جائے۔ پس اس حدیث کے معنی ایسے شخص کے حق میں زیادہ واضح اور صادق ہیں۔

چونکہ جناب سرورِ کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم تمام گذشتہ اور آئندہ سے

واقف تھے۔ اس لئے آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نورِ نبوت سے معلوم کرلیا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے آخری زمانہ میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جس میں مذکورہ بالا اوصاف ہوں گے۔ اور اس کے وجود سے سارا جہان منور ہوجائیگا اور بدعت مٹ جائے گی۔ اسی واسطے آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں باپ بیٹوں کے حق میں یہ حدیث فرمائی۔

نیز جناب رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فرمایا ہے لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيًّا لَكَانَ عُمَرُ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا بھی تو عمر ہوتا۔

یہ حدیث بھی معنوی طور پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پر صادق آتی ہے کیونکہ ختم المرسلین والنبیین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے پہلے ہر ہزار سال بعد ایک صاحبِ شرع نبی مبعوث ہوا کرتا تھا جو نئے دین اور شریعت کو رائج کیا کرتا تھا اس وقت میں بھی ایک شخص کا ہزار سال بعد پیدا ہونا ضروری تھا جو کمزور شدہ دین کو مضبوط کرتا اور جو کام انبیاء کرام کیا کرتے تھے۔ اس سے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیرو مشرف ہوئے۔

چونکہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات نورِ نبوت کے ذریعہ معلوم تھی اس لئے یہ حدیث دونوں کے حق میں فرمائی۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول يَاۤ اَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اے محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! تیرے لئے اللہ تعالیٰ اور مومنوں میں سے تیرا پیرو کافی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں وارد ہے۔ نیز اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فرمایا ہے تو صرف اس واسطے کہ آنحضرت

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وحی اور کتاب کے موافق دیکھا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل زندگی اور بیان وتحریر عین قرآن اور حدیث کے مطابق رہی۔ ان میں بال بھر کا فرق نہیں۔ برخلاف اس کے بعض دوسرے مشائخ کا طریقہ احکام شریعت کے خلاف نظر آتا ہے۔ چنانچہ بعض وحدت الوجود کے قائل ہیں۔ بعض سماع ونغمہ سنتے ہیں۔ یہ اعمال سراسر کتاب وسنت کے برخلاف ہیں۔ طریقہ مجددیہ میں پہلے کی ترک کو حرام سمجھتے ہیں۔ یہ حدیث بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں صادق آتی ہے۔

میں فرزند فاروق است چوں آب — کنوں نطق از زبانِ او کند آب
سراپا نسخۂ اخلاق فاروق — بہ زہر منقصت تریاک فاروق

حضرت عمر اور نسبت حسن وحسین رضی اللہ عنہم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امیر المومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بیٹے اور خلف الرشید ہیں۔ آپ کی عمر جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت بیس سال کی تھی۔ عابدوں کے رئیس تھے۔ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے حق میں بہت سی حدیثیں فرمائی ہیں چنانچہ صحاح ستہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ آپ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر نیک اختر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نام سے منسوب تھے۔

خیر الانساب کتاب ہے جس میں سادات کے حالات دیئے ہیں۔ اس وصیت کا ذکر بھی ہے جو رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اولاد کو فرمائی۔

اس وصیت کے بعد بڑے محدث ابو جعفر سے منقول ہے کہ اس نے وصیت رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نقل کنندہ ابو نصر بن یحییٰ سے پوچھا فاما العمریۃ فھل یدخلون فی ھٰذہٖ الوصیۃ کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد

بھی اس وصیت میں داخل وشامل ہے؟ تو ابونصر یحییٰ نے کہا ینظر کل من ینسب الی الحسن والحسین و یتصل بہما ید خلون فی ھٰذہ الوصیۃ لانہ کان الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ابنتہ زوجت لولا عمر رضی اللہ عنہما جس شخص کا سلسلہ نسب حسنؓ اور حسینؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملتا ہے۔ وہ اس وصیت میں داخل وشامل ہے۔ چونکہ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر نیک اختر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ارجمند سے منسوب تھی اس لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اس وصیت میں داخل ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نامور اسلاف

خواجہ ناصر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے تابعین سے تھے۔ خواجہ ابراہیم بن ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ بھی تابعین میں سے تھے۔ خواجہ اسحاق بن ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ تبع تابعین میں سے سب سے بڑے تھے مجتہدوں میں بھی آپ کی شان نہایت اعلیٰ تھی۔

خواجہ ابوالفتح بن اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ بھی تبع تابعین میں سے تھے۔

خواجہ عبداللہ واعظ الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ خواجہ ابوالفتح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ اپنے زمانے کے محدثین اور مجتہدین کے سردار تھے۔ وعظ بکثرت کیا کرتے تھے۔ اسی واسطے آپ کا لقب واعظ اکبر ہو گیا۔

خواجہ عبداللہ واعظ اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ واعظ اکبر یعنی خواجہ عبداللہ کے فرزند ہیں۔ علم ظاہری میں آپ کو بھی کمال تھا۔ اس زمانے کے اکثر علماء آپ سے استفادہ کیا کرتے۔ باپ کی طرح آپ بھی وعظ کرتے تھے۔

خواجہ مسعود بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ کو خلفائے بنی عباس نے بڑی منت سماجت سے مکہ سے بلا کر بغداد میں رکھا اور آپ کے بڑے معتقد تھے۔ آپ

نے باطنی استفادہ بارہ اماموں اور اپنے والد بزرگوار سے بھی کیا کرتے تھے۔ کیونکہ اس زمانے تک رسم تھی کہ باطنی استفادہ اپنے والد سے کیا کرتے تھے۔

خواجہ محمود بن سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ نہایت عزیز الوجود تھے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار سے باطنی استفادہ کیا۔ خلیفہ وقت نے آپ کو لشکر کا سردار مقرر کر کے ترکستان کی لڑائی میں بھیج دیا۔ جہاں سے آپ فاتح اور کامیاب ہو کر آئے اور پھر غزنی کا قلعہ جا کر فتح کیا۔ خلیفہ نے اس قلعہ کی حکومت آپ کے سپرد کر دی۔

خواجہ نصیر الدین بن محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد بزرگوار کے بعد آپ قلعہ غزنی کے مالک ہوئے۔ آپ ہمیشہ کابل پر چڑھائی کرتے اور فتحیاب ہو کر آتے۔ حتیٰ کہ آپ نے کابل کو فتح کر کے اسے اپنا دار الخلافہ مقرر کیا اور وہیں رہنے سہنے لگے۔ آج تک ان کی اولاد کابلی کہتے ہیں۔

سلطان شہاب الدین علی معروف بہ فرخ شاہ کابلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ولی عہد خواجہ نصیر الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بیٹے تھے۔ باپ کے بعد تخت سلطنت پر جلوس فرمایا آپ اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سے موصوف تھے۔ آپ ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان میں مذہب اسلام کو رواج دیا۔ اور ہندوؤں کے بتوں کی توہین کی آپ پہلے مسلمان بادشاہ ہیں جو ہندوستان میں آئے۔ آپ نے بت خانوں اور مندروں کو گرا کر مسجدیں تعمیر کرائیں۔ اور ہندوستان کے تمام راجاؤں۔ برہمنوں اور سرکشوں کو تہ تیغ کیا۔ اور تمام ہندوستان پر قابض ہو گئے۔ اور پھر کابل گئے۔ بعد ازاں ایران، خراسان، بدخشاں اور توران پر حملہ کیا۔ اور ایران پر قابض ہو گئے۔ وہاں کا انتظام کر کے آپ کابل لوٹ آئے۔

بعد ازاں آپ مغلوں اور پٹھانوں کے مختلف قبیلوں میں زمین کو تقسیم کر کے ان کی حدیں مقرر کر دیں۔ اور ان سے قسم لی کہ اس حد سے آگے نہیں بڑھیں گے۔ آج تک

مغل اور پٹھان فرخ شاہ کی مقرر کردہ حدود پر قائم ہیں۔

آپ نے آخری عمر میں سلطنت کو ترک کر کے اپنے بڑے بیٹے کو ولی عہد بنایا اور خود گوشہ نشینی اختیار کی۔

آپ کا مزار کابل سے چند ایک فرسخ (تین میل کا ایک فرسخ) کے فاصلہ پر درہ میں ہے۔ جو درہ فرخ شاہ کے نام سے مشہور ہے۔

آپ اس درجہ کے صاحب باطن تھے کہ عین سلطنت میں لوگ آپ سے باطنی استفادہ کیا کرتے تھے۔

خواجہ یوسف بن فرخ شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والد بزرگوار کے سلطنت کو ترک کر دینے کے بعد آپ خلیفہ بنے۔ آپ نہایت عادل اور صالح تھے۔ آپ بھی باپ کی طرح آخری عمر میں کاروبار سلطنت سے سبکدوش ہو گئے۔ اور بیٹے کو اپنا جانشین مقرر کیا آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد سے حاصل کیا۔

خواجہ احمد بن یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اپ نہایت متقی اور صاحب حال بادشاہ تھے۔ باپ کی طرح آپ نے بھی سلطنت چھوڑ دی۔ اور بیٹوں کو بھی اس کے چھوڑنے کا حکم دیا۔ تھوڑا سا اثاثہ اپنے بال بچوں کے لئے رکھ کر باقی تمام مال و اسباب فقیروں میں بانٹ دیا۔ آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد بزرگوار اور شیخ شہاب الدین سہروردی رح دونوں سے کیا۔

خواجہ شعیب بن احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ باپ کے بعد خانقاہ کی خلافت آپ کو ملی۔ آپ نہایت صاحب کشف و تصرف تھے۔

خواجہ عبداللہ بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ اپنے والد کے مرید تھے۔ نیز حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت سے استفادہ کر کے خلافت حاصل کی۔

خواجہ اسحاق بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ مردِ صاحبِ حال تھے۔ اور اپنے والدِ بزرگوار کے مرید تھے۔

خواجہ عبداللہ بن اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ اپنے زمانہ کے متقی تھے۔

خواجہ اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ اپنے زمانے کے بڑے مشائخ میں سے تھے۔ باطنی حصہ آپ نے اپنے والد سے حاصل کیا تھا۔

خواجہ یوسف بن اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ علوم ظاہری اور باطنی دونوں کے جامع تھے اور لوگوں کو دونوں علوم کا فائدہ پہنچایا کرتے تھے۔

خواجہ سلمان بن یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ باپ کے بعد آپ کو خلافت ملی۔ بہت سی خلقت آپ سے مستفید ہوئی۔ آپ حلم، علم، ورع اور تقویٰ سے آراستہ وموصوف تھے۔

خواجہ نصیرالدین بن سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ اپنے زمانے کے جیّد عالم تھے۔ آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد اور مشائخ چشتیہ سے کیا۔

امام رفیع الدین بن نصیرالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ اپنے زمانے کے اعلیٰ مشائخ سے تھے۔ باپ کے بعد خلافت انہیں ملی۔

کہتے ہیں کہ آپ کو چار سو مشائخ سے خلافت ملی۔ سب سے اخیر آپ سید جلال الدین بخاری المعروف بہ مخدوم جہانیاں کے خلیفے بنے۔ آپ بہت مدت سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہے۔ آپ ایسے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان میں سکونت اختیار کی۔ دارالارشاد سرہند کی بنا بھی آپ ہی سے ہوئی۔

دارالارشاد سرہند زاداللہ شرفاً وکرماً کی بنیاد

جس مقام پہ آج کل شہر سرہند واقع ہے وہاں قدیم زمانے میں ایک وحشتناک

جنگل تھا جس میں شیر اور درندے رہا کرتے تھے۔ اس جنگل کا نام ہندی زبان میں سرہند یعنی بیشۂ شیر ہے۔ سیہ ہندی میں شیر کو کہتے ہیں، اور رند جنگل کو۔ اسی واسطے سکوں میں سہرند ہی لکھتے ہیں۔ واقعی یہ سہرند ہے۔ کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آنجناب کے فرزند دل جیسے شیرانِ اسلام جن میں سے ہر ایک شیر خدا تھا، اس شہر میں پیدا ہوئے۔

براس میں انبیائے کرام کی قبریں

اس جنگل سے کوئی تین کوس کے فاصلہ پر براس نام ایک شہر تھا جہاں پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انبیاء کے مقبرے مکشوف ہوئے۔ یہ بھی اسی شہر کی بڑی شرافت و قدر ہے اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی شہر میں پیدا ہوئے کیونکہ اس کے قرب و جوار میں انبیاء کے مقبرے تھے۔ سلطان فیروز شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عہد سلطنت میں ایک دفعہ شاہی خزانہ پنجاب سے دہلی جا رہا تھا۔ جب شاہی آدمی خزانہ لے کر اس جنگل میں پہنچے۔ انہیں آدمیوں میں سے ایک مردِ خدا صاحبِ حال تھا۔ اس نے کشف سے معلوم کیا کہ اس جنگل میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد ایک شخص پیدا ہوگا جو سر برآوردہ امت ہوگا۔ جو لوگ خزانہ لئے جا رہے تھے وہ سب اس مردِ خدا کے معتقد تھے۔ ان پر اس کشف کا حال ظاہر کیا اور کہا کہ اگر یہاں شہر بنایا جائے تو بہت اچھا ہوگا ان آدمیوں کو بھی وہاں کی آب و ہوا، ندیوں کی کثرت، تر و تازگی اور نظارے نہایت دلچسپ معلوم و محسوس ہوئے اس لئے سب کو یہ بات پسند آئی۔

علاوہ بریں اس گرد و نواح میں نزدیک کوئی شہر نہ تھا صرف ایک سامانہ شہر تھا جو سرہند سے چوبیس میل کے فاصلہ پر تھا لوگ روپیہ داخل کرنے کے لئے سامانہ جایا کرتے تھے۔ جو لوگ خزانہ پہنچانے جا رہے تھے۔ سب کے سب مخدوم

جہانیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جو سلطان فیروز شاہ کے مرشد تھے، آئے۔ اور عرض پرداز ہوئے کہ آپ سلطان سے درخواست کریں کہ یہاں شہر بنائیں۔ نیز اس مردخدا کا مکاشفہ بھی عرض کیا۔ مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان لوگوں کی التماس قبول کی اور اپنے وطنِ مالوف سے دہلی آئے۔ سلطان استقبال کر کے بڑی عزت سے آپ کو شہر لایا۔ پہلی ہی مجلس میں مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بادشاہ سے اس مطلب کا اظہار کیا۔ بادشاہ نے منظور کر کے اسی وقت حکم دیا کہ فلاں مقام پر شہر آباد کیا جائے۔

بانی سرہند خواجہ فتح اللہ

امام رفیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بڑا بھائی خواجہ فتح اللہ جو بادشاہ کا وزیر تھا اس کام کے سرانجام دینے کے لیئے مقرر ہوا۔ خواجہ صاحب دو ہزار آدمیوں کو ساتھ لے کر وہاں آ کر عمارت کے کام میں مشغول ہوئے۔ پہلے قلعہ کی بنا اس ٹیلہ پر رکھی جس میں جنگل تھا۔ قریبًا ایک ہاتھ اونچی دیوار بنائی۔ جب دوسرا دن ہوا تو دیوار گر گئی۔ ہر روز اسی طرح ہوتا تھا کہ جب ایک ہاتھ دیوار تیار کرتے تو رات کو گر پڑتی۔ جب اس کی اطلاع بادشاہ کو دی گئی تو بادشاہ نے اس کا علاج مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد کیا۔

مخدوم جہانیاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خلیفۂ اعظم و امام نماز امام رفیع الدین کو جو اکثر شہرستنام میں رہا کرتے ہیں حکم دیا کہ وہاں جا کر حقیقت حال دریافت کر کے اطلاع دیں اس شہر کی ولایت و قطبیت بھی تمہارے متعلق ہے۔ اس مردِ خدا کا آنا اغلبًا تمہارے حق میں ہے۔ وہ سربرآوردہ امت شخص تمہاری نسل سے ہوگا۔

جب حضرت امام اس مقام پر آئے اور معلوم کیا کہ بادشاہی آدمی کسی دوستِ خدا کو زبردستی مزدوروں میں شامل کرتے ہیں اس واسطے وہ رات کو توجہ سے دیوار گرا دیتا ہے پھر امام صاحب نے توجہ کی وہ کون دوستِ خدا ہے تو معلوم ہوا کہ شاہ شرف بوعلی قلندر

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ حضرت امام نے بہت کچھ معافی مانگی۔ شاہ شرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام صاحب کو فرمایا کہ یہ شہر اس شخص کے واسطے بنایا جا رہا ہے جو تمہاری نسل سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی مزدوری پر لگایا ہے۔ پھر حضرت امام نے پوچھا کہ اگر ایسا ہے تو آپ اسے گرا کیوں دیتے ہیں، فرمایا کہ صرف اس واسطے کہ آپ آجائیں۔ اب آپ آگئے ہیں۔ اب فارغ البالی سے اس قلعہ کو بنوائیں اور کسی قسم کا وسواس نہ کریں۔

بعدازاں ایک اینٹ لے کر اس کا ایک سرا حضرت امام نے پکڑا اور دوسرا شاہ شرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور بسم اللہ پڑھ کر قلعہ کے مغربی دروازہ کی بنا رکھی۔ بعدازاں قلعہ اور شہر کی تعمیر حضرت امام کی توجہ شریف سے اختتام کو پہنچی۔

سبحان اللہ! حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علوِّ شان دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے شاہ شرف بوعلی قلندر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے بزرگ کو آپ کی خاطر مزدور بنایا۔

شہر سرہند کی آبادی بارہ کوس میں ہے[1]۔ قریباً تین کوس میں بڑا بازار ہے۔ علاوہ اس کے کئی چھوٹے بازار جا بجا ہیں۔

شہر سرہند دارالخلافہ شاہجہان آباد سے شمال کی طرف ستیس فرسنگ کے فاصلہ پر ہے اور لاہور سے مشرق کی طرف تیس فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ لاہور اور شاہجہان آباد کے وسط میں ہے۔ کابل سے اس کا فاصلہ ایک سو بیس فرسنگ ہے۔

سلطان فیروز شاہ نے حضرت امام کو بہت سے گاؤں بطور نیاز دیئے۔ اور سرہند کا انتظام بھی انہیں کے سپرد کیا۔ واقعی باطنی ریاست اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں حاصل تھی۔ کیونکہ آپ وہاں کے قطب تھے۔

حضرت امام کا مزار شہر سرہند میں ہے۔ شہر اور گردونواح کے لوگ آپ کے

---

[1] مؤلف کتاب کے وقت (بارہویں صدی ہجری) میں شہر سرہند بارہ کوسوں میں آباد تھا۔ بازار، کوچے، محلے، محلات، باغات، سرائیں، آرامگاہیں اور مساجد و مزارات کہاں سے کہاں تک پھیلے ہوئے تھے۔ لاکھوں کی آبادی، فخر و شاہی کا قیام اس شہر کی شان کو ظاہر کرتا تھا۔ مگر انقلاب زمانہ نے اتنے عظیم شہر کو کس قدر تہ و بالا کر دیا۔

مزار سے دینی و دنیوی فوائد حاصل کرتے ہیں۔ ہر شخص مطلب براری کے لئے روضۂ مبارک کی ایک اینٹ لے جا کر گھر میں محفوظ رکھتا تھا۔ جب مطلب حاصل ہو جاتا ہے تو اس اینٹ کا وزن کر کے اتنی مٹھائی بطور نیاز دیتا ہے۔

ایک روز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام کی زیارت کو گئے۔ فاتحہ کے بعد قبرستان کی بخشش کے واسطے بارگاہ الٰہی میں التماس کی کہ اس قبرستان سے عذاب دفع ہو جائے۔ الہام ہوا کہ ایک ہفتہ کے لئے اس قبرستان پر سے عذاب اٹھا لیا گیا ہے۔ آپ نے دوبارہ عرض کی کہ بار خدایا، تیری رحمت کی کوئی انتہا نہیں اور زیادہ کر۔ پھر الہام ہوا کہ ایک مہینے کے لئے اس قبرستان سے عذاب اٹھا لیا گیا ہے۔ پھر التجا کی تو حکم ہوا کہ ایک سال کے لئے عذاب دور کر دیا ہے۔ پھر عاجزی کی تو حکم ہوا کہ تمہاری خاطر قیامت تک اس قبرستان سے عذاب دور کر دیا ہے۔

ایک دفعہ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد بزرگوار مخدوم عبد الاحد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کی زیارت کے لئے گئے تو اس مشہور حدیث کے مضمون کا خیال آیا کہ جب کوئی عالم کسی قبر کے پاس سے گذرتا ہے تو چالیس روز تک اس قبر سے عذاب دور رہتا ہے۔ یہ خیال آتے ہی الہام ہوا کہ آپ کے آنے کی خاطر اس قبرستان سے قیامت تک عذاب دور رہے گا۔ ؎

بدیں خوبی کہ در رعنائی تو از ہر در کہ باز آئی
درے باشد کہ از رحمت بروئے خلق بکشائی

سرہند کے چار قبیلے | حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تین اور آدمی بھی آ کر اس شہر میں آباد ہوئے۔ اس وقت اس شہر میں جو چار قبیلے رئیس شہر گنے جاتے ہیں وہ ان چاروں عزیزوں کی اولاد ہیں۔ ایک حضرت امام اور باقی تین ہمراہی۔ حضرت امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد کابلی کے نام مشہور ہے۔ دوسرے کی

فوضداری، یہ حضرت امام کی بیٹیوں کی مولاد سے ہیں۔ اور باپ کی طرف سے صدیقی ہیں
تیسرے کردیزی، یہ بھی صدیقی ہیں۔ فوضداری اور کردیزی خراسان میں شہر ہیں۔ چوتھے
ماہر وودال۔ یہ بھی صحیح النسب شیخ ہیں۔ بخاری، قاضیخانہ، بنی اسرائیل بعد میں آکر اس
شہر میں سکونت پذیر ہوئے۔ لیکن دوسرے شرفا سے پھر بھی سابق ہیں۔ آجکل سرہند میں
قریش کے قریبًا ستائیس صحیح النسب قبیلے آباد ہیں۔ علاوہ ازیں ہزارہا گھر پٹھانوں اور مغلوں
کے آباد ہیں۔

سرہند مرکزِ جہاں ہے

شہر سرہند تیسری ولایت میں مرکزِ عالم ہے اور حرمین الشریفین بھی تیسری ولایت میں ہے۔

سرہند کے مرکزِ عالم ہونے کی یہ دلیل ہے کہ تمام جہان کے دریا جو سرہند سے
مشرق کی طرف واقع ہیں۔ ان کا رُخ مشرق کی طرف سے اور جو مغرب کی طرف واقع ہیں
ان کا پانی مغرب کی جانب بہتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات میں لکھتے
ہیں کہ سرزمین ہندوستان میں بخارا اور سمرقند سے بیج لا کر اور یثرب و بطحا کی خاک سے
سرمایا حاصل کرکے بویا گیا۔ پھر سالہا سال آبِ فضل سے اس کی تربیت کی گئی۔ جب
وہ پھلا پھولا تو ان علوم و معارف کے پھل اس میں لگے، یعنی حضرت مجدد اور آپ کے
فرزند جو رئیس امت ہیں اس سرزمین میں پیدا ہوئے۔

بیت اللہ کا نور

ایک اور جگہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:۔
عنایت الٰہی اور اس کے حبیب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے
سے شہر سرہند میری جائے ولادت ہے۔ میری خاطر گہرے اندھارے کنوئیں کو پُر کرکے
بلند صفوہ بنایا گیا اور بہت سے شہروں اور مقاموں سے بلند کیا گیا۔ اور اس سرزمین میں
ایک ایسا نور بھرا گیا جو نورِ بے صفتی و بے کیفی سے لیا ہوا ہے۔ اس نور کی شعاعیں بیت

اللہ کی سرزمین پاک سے چمکتی ہیں۔ دراصل وہ نور میرے ہی قلبی نور کی چند ایک شعاعیں ہیں جو اس سرزمین پر پڑ رہی ہیں۔ رنگ میں اس طرح ہیں جیسے مشعل سے چراغ روشن کیا جاتا ہے۔ قُلْ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ اے محمد! (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کہدے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ہے۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اللہ تعالیٰ ہی زمین و آسمان کا نور ہے۔

نیز حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلد اوّل کے مکتوب ۸۰ میں اس شہر کی شرافت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :-

آجکل شہر سرہند فیوض و انوار کی کثرت اور اسرار کے ظہور کے سبب رشک ہندوستان اور غیرت ہندوستان بنا ہوا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ وہ ہند میں ہے بلکہ مدینہ پاک کی کھڑکی ہے اس خاک بطحا کے پانی سے گوندھی ہوئی ہے۔ اور اس کی مٹی میں محبت کی شراب سے ملی ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مستی کا جوش اس کے طالبوں کے ہوش گم کئے ہوئے ہیں اور وہاں کے رقاصوں سے سر و دستار چھین لئے ہیں۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے :-

ازاں افیوں کہ ساقی در مے افگند
حریفاں را نہ سر ماند و نہ دستار

ولایت کے جمع الجمع کے شربت سے بھی سیراب ہے اور بلحاظ صحو دعوت ترو تازہ ہے۔ یہ سب ہدایت وارشاد کا اثر ہے۔ اور یہ دید و داد اس کا پرتو۔ کہاں تک اس مقام کی لطافت طیبہ کو بیان کروں۔ اور یہاں کے فیوض۔ اسرار۔ بخشش اور ایثار کو ظاہر کروں۔ عقلمند طالبوں سے مخفی اور صفا کیش منصفوں سے پوشیدہ نہیں کہ بخارا سے اسرار کا ایک گوہر لایا گیا۔ جو دوسروں کے گھروں میں چمک رہا ہے اور خم خانہ سے مشتاقوں کے حلق میں وہ شراب انڈیلی جاتی ہے جو انہیں جہان اور اپنے آپ سے بے خبر کر دیتی ہے۔

بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است
بانگ دو کردم اگر در دِہ کس است

نظم

کنوں چوں ذکر ہندوستاں در افتاد | مرا عودِ جگر در مجمر افتاد
کزاں قند یکہ شیریں تر زجان است | کنوں در خطۂ ہندوستان است
یکے زیں تنگ شکر ہائے نیرنگ | سرائیم گر شکیب آید دلم تنگ
الا سودائیاں شہر یست در ہند | کہ اندر پایہ او نہاد سرہند
سوادش زلفِ رخسارِ فتوح است | غبارش تو تیائے چشم روح است
ازاں شہر یکہ نامش مضمر آمد | بعہدِ ما عجب کانے برآمد
چہ معدن معدنِ قندِ معانی | بہ شکر او ست ایں شکر فشانی
مسمے خاتمِ اہل اشارت | باسم کز مسیحا شد بشارت
بود ہر حرف نامش رمزِ غایت | الف از راستی بگرفت رایت
بود قلا بہا در سجر نامش | کہ اوصاف شما آمد بکامش
دہن شد میم نا باشد سخن گو | ز مدّ دگار عمرِ مرشد او
چہارم حرف کاں جار است و دال است | کہ دور از چار نعمت ذی نوال است
بہ سہ دشت ولایت چشمہ افراشت | پس از شمع نبوت نور برداشت
زنامش اول و آخر شمردم | از آنجا سوئے رمزے راہ بردم
کہ شخصے نام بر اوّلے و اخرائے | زرحمتہا است دریاب ایں معمّا
ہمیں تنہا باحمد او صحیح نیست | چہ گویم باکسے کس محرمے نیست
ہزار اندر چمن دستاں گذار است | کہ ایں گل رونق باغ ہزار است

ولے کزآں برودت درزکام است ۔۔۔ چُو اندنا فہ اش گرو مشام است

بہ تذکیرش ولے ہر ذرہ حاضر ۔۔۔ فَذَكِّرْ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرْ

اگر ظاہر کند زاسرار مورے ۔۔۔ دراندازد بہ ہفت افلاک شورے

زعرفاں گرچہ صد دریا رواں کرد ۔۔۔ یکے گفت و صدے دیگر نہاں کرد

ہمہ پیراں بنزدش طفل راہ اند ۔۔۔ چو من لب تشنۂ نیمے نگاہ اند

بملکِ اولیا چوں او نزادہ ! ! ۔۔۔ محمد ثمرہ چوں او نداوہ

بہ صحرائے سمند انگیخت آں شاہ ۔۔۔ کہ ماندار شاد را حجابزہ درراہ

جہاں در سایۂ احسان او باد ۔۔۔ فلک قائم بہ فرزندانِ او باد

بزرگ و خرد ایں پاکیزہ رایاں ! ۔۔۔ بہ خلوت گاہ عصمت پارسایاں

ملک را گرچہ در عصمت رسائی ست ۔۔۔ ازیشاں کردہ کسبِ پارسائی است

باسم پائے ہر مشہور گرہند ۔۔۔ زمینِ مقدمش گردیدہ سرہند

فرو تر طفلگانِ آں گذرگاہ ! ۔۔۔ قدم بر مسلکِ پیرانِ آگاہ !

چہ گویم مدحتِ پیرانِ آں در ! ۔۔۔ کہ آمد طفلِ آں در پیر رہبر

بزرگئے بزرگانش ازیں داں ۔۔۔ کہ با خوردلی بزرگی داد یزداں

چرا گردش فلک را گشت پیشہ ۔۔۔ کہ برگرد سرش گردد ہمیشہ

جہاں روشن زراہِ انورِ او ۔۔۔ سرِ خورشید یک خشت درِ او

ہدایت کارِ اہلِ ایں دکاں را !
بود کارِ نہایت دیگراں را !

شیخ حبیب اللہ قدس سرہٗ | آپ امام رفیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزندوں میں سے تھے اور باپ کے بعد امام صاحب کی خانقاہ کی خلافت آپ کو ملی۔ آپ اپنے زمانے کے ولیٔ کامل اور

مشہور شخص تھے۔

شیخ محمدؒ آپ حبیب اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلف الرشید تھے۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں پورا کیا۔ اور خلافت کے لئے تیار ہوئے۔ سرہند کی ظاہری اور باطنی ریاست آپ ہی کے سپرد ہوئی۔

شیخ عبدالحیؒ آپ شیخ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند اور سجادہ نشین تھے۔ باپ کی طرح لوگوں کو نیکی کی راہ پر لاتے رہے۔ علم ظاہری میں بھی جیّد عالم تھے۔

شیخ زین العابدینؒ آپ شیخ عبدالحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بیٹے اور خلیفہ مطلق تھے اور اپنے زمانہ کے شیخ اور ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔ لوگ آپ سے دونوں علوم کا فائدہ حاصل کرتے تھے۔

مخدوم شیخ عبدالاحد قدس سرّہٗ آپ شیخ زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بیٹے تھے۔ شہر سرہند کی ظاہری و باطنی ریاست آپ کے سپرد تھی۔ حضرت مخدوم ہندوستان کے مشہور مشائخ میں سے تھے۔

امتِ محمدیہ کے بڑے اولیاء حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے لے کر مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک یہ تمام عزیز امتِ محمدی کے بڑے اولیاء سے تھے۔

حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ نے جوانی میں ظاہری علوم حاصل کئے پھر شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جو کہ بڑے مشائخ چشتیہ میں سے تھے۔ پہنچ کر باطنی سلوک کی تکمیل کی۔ گو آپ کو آباؤ اجداد سے خلافت سہروردیہ حاصل تھی۔ پھر بھی سلوکِ چشتیہ شیخ کی خدمت سے حاصل کیا۔ ظاہری علم میں چند ایک کتابیں باقی

رہ گئی تھیں۔ کہ شیخ صاحب نے آپ کو حکم دیا کہ وہ بھی ختم کر کے آؤ۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا کہ اگر اس وقت تک آپ کی زندگی نے وفا نہ کی۔ تو میں کہاں جاؤں گا؟

شیخ صاحب نے اپنے خلیفہ اور قائم مقام بلکہ اپنے وقت کے قطب شیخ رکن الدین کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کتابوں کو ختم کر کے شیخ رکن الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سلوک باطنی میں سے جو کچھ باقی رہ گیا تھا، وہ شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پورا کیا۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے باطنی حصہ بہت کچھ حاصل کیا۔

شیخ کمال کیتھلی اعلیٰ پایہ کے قادری شیخ تھے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کی شان میں فرماتے ہیں کہ "جب طریقہ قادریہ کے حالات کا کشف ہوتا ہے تو غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسا کوئی شخص نظر نہیں آتا" حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خدمت میں رہ کر قادری سلوک کو پورا کیا۔

حضرت مخدوم عبدالاحدؒ اور شاہ کمالؒ کی ملاقات

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کیفیت ملاقات یوں ہے کہ ایک روز حضرت مخدوم شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ شیخ جلال تھانیسری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص سیاہ لباس پہنے ہوئے خانقاہ میں آیا۔ شیخ جلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سمجھا کہ یہ سپاہی آدمی ہے۔ اس سے بادشاہی فوج کے حالات پوچھنے شروع کئے۔ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سوال سے ناراض ہوئے۔ اور فرمانے لگے

کہ شیخ صاحب ہیں تو آپ کو درویش سمجھ کر آپ کے پاس آیا تھا۔ لیکن آپ تو خود بادشاہ کے متصدی نکلے۔ شیخ جلال چونکہ نہایت حلیم و خلیق تھے، شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے معافی مانگنے لگے۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں جذبہ اور بے تعلقی کے آثار دیکھے تو بے اختیار ان کی ہمنشینی کی طرف مائل ہوئے۔ اٹھتے وقت حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شاہ کمال سے ان کا نام اور مقام پوچھا تو شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مجھے کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں اور میں اکثر قصبہ پائل میں رہتا ہوں۔ جو سرہند سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اگر ہماری مجلس کا شوق ہو تو وہاں تشریف لائیں۔

حضرت مخدوم چند روز بعد ہی پائل میں شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت سے مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہت کچھ فوائد حاصل کئے۔ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں محبت ہو گئی۔ چنانچہ اکثر اوقات شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ معہ عیال سرہند میں حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر کئی کئی روز رہتے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مبدء ، معاد ، میں فرماتے ہیں کہ نسبت فردیت مجھے اپنے والد بزرگوار سے حاصل ہوئی اور انہیں ایک مردِ خدا صاحب جذب سے حاصل ہوئی جو خوارق عظیم کے سبب مشہور تھے۔ اس مرد خدا سے مراد شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اولیائے متاخرین میں سے اس قدر خوارق بہت کم کسی ولی سے ظاہر ہوئے جتنے شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ظہور میں آئے۔

شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر اوقات جنگل اور بیابان میں رہتے۔ جب کھانے

بھینے کی ضرورت ہوتی تو اسس وادی میں اچانک شہر نمودار ہوجاتا. وہاں کے باشندے آپ کو بڑی عزت کے ساتھ اپنے گھر لاکر کھانا کھلاتے۔ آپ کھانا کھا کر اسی شہر میں رات رہتے۔ جب دِن ہوتا تو نہ شہر کا نام ونشان ہوتا نہ لوگوں کا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات لکھنے والوں مثلاً ہاشم کشمی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زبدۃ المقامات برکات الاحمدیہ اور ملا بدرالدین صاحب حضرات القدس جیسے حضرات نے حضرت مخدوم اور شاہ کمال کمیتھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ملاقات اور شیخ عبدالقدوس اور ان کے فرزندوں اور خلفار کے حالات اپنی تاریخ کی کتابوں میں مفصل لکھ دیئے ہیں۔ اس واسطے میں نے اس کتاب میں ان کے حالات نہیں لکھے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے سیر و سیاحت بہت کی ہے۔ کابل سے لے کر بنگال تک کی سیر کی ہے۔

شہر رُہتاس میں ایک نہایت عمر رسیدہ مردِ خدا رہا کرتے تھے۔ جنہوں نے اپنے زمانے کے بہت سے مشائخ کی زیارت و ملاقات کی تھی۔ حضرت مخدوم کچھ عرصہ ان کے پاس رہے اور بہت سے فوائد حاصل کئے۔

ایک دفعہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ جونپور گئے۔ وہاں پر ایک مردِ خدا سید علی قوام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نام رہتے تھے۔ جو نہایت صاحب حال، صاحب سکر، صاحب وجد اور صاحب سماع سے تھے۔ آپ چشتیہ سلسلہ سے وابستہ تھے اور تین واسطوں سے شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ان کا سلسلہ ملتا تھا۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی خدمت سے بہت کچھ حاصل کیا۔

نیز حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بنگال میں شیخ بڈھان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات کی۔ جو عموماً رات جاگا کرتے۔ اور رات کے وقت بہ سبب بے قراری گریہ و

زاری میں مشغول رہتے۔ ساری ساری رات آہ و بکا میں گذار دیتے۔ آپ نے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بہت محبت ظاہر کی۔ چونکہ ان کے بعض افعال خلافِ شرع تھے اس لیئے حضرت مخدوم ان سے پرہیز کرتے۔

نیز حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ عبد الغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جو معتبر مشائخ سے تھے ملاقات کی۔ اس ملاقات کا اتفاق یوں ہوا کہ ایک روز حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سُنا کہ شیخ عبد الغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک درویش کی معرفت کی کوئی بات بتائی جس کی تاب نہ لا کر وہ مر گیا۔ حضرت مخدوم ان کی ملاقات کی جستجو میں تھے۔ کہ ان سے مل کر پوچھیں کہ وہ راز کونسا تھا جس سے درویش کا کام تمام ہوگیا۔ آخر مدت بعد شیخ عبد الغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتفاق سے کسی موقع پر سرہند آنکلے۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شیخ صاحب کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ تو انہیں لا کر اپنے گھر پر ٹھہرایا۔ اور ان سے پوچھا کہ وہ کیا تھا جس نے درویش کا کام تمام کیا۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ میں نے تو صرف یہ کہا تھا کہ یہ تمام دنیا جو دکھائی دیتی ہے۔ حقیقی پروردگار کی ذات واحد ہے۔ جو وحدت سے کثرت میں آئی ہے۔ چونکہ وہ سادہ لوح تھا اس لیئے اس بات کی تاب نہ لا کر مر گیا۔

وقت کے امامِ اعظم

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ظاہری علم میں یدِ بیضا حاصل تھا۔ گویا اپنے زمانہ کے امامِ اعظم تھے۔ اس زمانہ کے تمام علماء نے آپ کو اپنا استاد مانا۔ آپ علمِ تصوف میں بھی زمانہ کے امام تھے۔ چنانچہ عوارف المعارف اور فصوص الحکم وغیرہ کتابیں اپنے شاگردوں کو نہایت شرح و بسط سے پڑھایا کرتے تھے۔

عالموں اور فقیروں کے پیشوا شیخ میرک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو شہزادہ دارا شکوہ کے استاد اور شطحیات اور سفینۃ الاولیاء کے مؤلف تھے۔ علمِ ظاہری

اور باطنی میں حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد تھے۔

سب سے تعجب کی بات تو یہ ہے کہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اپنا مشرب وحدت الوجود تھا اور اس مقام پر سخت مغلوب الحال تھے۔ لیکن پھر بھی کتاب و سنت نبویہ (علیہ التحیۃ والتسلیم) سے بال بھر تجاوز نہیں کرتے تھے۔ اور جس کی بابت سُن پاتے کہ وہ ذرا بھی خلافِ شرع ہے اس کے ولی ہونے کا اعتبار نہ کرتے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بکثرت لوگوں کو ارشاد کیا چنانچہ ہزارہا آدمی آپ کی خدمت سے مستفید ہوئے۔ تقریباً ہر وقت آپ کی خانقاہ میں سینکڑوں آدمیوں کا مجمع رہتا۔

حضرت مخدوم کی کرامات

آنجناب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خوارق عادات اور کرامات اس قدر ظہور میں آئے کہ حیطۂ تحریر سے باہر ہیں۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں فرماتے ہیں:۔

"ہمارے والد صاحب کی خدمت میں بہت سے لوگ آیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہم نے آپ کو مکہ معظمہ میں دیکھا ہے۔ کوئی کہتا میں نے بغداد میں دیکھا ہے۔ اور اپنی آشنائی جتلاتے تھے لیکن والد صاحب فرمایا کرتے کہ یارو! میں تو کبھی اپنے گھر سے باہر نہیں نکلا اور تم کہتے ہو کہ ہم نے فلاں شہر میں دیکھا ہے۔ اور آشنا بنتے ہیں۔ یہ کس قسم کی تہمت مجھے لگاتے ہو۔ یہ محض افترا پردازی ہے۔"

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنہوں نے زبدۃ مقامات برکات احمدیہ جمع کی ہے۔ حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی امام الہدیٰ عروۃ الوثقیٰ رحمہ اللہ کی زبانی نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ایک روز حضرت مخدوم رحمہ اللہ کا ایک سچا مخلص جب آپ کے حجرے میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت مخدوم رحمہ اللہ کے تمام اعضاء الگ الگ پڑے ہیں۔

اس نے خیال کیا کہ شاید کسی دشمن یا چور نے آپ کو قتل کر دیا ہے۔ روتا پیٹتا باہر آیا۔ دوسرے کو خبر کی۔ جب دونوں مل کر پھر حجرے میں گئے تو دیکھا کہ حضرت مخدوم صحیح و سالم زندہ اپنی مسند پر مراقبہ کئے بیٹھے ہیں۔ وہ دونوں بے اختیار روتے ہوئے آپ کے قدموں میں گر پڑے۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں فرمایا کہ جب تک ہم زندہ ہیں یہ راز ظاہر نہ کرنا۔

حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ اکثر طریقۂ نقشبندیہ کی تعریف کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ کشفی نگاہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریقہ مرکز اور شاہراہ پر واقع ہے لیکن ہماری نگاہ میں کوئی اس طریقے کا صاحب نظر نہیں۔ جس کی ہم نشینی سے اس طریقہ کی برکتیں حاصل کی جائیں۔

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ آرزو حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ظاہر کی۔ تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ہمیں بھی ان کی زیارت کا شوق تھا لیکن جب ہم نے سرہند پہنچ کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ اس وقت وہاں نہ تھے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علم شریعت اور حقیقت میں نہایت معتبر کتابیں تالیف و تصنیف کی ہیں۔ ان میں سے کنز حقائق اور اسرار التشہد ہیں۔ ان میں بے پناہ علوم و معارف بیان فرمائے ہیں۔

حضرت مخدوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ۲۷ جمادی الآخر ۱۰۰۷ھ کو شہر سرہند میں ہوا۔ اس وقت جناب کا سن شریف اسّی سال تھا۔ جناب کے نزع کے وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حاضر خدمت تھے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلسلہ چشتیہ، قادریہ اور سہروردیہ کی نسبت جو آنجناب کو حاصل تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو القاء

کی اور اپنی خانقاہ کی خلافت بھی انہیں ہی عنایت فرمائی۔

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ کے منجھلے فرزند تھے۔ تین آپ سے عمر میں بڑے تھے اور تین چھوٹے۔ حضرت مخدوم کے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ دوسرے تمام فرزند تعداد میں چھ تھے۔ جو سب کے سب عالم اور کامل ولی تھے۔ لیکن ان کے دائرے کا مرکز حضرت قیوم اوّل ہیں۔ جس طرح آفتاب چوتھے آسمان کا ستارہ ہے۔ جو تمام آسمانی ستاروں کا بادشاہ ہے اور الف بھی چوتھے مرتبے پر بحساب ابجد ہزار ہو جاتا ہے۔ اس واسطے الف امت کی تجدید آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت ہوئی۔ جو گذشتہ اور آئندہ تمام اولیا پر بادشاہ ہوتا ہے۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار شہر کے شمالی کنارہ پر واقع ہے۔

ایک روز حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اپنے والد بزرگوار کے مزار کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ زیارت سے فارغ ہو کر مزار کے اردگرد کی قبروں پر جو لوگ وہاں یمن و برکت کے لئے اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں تاکہ رحمت الٰہی میں داخل ہوں۔ فاتحہ پڑھ رہے تھے کہ عین فاتحہ کے وقت آپ کے دل میں خیال آیا کہ جب کوئی عالم شخص قبرستان سے گذرتا ہے تو اس کے قدموں کی برکت سے چالیس روز کے لئے اس قبرستان سے عذاب اٹھ جاتا ہے۔ لیکن مجھ میں اس قدر قابلیت نہیں کہ میرے سبب سے عذاب رفع ہو جائے۔ یہ خیال آتے ہی الہام ہوا کہ آپ کی تشریف آوری کی برکت سے ہم نے قیامت تک اس قبرستان سے عذاب اٹھا لیا ہے۔

کسی شخص نے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ وصال میں حسب ذیل قطعہ کہا ہے۔

قطعہ:

آں شیخ کہ بود اعلم اندر دفن　　جانش گہر سریر ازل و معدن
چوں شیخ زمانہ بود در علم و عمل　　تاریخ وصال او بگو شیخ زمن

حضرت مخدوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات لکھنے والوں مثلاً ملا بدر الدین صاحب حضرات القدس اور خواجہ ہاشم صاحب برکات الاحمدیہ اور میرے دادا بزرگوار جو کوکب دریہ کے مؤلف ہیں۔ اور حضرت شیخ محمد ہادی قدس اللہ سرہم وغیرہ نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ لکھی ہیں لیکن اس کتاب میں مفصل لکھنے کی گنجائش نہیں اس واسطے مختصراً لکھے گئے ہیں تاکہ قاری اکتا نہ جائے۔

شہنشاہ جلال الدین اکبر کا ارتداد اور مسلمانانِ ہند کے مصائب

دسویں صدی ہجری میں سلطان جلال الدین اکبر دینِ اسلام سے پھر گیا۔ ہم اس کیفیت کو یوں بیان کرتے ہیں کہ فیضی اور ابوالفضل دونوں بھائی اس کے مقرب خاص تھے جنہیں ظاہری علم میں یدِ بیضا حاصل تھا۔ خصوصاً علم منطق، حکمت طبعی اور ریاضی کا مطالعہ انہوں نے خوب غور و خوض سے کیا تھا۔ ان علوم کا یہ کلیہ ہے کہ جو شخص ان علوم میں غور کرتا ہے۔ اگر وہ اہلِ سنت و جماعت ہے تو اس کے عقیدے میں ضرور بضرور فرق آجاتا ہے۔ ان دونوں بھائیوں کی بھی یہی کیفیت ہوئی۔ بلکہ دینِ حق سے بالکل منحرف ہو گئے۔ چنانچہ ابوالفضل نے بنارس جا کر کفار کے علوم حاصل کئے۔ اسی اثنا میں بادشاہ کو علم ہندی کی رغبت پیدا ہوئی۔ ابوالفضل ان علوم کو سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کر کے بادشاہ کو بتایا کرتا۔ اور اس طرح علوم دینیہ سے جاہل بادشاہ کو اس باطل علم کی حقیقت معلوم ہو گئی۔ دن رات ابوالفضل سے مسائل پوچھتا اور ابوالفضل بھی ہندی

کی چندی کر کے بنا تا۔ کسی اور شخص کو یہ اجازت اور رسائی نہ تھی کہ آ کر حق بات سنائے۔ یا اکبر کی رہنمائی کرے۔ ایک دن ابوالفضل نے بادشاہ کو کہا کہ ہندوؤں کا ایک اوتار آنے والا باقی ہے۔ جو اس آخری زمانے میں پیدا ہوگا۔ اس کی تمام علامتیں آپ کی ذات میں پورے طور پر پائی جاتی ہیں۔

کافروں کی اصطلاح میں اوتار اس شخص کو کہتے ہیں جن میں ذات واجب تعالیٰ حلول کرے۔ معاذاللہ اس قسم کے کلمات جو اُن کے منہ سے نکلتے ہیں سراسر جھوٹ ہیں۔ یہ سُن کر اس بے وقوف بادشاہ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

شیخ سلطان کو جن کی دختر نیک اختر حضرت قیوم مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منکوحہ تھیں۔ بادشاہ کے ہاں بڑا قرب و اعتبار حاصل تھا۔

بادشاہ نے شیخ سلطان کو کہا کہ ہمارے لئے قرآن لکھو جس میں دینِ الٰہی کی شریعت ہو۔ شیخ صاحب قلم دوات پکڑے کبھی بادشاہ کی طرف دیکھتے اور کبھی آسمان کی طرف۔ بادشاہ نے پوچھا آپ کیا دیکھتے ہیں؟ ہمارا قرآن لکھو بھی۔

شیخ صاحب نے فرمایا۔ دیکھتا ہوں کہ جبرائیل علیہ السلام جو حامل وحی ہے۔ آسمان سے تمہارے لئے قرآن شریف لاتے ہیں۔ تو میں لکھوں۔ بادشاہ یہ سن کر بہت شرمندہ ہوا۔ اور شیخ صاحب کو کہنے لگا کہ جاؤ میں نے لاہور اور دہلی کے درمیانی علاقے کی حکومت تمہارے سپرد کی۔ اس ملک کا بندوبست کرو۔ شیخ صاحب بھی چاہتے تھے کہ اس ملعون کی خدمت سے دُور رہیں۔ اس ملک میں جا کر وہاں کے محصول کو علما و فقرا میں تقسیم کیا۔ چنانچہ بارہ سال تک ایک پیسہ بھی بادشاہ کو نہ دیا۔ بادشاہ نے بھی آپ سے کچھ نہ پوچھا۔ آخر جب بارہ سال بعد بادشاہ کسی تقریب سے اِدھر سے گذرا۔ تو شیخ صاحب کو بلا کر بارہ سالہ خراج کی بابت پوچھا۔ شیخ صاحب بھی اپنے گھر سے مصمم ارادہ کر کے نکلے کہ آج ضرور شہید ہونا ہے۔ بادشاہ کو کہنے لگے

کہ تو دین سے مرتد ہو گیا ہے۔ سو مرتد کا مال اُڑا جانا شریعت اسلامیہ میں جائز و مباح ہے۔ اس لئے میں نے فقراو مساکین کو تقسیم کر دیا ہے۔ یہ کہہ کر بغل سے ایک پتھر نکال کر بادشاہ کے چہرہ پہ ایسا تاک کر مارا کہ پیشانی سے خون بہنے لگا۔ شیخ صاحب کو سولی چڑھا یا گیا۔

ابو الفضل نے عربی زبان میں ایک کتاب تصنیف کر کے بادشاہ کو کہا کہ یہ کتاب تیرے لئے آسمان سے نازل ہوئی ہے۔ مَیں فلاں جنگل میں سیر کو جا رہا تھا۔ اتفاقاً ہمراہیوں سے جدا ہو گیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک فرشتہ نے آسمان سے اُتر کر یہ کتاب مجھے دی اور کہا کہ بادشاہ کو یہ کتاب پہنچا دینا۔ حق تعالیٰ نے یہ اس کے لئے بھیجی ہے۔

ان بیوقوفوں کا کمینہ پن دیکھو کہ اگر بالفرض فرشتہ آتا بھی تو دوسرے کو بیچ میں ڈال کر ہی کتاب دیتا۔ انبیائے حق کے پاس جو فرشتے آتے رہے وہ بلا وساطت پیغام پہنچاتے رہے۔ نہ کہ دوسرے کے وسیلے پیغام رسانی کا سلسلہ جاری ہوتا۔

اس باطل کتاب میں احکام اس قسم کے تھے۔ "یا ایھا البشر لا تذبح البقر وان تذبح البقر فما راک فی السقر" اے انسان! گائے ذبح نہ کرنا۔ اگر گائے کو ذبح کرے گا۔ تو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ جو چیزیں قرآن شریف کی رُو سے حرام تھیں وہ اس کتاب میں حلال قرار دی گئیں اور جو حلال تھیں وہ حرام کی گئیں۔ چنانچہ گائے کا گوشت حرام قرار دیا گیا اور سور کا گوشت حلال سمجھا گیا۔ اور علانیہ حکم دیا گیا کہ کھلم کھلا بازاروں میں سور کا گوشت بکا کرے۔ گائے بھیڑ کا گوشت بالکل گم کر دیا۔ شراب عام کر دی گئی۔ مسجدوں اور مدرسوں کو گرا دیا گیا۔ اگر کوئی باقی بچ رہا۔ تو حکم دیا کہ اس میں ہاتھی اور گھوڑے اور اونٹ وغیرہ باندھا کریں۔ جہاں کہیں مسلمانوں کو دیکھتے ان پر بڑا ظلم و ستم کرتے۔ تھوڑی تھوڑی بات پر بہت سوں

کو قتل کیا گیا چنانچہ اکبری دربار کے ایک شاعر نے کہا تھا۔ ؎

شاہِ ما امسال دعوائے نبوت میکند
سالِ دیگر گر خدا خواہد خدا خواہد شدن

واقعی ایسا ہی ہوا۔ کچھ مدت بعد خدائی دعویٰ کیا۔ چنانچہ اس بے دین بادشاہ کی مُہر کی یہ عبارت ہے۔ "جل جلالہ است اکبر" دوسری مہر کی عبارت یہ ہے۔ "ما اکبر شانہٗ تعالےٰ" اور تخت پر بیٹھ کر لوگوں سے اپنے آپ کو سجدہ کرواتا۔ بادشاہی ملازم لوگوں کو زبردستی پکڑ کر لاتے اور سجدہ کرواتے۔ اگر سجدہ کرنے سے انکار کرتے تو سزا پاتے۔ اسلام اور اہلِ اسلام کے لئے یہ بڑا نازک وقت تھا۔ عہدِ نبوت کو ہزار سال کا عرصہ گذر چکا تھا اور دینِ متین بہت ہی کمزور ہو چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا طریق ہے کہ ہزار سال بعد انبیاء کا دین کمزور ہو جاتا ہے۔ ایسے وقت میں کوئی نبی اولوالعزم صاحب شریعت نیا دین پھیلاتا ہے۔ چونکہ اس امت کے پیغمبر صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ختم المرسلین والنبیین ہیں۔ سو ایسے وقت میں پیغمبر تو پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ البتہ کوئی ایسا شخص ہونا چاہیئے تھا جو پیغمبر اولوالعزم کا قائم مقام ہو اور اس دین کو از سرِ نو تر و تازگی بخشے۔

قیوم اوّل مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وجود پر احادیث نبویہ کے اشارات

کتاب جامع الدرر میں یہ حدیث حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں بیان کی ہے۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یبعث اللہ رجلاً علی راس احد عشر مائۃ سنۃ ھو نور عظیم اسمہ اسمی بین السلاطین الجابرین ویدخل الجنۃ بشفاعتہ رجال الوفا جناب رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ گیارھویں صدی کے شروع میں میری امت میں ایک شخص پیدا ہوگا۔ وہ شخص نورِ عظیم ہوگا۔ اس کا نام

میرے نام پر ہوگا اور دو ظالم بادشاہوں کے درمیان زندگی بسر کرے گا۔ اور اس کی شفاعت سے قیامت کے دن ہزارہا اہلِ ایمان کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا۔

امت کا صلہ

ملا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جمع الجوامع میں یہ حدیث حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حق میں لاتے ہیں قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکون رجلاً فی امتی یقال لہ صلۃ تدخل الجنۃ بشفاعتہ کذا وکذا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جسے خلقت صلہ کہے گی۔ یعنی دو متفرق چیزوں کو ملانے والا۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شریعت اور طریقت کو ملائیں گے۔ اور اس کی شفاعت سے میری امت میں سے اس قدر آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت قیوم اول دوسری جلد کے چھٹے مکتوب میں جو آنجناب نے حضرت قیوم ثانی معصوم ربانی عروۃ الوثقیٰ کے نام لکھا ہے، تحریر فرماتے ہیں الحمد للہ الذی جعلنی صلۃ بین البحرین ومصلح بین الفئتین اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے دو سمندروں کو ملانے والا اور دو لشکروں میں صلح کرانے والا بنایا۔

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسب ذیل وجوہ سے صلہ ہیں۔ ایک تو آپ نے ملاحت وصباحت کو ملایا۔ یہ نکتہ ان شاء اللہ تعالیٰ حسب موقعہ بیان کیا جائے گا۔

دوسرے یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ شریعت کے مطابق اور دوسرے سلسلوں کے مخالف تھا۔ چنانچہ دوسرے سلسلہ والوں نے بعض مقامات پر علمائے اہلِ حق کی مخالفت کی۔ بعض وحدت الوجود کے قائل تھے۔ سماع ونغمہ سنا کرتے تھے۔ حضرت قیوم اول کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے

خوشخبری ہو کہ آپ کی طفیل قیامت کے دن امتِ محمدیہ علیہ التحیۃ والثنا کے ہزارہا آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔

امتِ محمدیہ کے علماء حق

نیز آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیل یعنی میری امت کے علما بنی اسرائیل کے انبیاء کا سا درجہ رکھتے ہیں۔

بنی اسرائیل میں ہزار سال بعد حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام جیسے نبی پیدا ہوئے جنہوں نے الٰہی علوم و معارف کو ظاہر کیا۔ اس امت میں بھی ہزارہا سال بعد کوئی ایسا شخص ہونا چاہیئے۔ جو حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی طرح ان علوم و معارف کو تازہ کرے۔ جن کو کسی اور ولی نے ظاہر نہ کیا ہو۔ اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اُمَّتِی اَوَّلُهَا خَيْرٌ وَّ آخِرُهَا خَيْرٌ وَفِي وَسْطِهَا كَدَرٌ ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا اوّل و اخیر حصہ اچھا ہے اور درمیانی گدلا۔ یہاں کدورت یا گدلا پن سے مراد اسماء و صفات کا مقام ظلال ہے۔ اکثر اولیاء اللہ اس ہزار سال کے اندر پیدا ہوئے، وہ توحید وجودی کے قائل اور سماع و نغمہ کی طرف مائل تھے۔ یہ ظلال صفات کی ابتدائی باتیں ہیں۔ اسماء و صفات کی اصل کا ظہور تو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عہد میں ہوا۔ پھر ہزار سال بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں اس کا ظہور ہوا۔

شریعت کی استقامت

شریعت کی استقامت یا تو صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ اجمعین کے زمانہ میں تھی۔ یا حضرت مجدد الف ثانی اور آنجناب کے فرزندوں یعنی قیوم ثلاثہ کے زمانہ میں شریعت اور طریقت

نے از سرِ نو زیب و زینت حاصل کی۔

اگر کوئی یہ کہے کہ جو اولیاء اس ہزار سال کے عرصے میں پیدا ہوئے ان میں اسماء و صفات کی اصل کے کمالات نے کیوں ظہور نہ کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ان میں اسماء و صفات کی اصل کے کمالات پائے جاتے۔ تو وہ کبھی توحید وجودی کے قائل نہ ہوتے اور نہ ہی رقص و سماع کرتے۔ کیونکہ یہ باتیں اسماء و صفات کی اصل رقص ظلال کے کمالات میں داخل ہیں۔ صرف ان کے ظلال (سایہ) میں ہیں۔ اگر توحید وجودی رقص و سماع اسماء و صفات کی اصل کے کمالات میں داخل ہوتے تو گذشتہ انبیاء اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وغیرہ بھی اس قسم کی حرکات کرتے۔ اللہ تعالیٰ کا طریق ہے کہ ہر ہزار سال بعد اصل الاصل کے خاص کمالات جو صرف ذات بحت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ظاہر ہوں اور وہ ان کمالات کے علاوہ ہوں، جو ہزار سال میں ظاہر ہو چکے ہیں۔ کیونکہ یہ کمالات ظلال کے کمالات سے بدرجہا افضل ہیں۔ وہ کمالات ظل ظلال ہیں۔ اور یہ اصل الاصول۔ جس طرح یہ کمالات ان کمالات سے افضل ہیں اسی طرح وہ شخص جس میں یہ کمالات پائے جاتے ہیں۔ اس شخص سے جس میں وہ کمالات پائے جاتے ہوں۔ بدرجہا افضل ہے۔ جیسا کہ انبیائے اُولو العزم جو ایک دوسرے سے ہزار سال بعد پیدا ہوئے ہیں۔ ان انبیاء سے افضل ہیں جو اس ہزار سال کے عرصہ میں پیدا ہوئے۔

اس امت میں بھی اللہ تعالیٰ کے طریق کے مطابق جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد اسماء و صفات کی اصل کے کمالات ظاہر ہوئے اور ان کمالات کے رئیس حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آنجناب کے فرزند ہیں۔ اسی واسطے شریعت کی استقامت امر معروف اور نہی عن منکر ان بزرگوں کا پسندیدہ طریقہ رہا ہے۔

وحدت الوجود کا قائل ہونا۔ سماع و نغمہ سننا اور رقص کرنا وغیرہ امت محمدیہ

جلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ان تمام آدمیوں کے لیئے جو ہجرت سے ہزار سال بعد پیدا ہوئے۔ مطلق منع ہیں۔

انہیں کمالات کے سبب حضرات قیوم اربعہ جن سے مراد حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے فرزند رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ انبیاء اور خلفائے راشدین سے اتر کر تمام گذشتہ اور آئندہ اولیا وغیرہ سے افضل ہیں۔ اسی واسطے آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کمالات والوں کے حق میں فرمایا ہے۔ مثل امتی کمثل المطر لا یدری اولھا خیر ام اخرھا رواہ ترمذی۔ ترمذی نے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ہے۔ کہ میری امت بارش کی طرح ہے۔ کبھی اس کا پہلا حصّہ بہتر ہوتا ہے۔ اور کبھی پچھلا معلوم نہیں میری امت کا پہلا حصّہ اچھا ہے یا پچھلا۔ کیونکہ وہی کمالات جو آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم میں تھے۔ اس وقت ظاہر ہوئے۔ کیونکہ اُن بزرگوں کا اخیر اولیّت کا سا ہے۔ بہ سبب غایت بزرگی دونوں فریق میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دے سکتے حالانکہ آنحضرت صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنی امت کے متاخرین بزرگوں کو نہیں دیکھا پھر بھی انہیں اپنے اصحاب کے برابر فرمایا ہے اگر دیکھ لیتے تو کیا فرماتے۔

حق تعالےٰ نے جو قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُوْلٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ جو سابقوں کے سابق ہیں وہی اعلیٰ بہشت میں مقرب ہیں۔ اوّلین میں سے بہت سے لوگ اور آخرین میں سے تھوڑے اس قسم کے ہیں۔

حضرت مجدّد الفِ ثانی اور ایک موسوی عالم

حضرت قیوم ثانی معصوم وزمانی کے فرزند حضرت محمد اشرف کے نواسے شیخ محمد عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنے والد بزرگوار یعنی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے بڑے بیٹے حضرت محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ کابل میں میرے والد بزرگوار محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ایک یہودی مشرف بہ اسلام ہوا۔ اور آنجناب کے حلقہ میں شامل ہوا۔ مرید ہونے کے بعد اس نے بیان کیا کہ میرے اسلام قبول کرنے اور مرید ہونے کا یہ سبب ہے کہ میں توریت پڑھا کرتا تھا۔ اس میں جب یہ آیت پڑھی کہ پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی ہجرت کے ہزار سال بعد آخری زمانے میں ایک شخص امتِ محمدی علیہ الصلوٰۃ و السلام میں اُن اوصاف سے موصوف مبعوث ہوگا۔ اور پورے طور پر اس پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کا نائب ہوگا۔ جب آپ کے مریدوں میں سے حضرت مجدّد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے اوصاف سُنے تو بعینہٖ وہ تھے جو میں نے توریت میں نے توریت میں پڑھے تھے۔ حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے راہنمائی کی اور حقیقت اسلام مجھ پر واضح ہوگئی۔ آپ کو حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند اور خلیفہ سمجھ کر میں نے اسلام قبول کیا اور مرید ہوگیا ہوں۔

حضرت مجدّد الفِ ثانیؒ اولیائے اُمّت کی نظر میں

داؤد قیصری جو فصوص کے شارح ہیں۔ قیصری کے مقدمہ کی فصل دوسری میں لکھتے ہیں کہ ہر ایک اسم اور ستارے کا دَورہ ہزار سال بعد ہوتا ہے۔ انبیائے اولو العزم کی شریعتیں بھی ہزار ہزار سال رہتی ہیں۔ پس اس امت میں بھی ہزار سال بعد ایک شخص

مبعوث ہوگا جو دین کی تجدید کرے گا اور انبیائے اُولوالعزم کا قائم مقام ہوگا۔

شیخ الاسلام احمد جام کی بشارت

شیخ الاسلام احمد جام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقامات میں لکھا ہے کہ شیخ صاحب نے فرمایا کہ میرے بعد سترہ آدمی احمد نام پیدا ہوں گے۔ ان میں سے آخری شخص آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد ظاہر ہوگا۔ وہ اُمت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام اولیاء سے افضل ہوگا۔

احمد جام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند شیخ ظہیرالدین رموزالعاشقین میں لکھتے ہیں۔ کہ میرے والد بزرگوار شیخ الاسلام حضرت احمد جام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ پر چھ ہزار آدمیوں نے توبہ کی۔ انہوں نے میرے والد سے پوچھا کہ ہم نے مشائخ کے مقامات سُنے ہیں۔ اور ان کی کتابیں دیکھی ہیں لیکن آپ جیسے حالات کسی سے ظاہر نہیں ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو جو ریاضت اولیاء اللہ نے فرداً فرداً کی۔ وہ مَیں نے بھی کی بلکہ اس سے زیادہ بھی کی۔ اس واسطے حق تعالیٰ نے جو کچھ فرداً فرداً انہیں عطا کر رکھا تھا وہ سب کچھ مجھ اکیلے کو عنایت کیا۔ لیکن میرے چار سو سال بعد ایک شخص احمد نام مبعوث ہوگا۔ اس کے حق میں وہ عنایات الٰہی ہونگی۔ کہ تمام خلقت دیکھے گی۔ یہ فضلِ الٰہی ہے جسے چاہے عطا کرے یعنی اس میں تمام گذشتہ اور آیندہ اولیا کے کمالات پائے جائیں گے۔ حضرت احمد جام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت تک چار سو سال کا عرصہ گذرا۔ چنانچہ حضرت احمد جام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال چھٹی صدی ہجری میں ہُوا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت دسویں صدی ہجری میں ہوئی۔ آنجناب نے الف ثانی ہجرت کے بعد خلعت پہنی۔

شیخ خلیل اللہ بدخشی کی پیش گوئی شیخ خلیل اللہ بدخشیؒ کے مقامات میں لکھا ہے کہ ایک روز شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہ سبحان اللہ! خواجگان کے سلسلہ سے ایک شخص ہندوستان میں پیدا ہوگا۔ جو امت محمدی صلوات اللہ وسلامہ کے تمام اولیاء سے افضل ہوگا۔ لیکن افسوس کہ ہماری زندگی اس وقت تک وفا نہ کرے گی۔ کہ ہم اس کی خدمت کریں۔ بعد ازاں ایک خط اپنی نیازمندی اور عذر و معذرت کا لکھ کر اپنے بڑے خلیفے کو دیا۔ کہ اسے سنبھال کر رکھنا اور جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مبعوث ہوں۔ یہ خط بڑی نیاز مندی سے ان کی خدمت میں پیش کرنا۔ تاکہ ہمارے حق میں دعائے خیر کریں۔

خواجہ عبدالرحمٰن بدخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مکتوب کو تجدید قیومیت کے دسویں سال حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت قیوم اوّل نے شیخ صاحب کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ اور فرمایا کہ شیخ خلیل اللہ امت کے بڑے مشائخ سے نظر آتے ہیں۔

حضرت غوث اعظمؓ کی زبان سے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ولادت کی خوشخبری ایک روز حضرت شیخ الجن والانس سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جنگل میں مراقبہ میں بیٹھے تھے کہ آسمان سے ایک نورِ عظیم ظاہر ہوا جس سے تمام جہان منور ہوگیا۔ اور دم بدم اس نور کی روشنی بڑھتی گئی۔ اس نور سے تمام گذشتہ اور آئندہ اولیاء کے چہرے منور ہوگئے۔ آنجناب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ کہ یہ کس شخص کا نور ہے۔ الہام ہوا کہ اس نور کا مالک تمام اولیائے امت سے افضل ہے۔ جو آپ کے پانچ سو سال بعد پیدا ہوگا۔ اور ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی تجدید کرے گا۔ وہ شخص نہایت ہی خوش نصیب ہوگا جو اس کی زیارت کرے گا۔ اس کے فرزند اور خلیفے بارگاہ صمدیت کے صدر نشین ہوں گے۔

بعد ازاں شیخ الجن والانس نے اپنا خاص خرقہ اتار کر اپنی مخصوصہ نسبت ودیعت کر کے بطور امانت اپنے بڑے خلیفہ کے حوالے کیا اور وصیت کی کہ اسے پوری پوری حفاظت سے رکھنا۔ یہاں تک کہ ایک شخص پیدا ہوگا کہ اس کا پیر اس سے فیض حاصل کرے گا۔ اور اسے اپنے سے اونچا بٹھلائے گا اور مریدانہ سلوک کرے گا۔ اسے ہمارا سلام پہنچانا اور یہ خرقہ بطور تحفہ اسے دینا۔ وہ خرقہ اس خاندان میں بطور امانت رہا۔ آخر شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیر شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تجدید کے دوسرے سال وہ خرقہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچایا جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ حسب موقعہ مفصل ذکر ہوگا۔

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی پیدائش کی بشارت

جب حضرت مخدوم حضرت شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے توجہ باطنی کے لئے التماس کی تو شیخ صاحب نے فرمایا کہ آپ تحصیل علوم کر کے آئیں۔ حضرت مخدوم نے عرض کی کہ اگر اس وقت تک آپ کی عمر نے وفا نہ کی۔ حضرت شیخ نے اپنے بڑے بیٹے کی طرف اشارہ کیا کہ اگر میں نہ ہوں تو اس کے پاس آنا۔ پھر حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دل میں خیال آیا کہ شاید اس وقت تک میری عمر وفا نہ کرے۔ حضرت شیخ نے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس خیال سے واقف ہو کر فرمایا کہ گھبرائیے نہیں۔ آپ جلدی ہی علوم کی تحصیل کر کے سلوک باطنی کو طے کریں گے۔ ہمارے کشف کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ کی پیشانی میں ہمیں ایک نور دکھلائی دیتا ہے۔ ظاہر کرتا ہے کہ آپ کے ہاں ایک فرزند ارجمند پیدا ہوگا جس کے نور سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہو جائے گا اور بدعت اور گمراہی ملیا میٹ ہو جائے گی۔ اس کا سلسلہ تمام جہان میں پھیل جائے گا۔ اس کے باطنی کمالات اس کے فرزندوں اور خلفاء کے وسیلے

قیامت تک قائم رہیں گے۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو اس کی خدمت کروں گا،
اور اس کی خدمت کو قربِ بارگاہِ الٰہی کا وسیلہ بناؤں گا۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک واقعہ دیکھنا جو حضرت مجدد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش پر دلالت کرتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد بزرگوار حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک رات نماز تہجد کے بعد مراقبہ میں دیکھا کہ تمام جہان میں تاریکی چھا گئی ہے اور بندر، ریچھ اور سوّر تمام کائناتِ ارضی میں پھیل گئے ہیں اور لوگ ان کو ہلاک کر رہے ہیں۔ اسی اثنا میں میرے سینے سے ایک نور نکلا جس سے تمام جہان منوّر ہو گیا ہے۔ اس نور سے ایک بجلی نکلی جس نے تمام بندروں، ریچھوں اور سوّروں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ اس نور میں سے ایک تخت نمودار ہوا جس پہ ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھا ہے اور ہزارہا نورانی مرد اس کے گرد دست بستہ کھڑے ہیں۔ آسمان سے اس کے پاس فرشتے آکر بڑے ادب سے صف بستہ کھڑے ہیں۔ اور تمام دنیا کے بے دین، ظالم، مرتد اور جبّار بادشاہوں کو پکڑ کر اس کے رُو برُو لا رہے ہیں۔ انہیں بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر رہے ہیں۔ اور ایک شخص یہ آیت بہ آوازِ بلند پڑھ رہا ہے۔ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ کہ حق آیا اور باطل جاتا رہا۔ واقعی باطل مٹنے والا ہی ہے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صبح کو رات کا واقعہ فردِ زمانہ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بیان کیا۔ اور اس کی تعبیر پوچھی۔ حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے توجہ باطنی کے بعد حضرت مخدوم کو فرمایا کہ بذریعہ کشف یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا فرزند نرینہ ہوگا کہ اس کے وجود کے نور سے ظلمت و بدعت، سنتِ محمدی علیہ التحیۃ والتسلیمات کی روشنی سے بدل جائیں گی۔ اور زمانہ بھر کے جبّار اور اکابر

اس کی اطاعت کریں گے۔ اس کا ارشاد تمام جہان میں پھیلے گا اور اس کا سلسلہ قیامت تک قائم رہے گا اور وہ اس امت کے تمام اولیاء کا سردار ہوگا۔

حضرت شیخ سلیم چشتی کی نگاہ میں حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہٗ ایک روز مراقبہ میں مستغرق تھے، اس اثنا میں کیا دیکھتے ہیں کہ سرزمین سرہند سے ایک نور ظاہر ہوا جس کی روشنی نے تمام زمین و آسمان کو گھیر لیا۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ الٰہی یہ کس کا نور ہے غیب سے الہام ہوا کہ امت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں سے ایک شخص اس شہر میں پیدا ہوگا جو تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا۔ اور تمام خلقت اس کے فیض سے ہدایت پائے گی اور احکام شرعی اس کی طفیل از سر نو تازہ ہوں گے۔

حضرت مجدد الف ثانیؓ شیخ نظام نارنولیؒ کی نظر میں جب ہندوستان کا مغل بادشاہ جلال الدین اکبر مرتد ہوا اور اسلام بہت کمزور ہوگیا تو لوگ حضرت شیخ نظام نارنولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جو کہ مقتدائے اہل اسلام تھے گئے اور غلبہ کفر کے دفعیہ کے بارے میں التجائے دعا کی۔ آپ نے بڑی توجہ کے بعد لوگوں کو خوشخبری دی کہ قریب ہی ایک شخص پیدا ہوگا جو تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا۔ اس کی توجہ سے کفر و بدعت کی ظلمت نور سنت سے بدل جائے گی۔ اور اسلام کو رونق تازہ حاصل ہوگی۔ اور شریعت اور طریقت کو زیب و زینت حاصل ہوگی اور شرع کے مخالف طریق منسوخ ہو جائیں گے اور اس کے وجود کے نور سے تمام جہان مشرق و مغرب تک منور ہو جائے گا اور اس کے ارشاد کا سلسلہ قیامت تک قائم رہے گا۔

حضرت شیخ عبداللہ علاؤالدین سہروردی کی زبان پر حضرت مجدد الف ثانی کے وجودِ مسعود کی خبر

جب ہندوستان میں اکبر بادشاہ کا ظلم وستم اور کفر کا غلبہ مسلمانانِ ہند پر بڑھ گیا اور خلقت گھبرا اٹھی۔ ہزاروں مسلمانوں کو ہر روز پکڑ کر بادشاہ کے پاس لایا جاتا۔ سجدہ کرنے پر مجبور کیا جاتا۔ اگر انکار کرتے تو قتل کیے جاتے تو تمام مسلمان جمع ہو کر شیخ علاؤالدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو اپنے زمانے کے شیخ و بزرگ تھے۔ اور التجا کی کہ آپ اسلام کی مدد و اعانت فرمائیں شیخ صاحب نے توجہ باطنی کے بعد لوگوں کو خوشخبری دی کہ مجھے پروردگار کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ عنقریب ہی ایک شخص مبعوث ہو گا جو تمام گذشتہ اور آئندہ اولیاء سے امت سے افضل ہو گا۔ اس کی توجہ شریف سے جہان کی تنگی فرحت سے بدل جائے گی اور دین اسلام میں رونق آئے گی۔ دنیا میں طراوت اور تازگی ظاہر ہو گی۔ اس کے ارشادات بدایت کے نور سے زمین و آسمان منور ہو جائیں گے اور وہ نور قیامت تک قائم رہے گا۔

نجومیوں اور جوتشیوں کے اعلان

جب ہندوستان کے بادشاہ کے ظلم و ستم کی تکلیف ہندوستان کے مسلمانوں پر بدرجہ کمال پہنچی اور تمام جہان گھبرا اٹھا۔ اس وقت بہت لوگوں نے نجومیوں اور رملیوں سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کب تک اس آفتِ دین و دنیا سے نجات دے گا اسی اثنا میں خانِ اعظم جو سلطنت کا اہم رکن تھا اور جسے اسلام سے بڑی محبت تھی۔ دن رات بادشاہ کے مرتد ہونے اور غلبہ کفر کی وجہ سے آتشِ حسرت میں جلتا تھا اس نے سلطنت کے رمالوں اور منجموں کو بلا کر پوچھا۔ اس معاملہ کی کیفیت بیان کرو۔ انھوں نے اس سے چالیس روز کی مہلت مانگی کہ ہمیں اپنے علوم میں خوب غور و خوض کر لینے دو پھر ہم اس کا جواب دیں گے۔ خانِ اعظم نے یہ بات مان لی۔ چالیس روز بعد منجموں نے آ کر کہا کہ ہم نے اپنے علم میں خوب غور کیا ہے۔ اوضاعِ فلکی سے یوں معلوم

ہوتا ہے کہ عنقریب ایک شخص پیدا ہوگا۔ اس جیسا پہلے کوئی اس امت میں پیدا نہ ہوا اور نہ بعد میں ہوگا۔ اس کی توجہ سے دین اسلام کی تروتازگی ہوگی۔ اور کفر و بدعت مغلوب ہو جائیں گے۔ یہ لوگ بے عزت و خوار ہوں گے۔ گمراہی اور بے دینی جڑھ سے اکھڑ جائے اس کا طریقہ بعینہٖ صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا طریقہ ہوگا۔ اور مشائخ گذشتہ کے نظریات جو مخالف شرع تھے مثلاً وحدت الوجود کا قائل ہونا۔ سماع و نغمہ سننا سب کا قلع قمع ہو جائے گا۔ چند سال بعد اسلام کو رونق ہوگی۔ شاہی اختر شناس جو سب منجموں سے لائق تھا کہنے لگا۔ چند روز سے ایک ستارہ طلوع ہوا ہے جو اس ہزار سال کے عرصے میں طلوع نہیں ہوا۔ اگر خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے پہلے وہ ستارہ طلوع کرتا تو کسی اولوالعزم نبی کی پیدائش پر دلالت کرتا۔ چونکہ اس امت میں پیغمبر کا مبعوث ہونا محال ہے اس واسطے ضروری ہے کہ کوئی ایسا شخص پیدا ہو جو جناب رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نائب اور قائم مقام ہو۔ اور تمام بیٹر ھے و گمراہ مذاہب اور طریقوں کو برطرف کرے۔ اور جہان میں فرحت کے آثار پیدا ہوں شریعت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو از سر نو منور کرے۔ اور جہان بھر کے صاحب اقتدار اور سرکش آپ کی اطاعت کریں۔ اور تمام کے دل پر اس کا رعب چھا جائے اور اس کا ہر عمل شریعت کے عین مطابق ہو۔ اس کے طریقے والے عبادت بکثرت کریں گے نجومی نے خان مذکور کو کہا کہ آپ بھی اس سلسلہ میں شامل ہوں گے۔ اس روز سے خان اعظم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا معتقد ہوا۔ اور دن رات آنجناب کی بعثت کا انتظار کرنے لگا۔ حتیٰ کہ تسجدید کے دوسرے سال شرف زیارت و ارادت سے مشرف ہوا۔ انشاء اللہ حسب موقعہ یہ بیان کیا جائے گا۔

مولانا عبدالرحمٰن کی بشارت

مولانا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اپنے زمانے کے جید عالم اور صالحین کے سردار تھے۔

فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ اکبر آباد سے دہلی آیا۔ اتفاقاً ایک منزل میں میرے پیٹ میں درد ہوا۔ میں جنگل میں ٹھہر گیا۔ اور میرے ہمراہی مجھے چھوڑ کر چل دیئے میں گھڑی گھڑی قضائے حاجت کے لیے جاتا تھا۔ اِتنے میں رات ہو گئی۔ اس جنگل میں قریب ہی ایک غیر آباد محل تھا۔ میں جاڑے کے مارے وہاں چلا گیا۔ کہ چلو رات یہیں بسر کر لوں۔ آدھی رات گذری تھی کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑی فوج نمودار ہوئی ہے۔ اور ہوتے ہوتے اس محل کے قریب آپہنچی ہے۔ پھر انہوں نے نہایت عالیشان فرش اس محل میں بچھایا۔ فرش پر ایک تخت لا کر رکھا۔ بعد ازاں ایک نوجوان آکر اس تخت پر بیٹھا اور ہزار ہا آدمی اس کے گرداگرد بڑے ہی ادب سے کھڑے ہو گئے۔ آخر مجھے معلوم ہوا کہ یہ جنوں کے بادشاہ کی فوج ہے۔ یہ معلوم کر کے میں بہت ڈرا۔ اتنے میں جنوں کے بادشاہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر سوائے ہماری قوم کے غیر قوم کا کوئی فرد بھی ہے۔ آخر مجھے پکڑ اس کے پاس لے گئے۔ اس نے مجھے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ایک مُلّا مرد ہوں۔ اس نے کہا۔ ہم بھی مسلمان ہیں۔ چند علمی کلمات بیان کرو۔ تاکہ تمہارے علم سے فائدہ اٹھائیں۔ میں نے چند ایک حدیثیں فقہ اور اہلِ سنت وجماعت کے عقائد کے متعلق بیان کیں۔ اور ساتھ ہی کہا کہ ان دنوں ہمارا یہ علم بہت کمزور ہو گیا ہے۔ اس نے پوچھا کیوں؟ میں نے کہا ہمارا بادشاہ کافر ہے۔ اس نے کہا ہم بھی اس بارے میں اس پر سخت ناراض ہیں۔ اور ہمیں اپنے علم سے معلوم ہوا ہے کہ ایک شخص مبعوث ہونے والا ہے جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کفر کی تاریکی کو سنتِ نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے بدل ڈالے گا۔ اور اس کا طریقہ تمام اولیائے امت سے جداگانہ اور افضل ہو گا۔ اس کے تمام اوضاع واطوار اور اقوال وافعال سنتِ نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تابع ہوں گے۔ اس کا سلسلہ مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گا اور قیامت

تک رہے گا۔ آپ ضرور اس شخص کی زیارت کریں گے۔ مولانا عبدالرحمٰن قدس سرہٗ اس روز سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے معتقد ہو گئے۔ حتیٰ کہ تجدید و قیومیت کے پہلے سال ہی آنجناب کی قدمبوسی سے مشرف ہوئے۔

حضرت مجدد الف ثانیؓ اور صالحین عصر کے خواب

شیخ سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اکبر بادشاہ کے وقت میں سلطنت کے ایک اعلیٰ رکن تھے۔ ہم ان کا تھوڑا سا حال بادشاہ کے مرتد ہونے کے بیان میں لکھ آئے ہیں۔ آپ دن رات بادشاہ کے مرتد ہونے اور جہان میں کفر کے غالب آنے سے متفکر اور مغموم رہتے تھے۔ اسی اثنا میں ایک رات انہوں نے واقعہ میں دیکھا کہ تمام جہان میں اندھیرا چھا گیا ہے اور ایک قوی الجثہ ہاتھی لوگوں کو ہلاک کر رہا ہے۔ اتنے میں ایک نورانی مرد خدا بہت سی فوج لے کر جن کے چہروں سے نور چمک رہا تھا اور ہر ایک کے ہاتھ میں نور کی مشعل تھی۔ ظاہر ہوا ہے جن کی روشنی سے جہان اور تمام اہل جہان عرش سے فرش تک منور ہو گئے۔ اس مرد خدا اور اس کی فوج کا وہ نور ساعت بہ ساعت بڑھ رہا ہے۔ اور پے در پے اور فوجیں بدستور آ رہی ہیں۔ حتیٰ کہ تمام دنیا اس فوج سے پُر ہو گئی۔ اس مرد خدا کے نور کی شعاعیں شیخ سلطان پر بھی پڑیں۔ اس مرد خدا نے غضب کی ایک نگاہ ہاتھی کی طرف ڈالی۔ دیکھتے ہی ہاتھی زمین پر گرا۔ تڑپا اور مر گیا۔

شیخ صاحب نے رات کے واقع کا ذکر صحیح معتبر لوگوں سے کیا۔ تو سب نے یہی جواب دیا کہ اس خواب کی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ عنقریب ایک شخص پیدا ہو گا جس کی توجہ کے نور سے کفر کی تاریکی جو اس وقت جہان پر چھائی ہوئی ہے۔ اسلام کی روشنی

۔سے بدل جائے گی اور بدعت و گمراہی جہان سے بالکل ختم ہو جائیگی۔ سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام از سر نو تازہ ہو گی اور یہ فوج جو اس کے ہمراہ ہے وہ اس کے فرزند اور خلیفے ہیں جو سب کے سب بدعت اور گمراہی کو جڑ سے اکھیڑ پھینکیں گے اور سنت و ہدایت کو زندہ کریں گے۔ دن بدن اس عزیز کا طریقہ ترقی کرتا جائے گا۔ چنانچہ عام دنیا اس سے مستفید ہو جائے گی۔ اور قیامت تک یہی سلسلہ جاری رہے گا۔ اور اس کی ہدایت اور ارشاد کا نور دن بدن زیادہ ہوتا جائے گا۔ وہ قوی الجثہ ہاتھی اکبر بادشاہ ہے جسے حق تعالیٰ اس عزیز کی توجہ اور غضب کے سبب دنیا سے اٹھالے گا۔ آپ اس عزیز سے ملاقات کرینگے بلکہ آپ کے قرب و جوار سے ہی ظاہر ہوگا۔ اور آپ اس کے قریبی اصحاب سے ہوں گے ان اشارات کے بعد حضرت شیخ قدس سرہٗ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غائبانہ مخلص اور معتقد بن گئے۔

ان اشارات کے بعد بھی حضرت شیخ صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حق میں اور کئی واقعات بھی مشاہدہ کئے۔ حتیٰ کہ اپنی بیٹی کی شادی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی۔ چنانچہ اس کی مفصل کیفیت انشاء اللہ تعالیٰ اپنے مقام پہ بیان کی جائے گی۔

خان اعظم کا حضرت مجدد الف ثانیؒ کے متعلق ایک خواب

خان اعظم نے جو ایک مشہور رکن سلطنت تھے۔ ایک رات خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا جنگل ہے اور اس میں ایک دریا تاریکی سے پُر ہے اور اس دریا سے سانپ۔ بچھو نکل رہے ہیں جس طرف اس دریا کی لہریں جاتی ہیں۔ اس طرف کی زمین سیاہ ہو جاتی ہے۔ درختوں کے پتے گر جاتے ہیں۔ اسی اثنا میں آسمان سے ایک آدمی نازل ہوتا نظر آیا۔ جس کے نور کی شعاعوں سے تمام زمین مشرق سے مغرب تک منور ہو گئی۔ جہاں پر اپنا قدم رکھتا ہے۔ وہیں سے

چشمہ جاری ہوجاتا ہے۔ ہزارہا پرند اس چشمے سے پانی پیتے ہیں۔ نہاتے ہیں۔ نہانے اور پینے سے ان کی شکلیں اور رنگ روپ میں نکھار آجاتا ہے۔ وہ چشمہ اس قدر بڑھ گیا ہے کہ تمام جہان اس کے پانی سے سیراب ہوگیا ہے۔ اور وہ سانپ اور بچھو اس سے ہلاک ہوگئے ہیں اور درختوں کے پتے از سرِ نو تازہ ہوگئے ہیں اور وہ سیاہ دریا بالکل معدوم ہوگیا ہے۔

خانِ اعظم نے صبح اس خواب کی تعبیر معبّروں سے پوچھی تو انہوں نے بہت سوچ بچار کے بعد کہا کہ اس سیاہ دریا سے مراد ہندوستان میں کفر کا غلبہ ہے اور یہ سانپ اور بچھو ملحد اور بے دین لوگ ہیں جو شخص آسمان سے اُترا ہے وہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا نائبِ اتم ہے جو عنقریب پیدا ہوگا اور اس کے قدوم میمنت لزوم سے ہدایت وارشاد کا چشمہ جاری ہوگا جس کے نورِ ہدایت سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منوّر ہوجائے گا۔ تاریکی، بدعت اور گمراہی کا دریا نابود ہوجائے گا۔ اس کے نورارشاد سے تمام بے دین اور ملحد مرجائیں گے۔ دین اسلام کو رونق ہوگی۔ مسلمانوں کو فرحت نصیب ہوگی۔ اور وہ شخص تمام مشائخ امت سے افضل ہوگا۔

یہ سن کر خانِ اعظم حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زیادہ معتقد ہوگیا اور آنجناب کا انتظار کرنے لگا۔ ہر کسی سے آپ کے علامات پوچھا کرتا۔ جہاں تک کہ آنجناب کے جمالِ جہاں آرا سے مشرف ہوا۔

صدر جہاں کا حضرت مجدّد الف ثانی رضی کے بارے میں ایک خواب

سید صدر جہاں ایک صحیح النسب سید تھے۔ آپ اکبر کے مقرب بلکہ مدار المہام تھے لیکن بادشاہ کے بے دین ہوجانے سے ہمیشہ مغموم رہتے تھے۔ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ سیاہ رنگ کے بگولے)

نے تمام جہان کو تاریک کر دیا ہے اور ہوا کی تندی سے درخت اور عمارتوں کی بنیادیں اکھڑ گئی ہیں اور ان بگولوں میں بچھو اڑتے چلے آ رہے ہیں اور لوگوں کو کاٹ رہے ہیں اور بہت سے لوگ ان کے کاٹنے سے مر رہے ہیں۔ اسی اثنا میں سرھند کی زمین سے ایک نور نکلا جس سے تمام زمین و آسمان منور ہو گئے اور وہ بگولے گم اور بچھو ہلاک ہو گئے۔ اس نور میں سے ہزار ہا خوش رنگ و خوش وضع پرندے نکل کر فصیح زبان سے ذکر خدا کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ کہدے حق آگیا اور باطل جاتا رہا۔

صبح سید صدر جہان نے یہ خواب شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خلیفے شیخ جلال قدس سرہٗ کی خدمت میں بیان کیا اور تعبیر پوچھی۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ بگولوں سے مراد بدعت گمراہی اور کفر کا غلبہ ہے جو ان دنوں پھیلا ہوا ہے۔ اور بچھوؤں سے مراد بدعت اور گمراہی کے سرغنہ ہیں جو لوگوں کو راہِ حق سے بہکا کر راہ باطل پر لاتے ہیں اُس نور سے جو سرزمین سرھند سے نمودار ہوا وہ مرد خدا مراد ہے جو اس شہر سے پیدا ہو گا۔ اور جس کی توجہ کے نور سے تمام جہان منور ہو جائے گا۔ بدعت اور گمراہی اُٹھ جائے گی۔ بدعت و گمراہی کے سرغنے ہلاک ہو جائیں گے۔ ان پرندوں سے مراد اس مردِ خدا کے اصحاب اور خلیفے ہیں۔ جن کا طریقہ امر معروف کی ہدایت کرنا اور نہی منکر سے باز رکھنا ہوگا۔ وہ مردِ خدا تمام مذاہب کی خرابیوں کو دُور کر دے گا۔ اس کا طریقہ جہان میں پھیل جائے گا۔ اس کے ارشادات اور ہدایت کا نور قیامت تک قائم رہے گا۔ اور آپ اس کے اصحاب اور مقرب قرار پائینگے۔

یہ سن کر صدر جہان کے دل میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت پیدا ہو گئی اور آنجناب کی بعثت کا انتظار کرنے لگا۔ حتیٰ کہ تجدید کے دوسرے سال شرف قدمبوسی و ارادت سے مشرف ہوا جیسا کہ انشاءاللہ تعالیٰ حسب موقعہ بیان کیا جائیگا۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؓ کی ولادت باسعادت

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد بزرگوار حضرت مخدوم عبدالاحد اکثر سیر و سیاحت کی طرف مائل رہتے۔ خواجہ ہاشم کشمی زبدۃ المقامات برکات احمدیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ حضرت مخدوم کا گذر قصبہ سکندرہ میں جو دہلی سے اکیس میل ہے، ہوا۔ وہاں علماء وقت سے حدیث کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ جب لوگوں نے آپ میں صلاحیت کے انوار دیکھے۔ تو بہت دلدادہ ہو گئے۔ اور نہایت تعظیم و تکریم کرنے لگے۔ اسی اثناء میں وہاں کی ایک پاک دامن شہر کی حاکمہ اور صحیح النسب سیدہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مخدوم کے سینے سے ایک نور نکلا ہے جس سے تمام زمین و آسمان منور ہو گئے ہیں۔ اس نور میں ایک تخت نمودار ہوا ہے جس پہ ایک عزیز تکیہ لگائے بیٹھا ہے۔ اور تخت کے گرد تمام گذشتہ اور آئندہ اولیائے امت دست بستہ کھڑے ہیں اور ایک شخص اعلان کر رہا ہے کہ یہ مخدوم عبدالاحد کا فرزند ارجمند احمد ہے جو تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔

حضرت مجدد کی والدہ

صبح اس نے یہ خواب اپنے خاوند کو سنایا اس نے کہا کیا کروں کہ میرے ہاں کوئی بیٹی نہیں جو یہ سعادت ابدی حاصل کروں۔ اس صالحہ نے کہا۔ میری نہایت ہی صالحہ ایک بہن ہے اس کی شادی اس مرد سے کر دینی چاہیئے۔ اس نیک مرد نے حضرت مخدوم سے اس بات کا ذکر کیا۔ پہلے تو حضرت مخدوم نے اس سے انکار کیا لیکن جب انہوں نے بہت منت و سماجت کی تو آپ نے قبول کیا اور نکاح کر کے اُسے سرہند لے آئے۔ اس پاک دامن صالحہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔

جب اکبر بادشاہ کا ظلم و ستم ہندوستان کے مسلمانوں پر حد سے زیادہ ہو گیا

اور جہان بھر میں کفر پھیل گیا تو مسلمانوں میں اتنی قدرت بھی نہ رہی کہ برملا کلمہ ہی پڑھیں یا اپنے دین کا اظہار کر سکیں۔ ہر گلی کوچے میں بادشاہ کی مورت پتھر کی دیوی کی طرح سجا کر رکھی رہتی تاکہ خلقت اسے سجدہ کرے اگر کوئی سجدہ کرنے سے انکار کرتا تو اسے قتل کر دیا جاتا۔ جب یہ حالت ہو گئی تو بارگاہِ الٰہی میں زمین و آسمان روئے کہ اے پروردگار! یہ رزق تیرا کھاتے ہیں اور پرستش غیر کی کرتے ہیں۔ زمین و آسمان کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ندا ہوئی کہ عنقریب میں ایسا شخص پیدا کروں گا جو حضور کی شریعت کی برکت سے یہ بدعت اور گمراہی ہدایت اور ارشاد سے دور کر دے گا۔ اور ہدایت کا سلسلہ قیامت تک قائم رہے گا۔

جب جمعہ کی رات ۱۰ محرم کو حضرت مجدد الف ثانی والد بزرگوار کی پشت سے رحم مادر میں داخل ہوئے تو تمام موجودات نے باہم ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔ تمام حیوانات نے ایک دوسرے کو خوشخبری دی کہ اب وہ وقت آنے والا ہے کہ یہ بدعت و گمراہی اس کے صاحب حمل کے وجود کی برکت سے ملت احمدیہ میں بدل جائیگی اور سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے چرچے ہوں گے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ولادت

حضرت کی ولادت باسعادت شہر سرہند میں جمعہ کی رات قریباً نصف رات گذرنے ۱۴ شوال ۹۷۱ھ ہجری کو ہوئی۔ یہ چودھویں کا چاند مکرمت کے افق سے طلوع ہوا۔ اور اس کے وجود کے نور سے تمام جہان پرنور اور اہل جہان مسرور ہو گئے۔ ؎

مہے بہ اوج سپہرِ کمال طالع شد
کہ کس ندید چناں ماہ در ہزاراں سال

حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ ولادت لفظ خاشع سے

نکلتی ہے۔ شمسی حساب کے مطابق آفتاب اس وقت برجِ حمل کے خانۂ شرف میں تھا جو سورج کی تمام منزلوں سے اعلیٰ اور اشرف ہے۔ اہل شام کے نزدیک یہ تشرین کی پہلی تاریخ ہوتی ہے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت اور الہام کے مطابق حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوالبرکات لقب شریف بدرالدین اور اسم مبارک شیخ احمد مقرر کیا۔ سہ

شہِ ملکِ ولایت شیخ احمد　　بمثلش مادرِ ایّام کم زاد

حضرت مجدد الف ثانیؓ کی ولادت کے چند واقعات

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ "میرے فرزند شیخ احمد کی ولادت کے بعد مجھے غشی آ گئی۔ تو کیا دیکھتی ہوں کہ تمام اولیائے امت ہمارے گھر میں آئے ہیں اور ایک شخص کہتا ہے کہ حق تعالےٰ نے گذشتہ و آئندہ تمام اولیا کے سارے کمالات اپنے فضل و کرم سے شیخ احمد کو عنایت فرمائے ہیں اور اسے اپنی رحمت کا خزانہ بنا دیا ہے۔ دوستو! اس کی زیارت کرو۔ کیونکہ پروردگار کا حکم ہے کہ جو شخص اس کی زیارت کرے گا۔ میں اس کے گناہ بخش دوں گا۔ قیامت کے دن اسے اپنے مقربوں میں داخل کروں گا"

نبی کریمؐ کی نظر میں

آپ کے والد ماجد حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اپنے فرزند سعادت مند شیخ احمد کی ولادت کے دن میں نے دیکھا کہ حضرت خاتم المرسلین والنبیین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بذاتِ

خود از راہِ کرم ہمارے گھر میں تشریف فرما ہوئے ہیں اور تمام انبیاء اور آسمانی فرشتے آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے جلو میں ہیں اور آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرزند کی مبارکباد دے رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے بیٹے کو بڑی خوشی سے گود میں لے کر دائیں کان میں آذان اور بائیں میں تکبیر کہہ کر فرمایا کہ میرا یہ فرزند میرے تمام کمالات کا وارث اور میرا قائم مقام ہوگا اور میری امت کے دنیوی اور اُخروی تمام کارخانے کو سنبھالے گا۔ اب میرے دل کو تسلی ہوئی

پھر حضرت مخدوم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ نے امت کی طرف سے اپنے آپ کو کس طرح فارغ کر لیا۔ حضور مکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اب تک تو ہم مع صحابہ کے امت کی طرف متوجہ تھے۔ ہزار سال کے عرصہ میں جس قدر اولیا پیدا ہوئے۔ ان میں سے کسی کو بھی ساری امت کے کارخانے کو برداشت کی طاقت نہ تھی کہ ہم اس کے حوالے کرتے اور بارگاہِ حقیقی میں خلوت گزیں ہوتے۔ اب یہ فرزند ایسا ہوا ہے کہ اب ہم ساری امت کا دنیاوی اور اُخروی کارخانہ اس کے اور اس کے فرزندوں کے سپرد کر کے فراغ دلی سے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں خلوت اختیار کریں گے۔ یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ ہر پیغمبر اولوالعزم ہزار سال تک خلقت کی طرف متوجہ رہتا ہے بعد ازاں جب اور پیغمبر آجاتا ہے تو پھر پہلا پیغمبر بارگاہ خداوندی میں خلوت گزیں ہوتا ہے۔ اس امت کے لئے حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایک ہزار سال امت کی طرف متوجہ رہنا لازم تھا۔ اور بعد ازاں کوئی ایسا پیغمبر اولوالعزم ہوتا جو آپ کا قائم مقام ہوتا کیونکہ گذشتہ زمانے میں انبیائے کرام کی بعثت اور تبدیل کا یہی دستور چلا آیا ہے کہ بعد کا نبی پہلے نبی کے دین کی ترجمانی کرتا اور اسے مضبوط بناتا تھا لیکن آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نبی کا پیدا ہونا ناممکن ہے۔ اس واسطے اس امت میں علمائے امت کو بنی اسرائیل کے انبیاء کا سا مرتبہ دیا گیا

ہے تاکہ دین محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کریں اور تقویت دیں۔ گذشتہ زمانے میں جب ہزار سال بعد کوئی اولوالعزم پیغمبر اور رسول مبعوث ہوتا تو ساتھ ہی سابقہ دین بھی جاتا رہتا۔ حق تعالےٰ اس کی بجائے کوئی اور اولوالعزم پیغمبر بھیج دیتا۔ اور اسے نئی شریعت عنایت کرتا۔ ہزار سال بعد کوئی ایسا شخص مبعوث ہونا ضروری تھا جو پیغمبر اولوالعزم کا قائم مقام اور حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وارث کامل اور نائب اتم ہوتا۔ اور اسی دین کو دوسرے ہزار سال میں از سرِ نو تازہ کرتا۔

چونکہ اس امت میں نسخ اور تبدیلی نہیں۔ اس لئے جناب رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اخص الخاص نسبت جو آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہدِ مبارک میں آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کو پہنچی۔ وہی اس فرزند کو جو پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام کمالات کا وارث کامل ہے یعنی حضرت شیخ احمد مجدد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسرے ہزار سال کے شروع میں ملی۔ اسی واسطے دین کی تجدید اور شریعت مستقیم کو تازہ زندگی نصیب ہوئی۔

سرہند پر انوار کی بارشیں

حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے فرزند شیخ احمد کی ولادت کے دن فرشتے۔ انبیاء اور اولیاء اور رسولوں کی روحیں اس کثرت سے زمین پر آئیں کہ تمام شہر سرہند اور اس کا گرد و نواح پُر ہو گیا۔ اور نور کے ستر ہزار جھنڈے لا کر شہر سرہند میں گاڑھ دیئے گئے۔ جن کی شعاعوں سے باطن کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ ایک فرشتہ بلند آواز سے کہہ رہا ہے کہ انبیاء کے تمام کمالات بطریق وراثت اور اولیاءؒ کے کمالات بطور ریاست خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند کو جو آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا قائم مقام اور نائب اتم ہے یعنی شیخ احمد مجدد الفِ

ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے نوازے گا اور امت محمدی علیہ التحیۃ والثنا کے تمام اولیاء واصفیاء اس کی اتباع میں ہوں گے کیونکہ وہ تم سب میں سے افضل ہے سے

بملک اولیاء چوں او نزادہ   محمد ثمرہ چوں او نداده

شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اور حضرت کے پیر شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کے دن سرہند میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ آسمان سے فرشتے گروہ در گروہ کعبہ پر آ رہے ہیں اور وہاں سے شہر سرہند کی طرف جاتے ہیں۔ اور کعبہ پر نور کے ہزار ہا جھنڈے گاڑے ہوئے ہیں۔ اور کعبۃ اللہ کی چھت پر منادی کر رہے ہیں۔ لوگو! آج رات ہندوستان میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا ہے جس کے سبب سے حق تعالیٰ دین اسلام کو عزت دے گا اور بدعت و گمراہی کو برطرف کرے گا۔ اور سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو زندہ کرے گا۔ اور وہ تمام اولیائے امت سے افضل ہو گا۔

چندیں ہزار صنع خدائے بکار رفت
تا بوالعجوبہ مثل تو مخلوق خلق شد

نبی کریمؐ کی ایک ہزار سالہ تربیت کا ثمرہ

ایک بزرگ شیخ ابوالحسن چشتی نام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کے وقت سرہند میں تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ آنجناب کی ولادت کی رات میں نے واقعہ میں دیکھا کہ اس شہر میں تمام اولیائے امت جمع ہیں اور ان کے درمیان نور کا ایک منبر رکھا ہوا ہے۔ جس پہ ایک مرد خدا کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ لوگو! تمہیں مبارک ہو کہ آج رات ایک شخص پیدا ہوا ہے جس کی

روح کو جناب رسالت مآب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہزار سال اپنی گود میں تربیت کیا۔ اور امت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اولیاء کو جو کمالات فرداً فرداً نصیب تھے وہ اس اکیلے کو یکبارگی عنایت ہوئے اور اپنے تمام کمالات کا مظہر اتم بنایا ہے

ہزار سال بباید کہ تا بباغ یقیں ز شاخ ہمت چو تو گلے ببار آید
بہ ہر قرآن و بہ ہر قرن چو تو نبی نبوی بروزگار چو تو کس بروزگار آید

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت سے لے کر سات روز تک جب تک عقیقہ نہ ہو چکا تمام راگ و رنگ کے ساز، مثلاً بانسری۔ ڈھول۔ دف طنبور چنگ، سارنگی۔ ڈھولک وغیرہ سے سریلی آواز نہ نکلی۔ اور شراب میں سے نشہ کی قوت زائل ہو گئی۔ عیش و عشرت کی محفلوں کا لطف جاتا رہا۔ چنانچہ ان دنوں میں جب عشرت بازوں نے اپنی عیش میں لطف نہ دیکھا تو ان برے اعمال سے توبہ کی۔ لوگوں نے جب توبہ کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے کہا کہ ہمیں ان دنوں عیش کا لطف جاتا رہا ہے۔ مفت میں اخروی عذاب ہماری گردن پہ بڑھتا جاتا ہے۔ اس واسطے ہم دست بردار ہوتے ہیں

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایام ولادت میں موجودہ رقص سماع و نغمہ وغیرہ مخالف شرع امور سے جن میں وہ مبتلا تھے باز آ گئے کیونکہ سماع و نغمہ و رقص وغیرہ سے انہیں لطف نہیں آتا تھا۔ یہ دیکھ کر تمام صاحب حال حیران رہ گئے۔ جب اس راز کی تہہ تک پہنچنے کے لئے توجہ کی تو حق تعالیٰ نے انہیں بذریعہ الہام خبر دی کہ ان دنوں ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو امور شرع کی تمام مخالفت کو دور کر دے گا۔ اور اس کے وجود کے نور سے بدعت اور گمراہی مٹ جائے گی۔ اور سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رونق ہو گی۔ بدعت کے متعلقہ امور زائل اور سنت نبوی اور شریعت کے مناسب امور

ظاہر ہوں گے۔

اکبر کا تخت الٹ گیا

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یوم ولادت پر اکبر بادشاہ ہند کا تخت اُلٹ گیا۔ پھر لوگوں نے درست کیا۔ پھر سرنگوں ہو گیا۔ کئی دفعہ ایسا ہوا۔ اسی اثنا میں بادشاہ نے خواب میں دیکھا۔ کہ شمال کی طرف سے یعنی سرہند کی طرف سے جو کہ دہلی سے شمال کی طرف ہے۔ ایک زبردست تند ہوا آئی اور تخت کو معہ بادشاہ اٹھا کر دے مارا۔ اس خواب کے ڈر سے سات روز تک بادشاہ کی زبان بند رہی۔ تمام ارکان سلطنت نے جمع ہو کر مشورہ کیا۔ کہ بادشاہ کو ان دنوں کیا ہو گیا ہے۔ کونسا مرض لاحق ہو گیا ہے۔ کہ اس حال میں گرفتار ہے۔ تمام حاذق طبیبوں کو اکٹھا کر کے بادشاہ کے پاس لے گئے جب ساتویں دن بادشاہ نے گفتگو کی تو کہا مجھے کوئی مرض نہیں اور اپنے خواب کو بیان کیا۔ تمام عقل مند تاڑ گئے اور انہیں اس بات کا یقین ہو گیا کہ بادشاہ پر کوئی آسمانی بلا نازل ہو گی۔ اور اس کی باطل رسم و آئین کو درہم برہم کر دے گی۔ خانِ اعظم اور سید صدر جہان نے بھی اس سے پیشتر ایسے خواب دیکھے تھے اور معبروں اور نجومیوں سے یہ بات تحقیق کر چکے تھے علاوہ ازیں شاہی تخت کو چند مرتبہ الٹتے ہوئے دیکھ چکے تھے۔ ان سب واقعات کے ساتھ ساتھ پنڈتوں۔ معبروں اور نجومیوں کے خبر دینے کو ملا جلا کر بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوں گے۔ یہ سنتے ہی بادشاہ پر دہشت چھا گئی۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بچپن

حضرت قیوم اوّل سنت رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے عین مطابق پیدا ہوئے۔ لڑکپن میں آپ کبھی ننگے نہ ہوئے۔ اگر بول و براز کے موقع پہ اتفاقاً کبھی

آپ کا بدن مبارک ننگا بھی ہو جاتا تو بڑی جلدی بدن کو ڈھانپ لیتے۔ جیسا کہ عام بچوں کا قاعدہ ہے کہ نجاست سے بدن اور لباس کو آلودہ کر لیتے ہیں اور پڑے رہتے ہیں۔ آپ نے کبھی ایسا نہ کیا۔ آپ کبھی نہ روتے۔ چہرہ ہر وقت خوش و خورم اور خنداں رہتا۔ اگر سارا دن اور ساری رات دودھ پلانے میں غفلت ہو جاتی۔ تو بھی آپ نہ روتے اور نہ دودھ مانگتے۔ آپ ہر دلعزیز تھے۔ جو آپ کو دیکھتا۔ بے اختیار اس کے دل میں آپ کی محبت پیدا ہو جاتی۔ آپ چند دنوں میں اس قدر نشو و نما پائی۔ جتنی اوروں کو مہینوں میں ہوتی ہے۔ اور آپ کو مہینوں میں اس قدر نشو و نما ہوئی۔ جتنی دوسروں کو سالوں میں ہوتی ہے۔

قادریہ فیضان کا حصول

ایک سالہ شیر خوارگی کے زمانے میں آپ لاغر ہو گئے۔ اسی اثنا میں شاہ کمال قادری رحمۃ اللہ علیہ اتفاقاً شہر سرہند میں آ نکلے۔ حضرت مخدوم قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں لائے۔ کہ ان کے حق میں دُعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس مرض کو اس بچے سے زائل کرے۔ جب شاہ کمال نے دُور سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو تعظیم کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت مخدوم کو اس تعظیم سے تعجب سا آیا۔ کہ حضرت شاہ کمال نے یہ کس کی تعظیم کی ہے۔ شاہ کمال نے تعجب کی وجہ پوچھ کر فرمایا کہ ہم نے اس بچے کی تعظیم کی ہے۔ جو تمام اولیائے اُمّت سے افضل ہو گا۔ عنقریب یہ ایسا آفتاب بنے گا۔ کہ اس کے نور سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک پُر نور ہو جائے گا۔ اور یہ بدعت اور گمراہی کو برطرف کر دے گا۔ سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندہ کرے گا۔ اور اس کی ہدایت اور ارشاد کا نور قیامت تک قائم رہے گا۔ یہ وہی عزیز ہے جس کی تشریف آوری کی خبر کئی اولیائے اُمّت نے دی ہے اور بہت سے آدمی اس کی آمد کے منتظر ہیں۔ بعد ازاں اپنی زبان

مبارک آنحضرت کے منہ میں رکھی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شاہ صاحب کی زبان کو دیر تک منہ میں دبائے رکھا۔ جب چھوڑا تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ اس بچے نے تمام قادریہ نعمت ہم سے حاصل کر لی ہے۔ جب کبھی شاہ کمال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرہند میں تشریف لاتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں خوش خبری سناتے کہ عنقریب یہ بچہ اس مرتبے کا مالک ہوگا۔ حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے خرقہ کو جو بطورِ امانت ان کے پاس موجود تھا اپنے پوتے شاہ سکندر کو دیا اور وصیت کی کہ عنقریب اس خرقے کا مالک ظاہر ہوگا۔ یہ خرقہ اسے دے دینا۔ یہ وصیت کرکے اشارہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کیا۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر ابھی سات سال کی تھی کہ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔

حضرت مجدد الف ثانیؓ کی ظاہری تعلیم و تدریس

ملّا بدر الدین سرہندی مصنف حضرات القدس اور خواجہ ہاشم کشمی مصنف زبدۃ المقامات برکات الاحمدیہ لکھتے ہیں کہ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر تعلیم کے لائق ہوئی تو آپ کو مکتب میں لایا گیا۔ آپ نے تھوڑے ہی عرصے میں قرآن شریف حفظ کر لیا۔ اور دوسرے علوم کی تحصیل اپنے والد ماجد مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کی۔ بہت سے علوم آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والدِ ماجد سے حاصل کیے۔ پھر سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ اور مولانا کمال کشمیری سے جو محقق و مدقق، علّامۂ روزگار، عابد اور

زاہد تھے۔ معقولات کی بعض کتابیں جن میں مولانا ممتاز تھے۔ نہایت تحقیق و تدقیق سے پڑھیں پھر حدیث کی بعض کتابیں شیخ خوارزمیؒ کبروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ مولانا یعقوب کشمیری سے جنہوں نے حرمین الشریفین پہنچ کر بڑے بڑے محدثوں سے استفادہ کر کے سند حاصل کی تھی۔ پڑھ کر سند حاصل کی۔ بلکہ سلسلہ کبروی میں آپ مولانا کے مرید ہوئے یہ تمام علوم آپ نے بلوغت سے پہلے پہلے ہی حاصل کر لئے تھے۔ جب آپ علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہوئے تو اپنے والد ماجد کے حضوری میں طالب علموں کو پڑھانا شروع کیا۔ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو کتب حدیث و تفسیر اور حدیث کو مسلسل درس کی اجازت جو آنجناب کی اوّلویت کے سبب آپ کو پہنچی اور حدیث یہ ہے۔ الراحمون یرحمھم الرحمٰن تبارک وتعالیٰ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء۔ رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم کرتا ہے جو روئے زمین پر ہیں ان پر رحم کرو تو جو آسمان میں ہے وہ تم پر رحم کرے گا۔

محدثین کے پیشوا محققین کے خلاصہ شیخ عبدالرحمٰن سے جو اپنے زمانے کے بڑے محدث اور عالم تھے سند حاصل کی۔ چونکہ آنجناب رحمت الٰہی کے خزانہ تھے اس واسطے وہ حدیث جس کا تعلق رحمت سے ہے رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مسلسل آپ کو پہنچی۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علوم ظاہری کی تحصیل کے وقت چند ایک ایک رسائل تصنیف فرمائے۔ اور ان میں نہایت عجیب و غریب اور نادر مسائل مندرج فرمائے۔ رسالہ تہلیلیہ اسی وقت کی تصنیف ہے۔ علوم ظاہری میں آنجناب کو اس قدر دسترس حاصل تھی کہ آپ کے شاگرد مجتہد کے درجہ کو پہنچے۔ اور خود آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کے آخری مجتہد تھے۔ آنجنابؓ نے ایسے ایسے عجیب و غریب مسائل بیان فرمائے ہیں جنہیں امام ابوحنیفہ شافعی ابو یوسف اشعری اور ابو منصور ماتریدی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم نے بھی افتاء نہیں فرمایا تھا۔ انشاء اللہ حسب موقع اس کا ذکر کیا جائے گا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سید الانبیاء علیہ السلام سے شرف مصافحہ کرتے ہیں

حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص سات وسیلوں سے مجھ سے مصافحہ کرے گا اس کے لئے بہشت واجب ہو جائے گا۔

ملا بدرالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب حضرات القدس میں لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار شخصوں کے وسیلہ سے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مصافحہ نصیب ہوا۔ اس کی ترتیب یہ ہے:

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاجی عبدالرحمٰن بدخشی کابلی المعروف بہ حاجی رمزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مصافحہ کیا۔ اور انہوں نے حافظ سلطان اودہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جن کی عمر ایک سو دس سال کی تھی اور انہوں نے شیخ محمود الفزاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اور انہوں نے شیخ سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اور انہوں نے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے۔

اس کتاب کے مؤلف کمال الدین محمد حسن (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) چھ وسیلوں سے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مصافحہ نصیب ہوا جس کی ترتیب یہ ہے:

میں نے حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ارجمند حضرت خلیل الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مصافحہ کیا۔ انہوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے حاجی رمزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے الخ۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم کے مابین چار شخص ہیں۔ جن میں سے ایک مجھ ہے۔

حضرت مجدد الفِ ثانی قیوم اوّل کا اکبر آباد کا پہلا سفر

اکبر آباد کے علماء حاضر خدمت ہوتے ہیں حضرت مجدد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم کی تحصیل اور تعلیم کے کام سے فارغ ہو کر عین جوانی کے شروع میں دارالخلافہ اکبر آباد کا رُخ کیا۔ جہاں کہ اس وقت بادشاہ (اکبر بادشاہ) کا پایۂ تخت تھا۔ چونکہ اس کے دربار میں اکثر علمائے نامدار موجود رہتے تھے۔ اس واسطے آپ کو وہاں جانے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ جب آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ وہاں تشریف فرما ہوئے تو بادشاہ کا تمام لشکر آپ کی علمیت سے حیران رہ گیا۔ تمام علمائے زمانہ اپنے علم کو آنجناب کے علم کے مقابلہ میں اس طرح خیال کرتے تھے۔ جیسے کہ پہاڑ کے سامنے میں رائی۔ بڑے فخر کے ساتھ حدیث و تفسیر کی کتابوں کی سند آنجناب سے حاصل کرنے لگے۔ آنجنابؓ کی شاگردی پر بڑا فخر کرتے۔ اور آنجناب کو مجتہد زمانہ مانتے۔ علمائے کرام تو جوق در جوق آپ کے درس میں ہر روز حاضر ہوتے۔ اور اکبری لشکر کے بہت لوگ بھی آپ کی زیارت کا ہی فخر حاصل کرتے۔ حتیٰ کہ آنجنابؓ کے اجتہاد کا شہرہ تمام اہلِ لشکر میں ہو گیا۔

سلیم چشتی کے ایک خلیفہ ایک روز شیخ سلیم چشتی کے ایک صاحب حال خلیفہ جو آپ کی تشریف آوری سے پہلے ہی حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات سے متعارف تھے۔ اور جانتے تھے کہ آپ یگانۂ روزگار ہیں۔ بلکہ خواب میں آنجنابؓ کے حلیہ مبارک کو بھی دیکھ چکے تھے۔ اور آنجنابؓ کی تشریف آوری کے منتظر تھے۔ حضور کی مجلس مبارک میں حاضر ہوئے۔ اور غور سے آنجناب کے چہرہ مبارک کو دیکھنے لگے۔ اہل مجلس نے ان سے آنجناب کو غور سے دیکھنے کی وجہ دریافت کی

تو انہوں نے اپنا خواب مع حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلیہ مبارک کے سنایا کہ یہ وہی شخص ہیں جن کی خبر اکثر اولیائے امت نے دی ہے لیکن ابھی تک آنجناب رضی نے تجدیدی امور کو سرانجام دینا شروع نہیں کیا تھا۔

حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی مبارک میں مقام سجدہ سے لے کر دونوں بھوؤں کے درمیانی مقام تک ایک سرخ لکیر ستارہ کی طرح چمکا کرتی تھی جو انجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید کی علامت تھی۔ اس صاحب حال عزیز نے لوگوں کو بتایا کہ یہ سرخ لکیر آنجناب کی بزرگی پہ دلالت کرتی ہے۔ یہ علامت گذشتہ و حال کے کسی ولی کو نصیب نہیں ہوئی۔ عنقریب ہی یہ بزرگ حق تعالیٰ کی طرف سے ان باتوں کا اظہار کریں گے۔ جنہیں نہ کسی گذشتہ شیخ نے کیا۔ نہ آئندہ کوئی شیخ کرے گا۔ آپ کے ارشاد کا سلسلہ مشرق سے مغرب تک پھیلے گا۔ اور قیامت تک یہ فیضان جاری و ساری رہے گا۔

ابوالفضل اور فیضی حضرت مجدد کی خدمت میں

مشائخ اور عقل مند علماء میں سے جو شخص حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کرتا وہی کہتا کہ عنقریب ہی اس شخص سے کوئی امر عظیم ظاہر ہوگا جو اس سے پہلے کسی سے ظاہر نہیں ہوا۔ ابوالفضل اور فیضی جو اکبر بادشاہ ہند کے وزیر اعظم تھے بمقرب خاص تھے۔ اس وقت علم و فضل میں سر بر آوردہ اور بے نظیر تھے۔ چنانچہ ابوالفضل نے بادشاہ کی تعریف میں انہی دنوں ایک قصیدہ کہا جس میں اپنے علم کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ؎

دہ سال و پنج پیش پدر کافریں برو | تحصیل کردہ ام ز علومے مقدرے

ان کے بھائی حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر سن کر آنجناب کی زیارت کے مشتاق ہوئے اس نے بہتیری کوشش کی کہ کسی طرح آنجناب ان کے گھر تشریف

لائیں لیکن بے سود چنانچہ دونوں بھائی حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہت اخلاص کا اظہار کیا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ان کے حال پر عنایت و شفقت فرمائی۔ دوسرے دن انہوں نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت کی تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ دونوں بھائیوں نے حسب دستور خدمت کے مراسم ادا کئے۔ اور تین دن اور تین رات بطور مہمان رکھا اور شاگردوں کی طرح خدمت بجا لاتے رہے۔ دونوں بھائیوں اور حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بہت محبت ہو گئی اور اکثر ملاقات کا اتفاق ہونے لگا۔ جو تحفہ دونوں بھائیوں کو بادشاہ کی طرف سے یا کسی دوسری طرف سے آتا۔ وہ آنجناب کی خدمت میں پیش کرتے۔

خواجہ ہاشم کشمی زبدۃ المقامات، برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ ابوالفضل کے ایک شاگرد نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ ابوالفضل نے اپنے ایک آشنا کو چند ایک کلمات لکھ دیئے ان میں اپنے مدعا کے ثبوت کے لئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کلام کو بطور سند پیش کیا اور ساتھ ہی حضرت کی بہت تعریف کی۔ جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجتہاد پر دلالت کرتی تھی۔ ابوالفضل اور فیضی کی طبیعت تفسیر بے نقط کی تصنیف کی طرف مائل ہوئی۔ اگرچہ خود دونوں بھائی علم میں یکتائے زمانہ تھے۔ علاوہ بریں تمام علمائے ہند مثلاً مولانا جمال لاہوری تلوی وغیرہ کو بھی بلایا۔ اور تفسیر مذکور کی تصنیف کا آغاز ہوا۔ چند ایک چیزیں لکھی بھی گئیں۔ اتفاقاً ایک مقام پر پہنچ کر تمام علماء اور وہ دونوں بھائی رک گئے۔ اور کچھ پیش نہ گئی۔ ابوالفضل نے حضرت قیوم اوّل کو تکلیف دی کہ ہم دونوں بھائی اور تمام علماء اس مقام پر مجبور ہو گئے ہیں نیز اس نے اپنے عجز کا اعتراف کیا اور عرض کی کہ اگر آپ تحت اللفظ عبارت ہی لکھیں تو بھی ہم غنیمت سمجھیں گے اور احسان مانیں گے کیونکہ ہم اس مقام پر مجبور ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے کبھی بے نقط عبارت تحریر نہیں کی تھی۔ لیکن ان دونوں بھائیوں کی التجا سے قلم اٹھایا۔ اور اس مقام کی تفسیر قلم برداشتہ نہایت فصیح و بلیغ عبارت میں لکھ دی۔ جس پر کہ تمام بڑے بڑے علماء کا قافیہ تنگ ہو گیا تھا۔ اور قصص اور شانِ نزول آیات اس قسم کے لکھے۔ کہ جن کی سمجھ سے تصور حیران تھا۔ پھر تو ہر روز اس تفسیر بے نقط کے دفتر کے دفتر لکھے جانے لگے۔ اس تفسیر کا اکثر حصہ یا تو خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہے یا آپ کی مدد سے تصنیف ہوا۔ یہ دیکھ کر ابوالفضل اور فیضی اور تمام علمائے ہند حیران رہ گئے۔ اور آنجناب رضی کے علمی مقام اور اجتہاد کے معترف ہوئے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی سے ابوالفضل اور فیضی کا مناظرہ

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات الاحمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابوالفضل کے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوالفضل کی مجلس میں تشریف فرما تھے فلسفیوں اور ان کے علوم کی صفت ہونے لگی۔ اور اس قدر مبالغہ ہونے لگا۔ کہ بار بار علمائے دین کی توہین ہونے لگی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوشِ اسلام سے اس بات کو برداشت نہ کر سکے۔ فرمایا کہ فلسفی لوگ جن علوم کا اپنے آپ کو واضع قرار دیتے ہیں مثلاً الٰہیات، حکمت، نجوم، ہیئت اور طب وغیرہ اور جو دین میں قدرے کار آمد بھی ہیں۔ وہ ان کمینوں نے انبیائے گذشتہ کی کتابوں اور ان کے کلام سے چرائے ہیں اور جو علوم ان کمینوں کی طبعیتوں کا نتیجہ ہیں جیسے ریاضی اور طبعی وغیرہ۔ اس قسم کے علوم سے دین کو کیا فائدہ۔ یہی وجہ ہے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ علمائے حق نے اپنی تصنیفات میں ان پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ جب ابوالفضل نے یہ سنا۔ تو سخت ناراض

ہوا۔ اور کہنے لگا۔ کہ غزالی نے نامعقول کہا ہے۔ یہ بات سنکر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت برافروختہ ہوئے۔ اور ابوالفضل کو سخت سست کہہ کر مجلس سے اٹھ گئے۔ ابوالفضل اپنے کہنے سے سخت نادم ہوا۔ اور بہت معافی مانگی بلکہ دوسرے روز خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در دولت پر حاضر ہو کر عرض کی۔ جو کچھ کل مجھ سے ہوا۔ سہوًا ہوا جو کچھ آنجناب فرماتے ہیں۔ وہی حق ہے جناب کسی قسم کا ملال نہ کریں۔ آنجناب کو بڑی منت و سماجت سے سوار کر کے اپنے گھر لے گیا۔

میرے (مؤلف کتاب) والد بزرگوار فرماتے ہیں۔ کہ ایک بار عید الفطر کے روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوالفضل کے گھر تشریف لے گئے۔ اس دن چاند کی انتیسویں تاریخ تھی۔ آسمان ابر آلود ہونے کی وجہ سے سوائے بادشاہ کے کسی نے چاند کو نہیں دیکھا تھا۔ صرف بادشاہ کی گواہی پر لوگوں نے عید کر لی تھی۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احتیاطاً اس روز روزہ افطار نہ کیا۔ عصر کا وقت تھا کہ آنجناب کی ابوالفضل سے ملاقات ہو گئی۔ ابوالفضل نے کہا کہ روزے کے آثار جناب کے چہرہ مبارک سے عیاں ہیں فرمایا۔ واقعی میں روزے سے ہوں۔ ابوالفضل نے کہا۔ تمام جہان نے عید کی ہے۔ آپ نے روزہ کیوں رکھا۔ فرمایا آسمان اس قدر ابر آلود نہ تھا کہ کسی کو بھی چاند دکھائی نہ دیتا کیا صرف۔ بادشاہ ہی نے دیکھا۔ اگر مان بھی لیا جائے کہ واقعی بادشاہ نے چاند دیکھا۔ تو اس معاملہ میں صرف ایک دو آدمیوں کی شہادت منظور نہیں۔ اس موقعہ پر ایک مجمع کی گواہی کی ضرورت تھی جس کی تکذیب عقل نہ کر سکے۔ علاوہ ازیں روزے اور عید کے بارے میں بادشاہ کی گواہی مطلق غیر معتبر ہے کیونکہ وہ دین سے منحرف ہو کر مرتد ہو گیا ہے۔ ابوالفضل نے کہا قاضی کا علم کافی ہے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قاضی کا علم معاملات ملکی میں کفایت کرتا ہے عبادات میں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ آخر اس نے کہا کہ ان سلوک کو جانے دیجئے۔ آج عید ہے افطار فرمائیے گا۔ چنانچہ پانی منگا کر ہاتھ میں لیکر آنجناب کے

ہونٹوں کے قریب لے گئے۔ آنجنابؓ نے پیالے پر ہاتھ مارا جس سے سارا پانی اس کے کپڑوں پر پڑا۔ چونکہ وہ بادشاہ کا وزیرِ اعظم تھا۔ اس لئے کپڑوں کے بھیگ جانے سے بہت ناراض ہُوا۔ لیکن زبان سے کچھ نہ کہا اتنے میں بہت شخصوں نے آکر چاند کے دیکھنے کی گواہی دی۔ آنجنابؓ نے خود اٹھ کر پانی لیا اور روزہ افطار فرمایا۔ چند روز بعد پھر ابوالفضل اور حضرت مجدد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ملاقات کا اتفاق ہُوا۔ تو اس نے دوبارہ فلسفیوں کی تعریف اور علمائے متکلمین کی توہین شروع کردی۔ اور کہا کہ خرق التیام کے نہ ہونے کی وجہ سے آسمان سے فرشتے نازل نہیں ہوسکتے۔ آنجنابؓ نے عقلی و نقلی دلائل و براہین سے ثابت کردیا ہے کہ فلسفیوں کے نزدیک بلے خرق التیام فرشتہ نازل ہوسکتا ہے۔ کیونکہ حکیم فرشتہ کو مجردات سے شمار کرتے ہیں۔ اور متکلمین نور سے۔ پس ان دونوں کے لئے آسمانوں کا رستے ہیں نہ ہونا زمین پر آنے سے روک نہیں سکتا۔ چنانچہ وہ ان میں سے اس طرح گذر آتے ہیں۔ جس طرح نظر عینک میں سے یا روشنی شیشے میں سے۔ ابوالفضل نے کہا کہ ممکن ہے کہ فرشتہ نزول کرے۔ لیکن یہ کیونکر معلوم ہُوا کہ ایک مقررہ شخص پر اترتا ہے۔ اور اشارہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف کیا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تمہیں کیونکر معلوم ہُوا کہ ابونصر فارابی اور ابن سینا حکیم تھے؟ کہا۔ کتابیں اور ان کے علوم ان کی حکمت پر دلالت کرتے ہیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ پس اسی طرح قرآن اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نبی تھے۔ اور فرشتہ انہی پر ہی اترتا تھا۔ یہ سُن کر ابوالفضل خاموش ہوگیا۔

حضرت مجدد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت قہر و غضب سے " الحب للہ والبغض للہ " کہکر ابوالفضل کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اس کی آشنائی ترک کردی۔ اس نے بہتیری دفعہ معافی مانگی اور کئی مرتبہ آنجناب کے

درِ دولت پر حاضر ہو کر معافی کا خواستگار ہُوا۔ لیکن آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی سلام علیک بھی نہ کی۔

آنجنابؓ نے رسالہ اثباتِ نبوّت اسی موقعہ پر تصنیف فرمایا تھا۔ اس کی تصنیف کی وجہ یہی ابوالفضل والا مناظرہ تھا۔ اس مناظرے کے تھوڑے عرصے بعد شاہزادہ جہانگیر کے اشارے پر ابوالفضل کو قتل کر دیا گیا اور اس کے سر کو کاٹ کر کٹ والے تاب دان میں پھینکا گیا۔ یہ قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت و تصرف کا ظہور تھا۔ کسی شخص نے اس کے قتل کی خوب تاریخ لکھی ہے۔ مصرعہ

تیغِ اعجازِ نبی اللہ سرِ باغی برید

ابوالفضل کا حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مناظرہ اور اس کا قتل ہونا۔ دونوں آنجناب کی تجدید سے پہلے وقوع میں آئے۔

شیخ عبدالاحد اکبرآباد میں

چونکہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اکبرآباد میں رہتے ہوئے مدت گذر گئی۔ اس لئے آنجناب کے والد بزرگوار حضرت مخدوم آنجناب کے شوقِ دیدار سے بے قرار ہو کر باوجود ضعفِ پیری اور بعد مسافت اکبرآباد تشریف لائے۔ شاہی لشکر کے آدمی جب آپ کی زیارت کو آئے تو پوچھا کہ اس بڑھاپے میں جناب نے اس قدر تکلیف کیوں اٹھائی؟ فرمایا۔ اپنے فرزند ارجمند شیخ احمد کی ملاقات کے لئے آیا ہوں۔ ع

یوسف نرود بکنعاں یعقوب بیرون آمدہ

چونکہ حضرت مخدوم کو قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حد سے زیادہ محبت تھی۔ چنانچہ اپنے آپ سے بھی انہیں عزیز سمجھتے تھے۔ اس لئے ان کی جدائی گوارہ نہیں کر سکتے تھے حضرت قیوم اوّل بھی اپنے والد بزرگوار کے آتے ہی ساتھ ہو لئے اور وطن کی طرف روانہ ہوئے۔ بعد ازاں ہمیشہ انہیں کی خدمت میں رہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی شیخ سلطانؒ کی دختر نیک اختر سے شادی

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکبر آباد سے واپس آ رہے تھے تو اثنائے راہ میں دہلی اور سرہند کے مابین شہر تھانیسر میں آپ کا گذر ہوا۔ وہاں کے رئیس شیخ سلطان سے ملاقات ہوئی۔ آپ بادشاہ ہند کے بڑے مقرب اور اسکی طرف سے دہلی اور لاہور کے درمیانی علاقے کے حاکم مقرر ہوئے تھے۔ جیسا کہ پہلے تھوڑا سا لکھا گیا ہے۔

حضرت مجدد کی شادی کے لئے شیخ سلطان کو حکم

شیخ سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا جو شیخ صاحب کو فرماتے ہیں۔ کہ تمہاری بیٹی آج کل عورتوں میں سے سب سے نیک ہے تمہاری اور بیٹی کی سعادت اسی میں ہے کہ اس کا نکاح شیخ احمد سرہندی سے جو کہ میرا فرزند اور خلیفہ اعظم ہے کر دو۔ جب شیخ صاحب بیدار ہوئے تو حیران رہ گئے۔ کہ وہ شیخ احمد سرہندی کون ہیں۔

دوسری بار پھر خواب میں جناب خاتم النبیین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شیخ سلطان سے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ مبارک بیان فرمایا۔ جب شیخ سلطان بیدار ہوئے تو ایسے شخص کی تلاش کی۔ اتفاقاً حضرت قیوم اوّل بھی ان دنوں تھانیسر میں تھے جو علامات آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیخ سلطان سے بیان فرمائی تھیں۔ وہ سب آنجناب میں پائی گئیں۔ تاہم شیخ سلطان اطمینان قلبی کے لئے حکم ثانی کے منتظر تھے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں فرمایا کہ تین روز سے میں کہہ رہا ہوں کہ اپنی بیٹی کی شادی شیخ احمد سرہندی سے کر دو۔ تم اس بات کو کیوں نہیں مانتے۔ اگر اب بھی نہیں کرو گے تو تمہارا ایمان سلب کر لیا جائے گا۔

علاوہ ازیں شیخ سلطان اس سے پہلے خواب میں دیکھ چکے تھے۔ کہ ایک مرد خدا پیدا ہونگے جن کے وجود کے نور سے تمام جہان منور ہو جائے گا اور بدعت اور گمراہی کو جہان سے اٹھا دیں گے۔ وہ مرد خدا یہی شیخ احمد سرہندی ہیں۔

دوسرے روز شیخ سلطان نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس خواب کا ذکر کیا۔ حضرت مجدد نے فرمایا کہ اس معاملہ میں میرا اختیار نہیں۔ اگر میرے والد بزرگوار اس بات کو منظور فرمائیں تو مجھے بھی منظور ہوگا۔ حضرت مخدوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کو بڑی خوشی سے منظور فرمایا۔ چنانچہ انہیں دنوں شیخ سلطان کی بیٹی سے شادی کر کے اسے اپنے وطن مالوف میں لے آئے۔

اس شادی کے بعد حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ظاہری مال و دولت بکثرت ملا۔ اپنے والد بزرگوار کی حویلی چھوڑ کر ایک نئی حویلی بنوائی جہاں پر آج کل آنجناب کا روضہ مبارک اور آنجناب کی اولاد کا محلہ ہے۔ حویلی کے قریب ہی ایک مسجد بنوائی۔ جب کبھی آپ اپنے بھائیوں کو یاد فرمایا کرتے تھے تو پرانی حویلی جایا کرتے۔ اسی سے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائیوں کی اولاد کا لقب "پرانی حویلی والے" پڑ گیا۔

جناب رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یہ سنت بھی حضرت مجدد الف ثانی کے حصے میں آئی۔ جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کرنے کے بعد مال و دولت بکثرت نصیب ہوا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ۔ اور تجھے تنگ دست پایا۔ سو غنی کر دیا۔ اسی طرح حضرت مجدد اس شادی کے بعد غنی ہو گئے

شیخ سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی بیٹی کے نکاح کے بعد خواب میں دیکھا کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھ رہے ہیں

اور فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میری امت میں شیخ احمد سرہندی پیدا ہوئے ہیں۔ پھر خطبہ کے دوران ایک کاغذ پر تحریر فرمایا ہے کہ میرے چار اصحاب راشد ہیں۔ پانچواں دوست شیخ احمد ہیں۔ فرمایا کہ جو شخص اس میں شک کرے گا اس کے ایمان میں پورا پورا فرق آجائے گا۔

شیخ سلطان نے خواب کے شکریہ میں دوگانہ ادا کیا۔ اور فقیروں اور مسکینوں کو بہت سارو پیہ دیا۔ اور اس بات کا شکر بجا لائے کہ ایسے شخص سے رشتہ ہوا جو امت میں سے افضل ہے۔

تجدید سے پہلے عالم شباب میں ایک بار حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت کمزور ہو گئے چنانچہ ضعف اس قدر طاری ہوا کہ زیست کی امید باقی نہ رہی۔ زہرائے عصر نے (شیخ سلطان کی بیٹی) جو آنجناب کے حرم محترم تھے۔ از سر نو وضو کر کے ۲ دو رکعت نماز ادا کی۔ اور نہایت عجز و انکساری سے بارگاہ الٰہی میں آنجناب کی شفا کے لئے دعا کی۔ عین دعا میں خواب کا غلبہ ہوا۔ کیا دیکھتی ہیں کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ خاطر جمع رکھو ابھی اللہ تعالیٰ نے آنجناب سے ہزار ہا کام لینے ہیں جن میں سے ابھی ایک کا بھی ظہور نہیں ہوا۔ اس کے بعد جلد ہی آنجناب شفایاب ہوئے۔ اور آنجناب ؓ کو قرب الٰہی کا وہ درجہ عنایت ہوا۔ اس سے زیادہ خیال ہی میں نہیں آسکتا۔

حضرت مجدد الف ثانی ؓ کو خرقہ خلافت ملا

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکبر آباد سے واپس آنے اور شیخ سلطان کی بیٹی سے شادی کرنے کے بعد اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں سرہند ہی رہے۔ اور باطنی کمالات کا فیضان حاصل کیا۔ جب حضرت مخدوم یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد کی رحلت کا وقت قریب آگیا۔ تو

آپ نے تمام بیٹوں کو بلایا اور خرقہ خلافت جو سلسلہ گنگوہی، سہروردیہ میں آباؤ اجداد سے حاصل تھا۔ اور خرقہ خلافت چشتیہ جو شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ سے حاصل کیا تھا اور خرقہ خلافت قادریہ جو شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ سے حاصل ہوا۔ سب کچھ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرما کر اپنا قائم مقام اور جانشین قرار دیا۔

نسبتِ فردیت کا سرمایہ

چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰے عنہ اپنے رسالہ "مبداء و معاد" میں فرماتے ہیں کہ مجھے نسبت فردیت کا سرمایہ اپنے والد بزرگوار سے ملا۔ اور انہیں ایک مرد خدا سے جو نہایت صاحب جذبہ۔ کرامات و خوارق میں مشہور تھے ملا۔ (یہاں مرد خدا سے مراد شاہ کمال کیتھلی ہیں۔)

نیز اسی مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ اس درویش کو عبادت نافلہ کی توفیق حاصل تھی۔ نافلہ نمازکے ادا کرنے کی توفیق اپنے والد ماجد سے حاصل ہوئی۔ اور انہیں یہ سعادت اپنے شیخ جو چشتیہ سلسلہ میں سے تھے نصیب ہوئی۔ یہاں شیخ سے مراد حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔

شجرہ چشتیہ

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلسلہ چشتیہ اپنے والد ماجد حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملا۔ انہیں شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالٰے سے۔ انہیں شیخ محمد عادل رحمۃ اللہ تعالیٰ سے۔ انہیں اپنے والد شیخ احمد عبدالحق

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ علاؤ الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے انہیں شیخ فریدالدین مسعود اجودہنی معروف بہ گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے، انہیں خواجہ قطب الدین کاکی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں خواجہ معین الدین سنجری اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شاہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ یوسف چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ مودود چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ ابو محمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ ابواسحاق شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ علی دینوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے انہیں شیخ حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں سلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں فضیل عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں عبدالواحد زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں حضرت امیرالمؤمنین علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انہیں حضرت رسالت پناہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلسلہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ نقشبندیہ وغیرہ میں لوگوں کو مرید کرتے۔ اور اسی واسطے آنجناب کے خلفاء آج تک مختلف سلسلوں میں لوگوں کو مرید کرتے ہیں۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پوری متابعت کی وجہ سے اپنے مریدوں کو خواہ کسی سلسلہ میں ہوں مخالف سنت مثلاً رقص وسماع اور توحید وجودی سے بالکل منع فرماتے ہیں کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید سے پیشتر سالکوں کی ترقی شرعی امور کی مخالفت کی وجہ سے مسدود ہوگئی تھی۔

اولیاء اللہ کے یہ سلسلے حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود شریف کے توسل سے از سرِ نو

متبع شریعت ہوئے۔ چنانچہ اس کا مفصل حال اپنے موقع پہ کیا جائے گا۔

حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ قدس سرہ کے حالات

حضرت باقی باللہ بیرنگ قدس سرہٗ کے والد بزرگوار قاضی عبدالسلام ہیں جو اپنے زمانہ کے مشہور ولی اللہ تھے۔ دن رات خوف خدا سے گریہ و زاری میں مشغول رہتے خواجہ باقی باللہ کابل میں پیدا ہوئے۔ لڑکپن سے ہی بزرگی کے آثار جناب کی پیشانی سے ظاہر تھے۔ آپ نے ظاہری علوم کو مولویت کے درجہ تک حاصل کیا۔ ماوراء النہر کے مختلف علاقوں کی بہت سیر و سیاحت کی۔ اور وہاں کے علماء و مشائخ سے ظاہری اور باطنی فیض کا حصہ حاصل کیا اور سلسلہ خواجگان کے خلفاء سے بہت سی نعمتیں حاصل کر کے ہندوستان آئے۔ یہاں پر بھی بہت سے فوائد حاصل کئے۔

آپ راہ خدا میں حد سے زیادہ کوشش کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اکثر جنگلوں اور ویرانوں اور قبرستانوں میں راتیں جاگ کر بسر کرتے۔ اور قلق کی کثرت کی وجہ سے مجذوبوں کے پیچھے دس دس روز تک دوڑتے پھرتے اور وہ انہیں پتھر مار کر ہٹاتے لیکن آپ ان کے پیچھے دوڑنے سے باز نہ آتے۔ اور آگ اور پانی کی بالکل پرواہ نہ کرتے۔ اور کیچڑ۔ مٹی۔ برف اور بارش سے احتیاط نہ کرتے۔ حتیٰ کہ وہ مجذوب مہربان ہو کر اپنے خوان نعمت سے آپ کو معمور کرتے۔

خواجہ ہاشم کشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ فرماتے ہیں۔ کہ ہمارا کام خواجہ بہاء الحق والدین نقشبند اور ان کے خلفاء کی وجہ سے سرانجام ہوا ہے۔

علاوہ ازیں حضرت خواجہ بیرنگ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اویسی،

تھے آپ کے مفصل حالات آپ کا ماوراءالنہر، بدخشاں اور ہندوستان میں سیاحت کرنا۔ مشائخ زمانہ سے ملاقات کرنا۔ ان سے فیض حاصل کر کے ہندوستان میں اقامت پذیر ہونا۔ اور آپ کے فرزندوں اور خلفا کے حالات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال کی کتابوں خصوصاً حضرات القدس اور برکات الاحمدیہ میں تفصیلی طور پر درج ہیں۔ اس واسطے یہاں پر آپ کے مفصل حالات نہیں لکھے گئے۔

ایک روز حضرت خواجہ بیرنگ، حضرت خواجہ بزرگ بہاؤالحق والدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پُرانوار پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ مؤخرالذکر نے خواجہ بیرنگ کو فرمایا۔ کہ عزیزیمن عنقریب ملک ہندوستان میں حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نائب اتم مبعوث ہوگا۔ صحابہ کرام کے بعد اولیائے امت میں کوئی ولی اس جیسا پیدا نہیں ہوا۔ اور تیری بعد میں کوئی ایسا پیدا ہوگا۔ تمام اولیاء کی توجہ اس کی طرف ہے ہر ایک اسے اپنے سلسلہ میں لانا چاہتا ہے۔ تاکہ اس کے وسیلے سے ان کا سلسلہ تمام جہان میں پھیل جائے۔ اور قیامت تک قائم رہے۔ کیونکہ اس کی ہدایت وارشاد کے نور کی شعاعیں عرش سے فرش تک پہنچیں گی۔ اور قیامت تک بدستور رہے گا۔ ہماری بھی یہ آرزو ہے کہ وہ ہمارے سلسلہ میں مبعوث ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امید غالب ہے کہ ہماری یہ امید بر آئیگی۔ بہتر یہ ہے کہ تم ہندوستان جاؤ اور اس مرد خدا سے ملو ایسا نہ ہو کہ تم سے پہلے اسے کوئی اپنے سلسلے میں لے آئے۔ اور جو نسبت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو القا فرمائی تھی وہ حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہم تک بطورِ امانت پہنچی ہے۔ وہ ہم نے اپنے خلفاء کے سپرد کر دی ہے۔ آج کل وہ نسبت ہمارے سلسلہ کے سب سے بڑے خلیفہ خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ہے۔ اغلب ظن یہ ہے کہ وہ عزیز اس نسبت کا وارث ہوگا۔ پہلے خواجہ امکنگی کے پاس جاؤ اور ان سے یہ نسبت حاصل کر کے ہند کا رُخ کرو۔ پھر یہ نسبت

اس عزیز کو پہنچاؤ۔ تاکہ حق اپنی اصل جگہ پہنچ جائے۔ (اس کا مفصل حال پہلے گذر چکا ہے)

نسبت نقشبندیہ

حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حسب الحکم خواجہ نقشبند خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی اس معاملہ سے آگاہ کر دیا تھا۔ اثنائے راہ میں خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں فرمایا کہ بیٹا! ہم تمہارے منتظر ہیں حضرت خواجہ بیرنگ یہ دیکھ کر نہایت خوش ہوئے۔ اور بڑی جلدی خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ سے گذشتہ احوال دریافت فرمائے۔ یہ حالات سُن کر ہر دو خواجہ صاحبان چند روز خلوت میں رہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ تمہارا کام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور خواجگان کی روحانیت کی تربیت سے سرانجام ہوا۔ اور حضرت خواجہ بزرگ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو تمہیں میرے پاس بھیجا ہے۔ یہ نسبت لو اور ہند جاؤ۔ کیونکہ وہ تم سے ایک نائب تم مبعوث ہونے والا ہے۔ خواجہ بیرنگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسب الحکم خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہند کی تیاری میں مشغول ہوئے۔

خواجہ باقی باللہ کی ہندوستان میں تشریف آوری

ملا بدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت القدس میں اور خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ جب مخدوم خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے ہندوستان جانے کا حکم دیا تاکہ اس سلسلہ شریف کو آپ کے طفیل رواج ہو۔ تو میں نے اس کام کی بلندی کی وجہ سے معذرت کی۔ انہوں نے استخارہ کرنے کا حکم دیا۔ جب میں نے استخارہ کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ٹہنی پر ایک طوطا بیٹھا ہے۔ میں نے نیت کی کہ اگر یہ طوطا خود آکر میرے ہاتھ پر بیٹھ جائے تو یہ سفر میرے لئے بامراد رہیگا۔ یہ خیال کرتے ہی وہ طوطا اڑ کر میرے ہاتھ پر آ بیٹھا۔ میں نے اپنا دہن اس کی چونچ میں ڈالا۔ بعد ازاں اس طوطے نے میرے منہ میں شکر ڈالی۔

جب یہ واقعہ میں نے خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عرض کیا تو فرمایا کہ تمہیں جلدی ہندوستان جانا چاہیے۔ کیونکہ طوطا ہندوستان کا پرندہ ہے۔ کوئی مرد خدا ہندوستان میں تمہارے دامن تربیت میں آئے گا۔ جس سے تمام جہان اور اہل جہان منور ہو جائیں گے۔ اور تمہیں بھی اس سے باطنی فائدہ بہت کچھ ہو گا۔ مدت سے تمام اولیا اس مرد خدا کے آنے کے منتظر ہیں۔ جلدی جا کر اس سے ملو۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ عزیز جو تمہارے دامن تربیت میں آئے گا۔ اس نسبت عزیز الوجود کا وارث حقیقی ہے۔ یہ سارا قصہ سنانے کے بعد حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو فرمایا کہ یہ آپ کے حال کا اشارہ ہے۔

حضرت باقی باللہ کی حضرت مجدد کی خواب میں ملاقات

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ملا بدرالدین اپنی تواریخوں میں لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہٗ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ میں تمہارے شہر سرہند میں پہنچا۔ تو مجھے خواب میں بتلایا گیا کہ تم اب قطب الاقطاب کے پڑوس میں آئے ہو اور پھر اس کا حلیہ بھی بتایا۔ صبح یہاں کے مشائخ اور گوشہ نشینوں کی دیکھ بھال کی۔ کسی کو بھی اس صورت و شمائل کا نہ پایا۔ اور نہ ہی قطبیت کے آثار کسی میں معائنہ کیئے۔ میں نے کہا شائد اس شہر کے کسی باشندے میں قطبیت کی قابلیت ہو۔ جس کا ظہور بعد ازاں ہونے والا ہو۔ جب آپ کو دیکھا تو تمام حلیہ مل گیا۔ اور آپ میں قطبیت کے آثار بھی پائے۔ جن دنوں حضرت خواجہ بیرنگ سرہند میں وارد ہوئے ان دنوں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دامن کوہ کی سیر کو گئے ہوئے تھے۔

سرزمین سرہند چراغاں ہوگئی

خواجہ ہاشم کشمی اور ملا بدرالدین اپنی تاریخوں میں لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ میں نے شہر سرہند میں وارد ہو کر خواب میں دیکھا کہ زمین سے لے کر عرش تک ایک مشعل روشن ہے جس سے تمام جہان منور ہو رہا ہے۔ اور دم بدم اس کی روشنی بڑھتی جاتی ہے اور اس ایک مشعل سے ہزارہا اشخاص نے اپنے اپنے چراغ روشن کیئے ہیں حتیٰکہ تمام جنگل چراغوں سے پُر ہو گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس مشعل سے مراد ہی عزیز ہے جس کی خاطر تم آئے ہو۔ اور وہی جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت خاص کا وارث ہے۔ یہ اشارہ بھی آپ ہی کے حق میں ہے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ کے ساتھی رشک کرنے لگے

خواجہ ہاشم کشمی برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت خواجگی کے رشتہ داروں میں سے ایک شخص کہتا تھا کہ جب حضرت امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہندوستان کی طرف روانہ کیا۔ اس وقت میں موجود تھا۔ جب قدیم الخدمت یاروں نے دیکھا کہ حضرت خواجگی نے خواجہ بیرنگ کو چند روز کی ہم نشینی میں خلعت خلافت دے کر ہندوستان روانہ کیا ہے۔ تو مارے غیرت کے بہت جھنجھلائے کہ ہم نے اتنی مدت خدمت کی اور اس جوان نے جلدی خلافت کاملہ حاصل کر لی۔ جب حضرت خواجہ خواجگی امکنگی نے یاروں کی شورش کی خبر سنی تو فرمایا۔ یارو! تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اس جوان کا کام سرانجام کر کے میرے پاس بھیجا گیا تھا۔ صرف ہم سے اس نے اپنے حالات کی تصحیح کر کے خلافت حاصل کی ہے ہندوستان میں ایک کارِ عظیم درپیش ہے۔ اسے اس کام کے لیے وہاں بھیجا گیا ہے۔ کیونکہ تمام اولیائے امت اس عزیز کے منتظر ہیں۔ اس واسطے اس عزیز کا کام مکمل ہو گیا۔

جب حضرت خواجہ بیرنگ حضرت خواجہ امکنگی سے رخصت لے کر ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے تو اثنائے راہ میں آپ نے بہت سے واقعات دیکھے۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علو شان پر دال ہیں چنانچہ ان میں سے چند ایک لکھے گئے ہیں۔ لیکن تمام کا لکھنا طوالت کا موجب ہے۔ جس سے پڑھنے سننے والے کی طبیعت پر ایک گونہ ملال آجاتا ہے۔ اس واسطے چند ایک واقعات کو کافی سمجھا گیا ہے۔

جب حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہندوستان میں داخل ہوئے تو اس عزیز کی ہر جگہ جستجو کی جس کے حالات اور جس کی علامات حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے معلوم ہوئے تھے۔ اور خوابوں میں دیکھ چکے تھے لیکن کہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پتہ نہ ملا۔ آخر

جب دارالارشاد سرہند میں پہنچے جو اس عزیز کی جائے پیدائش ہے۔ تو واقعہ میں دیکھا کہ واقعی یہ شہر اس عزیز کا ہے۔ چند روز وہاں ٹھہرے اور حد سے زیادہ جستجو کی۔ لیکن چونکہ اس وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیر کو گئے ہوئے تھے۔ یہاں پر بھی عزیز کو نہ پایا۔ پھر خیال کیا کہ شہر دہلی جو ہندوستان کا دارالسلطنت ہے۔ وہیں چلیں شاید اتفاقاً اس شہر میں اس عزیز کی ملاقات نصیب ہو۔ حضرت خواجہ باقی باللہ دہلی تشریف لائے تو قلعہ فیروزی میں قیام کیا تھوڑے ہی عرصے میں اس عزیز سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ اور وہ نسبت جو حضرت خواجہ امکنگی سے بطور امانت لائے تھے اس نسبت کے وارث یعنی اس عزیز کو دی۔ اس عزیز سے مراد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ہی مفصل بیان کیا جائیگا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر حج پر

حضرت خواجہ باقی باللہ سے پہلی ملاقات

حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ سے بیت اللہ شریف کی زیارت کے مشتاق تھے لیکن جناب والد ماجد کی خدمت کی وجہ سے یہ امید بر نہیں آتی تھی جب آنجناب کے والد ماجد اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے تو زیارت بیت اللہ شریف کا ارادہ کر لیا۔ کسی دوسرے کو اس کی اطلاع نہ کی۔ اور تن تنہا اس سفر مبارک پہ روانہ ہوئے۔ جب شہر دہلی میں آئے تو مولانا حسن کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو شروع سے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتقد تھے۔ حاضر خدمت ہو کر خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامات اور مناقب بیان کئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت شوق ہوا۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے بھی اس

سلسلہ کی بہت کچھ تعریف سُنی تھی۔ حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ وہی عزیز ہیں جن کی تشریف آوری کی خوشخبری حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دی تھی۔ حضرت خواجہ نے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ وطن مالوف سے یہاں کیوں آئے ہیں۔ حضرت مجدّد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا دلی ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود ہی فرمایا۔ آپ حرمین الشریفین کی زیارت کو جا رہے ہیں۔ اگر کچھ عرصہ میرے پاس رہیں تو فضل الٰہی سے امید ہے کہ جو کچھ آپ کو اس سفر سے حاصل ہونا ہے وہ یہیں سے حاصل ہو جائے گا۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بات سن کر خاموش ہو گئے۔ پھر حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اچھا تین روز ٹھہریں۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مان لیا بعد ازاں حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلوت میں لے جا کر خواجگان نقشبند کے طریقہ کے مطابق ایک نشان دیا جس سے دن بدن بلکہ آناً فاناً آنجناب کو ایقان و اطمینان حاصل ہوا۔ اور معاملہ ساعت بہ ساعت ترقی کرنے لگا۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں تمام گزشتہ و آئندہ اولیائے امّت سے سبقت لے گئے۔ اور جہاں تک زیادہ سے زیادہ کمال حاصل کر سکتا ہے۔ اور اس سے وہم و قیاس میں نہیں آ سکتا۔ وہاں تک آپ نے ترقی کی۔ مثلاً قطبیت، فردیت، قیومیت، خلعت، طینت، اصالت، نیابت، بقیت اور تجدید الف ثانی سب کچھ حاصل کر لیا۔

حضرت مجدّد الف ثانی رض سلوک کے ابتدائی دور میں

پہلے پہل حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کو توحید وجودی کا انکشاف ہُوا۔ چنانچہ خود آنجناب ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ انابت کے ایک روز بعد بے خودی کی کیفیت جسے بڑے بڑے اولیا معتبر سمجھتے تھے۔ اور غیبت سے موسوم کرتے ہیں، مجھ پر بھی طاری ہوئی۔ اس میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سمندر تمام جہان کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور تمام دنیا سے اس طرح نمایاں ہوں جیسے پانی میں کسی چیز کا عکس۔ یہ بے خودی آہستہ آہستہ غالب آتی گئی۔ اور دیر تک رہنے لگی کبھی ایک پہر کبھی دو پہر یہ حالت رہنے لگی۔ بعض اوقات ساری ساری رات بیخود رہنے لگا۔

جب یہ حالت حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی تو فرمایا۔ یہ ایک قسم کی فنا ہوتی ہے۔ آپ نے مجھے دوسروں کے سامنے ایسی کیفیت کے ذکر سے منع فرمایا۔ اور اس کی نگہداشت کا حکم دیا۔ دو روز بعد مجھے وہ فنا حاصل ہوئی۔ جو عام اولیا میں مروج ہے۔ جب اس کی کیفیت خواجہ باقی باللہ سے عرض کی تو فرمایا اپنے کام میں لگے رہیں۔ بعد ازاں فنائے فنا حاصل ہوئی۔ پھر حضرت خواجہ باقی باللہ نے پوچھا کہ کیا آپ جہان کو ایک دیکھتے ہیں اور متصل اور واحد کی پہچان کرتے ہو۔ میں نے عرض کی جناب ایسا ہی محسوس ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ فنا قابل اعتبار ہے۔ کہ باوجود دید کے اتصال بے شعوری حاصل ہو۔ اسی رات اس قدر ہی فنا حاصل ہوئی۔ میں نے اس کی کیفیت یوں عرض کی۔ کہ پہلے مجھے حق تعالیٰ کا علم حضور حاصل ہوا۔ پھر ایک نور ظاہر ہوا۔ جس نے تمام چیزوں کو لپیٹ لیا۔ میں نے اس نور کو حق تعالیٰ سمجھا۔ اس نور کی رنگت سیاہ تھی۔ آپ نے فرمایا کہ حق مشہود ہے لیکن نور کے پردے ہیں۔ نیز فرمایا کہ یہ نور پھیلا ہوا ہے۔ اس واسطے معلوم ہوتا ہے کہ ذات حق کا تعلق متعدد اشیاء سے ہے۔ جو اوپر نیچے واقع ہیں۔ پھر مجھے وہ پھیلا ہوا نور سکڑتا ہوا معلوم ہوا۔ حتیٰ کہ ایک نقطہ سا بن گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس نقطہ کی نفی کر دینی چاہیئے۔ میں نے ویسا ہی کیا۔ وہ

فقط بھی درمیان سے جاتا رہا۔ پھر حیرت طاری ہوئی کہ اس مقام پہ مشہود حق خود بخود ہے۔ جب میں نے اس کا ذکر جناب خواجہ باقی باللہ سے عرض کیا تو فرمایا کہ یہی حضور نقشبندیہ اور نسبت نقشبندیہ ہے۔ اسی حضور کو حضور بے غیب بھی کہتے ہیں۔ اسی مقام پر نہایت کے مدارج بدایت میں حاصل ہوتے ہیں۔ یہ نسبت طالب کو اسی طریق میں رنگ اخذ کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اور دوسرے سلسلوں میں پیر کے بتائے ہوئے اوراد و اذکار سے۔ ان پر عمل کرنے سے اصل مقصود کی راہ ہاتھ آتی ہے۔

ے قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

مقامات سلوک میں ترقی

مجھے یہ نسبت عزیز الوجود چند روز میں حاصل ہوئی۔ پھر اس نسبت سے ایک اور فنا متحقق ہوئی جسے فنائے حقیقی کہتے ہیں۔ اس فنا کے حاصل ہونے سے دل کو اس قدر وسعت حاصل ہوئی کہ اس وسعت کے مقابلے میں تمام موجودات عرش سے فرش تک اس طرح تھی جیسے پہاڑ کے مقابلے میں رائی بلکہ اس سے بھی کم۔ بعد ازاں اٹھارہ ہزار عوالم کو فرداً فرداً بچشم خود دیکھا۔ اور اپنے آپ کو عین بہ سب کچھ پایا۔ یہاں تک کہ ہر فرد عالم بلکہ ہر ایک ذرے میں حق تعالیٰ دکھائی دیا۔ پھر تمام جہان کو ایک ذرہ سے بھی کم تر دیکھا۔ بعد ازاں اپنے آپ کی بلکہ تمام عوالم کی اس میں گنجائش نہ رہی۔ بلکہ آپ کو ایسا نور پایا۔ جو ہر ایک ذرے میں پھیلا ہوا ہے۔ اور تمام جہان کی مختلف صورتیں اس میں گھل مل گئی ہیں۔ بعد ازاں اپنے آپ کو اور ہر ایک ذرے کو تمام جہان کے قائم رہنے کے باعث دیکھا۔ جب یہ کیفیت خواجہ صاحب سے عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ توحید میں حق الیقین کا مرتبہ یہی ہے۔ اور اسی مقام کو جمع الجمع کہتے ہیں۔ بعد ازاں تمام جہان کی مختلف صورتوں کو جیسا کہ پہلے دکھا کرتا تھا۔ اب وہ وہمی اور خیالی دکھائی دینے لگیں اور ہر ایک ذرے کو جسے میں پہلے حق تعالیٰ دیکھا کرتا تھا بغیر کسی تغیر و تبدل کے وہمی دیکھنے لگا۔ اس دید

سے بڑی حیرت ہوئی۔

فصوص الحکم کے معارف سے قلبی کیفیت درست ہو گئی

اسی اثنا میں فصوص کی یہ عبارت

"وان شئت قلت الذی عالم حق شئت انہ خلق وان شئت قلت انہ خلق من وجہ وان شئت بالحیرت بعدم التمیز بینھما۔ جو میں نے اپنے والد ماجد سے سنی ہوئی یاد آ گئی۔ اس عبارت سے وہ حیرت و گھبراہٹ دور ہو گئی۔ بعد ازاں یہ کیفیت بھی حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں عرض کی۔ تو فرمایا کہ ابھی حضور صاف نہیں ہوا۔ اپنے آپ میں لگے رہو۔ حتی کہ موجود اور موہوم کی تمیز کر سکو۔ میں نے فصوص کی عبارت جس میں عدم تمیز پائی جاتی تھی پڑھی۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی شیخ نے کامل حال کو بیان نہیں کیا۔ بعض اہم نسبتوں کی عدم تمیز ثابت ہے۔ میں حسب الارشاد اپنے کام میں مشغول رہا۔ اللہ تعالیٰ نے دو روز بعد محض اپنے فضل و کرم سے موہوم اور حقیقت کی تمیز عنایت فرمائی۔ جس سے موجود حقیقی اور موہومی میں تمیز کی۔ اور صفات۔ افعال اور آثار جو موہوم دکھائی دیتے ہیں۔ وہ حق سبحانہ سے معلوم ہونے لگے۔ پھر ان صفات اور افعال کو محض موہوم پایا۔ اور خارج میں سوائے ایک ذات کی کسی اور وجود کو نہ دیکھا۔ جب یہ کیفیت حضرت خواجہ صاحب سے عرض کی۔ تو فرمایا کہ "فرق بعد از جمع" کا مقام ہے۔ تمام اولیائے گذشتہ و آئندہ کی کوشش اور رسائی صرف اسی مقام تک ہے۔ اسی مقام پر تمام مشائخ نے مقام تکمیل و ارشاد رکھا ہے۔ اس سے آگے حسب استعداد ظاہر ہوتا۔

جو کمالات اوروں کو مدت مدید اور عرصہ بعید کے بعد حاصل ہوتے ہیں۔ وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تھوڑے دنوں میں حاصل ہو گئے۔

گلے بر دند زیں دہلیز نسبت   بآں درگاہِ والا دست بر دست

توحید وجودی کے نظریات سے رجوع

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تجدید الف ثانی اور قیومیت کی خلعت پہننے کے بعد توحید وجودی کے مذکور بالا کمالات و مقالات سے ترقی کر کے اور اصل اصول سے جو کمالاتِ نبوت کا اخص خصائص ہے اور سوائے صحابہ کرام کے اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئے۔ مشرف ہوئے اور یہ کمالات سنت نبویہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی پوری پوری پیروی پر مشتمل ہیں۔ تو جو کچھ آنجناب نے اس سے پیشتر توحیدِ وجودی کے بارے میں لکھا۔ یا فرمایا تھا۔ اس سے نادم ہوئے اور رجوع فرمایا۔ چنانچہ خود ہی اپنے مکتوبات کی پہلی جلد کے مکتوب ۲۰۶ میں جو اپنے سلسلہ کے بارے میں لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے جو معارف توحیدِ وجودی وغیرہ کے بارے میں لکھے ہیں وہ محض عدم اطلاع سے لکھے گئے۔ جب مجھے کام کی اس حقیقت معلوم ہوئی۔ تو جو کچھ ابتدا اور وسط میں لکھا گیا۔ اس میں شرمندہ اور مستغفر ہوا۔ استغفر اللہ واتوب الیہ من جمیع کرہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ۔

ایک اور مقام پر آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ جو کلام میں نے توحید وجودی کے بارے میں کیا ہے اور لوگوں میں مشہور ہو گیا ہے اس سے اب میں توبہ کرتا ہوں تاکہ یہ بھی لوگوں میں مشہور ہو جائے کیونکہ مشہور شدہ گناہ کے مقابلہ میں توبہ بھی مشہور شدہ چاہیئے۔ مقام وحدت الوجود کے شروع کے احوال آنجناب پر اس قدر غالب آئے کہ جو شخص آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روبرو قلم کو قط لگاتا۔ تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انگلی کٹ جاتی۔

خواجہ ہاشم کشمی برکات الاحمدیہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ تاج الدین

حضرت خواجہ بیرنگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفا کے سرتاج تھے۔ ایک دن حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ تاج الدین کو حکم دے رکھا تھا کہ دوستوں کے حالات اور واقعات کو دریافت کر کے مجھے بتایا کریں لیکن میرے حالات کو آپ نے مستثنےٰ کر رکھا تھا وہ بذاتِ خود سُنا کرتے تھے۔ ایک روز ابتدائے حال میں شیخ تاج نے مجھے کہا کہ اے جوان! کیا وجہ ہے کہ تم اپنا کوئی حال نہیں بتاتے۔ مَیں نے از روئے انکسار کہا۔ کہ میرے احوال آپ کے سننے کے لائق نہیں۔ شیخ تاج نے جب مجھے زیادہ مجبور کیا کہ اگر کوئی واقعہ دیکھا ہو تو بیان کرو۔ اتفاقاً انہیں دنوں مَیں نے خواب دیکھا تھا۔ مَیں نے شیخ تاج کی طرف توجہ کر کے اس پر تصرف کیا ہے۔ تو بے خود ہو کر گر پڑے ہیں۔ جب انہوں نے بہت کچھ منت و سماجت کی تو مَیں نے از روئے جذبہ واقعہ مذکورہ بیان کیا۔ وہ واقعہ سن کر شیخ تاج کی حالت بدل گئی۔ اور جو حالت مَیں نے خواب میں دیکھی تھی اس کا اثر ظاہری طور پر شیخ تاج پر ہو گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہتے ہوئے ابھی ایک ہفتہ گذرا تھا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ایک مخلص کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت حسبِ ذیل مضمون پر ایک خط لکھا۔

"ایک شخص شیخ احمد نام سرہند کا رہنے والا کثرتِ علم اور قوتِ عمل سے مالا مال چند روز میرے پاس رہا۔ میں نے اس کی حالت سے بہت سے عجائبات مشاہدہ کئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی دن آفتاب روحانیت بن کر چمکے گا۔ جس سے تمام جہان روشن ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ اس کے کامل احوال کا مجھے یقین فائق ہو گیا ہے۔ اس شیخ مذکور کے بھائی اور رشتے دار بھی ہیں۔ جو سب کے سب مشائخ اور عالم ہیں۔ ان میں چند ایک سے ملاقات نصیب ہوئی۔ اس کے فرزند بھی اسرارِ الٰہی اور جواہرِ غیبیہ

ہیں. عجیب استعداد کے مالک ہیں. امید ہے کہ ان میں سے ہر ایک چراغ ہوگا. جس سے جہان اور اہل جہان ہر دو منور ہو جائیں گے۔"

مختصر یہ ہے کہ وہ شجرہ طیبہ ہے. اللہ تعالیٰ اُسے نیک اور عمدہ پھول عطا کرے گا اللہ تعالیٰ کے دروازے کے فقیروں کے دل بھی عجیب ہیں. قیامت تک ان کے ارشاد و ہدایت کا نور منقطع نہیں ہوگا۔

حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ کی نسبت معہودہ کا حصول

امانت ولائیت کی سپردگی حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس بات کے شکر یہ میں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کا کام آسان کر دیا کہ ایسی فضیلت اور قابلیت والے شخص (حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو آپ کی جناب میں پہنچایا. جو انسا نسبت کے انتہائی درجے کو پہنچا۔ اور ہدایت و تکمیل کو کامل درجے تک حاصل کیا۔ ہمیشہ انہیں کا ذکر کرتے۔ اور اس بات پر فخر کیا کرتے تھے۔

ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلوت میں بلا کر فرد امانت عطا کی جو پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بطور امانت خواجہ امکنگی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی۔ اور خواجہ امکنگیؒ نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت کے بموجب کہ اس نسبت کو اس کے وارث تک پہنچا دینا (جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے) حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچائی۔ اور جو واقعات کہ یہاں آنے سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دیکھے تھے۔ آپ سے بیان فرمائے۔ نیز اس ملک میں اپنے آنے کا مقصد بھی بیان فرمایا۔ کہ ہمیں خواجہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

صرف تمہاری خاطر اس ملک میں بھیجا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کوئی سبقت لے جائے اور اس گوہر کو جو امت کے سلسلوں کے گوہروں کا شاہ گوہر ہے اپنا سر حلقہ بنائے۔ اور یہ نسبت کہ میری رحلت کے دو ہزار سال کے شروع میں ایک شخص مبعوث ہوگا۔ اسے پہنچائے سو وہ نسبت کئی وسیلوں سے حضرت خواجہ نقشبند کو پہنچی۔ اور حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے خلیفہ کے سپرد کی۔ اور وصیت کی کہ جب اس نسبت کا وارث ملے اسے یہ پہنچا دینا۔ وہ نسبت چند واسطوں سے مجھ تک پہنچی۔ اور حضرت خواجہ نے حکم دیا کہ کہ یہ نسبت اس کے وارث کو پہنچا دینا۔ اور ساتھ ہی وارث کا حلیہ وغیرہ بھی بیان فرمایا۔ وہ علامات اور نشانات آپ میں پورے طور پہ پا کر یہ نسبت آپ کے حوالے کرتا ہوں۔ سو اپنی امانت لے لو۔ پھر نسبت مذکور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو القا فرمائی اور فرمایا اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ یہ امانت پورے طور پہ تمہیں مل گئی۔ آج ہم اس سے بری الذمہ ہیں۔ اور حق اپنے مرکز پہ آ ٹھہرا ہے۔ عنقریب ہی اس نسبت کا ظہور پورے طور پہ آپ پہ ہوگا۔

حضرت خواجہ نے نسبت القا کر کے فرمایا کہ میں نے سچے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک طوطا ہے جس کی چونچ میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ اور اس نے میرے منہ میں شکر ڈالی۔ اور خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس واقعہ کی تعبیر یوں کی تھی۔ کہ تمہارے طفیل ایک ایسا عزیز رونکار ہوگا جس سے تمہیں نعمت عظمیٰ حاصل ہوگی۔ علاوہ ازیں باقی دوسرے واقعات بھی آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حق میں دیکھے تھے۔ اور جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ بیان فرمائے۔

خلافت کے بعد پہلی بار سرہند میں تشریف آوری

حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نسبت خاصہ نصف رجب ۱۰۰۹ھ سنہ ہجری حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کو القا فرمائی۔ پھر حضرت خواجہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کامل اجازت و خلافت دے کر آپ کے ہمراہ چند اپنے معتبر اصحاب کئے۔ اور سرہند شریف کی طرف رخصت فرمایا۔

ملا بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب حضرات القدس اور خواجہ ہاشم کشمی برکات الاحمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ خلافت کے بعد حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہم نے اس تین چار سال کے عرصہ میں پیری نہیں کی۔ بلکہ کھیل کھیلے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہماری یہ دوکانداری اور کھیل بے فائدہ نہیں رہی۔ کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا شخص اس سلسلے میں آ ہی گیا۔

انہیں دنوں میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے یہ بیج سجا لا اور سمرقند سے لاکر ہندوستان کی بابرکت زمین میں بویا۔ طالبوں سے ہماری سرگرمی اسی وقت تک ہوتی ہے جب تک ہم ان کے معاملہ سے فارغ نہ ہولیں۔ چونکہ اب ہم ان کے کام سے فارغ ہو گئے ہیں۔ اب ہم مشیخیت سے کنارہ کش ہو کر طالبوں کو ان کے سپرد کرتے رہیں گے۔

سرہند میں روحانی تربیت کا آغاز

جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دارالارشاد سرہند میں واپس تشریف لائے اور اس پاکیزہ شہر میں سچے طالبوں کی تربیت میں مشغول ہوئے تو تھوڑے ہی عرصہ میں ہزارہا لوگ آپ کے باطنی چشمہ سے سیراب ہوئے۔

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ عین ارشاد کے وقت حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعض اعلیٰ مقاصد کے لئے گوشہ تنہائی بھی اختیار کیا۔ اس اثنا میں اور طریقے پر خواجہ صاحب سے اپنا مدعا عرض کرتے تھے۔ جب آنجناب کو یہ بات معلوم ہوئی۔ تو خواجہ بزرگوار کی خدمت میں ایک عرضی

لکھی جس میں ظاہر کیا کہ تجدید الف ثانی کے مقدمات درپیش تھے۔ اس واسطے چند روز قدسیہ نے تنہائی اختیار کی گئی ہے جیسا کہ عنقریب انشاء اللہ بیان کیا جائے گا۔

اولیائے امّت کا تعاون

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب خواجہ باقی باللہ بیرنگ قدس سرہ کی خدمت میں رہ کر میں نے سلوک کو مکمل کیا۔ تو امت محمدیہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام گذشتہ و آئندہ اولیا میرے ممد و معاون رہے۔ اور ہر ایک نے مجھے اپنے اپنے مقامات کی سیر کرائی۔ اور تربیت دی۔ بعد ازاں تابعین اور صحابہ کرام میرے کام کی طرف متوجہ ہوئے۔ اپنی قوت تصرف سے مجھے اصل الاصل اور قابلیت اولیٰ کے مقامات میں جسے حقیقت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے تعبیر کرتے ہیں۔ پہنچایا۔ اس قابلیت سے اوپر بھی عروج حاصل ہوا۔ اور وہاں سے اس مقام تک عروج حاصل ہوا۔ جو اس قابلیت سے اوپر ہے۔ اور وہ قابلیت اس مقام کے لئے بمنزلہ تفصیل ہے اور وہ مقام اس قابلیت کے لئے بمنزلہ اجمال ہے اور وہ مقام اقطاب محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روحانیت کی تربیت سے ترقی واقع ہوئی۔ اقطاب کا انتہائی عروج اسی مقام تک ہے اور دائرہ ظلیت محض اسی مقام پر ختم ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں ظل اصل سے ملا ہوا ہے۔ چند ایک اس مقام سے ممتاز ہیں بعض قطب افراد کی ہم نشینی کے سبب مقام ممتزج (جہاں ظل اصل سے ملا ہوا ہے) تک ترقی کرتے ہیں۔ مجھے اس مقام پر پہنچ کر جو مقام اقطاب ہے۔ جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے قطبیت ارشاد کی خلعت عنایت ہوئی۔ اور میں اس منصب سے سرفراز ہوا۔ پھر عنایت خداوندی شامل حال ہوئی۔ تو وہاں سے اوپر کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اصل سے جا ملا۔ اور وہاں پر فنا و بقا حاصل ہوئی۔ جیسا کہ پہلے مقامات میں۔ وہاں سے پھر مقامات

(حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اصل میں ترقی عنایت فرمائی۔ اور اصل الاصل تک پہنچایا ۔ اور منصب فردیت[۲] سے اس فقیر کو مشرف فرمایا۔ درحقیقت مجھے نسبت فردیت کا سرمایہ جو اولیائے امت کا آخری عروج ہے اور جو سائیں سے ملا ہوا ہے ۔ اپنے والد شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل ہوا تھا۔ اور انہیں ایک صاحب جذبہ قوی مرد خدا سے " جو خوارق عظیم میں مشہور تھے "حاصل ہوا تھا۔ لیکن مجھے ضعف بصیرت اور نسبت کی قلت ظہور کے باعث اپنے آپ میں بالکل معلوم نہ تھا۔ مجھے علم لدنی حضرت خضر علیہ السلام کی روحانیت سے حاصل ہوا ۔ لیکن صرف ایک وقت تک جب تک اقطاب کے مقامات سے نہ گزرا

۱۔ اصطلاحات صوفیہ میں فنا و بقا خصوصی مقامات ہیں۔ فنا عدم شعور کو کہتے ہیں۔ ذات احد میں درجہ استغراق ہوتا ہے کہ اپنا بھی ہوش نہیں رہتا۔ ایک مکمل بےخودی طاری رہتی ہے۔ ے ہستی من رفت وخیالش نماند + ایں کہ تو بینی نہ منم بلکہ اوست ۔ اس ہوش میں تو رہنے کا بھی ہوش نہ رہے تو اسے فناء الفناء کہتے ہیں۔ فنائے افعالی، فنائے صفاتی، فنائے ذاتی۔ تمام علیحدہ علیحدہ مقامات ہیں ۔ بقا۔ جو بقا فنا کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ وہی مقام صوفیاء ہے۔ (استفادہ از سر دلبران۔ ذوقی)

۲۔ دنیائے تصوف میں فرد ایک نہایت اہم منصب ہے۔ قطب عالم ترقی کرکے منصب فردیت پر پہنچتا ہے۔ فردانیت پر پہنچ کر تصرفات سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ قطب مدار عرش سے تحت الثریٰ تک متصرف ہوتا ہے اور فرد متحقق ہوتا ہے۔ تصرف اور تحقیق میں بڑا فرق ہے۔ قطب مدار علی الدوام تجلی ذات صفات الٰہی میں ہوتا ہے۔ فرد تجلی ذات میں قطب مدار خاص ہے اور فرد اخص اسی طرح فردانیت مقام مسرت اور انبساط ہے۔ اس منصب پر انسان کی اپنی مراد باقی نہیں رہتی۔ اولیاء اللہ تجلی افعالی، تجلی ، الواحد اور تجلی آثاری ہوتی ہے۔ بعض مقام صحو میں اور بعض مقام سُکر میں ہوتے ہیں۔ اولیاء اللہ کے مقامات حروف ب سے ماورا ہوتے ہیں۔ مگر اہل فردانیت ان تمام مقامات سے برتر ہوتے ہیں ۔

تھا. لیکن اس مقام سے گذرنے پر اور مقامات عالیہ میں ترقیات حاصل ہونے پر علوم اپنی ہی حقیقت ہیں۔ اور آپ میں خود بخود پائے جاتے ہیں۔ عزیز من! مجال نہیں کہ درمیان میں آئے مجھے نزول کے وقت جس سے مراد "عن

سیر عن اللہ باللہ" کے مقام

اللہ باللہ" ہے۔ دوسرے سلسلوں کا مشائخ کے مقامات کا عبور نصیب ہوا۔ اور ہر مقام سے مقررہ حصہ لیا۔ ہر ایک مقام کے شیخ نے بطور ضیافت کچھ نہ کچھ عنایت کیا۔ اور اپنی اپنی نسبت کا خلاصہ مرحمت فرمایا۔ بعد ازاں مجھے مقام جذبہ میں لے آئے۔ اس مقام میں بے اندازہ جذبات کے مقام جمع ہیں۔ اس سے بھی نیچے لائے۔ اس کا آخری مرتبہ مقام قلب ہے جسے مقام جامع بھی کہتے ہیں اور اسی مقام پر اترنے سے ارشاد و تکمیل کا تعلق ہے۔ مجھے اس مقام سے بھی نیچے لائے۔ اس سے پہلے اس مقام میں تمکین پیدا ہوئی۔ عروج واقعہ ہوا۔ اس موقع پر اصل کو بھی سائے کے رنگ میں چھوڑ دیا۔ مقام قلب پر جو عروج حاصل ہوا۔ وہ تمکین سے مل گیا۔

مشائخ کے باطنی احوال اور ان مقامات کا عروج[1] و نزول اور سیر و سلوک کا حال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام مبارک میں لکھا ہوا ہے۔ انبیاء و اولیاء کے مقامات کے احوال اور سیر و سلوک جس قدر آنجناب پر منکشف ہوئے۔ اس کا عشر عشیر بھی کسی گذشتہ و آئندہ ولی پر نہ ہوا۔ نہ ہوگا۔ چنانچہ آنجناب ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ سلوک کا کوئی کوچہ ایسا نہیں جس کا عبور اس فقیر کو نصیب نہ ہوا ہو۔ نیز آنجناب فرماتے ہیں کہ قطب ارشاد" جو نسبت فردیت کا جامع ہوتا ہے" عزیز الوجود ہے۔ اس قسم کا موتی عرصہ دراز کے بعد ظہور میں آتا ہے۔ اسی کے نور

---

[1] عروج دراصل سیر الی اللہ ہے۔

ظہور سے عالم ظلماتی منور ہو جاتا ہے۔ اس کے ارشاد و ہدایت کا نور سارے جہان پر یکساں ہوتا ہے۔ محیط سے فرش کے مرکز تک جس کسی کو ہدایت اور معرفت حاصل ہوتے ہیں۔ اسی کے وسیلے سے ہوتے ہیں۔ البتہ جو شخص اس کے قطب ہونے کا انکار کرتا ہے وہ حق تعالےٰ کی معرفت سے بالکل محروم رہتا ہے۔ اگر کوئی شخص قطب ارشاد سے واقف نہیں۔ اور ذکر الٰہی سے بھی غافل ہے۔ لیکن اس کا معتقد اور مخلص ہے۔ اور اس کی قطبیت کا قائل و مقر ہے۔ اس واسطے عرف محبت و اخلاص کی برکت سے قطب ارشاد سے اس کے باطن میں رشد و ہدایت کا نور پہنچے گا۔ قطب ارشاد کا نور تمام جہان کو سمندر کی طرح گھیرے ہوئے ہوتا ہے[۱] اور سمندر منجمد ہے۔ اس میں حرکت

---

[۱] معارف تصوف میں قطب ارشاد کی اہمیت اور منصب اہل سلوک کے لیئے بڑی اہم چیز ہے۔ صوفیاء اسلام نے اگرچہ اس کی تشریح میں بڑا مواد ہم پہنچایا ہے مگر حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات میں قطب ارشاد کے منصب اور مقام کو خصوصیت سے بیان فرمایا ہے۔

ہر زمانہ میں قطب کا ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے لیکن ساری دنیا میں بیک وقت بڑا قطب ایک ہی ہوتا ہے جسے قطب عالم، قطب کبریٰ، قطب مدار، قطب الاقطاب، قطب جہاں یا قطب ارشاد کہا جاتا ہے۔ عالم سفلی اور علوی اس کے تصرف میں ہوتے ہیں اور سارا عالم اس کے فیض و برکت سے قائم رہتا ہے۔ اگر قطب ارشاد کا وجود ہٹا دیا جائے تو سارا عالم درہم برہم ہو جاتا ہے۔ قطب ارشاد حق تعالیٰ سے براہ راست فیض حاصل کرتا ہے۔ اور اس فیض کو اپنے ماتحت اقطاب میں تقسیم کرتا ہے۔ کسی بڑے شہر میں سکونت اختیار کرتا ہے بڑی عمر پاتا ہے۔ نور محمد مصطفوی ﷺ کے طفیل اس کی نگاہیں ہر چیز پر ہوتی وہ سوتے جاگتے کارخانہ کائنات کی نگرانی کرتا ہے۔ اقطاب کی ترقی، تنزلی اور تقرری اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ ولی کی تقرری و معزولی اسی کے اختیار میں ہے۔ خود ولایت شمسی رکھتا ہے مگر دوسروں کو ولایت قمری میں رکھتا ہے۔ قطب ارشاد مظہر تجلی اسم رحمان ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

بالکل نہیں۔ جب کوئی شخص قطب ارشاد کی طرف مخلصانہ طور پر متوجہ ہوتا ہے، اور قطب ارشاد بھی اس کی طرف توجہ کرتا ہے۔ تو طالب کے دل میں ایک دریچہ کھُل جاتا ہے۔ جس کی راہ توجہ اور اخلاص کے موافق اس سمندر سے سیراب ہوتا ہے خلقت کو جو فیض پہنچتا ہے وہ قطب ارشاد کی وساطت سے پہنچتا ہے منصب فردیت سے کسی کو فائدہ فیض حاصل نہیں ہوتا لیکن فرد کا عروج قطب ارشاد سے زیادہ ہے۔ اس واسطے اگر دونوں منصب ارشاد اور فرد) ایک شخص کو حاصل ہوں تو ایسا شخص نورٌ علیٰ نور ہے۔ مدت دراز کے بعد ایسا بے نظیر گوہر ظاہر ہوتا ہے۔

حضرت مجدّد الف ثانیؒ کو خلعت مجدّدیت سے نوازا گیا

حضرت سلطان الاولیاء قیوم رابع خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہ تجدید الفِ ثانی کی پہلی علامت و نشانی یہ ظاہر ہوئی کہ آنجناب سے شرعی امور کے عین مطابق مشاہدات، تجلیات، ظہورات، احوال و معارف اور علوم ظاہر ہونے لگے۔ اور وحدت الوجود کے متعلقہ حالات جو اس سے پیشتر

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) وآلہ وسلم مظہرِ خاص تجلی الوہیت ہیں۔ قطب ارشاد کی ترقی جاری رہتی ہے۔ وہ فردانیت کے مقام تک ترقی کرتا جاتا ہے اور مقام محبوبیت پہ پہنچ جاتا ہے۔ اہل اللہ میں اس کا نام عبداللہ ہوتا ہے۔

قطب ابدال، قطب اقالیم، قطب ولایت وغیرہ تمام قطب ارشاد کے ماتحت ہوتے ہیں قطب عباد، قطب زہاد، قطب عرفا، قطب متوکلان تمام کے تمام قطب ارشاد کی نگرانی میں کام کرتے ہیں۔ (استفادہ از سِرّ دلبراں)

آنجناب پر ظاہر ہوئے تھے۔ مفقود ہوتے گئے۔ کیونکہ جو حالات وحدت الوجود کے متعلق ہیں وہ ولایت صغریٰ ہیں ہیں۔ جو عام اولیاء کی ولایت ہے۔ جو احوال سالک پر ولایت علیا "جو علی الترتیب ولایت انبیاء اور ولایت ملائکہ ہیں" اور کمالات نبوت و رسالت وغیرہ "جو کمالات نبوت کے انتہائی مقام میں وارد ہوتے ہیں۔ وہ شریعت کے موافق ہوتے ہیں۔ کمالات نبوت میں شریعت کی عین حقیقت ظاہر ہوتی ہے فقہ و کلام کے مسائل کے حقائق جو شرح وقایہ۔ ہدایہ اور شرح عقائد میں ہیں منکشف ہو جاتے ہیں۔ حضرات انبیاء اور حضرت خاتم النبیین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علوم و معارف اور خاص الخاص کمالات دراصل وہی علوم و معارف ہیں۔ جن سے شریعت کی صورت ظاہر ہوتی ہے۔ شریعت کی حقیقت کمالات نبوت میں ہے۔

ولایت اور نبوت کا مقام

جن علوم و معارف کا ذکر اولیا نے کیا ہے جیسے وحدت الوجود کا قائل ہونا۔ سماع و نغمہ سننا۔ یہ انبیاء کے کمالات و معارف سے نہیں بلکہ مقام ولایت میں سے ہیں۔ جو ولایت انبیاء کا ظل ظلال ہے۔ جن کی بنا پر لئے ہے۔ "الولایۃ افضل من النبوۃ" (کہ ولایت نبوت سے افضل ہے) اور بعض نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ اسی نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہوتی ہے۔ ولایت کو نبوت پر اس واسطے فضیلت ہے کہ ولایت میں خلقت سے منہ موڑ کر حق تعالے کا رُخ کیا جاتا ہے۔ اور نبوت میں حق تعالیٰ سے منہ موڑ کر خلقت کی طرف رُخ کیا جاتا ہے۔ پس جو رخ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے وہ اس سے جو خلقت کی طرف ہے۔ بہتر و افضل ہے۔ لیکن وہ یہ نہ سمجھے کہ ولی کا ردالی الحق ہونا ہی اس کے واسطے نقصان کا موجب ہے۔ کیونکہ مقام ولایت کا عروج ذات تک نہیں ہوتا۔ بلکہ صفات تک ہوتا ہے اور صفات ہی سے نزول کرتا ہے۔ چونکہ ذات کی نگرانی اس کی دامنگیر ہے۔ اس واسطے نزول بھی من کل الوجود نہیں کر سکتا۔ اور ہدایت اور ارشاد بھی کما حقہٗ نہیں کر سکتا۔ لیکن برخلاف اس

کے نبوت کا عروج ذات تک ہے۔ وہاں سے کامل تربیت حاصل کر کے پورا پورا نزول ہوتا ہے۔ اور ہدایت اور ارشاد بھی بوجہ احسن کر سکتا ہے۔ بدخلق ولایت اور نبوت اس قسم کی ہوا کرتی ہے۔ اگر بالفرض ولایت نبوت سے افضل ہوتی۔ تو حق تعالیٰ کلام مجید میں ولایت کی تعریف کرتا۔ اور انبیاء کو اولیاء کہہ کر تعریف کرتا۔ ادنیٰ مقام کو اعلیٰ مقام پر کیونکر ترجیح دیتا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے کسی مقام پر انبیاء کو ولایت سے موصوف نہیں فرمایا جہاں کسی نبی کی تعریف کی ہے نبوّت سے کی ہے نہ کہ ولایت سے۔ جا بجا پروردگار نے انبیاء کی تعریف میں " وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا" فرمایا ہے۔

وحدت الوجود علوم معارف انبیاء نہیں صوفیائے متقدمین نے جو فرمایا ہے کہ وہ علوم معارف ان پر ظاہر ہوئے ہیں۔ جو وحدت الوجود وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ خاص الخاص علوم معارف انبیاء کے ہیں۔ ہزارہا علوم و معارف اس قسم کے ہیں کہ انہیں انبیاء سے منسوب کرنے سے عار آتی ہے۔ اگر یہ علوم و معارف انبیاء کے ہوتے تو وہ خود اور ان کے اصحاب وحدت الوجود کو بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان کرتے۔ اور سماع و نغمہ سنتے۔ کیونکہ انبیاءؑ کا خاصہ ہے۔ کہ جو حق بات ہوتی ہے اسے ظاہر کرنے میں عار محسوس نہیں کرتے۔ خواہ اُس کے اظہار سے اُنہیں کسی طرح کی ہی تکلیف کیوں نہ پہنچے۔ اگر ایسا نہ کریں تو گویا وہ حق پوشی کرتے ہیں۔ پھر ان کے سوا اور کون ہے۔ جو حق بات کا اظہار کرے۔ اور اس کی تحقیق کرے اللہ تعالےٰ نے جہاں کہیں انبیاء کی تعریف کی ہے۔ ان کی حق پرستی اور راستی کا اظہار فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء کا کلام غیر، غیریت، عابدیت اور عبودیت کے بارے میں ہے۔ نہ کہ توحید، اتحاد پر۔ اور حرمت سماع اور نغمہ پر دال ہے۔ نہ حلت پر۔ وحدت الوجود اور سماع و نغمہ کے حق میں یہ کہہ دیتا کہ اس سے انسان خدا رسیدہ بن جاتا ہے۔ عام سی بات ہے جو علوم و معارف توحید وجودی اور سماع و

نغمہ کے متعلق ہیں۔ وہ انبیاء کے علوم سے نہیں[۵]۔ بلکہ یہ علوم ولایت انبیاء میں داخل ہی

---

[۱] فلسفۂ وحدت الوجود امت محمدیہ کے اکثر علماء و مشائخ کا مقبول نظریہ رہا ہے۔ تصوف کے کئی غا آواد اسی نظریہ کے مؤید رہے ہیں۔ خصوصاً حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس نظریہ کی ترجمانی کر کے سارے عالم اسلام کو متاثر کیا۔ آپ کے شاگردان کرام نے اس فلسفہ کی ترجمانی اور اشاعت میں بڑی بڑی گراں قدر کتابیں لکھی گئیں ہیں سلسلہ نقشبندیہ (جس کے بلند قدر ترجمان خود حضرت مجدد الف ثانی ہیں) کے بیشتر مشائخ وحدت الوجود کے قائل تھے۔ مگر جس دور میں حضرت مجدد نے برصغیر میں احیائے دین اور تجدید امت کی ذمہ داری سنبھالی اس وقت بہت سے صوفیائے خام نے وحدت الوجود کی آڑ میں اتحاد و حلول، بھگتی تحریک، حق و باطل کی یکجہتی، کفر و اسلام کی ہم آہنگی کو تصوف کا ایک اہم مسئلہ قرار دے دیا تھا۔ حضرت شیخ اکبر ابن عربی نے وحدت الوجود (ہمہ اوست) کو علمی انداز میں پیش کیا تھا مگر اکبری دور کے گمراہ صوفیوں نے "حلول و اتحاد" کی ہزاروں گمراہیوں کو منظر عام میں لا رکھا تھا جس سے اسلام کی بنیادیں کھوکھلی ہو گئیں۔ ان مدعیانِ بے خبر نے عوام کو یہ نعرہ دیا کہ دنیا میں جو کچھ ہے بس خدا ہی ہے۔ زمین بھی خدا، آسمان بھی خدا، شجر و حجر۔ نباتات و جمادات، نور و ظلمت، خیر و شر، کفر و اسلام، غرضیکہ ہر چیز خدا ہی خدا ہے۔ حضرت مجدد نے اِن گمراہ کن نظریات کے خلاف جنگ کی۔ ابن عربی کے نظریات اور صوفیائے خام کے نعروں میں امتیاز ثابت کیا۔ آپ نے اپنے مکتوبات میں واضح کیا کہ یہ لوگ وحدت الوجود اور ہمہ اوست کے نظریہ کی غلط تعبیر کر رہے ہیں۔ آپ نے ان گمراہیوں کی رد کرنے کے لئے وحدت الشہود کی دیوار کھڑی کی جسے اہل علم نے تسلیم کیا۔ آپ نے اپنے مکتوبات میں بار بار رقص و سرود، سماع و نغمہ، کو خلاف شریعت قرار دیتے ہوئے امت محمدیہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اتباع شریعت اور سنت ہی اصل دین قرار دیا۔

(مرتب)

نہیں۔ہاں یہ ولایت اولیا میں داخل ہے۔جو ولایت انبیار کی ظل ظلال ہے۔کمالاتِ نبوت ولایت سے ہزار ہا درجہ اوپر ہیں۔

اللہ تعالےٰ کا طریقہ یہ ہے کہ ہر ہزار سال بعد وہ علوم و معارف کی کمالات از سرِ نو تازہ ہوں۔جو ذات کے متعلق ہیں۔انسانی تاریخ میں ہر ہزار سال کے بعد ایک پیغمبر الوالعزم صاحب شریعت جدید پیدا ہُوا کرتا تھا۔چونکہ اس امت میں تنسیخ و تبدیل اور صاحب منصب نبوت نبی کی بعثت نہیں اس واسطے ضروری تھا کہ اس امت میں کوئی شخص ایسا پیدا ہو جو اس دین کو از سرِنو تازہ کرے۔زینت بخشے اور ذاتِ حق کے متعلقہ علوم و معارف کے کمالات کا اظہار کرے۔اور اس کے بندوں تک پہنچائے۔

ولایتِ صُغریٰ سے ولایتِ کُبریٰ تک

جب حضرت قیوم اوّل حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ولایت صغرٰی سے ترقی کر کے ولایت کبریٰ ولایت علیا اور کمالاتِ نبوت حاصل کئے۔جو صحابہ اور تابعین کے بعد اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہ ہوئے تھے حتیٰ کہ ولایتِ کبریٰ تک کوئی نہ پہنچا۔چہ جائیکہ ولایتِ علیا اور کمالاتِ نبوت حاصل کرتے آنجناب پر علوم معارف شرعیہ جو معارفِ انبیا رہیں۔ظاہر ہونے لگے۔جب کمالات نبوت بدرجہ اتم حاصل ہو چکے تو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے تجدید الفِ ثانی کی خلعت حضرت مجدد کو عنایت فرمائی۔

حدیث میں آیا ہے کہ ہر سو سال بعد مجدد پیدا ہُوا کرے گا[1] اور جو حدیثِ حضور صلے

---

[1] سُنن ابوداؤد میں یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ان الفاظ میں موجود ہے۔ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کے لئے ہر سو سال کے اختتام پر ایک ایسا شخص مبعوث فرمائے گا جو دینِ اسلام

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمائی ہے۔ " علماءِ امتی کانبیاءِ بنی اسرائیل "
وہ بھی اسی مقصد پر صادق آتی ہے۔ چونکہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم
السلام یکے بعد دیگرے ایک ہزار سال بعد پیدا ہوئے۔ اس لئے اس امت میں بھی ہزار
سال بعد ایک شخص پیدا ہونا تھا۔ جو حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کا قائم مقام ہو۔

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) کی تجدید کرے گا۔ اس حدیث کو مشکوٰۃ شریف کے کتاب العلم میں بھی نقل کیا گیا
ہے۔ حاکم نے مستدرک میں، طبرانی نے اوسط میں اور ملا علی قاری جمع البحار ی نے شرح مشکوٰۃ شریف میں اس
حدیث کو حدیث صحیح کہہ کر درج کیا ہے۔ کنز العمال میں بیہقی نے بھی اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ ابونعیم نے بھی
حلیۃ الاولیاء میں ابن عدی نے کامل میں۔ امام جلال الدین سیوطی نے مرقات الصعود میں اور حافظ ابن حجر
عسقلانی نے اپنے رسالہ میں۔ اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ محدثین حدیث اور شارحین احادیث نے اس حدیث
کے ضمن میں ان مجددین کے اسماءِ گرامی بھی لکھے ہیں جو ہر صدی میں اختتام پر آتے رہے اور تجدید دین
امت کا فریضہ سر انجام دیتے رہے ہیں۔ ان حضرات نے ایسے مجدد کے اوصاف علمی مقام، عادات و شمائل
اور فرائض کا تفصیل سے ذکر کیا ہے چنانچہ صاحب مجموعہ فتاویٰ نے حافظ سیوطی و سات۔ افادۃ الافہام
کے حوالے سے سابقہ صدیوں کے مجددین کے یہ نام لکھے ہیں۔

۱۔ عمر بن عبد العزیز (۲) امام شافعی (۳) قاضی ابن شریح (۴) ابوبکر باقلانی (۵) امام غزالی (۶) امام
فخر الدین رازی (۷) تقی الدین ابن دقیق مالکی (۸) زین الدین عراقی (۹) جلال الدین سیوطی۔
(۱۰) شہاب الدین رملی رحمہم اللہ علیہم۔

گیارہویں صدی کے آخر میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی روز روشن کی
طرح نظر آتا ہے اور اس پر تمام امت کا اتفاق ہے۔ متاخرین نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلی اور
اور علماء اہل سنت نے حضرت مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قرار
دیا ہے۔ (مرتب)

ایک روز حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کے وقت حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تمام انبیا علیہم السلام ملائکہ مقربہ اور تمام اولیائے امت سمیت تشریف فرما ہوئے۔ خود دست مبارک سے ایک نہایت شاندار خلعت جو پہلے کبھی کسی نے نہیں دیکھی تھی۔ اور گویا وہ محض نور تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنائی اور فرمایا کہ یہ تجدید الف ثانی کی خلعت ہے۔ ہم نے تمہیں اپنی امت کے واسطے اپنا نائب اتم مقرر کیا ہے۔ چنانچہ امت کا دینی دنیاوی تمام کارخانہ تمہارے حوالے کیا ہے۔ آئندہ دینی اور دنیاوی مثلاً فیض، رشد، ہدایت، ایمان رزق، روزی، عمر، شفا، مرض وغیرہ جو ہوں گے۔ تمہاری وساطت سے ہوں گے۔ جو قرب و منزلت اللہ تعالیٰ نے تمہیں عنایت [illegible] ہوئی وہ اولیائے امت میں سے کسی کو نہیں کی اور نہ آئیندہ کرے گا۔ ۵

گوئے عارفاں راز میداں ربودہٗ

تجدید الف را تو سزا وار بودہٗ

اب میں امت کی طرف سے فارغ البال ہوں۔ کیونکہ جو اس جہان کے امور ہمارے سپرد تھے وہ سب تمہارے سپرد کر دیئے۔ اب ہم مطمئن ہو کر یادِ الٰہی میں مشغول ہوتے ہیں ہماری امت کے خبرگیر رہنا۔ علاوہ ازیں ایک اور اہم کام تم سے لینا ہے۔ بعد ازاں جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے دیوان قدس کے اوراق میں آنجناب کا اسمِ شریف خزینۃ الرحمت مجدد الف ثانی تحریر فرمایا۔ اور ملائکہ کروبیہ کو حکم دیا۔ کہ زمین و آسمان میں منادی کر دو کہ پروردگار عالم نے اپنے کمال فضل و کرم سے تجدید الف ثانی کی خدمت شیخ احمد کو عنایت فرمائی ہے۔ اور ان کا نام دیوان قدس میں "مجدد الف ثانی" لکھا ہے۔ تمام مخلوق کو مطلع کر دو۔ کہ جو شخص دین و دنیا کی سعادت چاہتا ہے وہ ان کی اطاعت کرے اور جو تجدید وغیرہ کے کمالات کو جن

سے وہ دوسرے اولیاء سے ممتاز ہیں۔ مانے۔ اگر انکار کرے گا تو اس پر غضب الٰہی نازل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔

اتباع شریعت محمدیہ کا اعلان

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات کو ماضی، حال اور آئندہ کے تمام اولیاء نے تسلیم کیا۔ حتیٰ کہ آنجناب کے پیر حضرت باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی آنجناب کے کمال کا اعتراف کیا۔ اور اطاعت کی اور آکر آنجناب سے توجہ باطنی حاصل کی۔ جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب بیان کیا جائے گا۔ تمام مخلوقات انبیاء، رسل مع صحابہ ملائکہ در تمام اولیائے امت نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مبارک بادی اور تمام گذشتہ اور آئندہ اولیائے امت سے آپ کو افضل تسلیم کیا۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ تجدید الف ثانی کی خدمت میرے سپرد ہوئی ہے اور تجدید کا خلاصہ یہ ہے کہ صاحب تجدید اور اس کے تابعین پر شرعی علوم و معارف منکشف ہوتے ہیں۔ اب یہ ضروری ہے کہ کسی اہل اللہ پر خلاف شرع معارف ظاہر نہ ہوں اور ان سے کوئی بات خلاف شرع سرزد نہ ہو۔ مثلاً وحدت وجود کا قائل ہونا۔ رقص و سماع کا مظاہرہ کرنا۔ کیونکہ معدودے چنداں کے احوال سے مشرف ہوئے ہیں۔ ہزارہا اشخاص ان کے معتقد ہیں۔ اور ان کے احوال تک نہیں پہنچے۔ صرف ان کے اقوال و افعال پسند کر کے ان پر عمل کرتے ہیں اور گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آئندہ کسی ولی اللہ سے خلاف شرع کوئی بات ظاہر نہ ہوگی۔ ہم نے اولیاء کے لیے وحدت وجودی کا مقام بند کر دیا ہے۔ آئندہ جو وحدت وجود کا دعویٰ کرے گا۔ جھوٹا سمجھا جائے گا۔ سالکوں کو بھی سماع و نغمہ سے ترقی نصیب نہ ہوگی۔ آئندہ جو شخص ایسے افعال کا مرتکب ہوگا گمراہ ہوگا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آداب نبوت بجا لا کر اپنے جبہ مبارک کو آستانِ رسالت کی خاک پر ملا۔

مجدد صدی مجدد صد سالہ وہ شخص ہے کہ سو سال کے عرصہ میں جو رشد و ہدایت ہو۔ اسی کے طفیل سے ہو۔ اس سو سال کے عرصہ میں جس قدر غوث، قطب، ولی وغیرہ ہوں گے ان کے تمام منصب سب اسی مجدد کے فیض کے محتاج ہوں گے۔ لیکن مجدد صد سالہ اور مجدد الف میں وہی فرق ہے جو سو اور ہزار میں ہے۔ بلکہ مجدد الف، مجدد صد سالہ سے ہزار درجہ زیادہ ہوتا ہے۔

مجدد الف اور مجدد صد سالہ کی یہ تعریف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کی گئی ہے۔ اسی مکتوب میں نہایت گہرے علوم و معارف بیان کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ ان علوم کا اقتباس انوار نبوت کی شمع سے کیا گیا ہے۔ جو تجدید الف ثانی کے بعد بعیت اور وراثت سے از سر نو تازہ ہوتے ہیں۔ ان علوم و معارف کا مالک و ترجمان موجودہ مجدد الف ہے۔ چنانچہ مخفی نہیں ہے کہ جو علماء ان علوم و معارف کو دیکھتے ہیں۔ جو ذات، صفات، افعال، احوال، مواجید، تجلیات اور ظہورات کے متعلق ہیں۔ تو وہ بھی جانتے ہیں۔ کہ یہ علوم و معارف علماء کے علوم اور اولیاء کے معارف سے بلند درجہ ہیں۔ بلکہ ان علوم کو اُن علوم سے وہ نسبت ہے جو مغز کو پوست سے۔ وہ مغز ہیں اور یہ پوست۔

مکتوبات میں چند ایک اور مقامات پر بھی اپنی تجدید کی تصریح فرمائی ہے[۵۵]۔ چنانچہ مکتوب

---

۵۵ حضرت مجدد الف ثانی کے تجدیدی کارنامے کی تفصیل برصغیر کی اسلامی تاریخ پر لکھی جانے والی کتابوں میں جا بجا ملتی ہے خصوصاً حضرت مجدد کے خلفاء سلسلہ مجددیہ کے علماء و مشائخ نے اور پاک و ہند کی تہذیبی اور دینی حقیقت پر لکھنے والے حضرات نے بھرپور روشنی ڈالی ہے۔ آپ نے جس دور میں احیائے دین کی ذمہ داری سنبھالی تھی وہ جلال الدین اکبر کے ملحدانہ نظریات کا گہوارہ تھا۔ اس وقت عالم اسلام ہزاروں

میں جو اپنے بڑے فرزند ارجمند خواجہ محمد صادق کے نام لکھا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں۔ بیٹا! الب

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) قسم کی گمراہیوں اور بدعتوں کے طوفانوں کی زد میں تھا۔ اکبری ملاؤں نے ملا
مبارک کی تحریک پر دربار میں ایک محضر نامہ پیش کیا جس میں اسلام کی حاکمیت کی بجائے اکبر بادشاہ کو عقل
کل، عادل مطلق، اور مجتہد اعظم قرار دے دیا گیا۔ وہ طاقت اور مذہب کا سرچشمہ بن گیا۔ اس محضر نامہ کی
تیاری اور تسویدیہ تو ملا مبارک کے بیٹے ابوالفضل اور فیضی تھے۔ مگر اس کے موئدین میں ان علمائے کرام (جنہیں
حضرت مجدد الف ثانی علماء سوء کا نام دیتے ہیں) کے نام بھی سامنے آتے ہیں۔ جو اللہ کے خوف سے بے
نیاز ہو کر جلال الدین اکبر کی بدعات کے سامنے سر بسجود ہو گئے۔ یہ محضر نامہ ملکی قوانین بن گیا۔ اور برصغیر
کا بچہ بچہ بلا امتیاز مذہب و ملت اس "آئین اکبری" کے سامنے سر تسلیم خم کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔ اسلام
کا مذاق اڑایا جانے لگا۔ کفر والی حرکات قوت پکڑنے لگیں۔ ہندوانہ رسومات دربار اور رعایا میں مقبول
ہونے لگیں۔ علماء کا تمسخر اڑایا جانے لگا۔ اسلامی عقائد پر پابندی لگ گئی۔ اور الحاد و بے دینی ننگی
ہو کر ناچنے لگی۔ ملا عبدالقادر بدایونی ایک ایسا حق گو مورخ ہے جس نے اکبری دربار کی ان غیر اسلامی
حرکات کو سب سے پہلے طشت از بام کیا۔ اور اپنی کتاب منتخب التواریخ کے صفحات کو ان ملحدانہ
خیانتوں کا ترجمان بنایا۔ وہ لکھتے ہیں کہ اگر دربار میں مجتہدین اسلام جن میں امام غزالی، شمس الائمہ حلوائی،
امام ابو حنیفہ اور دوسرے حضرات کے اقوال پیش کیے جاتے تو ابوالفضل جھٹ بول اٹھتا کہ فلاں حلوائی
فلاں کفش دوز، فلاں چمڑے والے کا قول دربار میں کیا حقیقت رکھتا ہے۔ اکبر تائید کرتا "درست ہے"۔
دربار کی یہ حالت ایرانی اور عراقی شیعوں نے سنی تو جوق در جوق ہندوستان پہنچنا شروع ہو گئے صحابہ کے
کارناموں کو مسخ کیا جانے لگا خلفائے ثلاثہ، فدک، صفین وغیرہ کا ذکر اکبر کی زبان سے ایسے غلیظ انداز
میں ہوتا کہ اہل ایمان کی روحیں کانپ جاتیں۔ اسلامی عقائد حشر و نشر، قیامت، دیدار الٰہی، جنت و دوزخ
غرضیکہ اسلام کے عقائد دربار کے ان مسخرے علماء و امراء کے سامنے بازیچہ اطفال بن کر رہ گئے۔ اکبر
دربار میں بیٹھے بیٹھے حضور نبی کریم کے واقعہ معراج پر گفتگو کرتا تو کہتا کہ دیکھو میں بادشاہ ہو کر ایک

وہ وقت ہے کہ گذشتہ امتوں میں ایسے وقت میں جب کہ جہان پر بدعت و کفر کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ پیغمبر اولوالعزم مبعوث ہوا کرتے تھے۔ اور نئی شریعت ولایا کرتے تھے۔ لیکن اس امت میں جو کہ تمام امتوں سے نیک اور افضل ہے۔ خاتم الانبیاءٔ جناب پیغمبر صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے علما، کو بنی اسرائیل کے پیغمبروں کے ہم مرتبہ قرار دیا ہے۔ انبیاء کے وجود سے صرف اولیأ کے وجود پر اکتفا کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سو سال بعد اس امت میں مجدد پیدا ہوتا ہے۔ جو شریعت کو زندہ رکھتا ہے خصوصاً ہزار سال بعد پہلے وقتوں میں کوئی اولوالعزم پیغمبر صاحب شریعت جدید مبعوث ہوا کرتا تھا لیکن اس زمانے میں ایک عالم، عارف، مکمل معرفت والا اس امت میں درکار ہے۔ گذشتہ امتوں کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) ٹانگ اٹھاؤں۔ پھر دوسری اٹھاؤں تو زمین پر گر جاتا ہوں۔ بھلا عرب کا ایک پیغمبر کس طرح آسمان پر جا سکتا ہے اور عقل کیسے مان سکتی ہے۔ معاملہ یہاں سے آگے بڑھ گیا۔ تو اسلامی فتوحات، غزوات اور بہادرانہ کارناموں کا مذاق اڑایا جانے لگا۔ اکبر کی بے دینی کا یہ عالم تھا کہ جن لوگوں کے نام کے ساتھ محمد مصطفےٰ، احمد یا مجتبیٰ آتا۔ انہیں خالی نام رکھنے پر مجبور کیا گیا۔ علماء سوء اپنی کتابوں میں حضور کی تعریف اور صحابہ کے مناقب لکھنے سے دست کش ہو گئے۔ ہندو مصنفین اور ہندو نواز مسلمان مؤلفین حضور کی ذات اقدس پر اعتراض لکھنے لگے۔ دربار میں نماز پڑھنا جرم قرار دیا گیا۔ مساجد کی اذانوں کی آوازوں پر پابندی لگا دی گئی۔ نماز، روزہ، حج ساقط قرار دیے گئے۔

یہ تھے وہ حالات جن میں شیخ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قدم آگے بڑھائے۔ اور نعرۂ حق بلند کیا۔ یہ تھا وہ ماحول جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تجدیدی کارنامے مؤثر ثابت ہوئے اور یہ تھے وہ طوفان جن کے مقابلہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوہ گراں بن کر کھڑے ہوئے۔ (مرتب)

کسی اولوالعزم پیغمبر کا قائم مقام ہو۔

ایک مقام پر اس بارے میں فرماتے ہیں۔ یہ کمالیت جو ہزار سال بعد وجود میں آئی ہے آخر نبی ہے جو اولیت کے رنگ میں نمودار ہوا ہے۔ شائد اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ " اولھم خیر ام اخرھم خیر " پہلے اچھے ہیں اور آخری۔ لیکن " اولھم اوسطھم " پہلے یا بیچ کے نہیں فرمائے۔ اوّل اور آخر کی مناسبت زیادہ دیکھی جو تردد کا مقام ہوا۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ اس امت کا آغاز اور انجام دونوں اچھے ہیں۔ درمیان میلا ہے۔ واقعی اس امت میں اگرچہ لغزش ہے لیکن تھوڑی بلکہ بہت ہی تھوڑی۔ متوسط میں یہ نسبت ہرگز ہرگز ایسی تو نہیں۔ لیکن بکثرت ضرورت ہے بلکہ بہت ہی زیادہ۔ اگرچہ متاخرین میں یہ نسبتاً" قلیل ہے لیکن ہے بلحاظ کمیّت وکیفیت بہت اعلیٰ درجہ کی لیکن سابقین سے مناسبت دی۔ اسی واسطے جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے " الاسلام بدء غریباً وسیعود کما بدا فطوبا للغربآءِ "
اسلام غریبی کی حالت میں ظاہر ہوا اور عنقریب ایسا ہی ہو جائے گا جیسے شروع ہوا تھا۔ سو غریبوں کے لئے خوشخبری ہے۔ اسلام کے اخیر کی ابتدا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے وصال دوسرے ہزار سال کے بعد شروع میں ہوئی۔ کیونکہ ہزار سال کے عرصے کے بعد مختلف معاملات میں یقین تبدیلی ہو جاتی ہے۔ چونکہ اس امت میں نسخ اور تبدیل نہیں ہوتی اس واسطے ضرورتاً سابقین کی نسبت اسی تروتازگی سے متاخرین میں ظاہر ہوئی۔ اور شریعت کی پابندی اور ملّت کی تجدید دوسرے ہزار سال کے شروع میں ہوئی۔ اس بات کے سچے گواہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان ہیں ؎

فیض روح القدوس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا مے کرد

بھائی جان! یہ بات عام لوگوں کو ناگوار معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ اسے پورے طور پر سمجھا نہیں جا سکا۔ لیکن اگر انصاف کو کام میں لائیں اور ایک دوسرے کے علوم و معارف کو جانچیں اور احوال کی صحت و سقم کو دیکھیں تو وہ شرعی امور کے مطابق ہیں یا مخالف اور پھر یہ دیکھیں کہ شریعت اور نبوت کی تعظیم و توقیر کس میں زیادہ ہے ایسا کرنے سے شاید اصل حقیقت سے واقف ہو کر ہٹ دھرمی چھوڑ دیں"۔ شاید آپ نے دیکھا ہی ہوگا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتابوں اور رسالوں میں لکھا ہے کہ طریقت اور حقیقت دونوں شریعت کے خادم ہیں۔ اور یہ کہ نبوت ولایت سے افضل ہے۔ خواہ ولایت اسی نبی ہی کی کیوں نہ ہو۔ نیز لکھا ہے کہ نبوت کے کمالات کے سامنے ولایت کے کمالات کی کچھ حقیقت نہیں۔ کاش سمندر کے مقابلہ میں قطرہ ہی کی نسبت رکھتی۔ اسی قسم کی اور باتیں بھی تحریر فرمائی ہیں خصوصاً مکتوبات میں سلسلہ مجددیہ کے متعلق بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ اصلی غرض نعمت حق کی اظہار اور اس راہ کے طالبوں کو خوشخبری دینا ہے نہ کہ اپنے آپ کو اوروں سے فضیلت دینا۔ اللہ تعالیٰ اجل شانہٗ کی معرفت اس شخص پر حرام ہوتی ہے جو اپنے آپ کو سب سے اچھا۔ چہ جائیکہ اکابر کی نسبت اپنے آپ کو اچھا جانے۔ ؎

دلے چوں شہ مرا برداشت از خاک — سزد گر بگذرانم سر بر افلاک

من آں خاکم کہ ابر نوبہاری — کند از لطف بر من قطرہ باری

اگر بروید از تن صد زبانم — چو سوسن شکر لطفش کے توانم

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تجدید الف ثانی کی خلعت کا نزول بروز جمعہ دسویں ماہ ربیع الاول ۱۰۱۰ھ ہجری کو ہوا۔ شمسی حساب کے مطابق سورج حمل کے گیارہ درجے طے کر چکا تھا۔ اور اہل شام کے حساب کے مطابق تشرین کی دسویں تاریخ تھی۔

اللہ تعالےٰ

حضرت مجدد الف ثانی کو خلعت قیومیت عطا فرماتا ہے

ایک روز حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز ظہر کے بعد مراقبہ کئے بیٹھے تھے۔ اور ایک حافظ آنجناب کے حضور میں قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔ کہ مراقبہ میں آنجناب نے ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی نوری خلعت اپنے آپ پر مشاہدہ کی۔ اسی وقت الہام ہوا کہ یہ "تمام ممکنات کی قیومیت کی خلعت ہے۔ جو اللہ تعالےٰ پیغمبر اولوالعزم کو عنایت کرتا ہے۔ سو یہ خلعت آپ کو بلحاظ حضرت خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وارث اور تابع ہونے کے عطا کی جاتی ہے۔ آج سے تمام مخلوقات کا قیام آپ کی ذات سے وابستہ کر دیا گیا ہے۔

سید الانبیاء اپنے ہاتھ سے دستار قیومیت پہناتے ہیں

بعد ازاں حضرت سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور اپنے دست مبارک سے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سر مبارک پر اپنی دستار مبارک باندھی اور منصب قیومیت کی مبارکباد دی۔ حضرت خاتم المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد یہ منصب کسی کو عطا نہیں ہوا تھا۔ صرف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو عطا ہوا۔ جو اس امت کے قیوم اوّل ہیں۔

قیومِ اوّل کا مقام

قیوم اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس کے ماتحت تمام اسماو صفات شیونات، اعتبارات اور اصول ہوں اور تمام گذشتہ اور آئندہ مخلوقات کے عالم موجودات انسان، وحوش، پرند، نباتات ہر ذی روح، پتھر، درخت، بر و بحر کی ہر شے۔ عرش، کرسی، لوح، قلم، ستارہ، ثوابت سورج، چاند، آسمان، بروج سب اس کے سائے میں ہوں، افلاک و بروج کی حرکت وسکون، سمندوں کی لہروں کی حرکت، درختوں کے پتوں کا ہلنا، بارش کے قطروں کا گرنا۔ پھلوں کا پکنا، پرندوں کا چونچ پھیلانا، دن رات کا پیدا ہونا، اور گردش کنندہ آسمان کی موافق یا موافق رفتار سب کچھ اسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ بارش کا ایک قطرہ ایسا نہیں جو اس کی اطلاع بغیر گرتا ہو۔ زمین پر حرکت وسکون اس کی مرضی کے بغیر نہیں۔ جو آرام وخوشی اور بے چینی اور رنج اہلِ زمین کو ہوتا ہے اس کے حکم بغیر نہیں ہوتا۔ کوئی گھڑی، کوئی دن، کوئی ہفتہ، کوئی مہینہ کوئی سال ایسا نہیں جو اس کے حکم بغیر اپنے آپ میں نیکی بدی کا تصرف کر سکے۔ غلہ کی پیدائش، نباتات کا اگنا، غرضیکہ جو کچھ بھی خیال میں آ سکتا ہے وہ اس کی مرضی اور حکم کے بغیر ظہور میں نہیں آتا۔

روئے زمین پر جس قدر زاہد، عابد، ابرار اور مقرب، تسبیح، ذکر، فکر، تقدیس اور تنزیہ میں، عبادت گاہوں، جھونپڑوں، کٹیوں، پہاڑ اور دریا، کنارے، زبان قلب رُوح، سرِ خفی، اخفیٰ اور نفس سے شاغل اور معتکف ہیں۔ اور حق طلبی کی راہ میں مشغول ہیں۔ سب اسی کی مرضی سے مشغول ہیں، گو انہیں اس بات کا علم ہو یا نہ ہو۔ اور جب ان کی عبادت قبول نہ ہو اللہ تعالےٰ کے ہاں قبول نہیں ہوتی۔ ؎

کارے جہاں بسر نہ رُود بے رضائے او درست اوست سختئے نہ چرخ و چہار
بر جملہ خاکداں رواں است حکم او چوں جادہ صحاری چوں موج در بہار

قیوم کائنات کے انتظامی امور کا نگران ہے

قیوم بمنزلہ جوھر اور ذات حق کو چھوڑ کر اور باقی جو کچھ ہے سب اس جوہر کا عرض ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا وزیر اعظم اور نائب اتم ہوتا ہے اسے بیچونی سے ایک ذات مرحمت ہوتی ہے۔ جسے ذات موہوب کہتے ہیں۔ جس پر تمام ممکنات کے حقائق کا قیام منحصر ہوتا ہے۔ باوجود جوہر ہونے کے جوہریت کا اطلاق اس پر زیب نہیں دیتا۔ اس کی ذات کو وہ قدر و منزلت حاصل ہوتی ہے کہ جوہریت کا اطلاق ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ تمام جہان اس کے مقابلے بمنزلہ عرض ہے۔ اس لئے اسے سوائے جوہر کے اور کیا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جوہر بغیر عرض نہیں اور عرض بغیر جوہر نہیں۔ غوث، قطب، فرد، ابدال اور اوتاد وغیرہ سب قیوم کے تابع اور پیش کار اور خادم ہوتے ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اکمل ہوتا ہے۔ تمام جہان کے معاملات اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ وہ جہان اور اہل جہان کی توجہ کا قبلہ ہوتا ہے۔ خواہ وہ اہلِ جہان کو یہ معلوم ہو یا نہ ہو۔

ہزار سال بعد ایک قیوم پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ انبیائے اولوالعزم مبعوث ہوتے آئے ہیں۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام اور حضرت خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کچھ کم ہزار سال کا وقفہ تھا۔ چونکہ وہ فترت کا زمانہ تھا۔ اور کوئی ایسا نبی یا ولی اس زمانے میں پیدا نہ ہوا۔ جو اصلاح مخلوق کا کام کر سکتا۔ اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کی امت کی خاصی تعداد بھی مرتد ہو گئی تھی۔ انہوں نے اسے اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہنا شروع کر دیا تھا۔

لعلِ نایاب

جواھر میں لعل بھی ہزار سال بعد پہاڑ میں آفتاب کے فیض سے تیار ہو کر نکلتا ہے اور جو لعل دو پہاڑوں سے نکلے وہ نہایت نادر الوجود ہوتا ہے۔ گوہروں کا بادشاہ ہوتا ہے جو جہان بھر کے لعل و جواہر سے یکتا ہوتا ہے۔ اور

ایسا کبھی نہ پہلے پیدا ہوا ۔ اور نہ ہو گا ۔ وہ لعل جو دو پہاڑوں سے نکلا ہے وہ حضرت قیوم اوّل الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آفتاب سے مراد حضرت رسالت پناہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور دو پہاڑوں سے مراد حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ یہ دونوں اسلام کے سب سے بڑے پہاڑ ہیں ۔

حضرت مجدد الف ثانی کا حسب اور نسب

حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ طریقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے اور آنجناب کا سلسلہ نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے ۔

جب آفتاب رسالت پناہ نے اِن دو پہاڑوں پر سایہ ڈالا ۔ اور ہزار سال تک کمالات نبوت اور انوار رسالت، فیضان قیومیت کی تربیت اولیوں کی طرح پہاڑوں کے کانوں پر چمکتی رہی ۔ اور جب وہ تربیت درجہ کمال کو پہنچی ۔ اور کھیتی اپنے اختتام کو پہنچی تو گوہروں کے بادشاہ یعنی قیومیت کے جواہر اوّل خاتم المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تربیت یافتہ آفتاب رسالت کے لعل ظاہر ہوئے ؎

چو خورشید رسالت شد ہویدا	بہ زیر سایۂ ایں لعل پیدا
منور گشت چوں نورش زجبین	اشارت می کنم از ہر دو شیخین
بہا او رانیا شد در بدخشاں	بود روشن بہ رنگ لعل رخشاں
ازاں چوں الف ثانی شد مجدد	بعالم گشت پیدا شیخ احمد
بنام او کہ اول چوں الف ہست	دلیل خلقتش بعد از الف ہست
ہمہ روئے زمیں می گشت معدوم	بعالم گر نبودے ہمچو قیوم
نہ قیومیکہ بعد از یک ہزار است	چنیں دانم کہ تا ایں روزگار است
بعالم ہست فیض جا و دلنہ	بود تا ایں زمین و تا زمانہ !

قیومیت کی طینت اصالت سید الرسل سے ہے

قیومیت کی ضروری شرط طینت اور اصالت ہے۔ یعنی جو شخص قیوم ہے۔ اس کی مٹی ہی جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسم مبارک کا خمیر ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلعت ومنصب قیومیت سنہ ۱۰۱۰ھ میں عنایت ہوئی۔ جب کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اس دنیا سے سفر کیے سات ہزار ترپن سال گذر چکے تھے۔ اور زمین وآسمان کو پیدا ہوئے دو ارب بتیس کروڑ ننانوے لاکھ ترپن سال ہو چکے تھے۔ ماہ رمضان کی ستائیسویں تاریخ بروز سوموار جب کہ بحساب شمسی پندرہیں میزان اور اہل شام کے حساب کے مطابق فیماع تھی۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلعت ومنصب قیومیت عنایت ہوئے۔

طینت و اصالت ومحبوبیت ذاتی حق تعالیٰ نے اپنے کمال فضل سے قیوم اوّل مجدد الف ثانیؓ کو عنایت کیے تھے

طینت سے مراد جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسم مبارک کا خمیر ہے رسالت کا درجہ طینت سے اعلیٰ ہے۔ اور محبوبیت ذاتی کا درجہ تو اصالت سے بھی اعلیٰ اور ارفع ہے۔ محبوبیت بھی کئی قسم کی ہوتی ہے۔ افعالی، صفاتی، ذاتی، افعالی محبوبیت امت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعض اکابر اولیاء کو حاصل ہے جو مستثنیٰ ہیں۔ صفاتی محبوبیت انبیاء کو حاصل ہے اور ذاتی محبوبیت حضرت ختم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا خاصہ ہے۔ پھر آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی کے سبب حضرت

مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آنجناب کے دو تین فرزندوں کو اس نعمتِ عظمیٰ سے مشرف فرمایا گیا۔ اور یہ محبوبیت ذاتی طینت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے۔ سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے دو تین فرزندوں کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔

حضرت مجدد کا بدن حضور نبی کریم کے بقیہ خمیر سے بنایا گیا تھا

ایک رات حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نماز کے بعد دُعا میں مشغول تھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آنجناب کا تمام بدن مبارک شمع کی طرح روشن ہوگیا ہے۔ اور آفتاب کی طرح چمکنے لگا اور اس میں سے اس قسم کی شعاعیں نکلتی ہیں کہ جن کی تاب آنکھیں نہیں لا سکتیں۔ اسی اثنا میں الہام ہوا کہ آپ کا یہ بدن حضرت خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طینت کے خمیر سے بقیہ سے ہے۔ ہم نے آپ کی خاطر رسول کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طینت کے خمیر سے کچھ حصہ رکھ لیا تھا۔ کیونکہ قیومیت اور محبوبیت طینت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے۔

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات حصہ اوّل کے مکتوب بانوے میں جو حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نام لکھا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ "جناب سرور دین و دنیا حضرت محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خلقت کا کچھ بقیہ رہ گیا تھا۔ اسے پہلے ہی طور پر اپنی امت کی ایک سعادت مند کو عطا فرمایا اور اس سے اس کی طینت کا خمیر کیا گیا۔ اس طریق پر اس فرد کو اصالت سے بھی بہرہ ور کیا۔ اس فرد کی طینت سے جو کچھ بچا۔ وہ قیوم ثالث۔ پھر قیوم اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نصیب ہوا۔ حضرت مہدی علیہ السلام کو اصالت سے جو حصہ نصیب ہوگا۔ وہ حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کی طینت سے ہے۔"

مقام اصالت

اسی مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔ "جب محفل عالی یعنی محفل انبیاؑ کرام میں پہنچے۔ تو وہاں اتنی بھیڑ تھی کہ بیٹھنے کو جگہ نہ ملتی تھی وہاں پر صرف انبیاء ہی تھے۔ جن میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان خاص تھی۔ انہوں نے اہل مجلس کو فرمایا۔ کہ جگہ فراخ کر دیں۔ جب جگہ ملی تو میں معہ اپنے فرزند محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹھ گیا۔" یہ مقام اصالت ہے۔ جو حق تعالیٰ نے انبیاء کو عنایت کر رکھا ہے۔ یا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جناب کے دو تین فرزندوں کو آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سبب نصیب ہوا ہے۔ ان فرزندوں سے مراد قیوم ثلاثہ ہیں۔

اہل طینت محمدی کا مقام

کشفی نظر میں مقام اصالت کی شکل ایسی دکھائی دی جیسے کوئی اونچا سا چبوترا ہو۔ جو سوائے انبیائے کرام کے کسی کو نصیب نہیں تھا۔ اس چبوترے کے چار زینے تھے۔ اور ہر ایک زینے میں ایک اکابر دین میں سے جلوہ فرما تھا۔ چونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طینت محمدی سے بہرہ حاصل تھا۔ اس واسطے انہیں اس چبوترے تک عروج نصیب ہوا۔ اس چبوترہ کے دائیں طرف وہ انبیاؑ تھے جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ انہیں ان انبیاء میں جگہ دی گئی۔ جو سرزمین ہند میں مبعوث ہوئے۔ نیز فرمایا کہ انبیاء کا لباس ہماری نسبت اعلےٰ درجے کا تھا۔ جب ہم وہاں بیٹھے تو تمام حاضرین ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمارے حال پر بہت بہت مہربانیاں کیں۔ وہاں پر ایک دو اور آدمیوں کے لئے جگہ خالی تھی۔ الہام ہوا۔ کہ وہاں پر بھی آپ ہی کے فرزند بیٹھیں گے۔ ان فرزندوں سے مراد قیوم ثالث و رابع مروّج الشریعت ہیں۔

مقام ضمنیت اس چبوترے کے نیچے مقام ضمنیت ہے اس میں بھی چار زینے ہیں۔ اور یہ شکل میں مربع ہے۔ انبیاء کے چبوترے بھی چار ہیں۔ اس مقام کو حضرات سرہند کی اصطلاح میں صفوف اربع کہتے ہیں۔ یہ صفوف اربع حقیقت صلوٰۃ کا منتہائی مقام ہے۔ بعد ازاں حق تعالیٰ نے حضرت قیوم اوّل اور قیوم ثانی کو حضرت خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خاص مقام میں جو ان صفوف اربع کے علاوہ ہے۔ بطریق خادمیت حضرت رسالت پناہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مشرف فرمایا

یہ وہی مقام ہے جس کی نسبت حضرت محبوب رب العلمین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب و لا نبی مرسل۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ مجھے ایسا وقت بھی ہے جس میں نہ کسی ملک مقرب اور نہ نبی مرسل کا دخل ہوتا ہے۔

یہ مقام حضرت خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت اور اتباع کے طور پر ہو۔ تو یہ لازم نہیں آتا کہ وہ شخص نبی ہو گیا ہے یا نبی کے مساوی ہو گیا ہے۔ منصب نبوت کو حاصل کر لینا اور ہے۔ اور کمالات نبوت کو حاصل کر لینا اور بات ہے۔ حضرت سید الانبیاء صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا امتی اور تابعدار خواہ مقامات الٰہی کے انتہائی مقام تک پہنچ جائے پھر بھی طفیلی ہے۔ لیکن انبیاء طفیل سے بری ہیں۔ تبعیت کا ان میں نشان تک نہیں۔ محض متبوع ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔ اکرموا عمتکم النخلۃ فانہا خلقت من طینۃ اٰدم علیہ السلام " یعنی پھوپھی کھجور کی عزت کرو۔ یہ آدم علیہ السلام کی طینت سے بنائی گئی ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کے جسم مبارک کو خمیر کر رہے تھے اور قالب مبارک تیار ہو جانے کے بعد آپ کے خمیر میں سے کچھ مٹی بچ رہی۔ تو حکم الٰہی سے اس کو کھجور کا درخت بنایا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس کے سر کو کاٹا جائے۔ تو پھر تروتازہ نہیں ہوتا

جس طرح انسان کا سرکٹ جانے کے بعد زندہ نہیں رہتا ۔

جب کہ کھجور کے درخت کو حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی سے بنایا گیا ہے۔ پھر ایک درخت کو طینت آدم پر تسلیم کرنے وقت کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا تو پھر حضرات قیوم اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضرت رسالت مآب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طینت سے تخلیق کرنے پر معترض کیوں ہیں ۔

جن دنوں حق تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان مقامات و کمالات مثلاً تجدید الف ۔ طینت اور اصالت وغیرہ سے مشرف فرمایا۔ تو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قیوم اوّل پر ظاہر ہو کر فرمایا کہ تم میرے حقیقی فرزند ہو جس طرح میرے بیٹے قاسم اور ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے۔ جس قدر کمالات اور مراتب اللہ تعالےٰ نے آپ کو عطا کئے ہیں اولیائے امت میں سے کسی کو نہیں دیئے۔ تمہاری بعثت میرے ہزار سال بعد ہوئی کہ ایسے وقت میں کوئی اولوالعزم نبی مبعوث ہونا چاہیئے تھا۔ جو تجدید کرتا۔ جیسا کہ پہلے وقتوں میں ہوتا آیا ہے۔ سو تم میرے حقیقی فرزند اس لئے مبعوث ہوئے ہو۔ جو پیغمبر اولوالعزم کے قائم مقام ہو۔ تم سے میرے دین کو از سر نو ترو تازگی ہو گی۔ زینت نصیب ہو گی ۔ اور جو کام نبی اولوالعزم سے ہوتے ہوں گے اور تمہیں میرے کمالات خاصہ مثلاً قیومیت طینت اصالت بطریق ورثہ پدری نصیب ہوں گے۔ چونکہ اسلام کے شروع میں میں خود اور میرے اصحاب موجود تھے۔ اس لئے اس وقت ایسے شخص کے مبعوث ہونے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ لیکن اس وقت جب کہ تمام جہان بدعت و ظلمت سے پُر ہے ضروری ہے کہ تمہاری توجہ کے نور سے منور ہو اور دین اسلام کو از سر نو رونق ہو ۔"

بعد ازاں حضرت خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہمارا تمہارا فرزند ہے۔ اور قاسم اور ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بھائی ہے۔ جو حق تعالےٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت قیوم اول کو بغل میں لیا۔ اور از راہ عنایت و شفقت فرمایا۔ کہ تم میرے فرزند ہو۔ گویا گھر کا کوئی کام کر رہی ہیں اور فرماتی ہیں کہ بیٹا یہ کام تم بھی کرو۔ اور جو حدیث شریف ہمارے سردار ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں وارد ہوئی ہے۔ لَوْ عَاشَ لَکَانَ نَبِیًّا ط "اگر زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا۔" ضروری ہے کہ جناب خاتم الرسل صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرزند سے وہی کام ہو جو انبیائے اولوالعزم سے ہوتا آیا ہے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی قسم کا کام ظہور پذیر ہوا۔ یعنی جناب کی توجہ سے دوسرے ہزار سال میں دین اسلام کو تر و تازگی نصیب ہوئی۔ اور بدعت اور گمراہی زائل ہو گئی۔ اور جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی امت کا دینی و دنیوی کارخانہ اور رحمت الٰہی کا خزانہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرمایا۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کو تاج قیومیت اور خطاب "خزینۃ الرحمت" ملتا ہے

ہم ناظرین کی خدمت میں اس سے پیشتر بھی عرض کر چکے ہیں کہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہمیشہ کعبہ کی زیارت کا شوق رہا۔ لیکن بعض موانعات کی وجہ سے زیارت میسّر نہ ہو سکی۔ اس سال آپ کے دل میں وہ شوق بہت زیادہ ہو گیا۔ چنانچہ آنجناب اسی شوق میں بے قرار رہنے لگے۔ ایک دن اسی بے قراری کی حالت میں بیٹھے تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ انسان۔ فرشتے۔ جن وغیرہ تمام مخلوقات نماز ادا کر رہی ہے۔ اور آنجناب کی طرف رُخ کر کے سجدہ کر رہی ہے۔ جب آنجناب نے توجہ کی تو معلوم ہوا۔ کہ مکہ معظمہ خود آنجناب کی ملاقات کے لیئے آیا ہے اور آپ کو گھیر لیا ہے۔ یہی وجہ ہے ہر شخص کعبہ کی طرف سجدہ کرتا ہے وہ آپ کو ہی کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اسی اثنا میں الہام ہوا کہ تم ہمیشہ کعبہ کے مشتاق تھے۔ ہم نے کعبہ کو تمہاری زیارت کے لیئے بھیجا ہے۔ تمہاری خانقاہ کی زمین بھی کعبہ کا حکم رکھتی ہے۔ جو نور کعبہ میں تھا وہی ہم نے تمہاری خانقاہ کی زمین میں منعکس کر دیا ہے۔ بعد ازاں کعبہ نے آنجناب کی خانقاہ میں حلول کیا۔ اور خانقاہ کی زمین کعبہ کی زمین سے مل گئی۔ اور اس مسجد کو بیت اللہ امین سے پوری پوری فنا و بقا حاصل ہوئی۔ اور آنجناب کی خانقاہ کی زمین میں تمام علائق کعبہ متحقق ہو گئے۔ فرشتۂ غیب نے آواز دی کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد تمام مسجدوں سے افضل ہے۔ جو ثواب ان تمام مسجدوں

میں نماز ادا کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ اس ایک ہی مسجد میں نماز ادا کرنے سے حاصل ہو جاتا ہے۔

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت میں اس مسجد کو وسیع کیا گیا تھا۔ اور اس متبرک زمین کو جہاں پر کعبہ نے حلول کیا تھا۔ تبرک کے طور حوض کے مشرقی کنارے کی طرف باقی زمین سے اونچا رکھا گیا۔ آجکل وہ صُفہ عام و خاص کی زیارت گاہ ہے۔ آنجناب کا روضہ مبارک اسی صُفہ کے شمال کی طرف ہے۔ اس صُفہ اور روضہ مبارک کے درمیان قریباً چالیس ہاتھ یا بیس گز کا فاصلہ ہے۔

خزینۃ الرحمت کا خطاب

جب حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ معاملہ دیکھ چکے تو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کو "خزینۃ الرّحمۃ" کے خطاب سے سرفراز فرمایا اور آپ کو رحمت کاملہ کا خزانہ عنایت فرمایا۔ اس وقت آنجناب کیا دیکھتے ہیں آسمان سے لا انتہا فرشتے آکر آنجناب کے روبرو دست بستہ صفیں باندھ کر کھڑے ہو رہے ہیں۔ اور اس قدر خوب صورت ہیں کہ آنکھیں ان کو دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتیں۔ انہوں نے آنجناب سے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ آپ کی فرمانبرداری کریں۔ ہم رحمت کے فرشتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے رحمت کا خزانہ آپ کو دیا ہے۔ الٰہی صفات کی اصل رحمت ہے۔ اس کے تقسیم کنندہ جناب سرور کائنات صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم ہیں۔ سو خزانۂ رحمت اور اس کی تقسیم بہ طریق نیابت حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد ہوئی۔ آنجنابؒ نے قیامت میں لوگوں کا بہشت میں داخل کرنا حضرت محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا۔ جو شخص بہشت میں داخل ہوگا آپ کی مہر سے ہوگا۔ اسی واسطے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو "خازن الرحمت" فرمایا ہے۔ رحمت کی باقی خدمات مثلاً گنہگاروں کو آگ

سے بچانا۔ پلصراط پر سے آسانی سے گذارنا۔ بُرے اعمال کا حساب ۔میزان وغیرہ سے بچاؤ۔ جو رحمت کے متعلق ہیں۔ سب قیوم ثانی معصوم زمانی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا۔

حضرت قیوم اوّل حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکتوبات شریف کی پہلی جلد کے مکتوب نمبر ۳۱۱ میں جو حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں۔ ؎

ہائے دوچشمی است مربی ما ہمچو الف رب حبیب خدا
میم زتکلیم کلیم آگہ است لام مربی خلیل اللہ است

اس میں ہائے دوچشمی کا اشارہ رحمتِ الٰہی کی طرف ہے۔ جو حضرت قیوم اوّل حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آپ سے منسوب کرتے ہیں۔ لیکن اس دو چشمی ہا کو شرح و بسط سے بیان کرنے کے لئے ایک بڑی ضخیم جلد مطلوب ہے۔ کچھ تھوڑا سا حال "کشف الحقائق" میں جو مقامات قیومیت کے بارے میں لکھی ہے درج فرمایا ہے۔ اگر کسی کو ہائے دو چشمی کے کمالات کی تفصیل کا شوق ہو تو کشف الحقائق کا مطالعہ کرے۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کے اجتہادی کارنامے

مکتوبات کی پہلی جلد کے رسالہ مبدء و معاد میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اوائل حال میں جناب پیغمبر صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا جو مجھے فرماتے ہیں کہ تم میری امت کے ایک مجتہد ہو اور ظاہری اور باطنی اجتہاد تم پر ختم ہے۔ اس روز سے علم ظاہری میں میری رائے نرالی ہے لیکن عموماً میری رائے وہ ہے جو حنفیہ ماتریدیہ کی ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ کی تقلید

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں لکھتے ہیں کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اجتہاد کی سیر کرتے ہیں تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف دو حصے حق معلوم ہوتا ہے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف ایک حصہ۔ اگرچہ آپ کے نزدیک دونوں مذاہب قابل عمل لائق تقلید تھے مگر آپ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کو ترجیح دیا کرتے تھے۔

حضرت مجدد کا اجتہاد

نیز حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی جلد میں ایک اور مقام پہ لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ فرمایا۔ کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے تمام استادوں اور شاگردوں سمیت تشریف لائے اور اپنا مذہب پیش کیا۔ حضرت امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے استادوں

اور شاگردوں میں سے ہر ایک کے نور نے مجھ پر اثر کیا اور اس نور کی فنا و بقا مجھے حاصل ہوئی۔ ابھی ایک لمحہ بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اپنے تمام استادوں اور شاگردوں کو لے کر تشریف فرما ہوئے۔ اور ان کے نور نے مجھ پر اثر کیا اگر آنجناب کے اجتہادی رائے حنفی مذہب کے مطابق ہوتی ہے تو حنفی مذہب پر عمل کرتے ہیں اور اگر شافعی مذہب کے مطابق ہوتی ہے تو شافعی مذہب پر۔ اور اگر دونوں کے موافق نہ ہو تو اپنی رائے پر عمل کرتے ہیں۔

حضرت مجدد کے اجتہادی کارنامے آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجتہادیہ مسائل بہت ہیں جن کو آپ سے پیشتر کسی مجتہد نے بیان نہیں کیا۔ یہاں پر صرف دو ایک مسائل بیان کئے جاتے ہیں۔

اول متکلمین کی رائے "شاهق الجبل" یعنی "وہ لوگ جو پہاڑوں میں رہتے ہیں اور انہیں پیغمبر کی خبر نہیں پہنچی۔ اور وہ بت پرستی کرتے ہیں" کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ کافر ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مومن ہیں۔

مذہب حنفیہ کے بڑے سردار ابوالمنصور ماتریدی فرماتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے ہے کہ خدا شناسی کے لئے عقل کافی ہے۔ پس شاہق الجبل کافر مطلق ہیں۔ اور خود ابوالمنصور کی بھی یہی رائے ہے اور اپنے اجتہاد کی یہ دلیل دیتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ج "بے شک اللہ تعالیٰ مشرک کو نہیں بخشے گا۔ اس کے سوا باقیوں میں سے جسے چاہے گا بخش دے گا" چنانچہ ماتریدیہ کی رائے میں جنہیں نبی کی خبر نہیں پہنچی انہیں ہمیشہ کے لئے دوزخ کا عذاب ہوگا۔

لیکن شافعی مذہب کے بڑے سردار ابوالحسن اشعری کی رائے ہے کہ "شاهق الجبل" جنتی ہیں۔ اور اپنے دعوے کی دلیل یہ بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے

کہ "وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا" یعنی ہم اس وقت تک کسی کو عذاب نہیں دیتے جب تک کہ ان کے پاس پیغمبر نہ بھیج لیں۔"

اب یہ دونوں آئتیں ایک دوسرے کے خلاف نظر آتی ہیں۔ کیونکہ ایک جگہ تو اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ ہم مشرک کو نہیں بخشیں گے اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ جب تک رسول نہ بھیجیں گے عذاب نہیں دیں گے۔ دونوں مجتہدوں نے اپنی اپنی دلیل کے لئے ایک ایک آیت پیش کی ہے۔

اس معاملہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے یہ ہے کہ یہ تو ناگوار سا معلوم ہوتا ہے۔ کسی شخص کو نبی کی وساطت کے بغیر بہشت میں تو داخل کر لیا جائے لیکن یہ بھی انصاف نہیں کہ کسی کو اطلاع دیئے بغیر عذاب دے دیا جائے۔ آنجناب کی یہ رائے ہے کہ ایسے شخصوں کو انہیں قیامت کے دن حشر کے بعد چوپاؤں کی طرح خاک کر دیا جائیگا۔ آنجناب یہ مسئلہ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ معرفت غریبہ انبیاء کی خدمت میں پیش کی۔ تو سب نے پسند فرمائی۔ اور قبول کی۔ اسی طرح آنجناب دارالحرب کے کافروں کے بچوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ بھی خاک کر دیئے جائیں گے۔ لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ رائے ہے کہ انہیں دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ کیونکہ وہ اسلامی ولایت میں نہیں۔ لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان بچوں کو اہلِ ذمہ کے بچوں کی طرح داخل بہشت فرماتے ہیں کیونکہ وہ معصوم محض ہیں اور معذور ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسائل اجتہادیہ بکثرت ہیں۔ یہاں پر بطریقِ "مشتے نمونہ از خروارے" صرف انہیں دو مسائل پہ اکتفا کی ہے۔ اگر کسی کو آنجناب کے مسائل اجتہادیہ کے دیکھنے کا شوق ہو۔ تو آنجناب کے کلام مبارک "ہر سہ جلد مکتوبات و ہفت رسائل" کا مطالعہ کرے۔

ملا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اپنے وقت میں بڑے جیّد عالم تھے۔ اور انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابتدائی حالات بھائیوں سے سُنے تھے

اسی سال مرید ہوئے۔

اسی سال حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آنجناب کی طرف ایک مکتوب لکھا جس میں ان یاروں کے حالات پوچھے جو آنجناب کی خدمت میں رہتے تھے۔ آپ نے ہر ایک کا مفصل حال لکھ دیا۔

حضرت مجدد الف ثانی کا حضرت باقی باللہ کی نگاہ میں مقام

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "برکات الاحمدیہ" میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مخلص نے نہایت عاجزی اور الحاح سے التماس کی کہ کمالات الٰہی کا آخری درجہ عنایت ہو۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ان شاء اللہ تعالیٰ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرہند میں تشریف لائیں گے تو ان سے تمہارے واسطے التماس کی جائے گی۔ اور وہ تمہارے حق میں خاص توجہ کر کے تھوڑے عرصہ میں مقامات عالیہ پر پہنچا دیں گے۔ اور جو تمہارا مدعا ہے پورا ہو جائے گا۔ اسی طرح علوم طریقت کے حقائق اور دقائق اور تمام گذشتہ اور آئندہ اولیاء کے درجات و مقامات اور احوال بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تحقیق کرایا کرتے تھے۔ جو کچھ آنجناب اس بارے میں فرمایا کرتے تھے خواجہ صاحب اسے قبول کر لیا کرتے تھے۔ اور آنجناب تعریف و توصیف بدرجہ غایت کیا کرتے تھے۔ ذیل میں اس مکتوب کا ترجمہ جو خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا تھا درج کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ باقی باللہ کا ایک مکتوب

"ارشاد کی مسند زیادہ وسیع اور منور ہو۔ خواجگان کے طریقہ کے بارے میں جو رسالہ لکھا ہے اس کا مسودہ تیار ہو چکا ہے اسے خواجہ برھان رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے اُسے اہل نظر و محبت کی آنکھ کا سرمہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ

یہ رسالہ نہایت لطیف اور اعلیٰ پائے کا ہے۔ میری دلی تمنا یہ ہے کہ آپ خواجہ احرار کے احوال کی تفتیش فرمائیں۔ شاید کچھ اور باتیں ظاہر ہو جائیں۔ جب اس کا مطالعہ کیا تو خیال آیا کہ بائیں طرف یعنی عالم ارواح ان کے متعلق تھے۔ لیکن جب حاضر خدمت ہوا تو قوت حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے متردد ہوا۔ کہ اس سے کون شخص مراد تھا لیکن ظن غالب یہ ہے کہ یہ اشارہ خواجہ صاحب کی طرف تھا۔ ایک تو طبقہ میں دیکھنا چاہیے تاکہ کوئی چیز ظاہر ہو جائے۔ دوسرے ان کی باتوں میں پاکیزگی جھلکتی ہے۔ آپ کے بعض جوابات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بحسب خلقت "نہایت در بدایت" مخلوق ہوئے ہیں۔ کیا عجب ہے کہ وحدت علیا کے مقام تلے جو قابلیت مطلق ہے۔ کوئی نقطہ علم مخلوق ہو۔ از راہ مہربانی وہاں بھی دیکھیں۔

نیز حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام پر بھی نظر ڈالیں کہ اس مقام میں داخل ہو کر نزول کیا ہے۔ یا کسی اور راہ سے کنارے پر آئے ہیں۔ شاید کہ اس نقطہ کے اوپر کی مخلوقیت اس مقام کے عدم تقرر کا سبب ہوئی ہو۔ از راہ عنایت بہت ہی تفتیش کریں کیونکہ اس بارے میں بڑی تشویش ہو رہی ہے۔

اور التماس یہ ہے کہ فنائے بشریت کے بارے میں بھی توجہ فرمائیں۔ کہ آیا اس میں فنا فی اللہ کے مقام کے بغیر کوئی اور مقام بھی ہے یا صرف اسی مقام میں داخل ہونے پر منحصر ہے۔ ان تمام لوگوں سے جو اس مقام سے بالا بالا پیدا ہوئے ہیں۔ یہ ظاہر ہوا ہے کہ وہ اسی طرح محفوظ ہیں۔ اور فنائے بشریت کے ظہور میں کسب کی ضرورت نہیں ہوئی۔ نیز جو لوگ اسی مقام وحدت تلے محو ہوئے ہیں۔ خواہ وہ جذبہ کی راہ گئے ہوں یا غیر جذبہ کی بہر حال عود لبشریت سے محفوظ ہیں۔

نیز خانہ جبروت" جو مقام انبیائے علیہم السلام ہے" میں بھی ایک نظر ڈالیں اس میں کوئی ایسا مقام ہوگا جو عود مذکور سے بے کھٹک کر دیتا ہوگا۔

نیز مقام فنافی اللہ پر بھی ایک نگاہ ڈالیں۔ شاید اس ظاہری راہ کے علاوہ کوئی اور راہ بھی اس کی ہو۔ شاید اللہ تعالیٰ کے لئے اجض پیارے اسی راہ سے داخل ہوئے رہوں۔ میرے باقی حالات اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح معلوم ہیں۔ اور کیا لکھوں کیونکہ کئی ایک مقامات کے نہ نام معلوم ہیں نہ علامات۔ تغیرات کو کیونکر لکھوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی مرضی کارروائی ہوگی۔ محمد صادق اور تمام بھائیوں کی طرف سے نیاز مندی قبول فرمائیں۔"

حضرت خواجہ باقی باللہ
عما سب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت باقی باللہ اور مجدد الف ثانی رحمہما اللہ

حالانکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر تھے۔ لیکن حضرت مجدد الف ثانی سے سلوک طریقت اور احوال مشائخ اس طرح پوچھتے ہیں جس طرح مرید اپنے پیر سے پوچھا کرتا ہے۔ اس مکتوب میں "متوقف" جس کا ترجمہ کا (مترجم) نے لفظ میرے سے کیا ہے" سے مراد حضرت خواجہ صاحب ہیں۔ جو اپنے احوال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھ رہے ہیں۔

اسی سال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرہند سے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لئے دہلی تشریف لائے۔ حضرت خواجہ صاحب آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر تمام مریدوں اور خلفاء سمیت استقبال کے لئے آئے اور آپ کو نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ شہر میں لایا گیا اور آنجناب سے مریدانہ سلوک کیا چنانچہ انہیں مسند پر بٹھایا۔ اور خود ان کے روبرو دست بستہ کھڑے ہوئے اور اپنے تمام خلفاء اور مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کر کے تاکید فرمایا۔ کہ جو کچھ یہ (حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حکم کریں۔ اس پر عمل کرو یہی میری خواہش ہے اور یہی میرا طریقہ ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؓ کی قیومیت کے دوسرے سال میں

حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگؒ کا ایک اہم اقدام

حضرت باقی باللہ کے مرید مجدد الف ثانی کی خدمت میں

اس سال حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو حضرت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ مگر بعض احباب نے اس بارے میں پیش کی تو خواجہ صاحب نے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ اگر تم اپنے ایمان کی سلامتی چاہتے ہو۔ تو شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں چلے جاؤ۔ حضرت شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت ایسے آفتاب ہیں کہ ان کے مقابلہ میں ہم جیسے ہزاروں ستارے بے نور ہوتے جا رہے ہیں۔ اسی امت میں سے جو چار شخص افضل ہیں۔ ان میں ایک شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسند ارشاد پر بٹھا کر خود باقی تمام مریدوں کی طرح آنجناب کی خدمت کرنے میں مصروف رہے۔ اور جب آنجناب کی مجلس سے اٹھتے تو ادباً اُلٹے پاؤں واپس آتے۔ کبھی اپنی پیٹھ آنجناب کی طرف نہ کرتے۔ ہر روز حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توجہ خاص کے لئے التماس کرتے۔ آنجناب بھی تواضع اور فروتنی سے پیش آتے تاکہ کہیں ترک ادب نہ ہو جائے۔ حضرت خواجہ صاحب اسی مطلب کے لئے ہر صبح شام یہی التجا کرتے۔

شاہ سکندر کیتھلی جناب غوث الاعظم کا خرقہ پیش کرتے ہیں

جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دہلی سے سرہند میں واپس تشریف لائے تو اسی اثنا میں شاہ سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خرقہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ ان کے دادا شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جن کا ذکر اس سے پہلے آ چکا ہے اور جن کے پاس حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خرقہ بطور امانت تھا اور حکم تھا کہ جب اس کا وارث ملے اسے دے دینا اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت وہ خرقہ اپنے پوتے اور خلیفہ قائم مقام شاہ سکندر کے حوالے کیا اور وصیت کی کہ جب اس خرقہ کا وارث مبعوث ہو اُسے دے دینا۔ شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ خرقہ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر رکھ دیا تھا۔ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تجدید اور قیومیت کی خلعت پہنی اور آنجناب کا طنطنہ روئے زمین پر اور آسمان تک پھیل گیا۔ تو شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب میں شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرمایا کہ اب یہ خرقہ قیومیت مآب کو پہنچا دو۔ شاہ سکندر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خرقہ کو دینے میں قدرے تامل کیا۔ کہ گھر کی نعمت غیر کو کیونکر دوں۔ شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوبارہ تاکید کی کہ پرائے حق کو کیوں رکھ چھوڑا ہے۔ جلدی یہ خرقہ انہیں پہنچا دو۔ پھر شاہ سکندر نے دیدہ دانستہ غفلت کی۔ تو شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہایت ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو یہ خرقہ اس کے وارث کو دو۔ ورنہ نسبت سلب ہو جائے گی۔ شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اب وہ خرقہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لائے۔ حضور صبح کی نماز کے بعد حلقہ احباب میں مراقبہ کئے بیٹھے تھے کہ شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خرقہ لائے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے مراقبہ سے فارغ ہو کر وہ خرقہ پہنا۔ اور قادریہ نسبت کی طرف متوجہ ہوئے۔ اتنے میں نسبت قادریہ نے اس قدر غلبہ کیا کہ نقشبندیہ نسبت دب گئی پھر نسبت نقشبندیہ ابھری اور قادریہ نسبت مستور ہو گئی۔ چند مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ کبھی یہ نسبت غالب آجاتی اور کبھی یہ۔ اتنے میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام پیروں اور اپنے طریقے کے تمام خلیفوں، مریدوں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی رکاب میں تشریف فرما ہوئے۔ بعد ازاں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بھی تمام پیروں اور اپنی طریقے کے تمام خلیفوں اور مریدوں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں تشریف لائے اس مجلس میں حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی موجود تھے۔ ان تمام ارواحِ قدسیہ نے اسی شاندار تقریب میں گفتگو فرمائی۔

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس مرد بزرگ یعنی قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے لڑکپن میں ہماری نسبت لی۔ یعنی لڑکپن میں شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان چوسی کہ تمام قادریہ نسبت ان سے لی (جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے) اس لئے سب سے ہمارا حق فائق ہے۔ اور مناسب ہے کہ یہ عزیز ہمارے سلسلے کو رواج دے اور اس کی خدمت کرے۔ خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ کہ اب وہ ہمارے سلسلہ ارشاد کا مسند نشین ہے۔ اور جو نسبت معہود جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بطورِ امانت پہنچی ہے۔ وہ اسے ہمارے وسیلے سے پہنچی ہے۔ اس پر ہمارا حق ہے۔ کہ وہ ہمارے سلسلہ کو رواج دیں۔ اتنے میں سلسلہ چشتیہ کے بزرگ تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ ہم بھی اس امر میں شریک ہیں کیونکہ اس مرد خدا کے آباؤ اجداد ہمارے سلسلہ چشتیہ سے تھے۔ اسی طرح سلسلہ سہروردیہ اور کبرویہ وغیرہ کے مشائخ بھی تشریف لائے اور اصرار کرنے لگے کہ انہیں ہمارے سلسلہ تصوف کی ترجمانی پر لگایا جائے۔ غرضیکہ ہر سلسلہ کے مشائخ آنجناب کو اپنی طرف کھینچتے تھے

تاکہ ان کے سلسلے کو رواج دیں۔

خواجہ ہاشم اور ملّا بدرالدین علیہما الرحمۃ اپنی مستند نامہ یحوں میں لکھتے ہیں کہ اس قدر اولیائے امت کی روحیں سرہند شریف میں جمع ہوئیں کہ تمام گھر، کوچے بازار بلکہ شہر کا گرد و نواح اور آس پاس کے گاؤں اور شہر پر ہو گئے۔ اور چاروں طرف انوار کی بارشیں ہوتی دکھائی دیتی تھیں۔ اور صبح سے ظہر کی نماز تک بھی مقالات و مذاکرات ہوتے رہے۔ آخر سب نے جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں رجوع کیا۔ حضور نبی کریم صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے از راہِ لُطف و کرم ہر ایک کی تسلی کی اور دلاسا دیا کہ تم سب اپنی اپنی نسبت اس عزیز کو دے دو۔ جو شخص اس سلسلے میں داخل ہو گا۔ اس کا اجر تمہیں بھی مل جائے گا۔ اور اس کے ہاتھ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو زیادہ رواج ہوگا۔ کیونکہ اسے نسبت معہود میری سنت کی اتباع کی استقامت اسی سلسلہ سے ہاتھ آئی ہے۔ اور اسی سلسلہ کے سردار حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کے بعد باقی تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ نیز اس طریقہ میں سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی پیروی اور امور بدعت سے کنارہ کشی حد سے زیادہ پائی جاتی ہے اس سے دوسرے درجہ پر اس عزیز سے سلسلہ قادریہ کو رواج بھی ہوگا۔ کیونکہ اس سلسلہ کا حق بھی اس پر ثابت ہے۔ باقی سلسلے مثلاً چشتیہ، سہروردیہ اور کبرویہ وغیرہ کو بھی اس سے کچھ فائدہ ہوگا۔ بعد ازاں تمام سلسلوں کے مشائخ نے جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے حکم کے مطابق اپنی اپنی نسبت حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر کیمیا اثر میں گذاری۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نسبتوں کو اپنے طریقہ میں ملا لیا۔ اور اپنی نسبت خاصہ کو جس کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو ممتاز فرما دیا۔ ان نسبتوں پر ڈالا۔ جس کے سبب وہ ساری نسبتیں منوّر ہو گئیں۔

نسبت خاصہ

حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ میں آنجناب کی نسبت خاصہ اور باقی تمام سلسلوں کی نسبتیں ملی ہوئی ہیں۔ آپ کے طریق کا سالک تمام اولیاء اللہ کے سلسلوں سے بہرور ہوتا ہے اور مشائخ سلاسل میں چاہیں اس کا اجر ملتا ہے۔ حضرات قیوم اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اختیار تھا کہ جس شخص کو جس سلسلہ میں چاہیں مرید کریں اور اس سلسلہ کا فیض عام کریں لیکن ان کے بعد ان کے خلفا کو سختی سے ممانعت کردی کہ سوائے نقشبند اور قادریہ سلسلہ کے کسی کو مرید نہ کریں۔ کیونکہ ان دو سلسلوں کا حق باقی سلسلوں کی نسبت فائق ہے اگرچہ حضرات قیوم اربعہ بھی کسی کو ان دو سلسلوں کے سوا باقی سلسلوں میں شاذ و نادر ہی مرید کیا کرتے تھے۔ گو سلسلہ علیہ احمدیہ میں تمام سلسلے پائے جاتے ہیں لیکن سوائے دو طریقوں کے اور کسی میں مرید نہیں کرتے اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسرے سلسلوں میں بعض بدعات بھی در آئی ہیں مثلاً وحدت الوجود کا قائل ہونا۔ سماع و نغمہ سننا۔ لوگ عام طور پر اپنی سہولت کے لئے اس خاطر دوسرے سلسلوں میں مرید ہوتے ہیں کہ ان کے لئے مذکورہ بالا خلاف شرع باتیں مباح ہو جائیں۔ اور اپنی گردن کو شریعت کے جوئے سے آزاد کرنے کی اجازت پا سکیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات سرہند مجددیہ سختی سے منع فرماتے ہیں۔ کہ دوسرے سلسلوں میں کسی کو مرید نہ کرو۔ البتہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاطر قادریہ طریقہ میں مرید کرتے ہیں۔ لیکن بعض امور مثل وحدت الوجود اور سماع و نغمہ سے تاکیداً منع فرماتے ہیں۔ چونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نسبت معہود طریقہ نقشبندیہ میں حاصل ہوئی ہے۔ اس لئے سلسلہ نقشبندیہ کو کثرت سے شائع کرتے ہیں۔ بعد ازاں تمام مشائخ نے اسی عہد کے مطابق اعلان کیا اور فاتحہ کہا اور حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رخصت ہوئے۔

یہ واقعہ سوموار کے روز ۱۵ شعبان ۱۰۱۵ھ ہجری کو تجدید و قیومیت کے دوسرے سال عصر اور مغرب کے درمیان ظہور میں آیا۔ شمسی حساب کے مطابق دِتو کی پیدائش ہوئیں

تاریخ بھی۔

صدر جہاں اور خانِ اعظم حلقہ مُریدین میں

اسی سال سید صدر جہاں اور خانِ اعظم[1] جن کے حوالوں اور واقعات کا ذکر اس

۱؎ یہ خانِ اعظم حضرت مجدّد الف ثانی کے عقیدت مند امرائے دربارِ اکبری میں سے ایک تھے۔ ان کا نام خانِ اعظم مرزا عزیز کوکلتاش خان تھا۔ آپ میر شمس الدین محمد خان جو اکبر کے قریبی امراء میں سے تھے کے بیٹے تھے۔ اکبر کی پیدائش سے پہلے ہی اکبر کی والدہ نے خانِ اعظم کی والدہ کو کہہ دیا تھا کہ اگر مجھے اللہ بیٹا دے تو تم اسے دُودھ پلانا۔ چنانچہ اکبر کی پیدائش پر خانِ اعظم کی والدہ جی جی بیگم نے اکبر کو دُودھ پلایا۔ اس طرح خانِ اعظم اکبر بادشاہ کے رضاعی بھائی تھے۔ خانِ اعظم کی والد شمس الدین آتکہ شہید ہوئے تو اکبر نے ان کے اس بچے کو بڑی شفقت دی۔ ۹۶۹ھ میں مرزا عزیز کو مرزا کوکہ اور خانِ اعظم کہہ کر پکارا جانے لگا۔ دربار میں پرورش پانے کی وجہ سے اکبر سے بے تکلفی بھی تھی۔ اور بعض اوقات گستاخانہ اندازِ گفتگو بھی اختیار کر لیا جاتا۔ جسے اکبر خندہ پیشانی سے برداشت کر لیتا تھا۔ اگر کبھی حد سے زیادہ گستاخی ہوتی تو اکبر کہتا کہ میرے اور کوکہ کے درمیان دُودھ کی نہر حائل ہے۔ مجھے لحاظ مارتا ہے۔ ۹۷۸ھ میں عبداللہ خان اوزبک (جو حضرت مجدّد الف ثانی کا مرید تھا) کی طرف سے سفارت آئی۔ تو ان کے لیے علیٰحدہ تحائف ساتھ آئے۔ اکبر نے آپ کو دیپال پور کا علاقہ جاگیر کے طور پر دے دیا تھا۔ جب اکبر حضرت خواجہ گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لیے پاکپتن تشریف آیا تو کئی ہفتے خانِ اعظم کا مہمان رہا۔ خانِ اعظم نے اکبر کے تمام امراء، لشکریوں اور رشتہ داروں کو گراں قدر تحائف دے کر اپنی فیاضی اور دریا دِلی کا سکہ بٹھا دیا۔ ۹۷۹ھ میں اکبر نے صوبہ گجرات بھی خانِ اعظم کی جاگیر میں دے دیا۔ ۹۸۳ھ

سے پیشتر ہو چکا ہے۔ آنجناب کے مرید ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) ہیں اکبر نے جب دینِ الٰہی کی بدعتوں اور کفریات کو ملک میں رائج کرنا شروع کیا تو امرائے دربار میں سے خانِ اعظم پہلا شخص تھا جس نے بڑھ چڑھ کر مخالفت کی۔ اور بادشاہ کی جاری کردہ قباحتوں پر برملا تنقید شروع کر دی چنانچہ جاگیریں ضبط کر لی گئیں۔ اور خانِ اعظم کو آگرہ کے باغ جہاں آرا میں نظر بند کر دیا۔ مگر خانِ اعظم کی گردن نہ جھکی۔ ۹۸۳ھ کے آخر میں اکبر نے رہا کر کے دوبارہ جاگیر بحال کی۔ تو خانِ اعظم نے جاگیر لینے سے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے خانِ اعظم کے بوڑھے چچا قطب الدین کو منانے کے لئے کہا۔ ماں سے سفارش کرائی۔ خانِ خاناں نے زور لگایا مگر خانِ اعظم سرنگوں نہ ہوئے۔

۹۸۸ھ میں اکبر نے بڑی منت سماجت کے ساتھ خانِ اعظم کو سپہ سالاری کا عہدہ قبول کرنے پر آمادہ کر لیا۔ ۹۹۰ھ میں بنگال میں بغاوت ہوئی تو خانِ اعظم نے حسنِ تدبیر سے اُسے دبا دیا۔ ملک کے مختلف علاقوں میں شورشیں برپا ہوئیں تو خانِ اعظم کی تدابیر اور شمشیر دونوں آگے بڑھ کر کام آئیں۔

۱۰۰۰ھ تک اکبر بادشاہ کا دربار دینِ اسلام اور مذہب کے خلاف ایک مرکز بن گیا تھا۔ اسلام کی ہر چیز کا تمسخر اُڑایا جانے لگا۔ حتیٰ کہ اکبر نے حکم دیا کہ تمام امراء اور علماء داڑھیاں صاف کرا دیں۔ مولانا عبدالقادر بدایونی نے لکھا ہے۔ "بگفتا ریش ہا برباد دادہ مقصد چندے" خانِ اعظم اکبر بادشاہ کو عزیز بھی تھا۔ اور بیٹوں کا ہم پایہ بھی تھا۔ مگر وہ اسلام کی محبت کی بنا پر اکبر کی کسی ثروت یا انعام کی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ وہ سپاہی زادہ تھا۔ اور سپہ سالار تھا۔ اس نے مذہب کے خلاف اقدام کرنے والوں کو برملا ٹوکا۔ دربار میں بادشاہ کے چہیتے ابوالفضل اور بیربر کو للکارا۔ درباری نورتن بڑے ہوشیار تھے۔ سامنے چپ رہتے۔ علیحدگی میں بادشاہ کے کان بھرتے رہے۔ بادشاہ نے خانِ اعظم کو دربار میں طلب کیا۔ خانِ اعظم نے برملا کہا: میں ایسے مردود دربار میں

نے بھی ان کے حق میں بہت مہربانی کی۔ اور بہت سے مکتوب انہیں دو کے نام لکھے اور دونوں حضرات آپ کی خصوصی توجہ کے مرکز رہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) نہیں آنا چاہتا جہاں اسلام کی توہین ہوتی ہو۔ ابوالفضل نے اپنی لچھے دار تحریر میں فرمان شاہی بھیجے مگر خانِ اعظم نے کسی فرمان کی پرواہ نہ کی۔ اور اعلان کر دیا کہ میں حج پر جانیوالا ہوں اور بادشاہ کے تمام فرامین کے جواب میں ایک خط لکھا کہ دین و ملک کے بدخواہوں نے آپ کو راہِ راست سے ہٹا کر بے دین اور گمراہ کر دیا ہے۔ انھوں نے آپ کو ایسی پٹی پڑھائی ہے کہ آپ نے بادشاہت کے ساتھ نبوت کا دعویٰ بھی کر دیا ہے۔ کیا آپ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ یا شق القمر کا معجزہ رُو نما ہوا ہے۔ چار اصحابِ راشد آپ نے بنا لئے ہیں یہ لوگ حقیقت میں آپ کے بدخواہ ہیں اور خوشامد کر کے آپ کی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔ میں آپ کا غلام ہوں۔ حج بیت اللہ کو جا رہا ہوں آپ کے لئے خانہ کعبہ میں جا کر دعا کروں گا۔"

خانِ اعظم اپنے تمام اہل و عیال، نوکروں اور خدمت گذاروں کو لے کر جہاز میں سوار ہوئے اور دیارِ حبیب میں جا پہنچے۔ مسلمان رعایا نے آپ کو بڑی شان و شوکت سے الوداع کیا۔ حرمین الشریفین میں خانِ اعظم نے اپنی سخاوت سے اہلِ مکہ اور اہالیانِ مدینہ کی جھولیاں بھر دیں۔ ۱۰۰۲ھ میں واپس آئے تو اکبر نے دربار میں بلا کر بڑی عزت کی۔ جاگیریں بحال کیں۔ اب خانِ اعظم بہار میں سکونت پذیر ہو گئے۔ بیٹوں کو بھی اکبری دربار سے جاگیریں ملیں۔

۱۰۱۴ھ میں اکبر مر گیا تو خانِ اعظم اور دوسرے مذہب پسند امراء جہانگیر کی تخت نشینی کے لئے کوشاں تھے۔ جہانگیر نے عنانِ حکومت سنبھالتے ہی خانِ اعظم کے تمام اعزازات میں اضافہ کر دیا۔ مگر ایک وقت آیا کہ جہانگیر نے خانِ اعظم کو دربار کے خلاف سازش کرنے اور اپنے داماد خسرو کو تخت پر بٹھانے کی کوشش پر قلعہ گوالیار میں قید کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد رہائی ملی۔ تو خانِ اعظم ۱۰۳۳ھ میں احمد آباد گجرات میں چلے گئے جہاں فوت ہو گئے۔ خانِ اعظم ایک بہادر سپاہی،

نیز اسی سال حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مکتوب میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا۔ جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علوِ شان معلوم ہوتی ہے۔

حضرت باقی باللہ کا ایک خصوصی مکتوب

مکتوب: حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ کمال کے اعلیٰ درجے پہنچائے یاد رہے۔ یہ زمین بزرگوں کے نصیبے کا ایک پیالہ ہے۔ اس میں سرِمو تکلف نہیں جو حقیقت ہے۔ لکھی جاتی ہے۔ پیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ میں گو ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ کا مرید ہوں لیکن اگر اس وقت خرقانی زندہ ہوتے تو باوجود پیری کے میری مریدی کرتے۔ جب کہ ان بے صفتوں کی یہ صفت ہو۔ تو پھر کیونکر ان آثار و صفات کا گرفتار طلبگاری کے لوازمات پر جان کو فدا نہ کرے۔ اور جہاں سے خوشبو میسر آئے۔ کیوں اس طرف نہ جائے۔ اب ہماری سستی اور دیر کوئی بے نیازی یا استغنا کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ حکم پر موقوف ہے۔ ؎

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) ایک دین پسند امیر، اور باتدبیر سپہ سالار کی حیثیت سے نام آور ہوئے۔ جہانگیر اپنی تمام بدگمانیوں کے باوجود تزک جہانگیری میں خانِ اعظم کو ہدیہ تحسین پیش کرتا ہے۔ آپ اکبری دربار کی بدعات اور جہانگیری عہد کی بے اعتدالیوں کے خلاف ہمیشہ کلمۂ حق بلند کرتے رہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصوصی عقیدت مندوں اور تحریک احیائے اسلام کے زبردست حامی تھے۔ نوراللہ مرقدہٗ۔ ملا بدایونی نے اپنی کتاب منتخب التواریخ میں لکھا ہے کہ خانِ اعظم نے حج سے واپسی پہ اکبر کے دینِ الٰہی کو تسلیم کر لیا تھا۔ داڑھی صاف کرا دی۔ اور گمراہ لوگوں کے ساتھ مل کر اکبری دین پہ گامزن ہو گئے تھے۔ (واللہ اعلم بالصواب) (مرتب)

گر طمع خواہد زمن سلطانِ دیں　　خاک بر فرق قناعت بعد ازیں

ہم نے اپنی موجودہ حالت اور دلی خواہش ظاہر کر دی ہے۔ اب جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہے اس کی ہدایت کرے اور خود پسندی اور گمان سے چھڑائے۔

دوسرے ہمارا مقصد یہ ہے کہ میر صالح نیشاپوری نے اظہار طلب فیض کیا تھا۔ اُسے آنجناب کی خدمت میں بھیج رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اپنی استعداد کے مطابق بہرہ ور ہوں گے۔ اور کامل توجہ و عنایت حاصل کریں گے۔ والسلام۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مکتوب کے جواب میں جو کچھ لکھا۔ تواضع اور انکسار کی علامت ہے چنانچہ مکتوبات کی پہلی جلد سے معلوم ہوتا ہے کہ تین مہینے بعد پھر خواجہ صاحب نے ایک مکتوب نہایت عاجزی اور الحاح اور اشتیاق سے پھر حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا اور وہ یہ ہے۔

" اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں کی برکات سے عاجز فقرا اور مساکین کو منزل مقصود پر پہنچائے۔ مدت سے میں نے درگاہ ولایت میں اپنی نیازمندی عرض نہیں کی۔ اس کیفیت کو مرا نامہ بر ضرور خدمتِ والا میں عرض کر دے گا۔ ایسی صورتیں خود ہی نکل آیا کرتی ہیں اور کیا عرض کروں۔ کیونکہ درویشوں کی باتیں جناب کی خدمت میں لکھنا بڑی جرأت کی بات ہے۔ اور دنیاوی اوضاع و اطوار کی حکایت بہت بے جا معلوم ہوتی ہیں۔ ہمیں اپنے حد کو مدِ نظر رکھ کر فضول باتوں سے بچنا چاہیئے۔ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہونے کا اشتیاق و آرزو یہاں تک ہے کہ حسب ذیل دو شعر ہمارے مدعا کے گواہ ہیں۔ ؎

لب تشنہ و لب خرابیم اے دوست　　در حسرت یک دم آبیم اے دوست

ہر جا کہ ترشحے تو بینم　　در لعطش آیم و نشینم "۔

یہ مکتوب پڑھ کر حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے اختیار اٹھے اور حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لئے دہلی روانہ ہو گئے۔

حضرت مجدد الف ثانی قیومیت کے تیسرے سال میں حضرت باقی اللہ بیرنگ کی خدمت میں

حضرت مجدد اپنے پیر و مرشد کی نظر میں

مذکورہ بالا مکتوب پہنچنے کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے اختیار ہو کر دھلی کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آنجناب کی تشریف آوری کی خبر حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سنی۔ تو پا پیادہ شہر سے باہر آئے اور دروازہ کابلی تک آنجناب کا استقبال کیا۔ اور بڑی تعظیم و تکریم سے شہر میں لائے۔ اور اپنے سامنے آنجناب کو مسند ارشاد پہ بٹھایا۔ اور اپنے حلقے کا سردار آنجناب ہی کو بنایا۔ اور خود باقی مریدوں کی طرح حلقہ میں بیٹھا کرتے تھے۔

جب حلقہ یا مجلس سے " جس میں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوا کرتے تھے اُٹھتے تو الٹے پاؤں واپس آتے۔ تاکہ آنجناب کی طرف پیٹھ نہ ہو جائے۔ بلکہ غائبانہ سلوک کیا کرتے تھے۔ کہ جس طرف آنجناب ہوتے اس طرف آپ پیٹھ نہ کرتے۔ اور اپنے مریدوں کو بھی تلقین کرتے۔ کہ جو آداب و استقبال اور متابعت ہماری کرتے ہو آنجناب کی بھی کیا کرو۔ نیز فرماتے کہ اپنے باطن کو ہماری طرف متوجہ نہ کیا کرو۔ بلکہ حضرت مجدد کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوا کرو۔ حضرت خواجہ صاحب جو آداب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاطر بجا لایا کرتے تھے۔ یہ واقعات وہ ہیں جو خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ اور ملا بدرالدین سرہندی کی تاریخوں میں ملتے ہیں۔ مزید براں ہم نے حضرت قیوم اربع خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے بھی سُنے ہیں۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میرے مرشد میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ایک روز حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے حجرے میں تخت پر اُونگھ آگئی۔ کہ اتفاقاً حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ تن تنہا آنجناب کی زیارت کے لئے حجرے تک آئے۔ خادم نے آنجناب کو جگانا چاہا۔ لیکن خواجہ صاحبؒ نے اسے منع فرمایا۔ اور خود بڑے ادب و نیازمندی کے ساتھ کڑکڑاتی دھوپ میں آستانہ کے باہر کھڑے رہے۔ چنانچہ جب دیر بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوئے اور آواز دی کہ باہر کون ہے؟ تو حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ فقیر محمد باقی ہے۔ یہ سن کر آنحضرت بڑے اضطراب کے ساتھ تخت پر سے اُچھلے اور بڑے افتقار و انکسار کے ساتھ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اندر لائے اور اداباً دوزانو ہو کر سامنے بیٹھے۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ کہ جب حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مریدوں کو فرمایا کہ تم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جاؤ اور وہیں یادِ الٰہی میں مشغول رہو۔ اور جس شغل میں وہ تمہیں مشغول کریں اسی میں لگے رہو۔ بلکہ ان کے رُوبرُو ہماری طرف بھی توجہ نہ کرو۔ یہاں تک کہ ہماری طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھو۔ تو اس وقت مجھے فرمایا۔ کہ شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا آفتاب ہے جس کے مقابلے میں ہمارے جیسے ہزاروں ستارے ماند ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سے پہلے امتِ محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی ولی نہ ایسا پیدا ہوا نہ آئندہ ہو گا۔ چنانچہ میر مذکور نے حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص بیاض سے نقل کیا ہے کہ حضرت

قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں باصرار عرض کرتے کہ میں آپ کے اس سلوک سے بہت شرمندہ ہوتا ہوں۔ لیکن خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے کہ میں ایسا کرنے کے لیے اللہ تعالےٰ کی طرف سے مامور ہوں۔

وِلایت اور وَلایت

حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی ایک کتاب میں چار دائرے کھینچے اور ہر ایک دائرہ میں انتہائی کمالات الٰہی درج فرمائے جو کسی ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوئے۔ ایک دائرہ میں وَلایت اور دوسرے میں وِلایت لکھا۔ (واؤ کی زبر اور زیر سے) تیسرے میں کمال باطنی اور چوتھے میں کمال مطلق۔ ان چاروں دائروں میں سے ہر ایک میں کئی ہزار مشائخ کے نام لکھے۔ جو اولیاء امت میں سے افضل ہیں۔ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چاروں دائروں کے حلقہ کے شروع میں لکھا ہے۔ (سب کا سردار مانا ہے) یعنی وہ تمام اولیائے امت کے سردار ہیں۔

اپنے مرشد پر توجہ نسبت

ایک روز حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ اب مجھ میں جسمانی کمزوری کے آثار زیادہ ظاہر ہونے لگے ہیں۔ اب زندگی کی امید کم ہے پھر اپنے شیر خوار اور خورد سال بچوں خواجہ عبداللہ اور خواجہ عبید اللہ رحمہما اللہ کو گود میں اٹھا کر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے التماس کی کہ ان دونوں نور دیدہ کے حق میں توجہ فرمائیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسب الارشاد ان مخدوم زادوں پر ایسی توجہ کی کہ اس کا اثر حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ پر بھی ظاہر ہوا۔ نیز فرمایا کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے غائبانہ آنجناب کے فرزندوں کی طرف توجہ کی۔ چنانچہ جلد اوّل کے مکتوب ۲۶۴ میں جو حضرت خواجہ صاحب کے فرزند کے نام لکھا ہے۔ بیان فرمایا ہے۔ آنجناب کے احوال لکھنے والوں نے بھی

بیان کیا ہے۔ بعد ازاں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ ہم پر بھی توجہ کریں پہلے تو حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے ادب وانکسار سے معافی مانگی: کہ کہیں ترک ادب نہ ہو جائے لیکن حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ کہ ہماری باطنی ترقی اس وقت تک صرف وحدت الوجودی کے مقام تک آکر رک گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے فضل وکرم سے وہ مقامات عالیہ عنایت فرمائے ہیں جو اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئے۔ معارف شرعیہ کے وہ علوم آپ پر ظاہر ہوئے ہیں وہ صرف انبیاء کا حصہ ہیں۔ بڑی ہی بدقسمتی ہوگی اگر آپ ایسی نعمت سے مجھے محروم رکھیں جب حضرت خواجہ صاحبؒ بہت در پے ہوئے اور خطرہ تھا کہ کہیں عدم تعمیل ارشاد کے مرتکب نہ ہو جائیں۔ مجبوراً حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا اور توجہ باطنی یعنی اپنے کمالات کا خاصہ جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اولیائے امت سے افضل بنایا۔ اپنے پیر بزرگوار پر ان کی خواہش کے مطابق کی۔ حتیٰ کہ عنایت الٰہی سے ان کا مقصود حاصل ہوا۔ خواجہ صاحبؒ نے اس موقع پر اپنے مریدوں کے لئے اشارتاً فرمایا ہے۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تاریخ میں یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خواجہ صاحبؒ کے بڑے خلیفہ شیخ تاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی "جن کا حال تھوڑا سا پہلے لکھا گیا ہے" زبانی سنا ہے۔ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت خواجہ صاحبؒ سے سنا۔ جو فرماتے تھے کہ ہم حضرت شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ مبارک سے ان مقامات میں پہنچے جو پہلے ہم نے کبھی بھی نہ دیکھے تھے۔ ان کی توجہ نے ہمیں توحید وجودی کے مقام سے اٹھا کر مقامات شرعیہ میں پہنچا دیا۔

عزیز متوقف

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر عام مجلسوں میں آشنا و بیگانہ و یار و اغیار کے روبرو فرمایا کرتے تھے کہ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ اور طفیل سے معلوم ہوا کہ توحید تو ایک تنگ کوچہ ہے۔ شاہراہ سلوک تو اس سے بہت وسیع ہے۔

مکتوبات کی پہلی جلد میں جو عرض داشتیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پیر حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں لکھی ہیں ان میں سے بعض میں لکھا ہے کہ میں نے "عزیز متوقف" کو فلاں مقام تک پہنچادیا اور فلاں مقام سے فلاں مقام تک ترقی کرائی۔ یہاں "عزیز متوقف" سے مراد آنجناب کے پیر بزرگوار یعنی حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی ہیں۔

چنانچہ ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب علیہ الرحمۃ بیٹھے تھے کہ اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مکتوب عرض داشت کی صورت میں آیا۔ اس میں بھی عزیز "متوقف" کے احوال درج تھے۔ جب پڑھا گیا تو بعض یاروں نے جرأت کر کے پوچھا کہ "عزیز متوقف" سے کون شخص مراد ہے؟ حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ میں ہی "عزیز متوقف" ہوں۔ مجھے انہوں نے اپنی توجہ سے مختلف مقامات پر پہنچایا ہے۔ اور پھر اشارۃً عزیز متوقف لکھتے ہیں۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اکیس عرضداشتیں حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں لکھی ہیں۔ اگر کوئی شخص ان کا مطالعہ کرنا چاہے۔ تو آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد دیکھے۔ اس کتاب میں ان کی گنجائش نہیں۔

اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت سے رخصت ہو کر دارالارشاد سرھند کی طرف لوٹ آئے۔

اس کے بعد ملاقات نصیب نہ ہوئی۔

مراۃ العالم اور مراۃ جہاں نما "مرأت عالم" اور "مرأت جہاں نما" میں جو سلطان اورنگ زیب کے حکم سے تالیف کی گئی ہیں اور جس میں ابتدائے خلقت سے لے کر اورنگ زیب کی پہلی دہ سالہ حکومت تک کے حالات مندرج ہیں۔ اور اس میں تمام واقعات اور حادثات جو جہان میں ہوئے لکھے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں انبیاء، اولیاء، بادشاہ، علماء، شعرا، اہل حرفہ وغیرہ سبھی کے حالات درج ہیں۔ اس کتاب میں حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آداب جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے بجا لایا کرتے تھے بطورِ عجائب روزگار درج کئے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی نے لاہور میں حضرت خواجہ باقی باللہ کی رحلت کی جانکاہ خبر سُنی

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر دھلی سے واپس آئے تو تھوڑا عرصہ دارالارشاد سرہند میں رہ کر حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشاد کے مطابق شہر لاہور کی طرف روانہ ہوئے۔ لاہور کے تمام ممتاز شرفا آنجناب کی تشریف آوری کی خبر سُن کر سر کے بل استقبال کے لئے حاضر ہوئے۔ اور نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ شہر میں لائے۔ اس شہر کے بڑے بڑے رئیس اور علماء مثلاً مولانا طاہر، مولانا حاجی محمد، مولانا جمال تلوی رحمہم اللہ علیہم وغیرہ صبح و شام آنجناب

کی خدمت میں رہنے لگے۔ یہ لوگ ان واقعات سے پہلے ہی آپ سے واقف تھے۔ کیونکہ مشائخ علیہ الرحمۃ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بعثت کی خبر دے رکھی تھی۔ جب انہوں نے یہ سُنا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ پیرو مرشد ہونے کے باوجود مریدوں کی طرح حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب بجا لاتے ہیں۔ اور باطنی توجہ کا استفادہ بھی آپ ہی سے کرتے ہیں تو ان کا اعتقاد پہلے کی نسبت بدرجہا بڑھ گیا۔ ان لوگوں کی پہلے ہی سے خواہش تھی۔ کہ کسی طرح آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوں سو اللہ تعالیٰ ان کی خوش قسمتی سے آنجناب کو شہر لاہور میں لایا۔ انہوں نے آنجنابؒ کی تشریف آوری کو نعمتِ غیر مترقبہ سمجھا۔ اور آنجناب کی خدمت کو دونوں جہان کی سعادت خیال کر کے بمعہ قبائل، قوم، تابعین، لواحقین اور شاگردوں وغیرہ کے ہزار در ہزار مرید ہو گئے۔ لاہور اور اس کے مضافات کے ہزارہا آدمی بھی آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہ ارادت سے مشرف ہوئے۔

مولانا جمال تلویؒ

خواجہ ہاشم "برکات الاحمدیہ" میں لکھتے ہیں کہ مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک بڑا شاگرد مجھ سے کہنے لگا کہ ایک روز مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کمال اعتقاد سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے اٹھ کر آپ کی نعلین مبارک اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیں۔ جب حضور اٹھے تو پہنائیں۔ لیکن مولانا کا یہ تعظیم کرنا ہم شاگردوں کو ناگوار گذرا۔ کیونکہ ہمارا خیال تھا کہ دونوں حضرات علم میں یکساں ہیں۔ اور ورع اور صفائی باطن میں بھی مولانا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ کم نہیں۔ جب ہم باہر آئے۔ تو آگے بڑھ کر مولانا سے پوچھا۔ کہ آپ جیسے عالم و متورع شخص کا اس طرح تواضع کرنا اور اپنے آپ کو ذلیل سمجھنا غیر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ مولانا جمال تلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم باللہ اور "اسرارِ لی مع اللہ" سے واقف

ومحرم ہیں۔ ان کی عزت کرنا ہمارے لئے لازم ہے۔ تاکہ ہم ان کی تواضع کرنے سے اجرِ عظیم حاصل کر لیں۔

وحدت وجود کا راز

ایک روز مولانا جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آنجناب علوم ظاہری و باطنی کے جامع ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ بہت سے کامل اولیاء مسئلہ وحدت الوجود "جو بظاہر شرع کے بالکل خلاف ہے" کے قائل ہیں۔ آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مولانا جمال تلوی کے کان میں چند ایک کلمات بیان فرمائے جن کو سن کر مولانا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور چہرے کی رنگت اس طرح بدل گئی جس طرح ایک مدہوش انسان ہوتا ہے۔ زانوئے مبارک پہ ہاتھ رکھ کر بوسہ دے کر رخصت ہوئے کسی کو معلوم نہ ہوا کہ آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زبان گوہر فشاں سے کیا فرمایا۔ اور مولانا کے کان میں کیا پڑھ دیا۔ ؎

ندانم چہ گفتی چہ انگیختی کہ گفتی و از دیدہ خوں ریختی[1]

---

[1] حضرت ملا جمال تلوی قدس سرہٗ اکبری دور کے ایک بلند پایہ عالم دین، ماہر تعلیم اور سالک تھے۔ لاہور میں میو ہسپتال کی توسیع عمارت کی جگہ ایک محلہ تلا تھا۔ اسی جگہ ملا جمال تلوی کا دینی دار العلوم تھا۔ اس میں علم تفسیر احادیث اور فقر و سلوک کے اساتذہ مصروف تدریس تھے آپ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات سے پہلے فلسفہ وحدت الوجود کے سخت مؤید تھے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عقیدت کا یہ عالم تھا کہ زندگی کے پورے بارہ سال بلا ناغہ حضرت داتا گنج بخش کے مزار پرانوار پہ حاضری دی اور فاتحہ خوانی کے بعد روحانی فیوض سے بہرہ ور ہوئے۔ ایک بار کئی روز کھانا میسر نہ آیا تو خان خاناں کے باغ کی طرف جا نکلے۔ ایک توت کی شاخ پکڑ کر کھڑے ہو گئے۔ حالانکہ اس موسم میں توت پر پھل کا موسم نہ تھا۔ درخت کے پتوں میں سرسراہٹ ہوئی۔ تو ایک نورانی شکل کا بزرگ توت کھاتا دکھائی دیا۔ کہنے

مولانا طاہر لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زمانے کے جیّد عالم تھے۔ آپ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنجناب مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ پر حد سے زیادہ مہربانی کی۔ اور ایک عرصہ تک اپنی خدمت میں رکھا۔ حتیٰ کہ انہیں اپنے بڑے خلیفوں میں سے بنا دیا۔ اور لاہور کی قطبیت بھی عنایت فرمائی۔ انشاء اللہ تعالےٰ مولانا کا حال حسب موقع لکھا جائے گا۔

خواجہ فرخ حسین رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ فرخ حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بدخشاں اور ماوراء النہر کے بڑے مشائخ سے تھے۔ وہاں پر بعض مشائخ کی بشارتیں اور اپنے خواب کے ذریعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید و قیومیت معلوم کر لی تھی۔ جب ملک توران میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عام تعارف ہوا اور یہ بات عام ہوئی تو وہ بڑے متعجب ہوئے۔ کہ حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرشد ہوتے ہوئے حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) لگا۔ جمال توت کھا گئے۔ کہا۔ ہاں۔ اس بزرگ نے ایک شاخ کو جھاڑا۔ تو زمین پر توت گرنے لگے۔ جمال تلوی نے خوب کھائے۔ اور بھوک جاتی رہی۔ جمال تلوی کہتے ہیں۔ میں نے غور سے دیکھا تو وہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری تھے۔ ازاں روز مردم از امراء و شاگرداں ہم ہدایا می فرستند حساب می کنم۔ ہر روز پنج روپیہ تشود (مرآت عالم صفحہ ۴۹)۔ مُلّا بدایونی لکھتے ہیں کہ آپ اپنے وقت کے اعلم علماء میں تھے۔ آپ کے درس کی دور دور تک شہرت تھی۔ آپ نے آٹھ سال سے پڑھانا شروع کیا اور ۱۰۰۴ھ/۱۵۹۵ء تک پڑھاتے رہے۔ معقولات و منقولات کے باریک نکتے شاگردوں کو سمجھا دیتے تھے۔ فیضی کو اپنی بے نقاط تفسیر سواطع الالہام میں مشکلات پیش آتیں تو آپ حل فرما دیتے۔ ملا بدایونی نے آپ کی شان میں یہ شعر لکھا

چیست بحث علم اگر تا فرق فرقد ما رود
ذکر مولانا جمال الدین محمد می رود

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توجہ باطنی لی ہے۔کیونکہ اکثر مغل جو حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ہندوستان میں آئے تھے۔ان میں سے بعض اپنے وطن واپس گئے۔انہوں نے ازراہ تعجب تجدید الف،طینت، اصالت،قیومیت اور حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توجہ لینا۔وہاں کے لوگوں کو بتایا۔چونکہ وہاں کے لوگوں نے شیخ خلیل اللہ بدخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات سُنے ہوئے تھے۔اس لئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بعثت کے منتظر تھے۔یہ باتیں سُن کر انہیں کامل یقین ہو گیا۔بعض نے آنجناب کے دیدار سے مشرف ہونے کا ارادہ کیا۔ان میں سے سب سے پہلے خواجہ فرخ حسین اٹھے اور کمر ہمت باندھ کر ہندوستان کی طرف آئے۔جب لاہور پہنچے۔تو اُن دنوں حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سرہند سے چل کر لاہور میں تشریف فرما تھے۔حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیدار فیض الانوار سے شرف سعادت حاصل کر کے مرید بنے۔آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات میں کئی ایک مکتوب انہیں خواجہ فرخ حسین قدس سرہٗ کے نام ہیں۔

میر نصیر احمد رُومی رحمۃ اللہ علیہ

میر نصیر احمد رُومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روم کے صحیح النسب سید اور بڑے ممتاز شیخ تھے۔آپ ایک روز حضرت سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ منورہ کے زیر سایہ بیٹھے ہوئے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ظاہر ہو کر فرمایا کہ سرزمین ہند میں ایک عزیز مبعوث ہوا ہے۔جو تمام اولیائے امت سے افضل ہے۔اگر اپنی سعادت چاہتے ہو تو اس کی خدمت میں چلے جاؤ۔اور اس سے دعا اور توجہ طلب کر کے اسے اپنے لئے دین و دنیا کا سرمایہ بناؤ۔حضرت مذکور حسب الارشاد جناب رسولِ خدا صلے

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب منزلیں طے کر کے شہر لاہور میں پہنچے۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف ارادت سے مشرف ہوئے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ کی رحلت

حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رحلت کی خبر آئی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن کر بہت افسردہ خاطر ہوئے۔ اور وطن کی طرف روانہ ہوئے۔ جب سرہند پہنچے تو دو تین دن رہ کر دہلی جانے کا ارادہ کیا۔ اتنے میں خان عبدالرحیم خان خاناں اور مرتضیٰ خاں جو حکومت کے اعلیٰ پائے کے امیر اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مخصوص مرید تھے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کے مطابق حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واپس آنے کے لئے عرض کی۔ کیونکہ جب حضرت خواجہ صاحب نے اپنے تمام خلیفوں اور مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا۔ تو ان دنوں یہ دونوں شخص دکن میں تھے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی طرف بھی خط لکھ دیا تھا۔ کہ تم نے بھی حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع کرنا ہے۔ وہ اس خط کو دیکھتے ہی روانہ ہوئے۔ آخری وقت حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہایت تاکید سے فرمایا کہ تم سب قیوم اوّل حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جانا اور ان کی خدمت کو دین و دنیا کی سعادت کا سرمایہ سمجھنا۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد خان خاناں اور مرتضیٰ خاں دونوں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے[1]

---

[1] حضرت مجدد الف ثانی کی تحریک احیائے اسلام نے مغل دربار کے بہت سے نیک دل

حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ۵، جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ کو ہُوا۔ اور شہر دھلی کے باہر شمال کی طرف آپ کا مزار نہایت زیب و زینت کے ساتھ آپ کے معتبر خلیفہ مرزا احسام الدّین نے تعمیر کرایا۔ چونکہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مرضی تھی کہ مرقد کے اوپر عمارت نہ بنوائی جائے۔ اس لئے حسب منشا عمارت نہ بنوائی گئی۔ صرف ایک وسیع اور بلند چبوترہ سا بنوایا لیکن نہایت عمدگی اور نفاست کی شان جھلکتی تھی۔

حضرت خواجہ باقی باللہ کے مزار کا امتیاز

عجیب تصرف یہ ہے کہ موسم گرما میں عین دوپہر کے وقت اگر کوئی شخص زیارت کی خاطر چبوترہ پہ قدم رکھتا ہے تو وہ جگہ پاؤں کو سرد معلوم ہوتی ہے اور جب نیچے اترتا ہے تو گرمی کی تاب نہیں لا سکتا۔

حضرت قیوم رابع خلیفہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر انوارِ الٰہی کا مظہر ہے۔ آج کل حضرت خواجہ صاحب کا مزار مبارک شہر شاہجہان کے عین مرکز میں ہے اور آنجناب کے مرقد کے ارد گرد بڑا وسیع قبرستان ہے۔ امراء اس قبرستان میں اپنی قبر کے لئے جگہ حاصل کرنے کی خاطر بہت سا روپیہ صرف کرتے ہیں۔ پھر بھی قسمت سے ہی جگہ ملتی ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار شاہجہان آباد والوں کے لیے بڑی بابرکت زیارت گاہ ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) اور اہل ایمان مسلمان امراء کو متاثر کیا تھا۔ چنانچہ خوف اور لالچ کے باوجود چند امرائے دربار نے آپ کے نظریات کی بڑھ چڑھ کر تائید کی۔ ان امراء میں شیخ فرید بخاری، قلیچ خاں صدر جہاں، مرزا کوکہ خان عالم، خواجہ حسام الدّین، عبدالرحیم خان خاناں اور مہابت خان وغیرہ تو حضرت مجددِ الف ثانی کے عقیدت مند اور جان نثار مرید تھے۔ شیخ فرید نے فتنہ ارتداد دین اور بدعات دین

اس قبرستان میں اپنی قبر کے لئے جگہ حاصل کرنے کے لئے بہت سا روپیہ صرف کرتے ہیں۔ پھر بھی قسمت سے ہی جگہ ملتی ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار شاہجہان آباد والوں کے لئے بڑی بابرکت زیارت گاہ ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس کے روز حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء بھی تشریف لایا کرتے تھے۔ اور مراقبہ طویل کے بعد بہت سی مٹھائی منگا کر ان کی روح پر فتوح کو ثواب بخشا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو فرزند تھے۔ خواجہ عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ آپ کے تین بڑے خلیفہ تھے۔ شیخ تاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شیخ الہٰ داد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ یہ تینوں حضرات خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تجہیز و تکفین کے وقت حاضر تھے۔

الٰہی کو روکنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا تھا۔ ان میں سے اکثر نے جہانگیر کی تخت نشینی میں اہم کردار ادا کیا۔ اور جب جہانگیر بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چلا تو ان امرا نے اپنی قوت سے جہانگیر کو خلاف اسلام قوانین کے نفاذ سے رک جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ (مرتب)

حضرت مجدد الف ثانی خواجہ باقی باللہ کی تعزیت کے لئے دھلی تشریف لائے

حضرت خواجہ ہاشم اور ملا بدرالدین برکات الاحمدیہ اور حضرات القدس میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اظہار غم کے لئے دھلی تشریف لائے۔ تو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اصحاب نے حسب دستور آنجناب کا استقبال کیا اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہ اور مراقبہ میں حاضر ہوئے اور حد سے زیادہ ادب بجا لائے اور از سر نو آنجناب سے بیعت کی۔ اسی اثنا میں شیطان نے بہتوں کو ورغلا کر گمراہ کیا اور قیومیت کا منکر بنا دیا۔ اور صحبت منقض ہو گئی۔ یعنی وہ لطف جاتا رہا آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بہت سمجھایا۔ وعظ و نصیحت کی۔ لیکن بے سود نہ صرف اتنے پر اکتفا کی بلکہ بعض تو حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر جا کر حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہلاکت کی دعائیں کرنے لگے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان بے جا تجاوز کرنے والوں کی نسبت سلب کر لی۔ جب پھر بھی وہ باز نہ آئے۔ پھر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں اپنے حال پر چھوڑ کر سرہند چلے گئے۔

شیخ تاج کی کیفیت شیخ تاج جو ایسے لوگوں کے پیش پیش تھے۔ ان کے دل میں بھی ان کی باتیں سُن سُن کر کچھ شک سا

آ گیا تھا۔ وہ بھی اپنے وطن چلے گئے۔ اثنائے ختم میں ایک صاحب کشف اہل ختم نے خواب میں دیکھا کہ ہر ایک درویش نے ایک ایک چراغ روشن کیا ہے۔ اچانک ایک بجلی کوندی جس سے تمام چراغ بجھ گئے۔ اتنے میں غیب سے آواز آئی کہ یہ چراغ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالف درویشوں کی توجہات ہیں اور وہ بجلی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ ہے۔

جب شیخ تاج اپنے وطن پہنچے تو اپنے باطن کی طرف بڑی توجہ دی لیکن باطنی احوال کا نام و نشان تک نہ پایا۔ شیخ تاج بہت مغموم ہوئے۔ جب متوجہ ہوئے تو خواب میں دیکھا۔ کہ اولیائے امت کی ایک بڑی بھاری مجلس منعقد ہے۔ شیخ تاج بھی اس مجلس کے ایک کونے میں بیٹھے ہیں۔ ان میں سے ایک نے شیخ تاج کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا تم اولیائے امت میں سے سب سے افضل کے منکر ہو گئے ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس عزیز کا منکر ہونا دینی و دنیوی تباہی کو دعوت دینا ہے۔ اور اس حالت میں ایمان کا سلب ہونا یقینی ہے۔ اس انکار کو چھوڑ دو اور توبہ کرو۔ اس مجلس کے تمام اولیا نے فرداً فرداً شیخ تاج کو یہی عتاب کیا۔ شیخ تاج حیران تھے کہ یا الہٰی وہ کونسا بزرگ ہے جو تمام اولیائے امت سے افضل ہے اور میں کب اس کا منکر ہوا ہوں۔ کہ تیرے غضب و قہر کا مستوجب ہو گیا ہوں۔ ناگاہ شیخ صاحب کیا دیکھتے ہیں۔ کہ اس مجلس کے صدر نشین حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور تمام اولیائے امت کا رخ حضور کی طرف ہے۔ اور اس مجلس کے سردار خود آپ ہی ہیں۔ بعد ازاں تمام اولیائے امت نے متفق ہو کر کہا کہ یہی تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ شیخ تاج نے گھبرا کر بڑی عاجزی کے ساتھ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ چونکہ میں آپ کے مخالفوں میں بیٹھا تھا اس لئے میرے دل میں شامت نفس اور اغوائے شیطان سے شک و شبہ آ گیا تھا۔ اب میں معافی کا خواستگار

ہوتا ہوں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم جیسے شخص سے یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے۔ تین مرتبہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ تاج کا کان پکڑ کر یہی فرمایا۔ جب شیخ تاج نے حد سے زیادہ عجز و زاری کی تو آنجنابؓ نے شیخ تاج کی تقصیرات معاف فرمائیں۔

شیخ تاج حضرت مجدد کے غلاموں میں

شیخ تاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ واقعہ دیکھ کر سخت شرمسار ہوئے اس شبہ سے جو آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت ان کے دل میں تھا سخت نادم ہوئے۔ اور توبہ کی۔ پھر جب اپنے احوال کی طرف توجہ کی تو اپنے احوال میں کامل رشد پایا۔ بعد ازاں ایک خط اپنے پیر بھائیوں خصوصاً مولانا محمد قلیج کی طرف جو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سالات تھے۔ اور مرزا حسام الدین کی طرف اس مضمون کا لکھا کہ تم سب حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عریضہ لکھو۔ اور اس عریضہ میں مجھ فقیر کا دعا و سلام بھی عرض کر دو۔ کیونکہ انہوں نے خواب میں میرے قصور کو معاف فرمایا ہے۔ اب امید کرتا ہوں کہ ظاہر میں بھی میرے قصور کو معاف فرماویں گے۔ دوسرے دہلی کے یاروں کو بھی واضح رہے کہ جس شخص نے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رجوع کیا اور ابھی تک آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہے وہ مرتد ہے اور جو بن رجوع منحرف ہو گیا ہے وہ بھی مرتد ہے۔ کیونکہ ایسے شخص کا منکر جو تمام اولیائے امت سے افضل ہو مرتد ہوتا ہے۔ یہ دو روزہ زندگی آسان ہے لیکن یاد رکھو جو اسی انحراف کی حالت میں فوت ہو جائے گا۔ آخری وقت میں اس کا ایمان ضرور بالضرور سلب ہو جائے گا۔ تم سب اپنے پیر بھائیوں کو اطلاع دے دو۔ جب کچھ مدت بعد شیخ تاج دہلی میں آ کر حاجی کے حجرہ میں ٹھہرے۔ اور ملا حسن، جعفر بیگ اور خواجہ محمد صدیق آپ کی خدمت میں آئے

تو انہوں نے آپ سے پوچھا کہ آیا جناب کی طرف سے اس مضمون کا ایک خط آیا تھا۔ یا یارہ لوگوں کی بنائی ہوئی بات ہے۔ شیخ صاحب نے فرمایا واقعی خط میری طرف سے تھا۔ معاملہ کی حقیقت یوں ہے کہ میں حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہو گیا تھا۔ سو آنجناب کے ہاتھ سے میری گوشمالی ہوئی۔ اور پھر میں معتقد بنا اور دہلی کے یاروں کی طرف متوجہ ہوا۔ تو ان کے باطنی احوال میں رشد و ہدایت دکھائی نہ دی۔ میں نے توجہ کی لیکن مقصد ہاتھ نہ آیا۔ انہوں نے جو خواب حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دیکھا تھا۔ بیان کیا۔

خواجہ حسام الدّین کا خواب

خواجہ حسام الدین نے بھی خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم منبر پہ جلوہ فرما ہو کر حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ثنا و ستائش کا اعلان فرما رہے ہیں۔ اور آنحضرت صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے فصیح کلمات سے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدّح مترشح ہے۔ بلکہ آنحضرت صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم ازروئے فخر فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات کا فخر حاصل ہے کہ میری امت میں ایسا بزرگ ظاہر ہوا ہے جس نے میرے دین کی تجدید کی ہے۔ اور یہ بزرگ تمام اولیائے امّت سے افضل ہے۔ یہ سن کر تمام یاروں نے توبہ کی اور اپنے اپنے بدعقیدہ سے سخت نادم ہوئے۔

شیخ تاج کا حضرت مجدّد الف ثانی کی خدمت میں عریضہ

شیخ تاج نے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عریضہ ان لوگوں کی سفارش اور طلب معافی تقصیرات کے بارے میں لکھا۔ اس عریضہ میں یہ واقعہ بھی لکھا کہ کوئی بزرگ کسی مسجد میں مراقبہ کئے بیٹھا تھا۔ کہ اتنے میں ایک سوداگر نماز ادا کرنے کے لئے اسی مسجد میں آیا۔ اس کی کمر پہ پانسو دینار کی

ہمیانی تھی۔ وہ اُسے نہ ملی۔ اس نے خیال کیا کہ شاید اسی بزرگ نے اٹھائی ہے۔ اس نے اپنے آدمیوں کو کہا تو انہوں نے اس بزرگ کو بہت مارا پیٹا۔ آخر اس بزرگ نے چارو ناچار مان لیا۔ اور کہا کہ اچھا میں ہی ادا کر دیتا ہوں۔ بعد ازاں سوداگر کو وہ ہمیانی کسی اور جگہ سے ملی۔ جو تکلیف اس نے بزرگ کو دی تھی۔ اس کے بارے میں ڈرا۔ اور اس مرد بزرگ کی خدمت میں حاضر ہو کر طرح طرح کی عاجزی کی۔ اس مرد خدا نے فرمایا۔ پیارے! تم اس قدر عاجزی کیوں کرتے ہو۔ جس وقت مجھے تجھ سے تکلیف پہنچی تھی۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ سے میں نے عہد کر لیا تھا کہ اس وقت تک بہشت میں داخل نہ ہوں گا جب تک تمہیں اپنے ساتھ نہ لے چلوں گا۔ اس عرض سے غرض یہ ہے کہ اسلاف ایسا کرتے ہیں۔ امید ہے کہ آنجناب بھی ان لوگوں کے قصور سے درگذر فرمائیں گے۔ حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ تاج کی سفارش سے ان لوگوں کے قصور کو معاف فرمایا۔

دہلی کے مشکوک لوگوں کو معافی

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کے عرس کے موقعہ پر دہلی تشریف لائے۔ تو تمام یاروں نے آنحضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استقبال کیا۔ اور تمام نے ننگے سر ہو کر پگڑیاں گردن میں ڈال لیں۔ اور اسی ہیئت کذائی سے آنحضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ تاج نے بھی حاضر ہو کر معافی مانگی۔ اور ان کی سفارش کی۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے از راہِ لطف و کرم سب کو معاف فرما دیا۔ اور ان کے قصور بخش دیئے انہیں دنوں خواجہ حسام الدین[1] نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ حضرت ختم المرسلین صلے

---

[1] خواجہ حسام الدین حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے خاص مریدوں میں سے تھے۔ ایک خاص (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جو یار دوست حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منکر ہیں۔ ان پر بلائے عظیم نازل ہوگی۔ جو شخص حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مستعملہ پانی پیئے گا وہ اس بلا سے بچ جائے گا۔ جب خواجہ حسام الدین علیہ الرحمۃ نے یہ خواب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا تو آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مستعملہ پانی پینا مکروہ ہے۔ فقہ کی کتابیں دیکھنے پر اتنا نکتہ ہاتھ آیا کہ اگر چوتھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) عرصہ آپ کی خدمت میں اکتساب فیض کیا۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت مجدد الف ثانی کی تحریک کے مؤید بنے اور مریدین کو مدارج سلوک طے کئے۔ آپ غازی خان عرف قاضی خان کے بیٹے تھے۔ آئین اکبری کے انگریز مترجم ایچ بلوشمین نے آئین اکبری کے صفحہ ۴۸۷ پر غازی خان پر ایک نوٹ لکھا ہے۔ غازی خان نے فقہ اسلامی اور احادیث نبوی کی تعلیم ملا اسماء الدین ابراہیم سے حاصل کی تھی۔ اور اپنے وقت کا معروف عالم دین بن کر ابھرا۔ وہ شیخ حسن خوارزمی قدس سرہٗ کا مرید تھا۔ لیے شاہ بدخشاں سلیمان کے دربار میں بڑا منصب ملا تھا۔ اسی نے قاضی صاحب کا لقب دے کر قاضی القضاۃ کا عہدہ دے دیا تھا۔ ہمایوں کی موت کے بعد سلیمان نے کابل پر حملہ کر دیا۔ کابل ایک عرصہ تک محاصرے میں رہا۔ آخر شاہ سلیمان نے قاضی خان (غازی خان) کو کابل کے گورنر منعم خان کے پاس بھیجا تا کہ وہ کابل خالی کر دے۔ منعم خان نے غازی خاں کو کئی دن اپنے پاس قلعہ میں ہی رکھا۔ اور اتنی خاطر تواضع کی کہ کبھی بدخشانی نے ایسا سلوک نہ دیکھا تھا۔ ان دعوتوں نے غازی خان پر ایسا اثر ڈالا کہ اس نے واپس جا کر سلیمان کو کہا کہ کابل میں وافر خوراک موجود ہے۔ آپ محاصرہ اٹھالیں تو بہتر ہے۔ چنانچہ سلیمان کابل کا محاصرہ اٹھا کر واپس بدخشاں چلا گیا۔

کچھ عرصہ بعد غازی خان نے شاہ بدخشاں کی ملازمت چھوڑ دی اور ہندوستان آ گیا۔ خانپور کے مقام پر غازی خان کا تعارف اکبر بادشاہ سے کرایا گیا۔ اکبر نے غازی خان کی تحریری قابلیت دیکھ کر اسے پروانہ نویس بنا دیا۔ اور غازی خان کا لقب عنایت کیا اور ملکی اور غیر ملکی مہمات میں غازی خان نے اپنا نام پیدا

مرتبہ بغیر نیت قرب اعضاء دھوئے جائیں تو وہ پانی مستعمل شمار نہیں ہوتا۔ اور اس کا پینا مکروہ بھی نہیں۔ اس واسطے چوتھی مرتبہ کا پانی کیا خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اصحاب اور کیا آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یار سبھوں نے بڑے پکے اعتقاد سے پیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکت سے انہیں بلا سے نجات دی۔ خواب کا منشاء بھی پورا ہو گیا اور فقہ کے مسئلہ سے بھی رو گردانی نہ ہوئی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) کیا۔

غازی خان راجپوتوں کی ایک مہم پر مان سنگھ کی افواج کا کمانڈر تھا۔ بڑی جرأت سے لڑا۔ کچھ عرصہ بعد اسے بہار کی بغاوت دبانے کے لئے پورے اختیارات سے کمانڈر بنا دیا گیا۔ غازی خان ۹۹۲ھ میں ستر سال کی عمر پا کر اودھ میں مر گیا۔ غازی خان بہت سی کتابوں کا مصنف تھا۔ اکبری دربار میں سجدہ/سجدۂ تعظیم یا کورنش کا رواج اسی غازی خان کی بدعتی ترغیب سے جاری ہوا تھا۔ حضرت باقی باللہ کے مرید اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مؤید مولانا خواجہ حسام الدین اسی غازی خان کے بیٹے تھے۔ حسام الدین اکبری افواج میں ایک ہزاری کمانڈر تھے اور خان خاناں کے زیر کمانڈر مختلف معرکوں میں دادِ شجاعت دیتے رہے۔ دکن میں کافی عرصہ گذارا۔ مگر اچانک ان کے دل میں طلب حق کی آگ بھڑک اٹھی اس نے خان خاناں کو اپنی قلبی کیفیت بیان کی۔ اور فوج سے استعفیٰ دے دیا۔ اور فقیرانہ لباس زیب تن کر کے دہلی میں خواجہ نظام الدین اولیاء اللہ کے مزار پر آ بیٹھے۔ خان خاناں نے انہیں بہت سمجھایا مگر حسام الدین پر کچھ اثر نہ ہوا۔ حسام الدین نے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ ننگے بدن پر مٹی اور گوبر مل لیا اور دہلی کی گلیوں میں گھومنے لگے۔ اب اکبر نے آپ کا استعفیٰ قبول کر لیا۔ اور آپ شاہی فوجوں سے آزاد ہو گئے۔ ان دنوں خواجہ باقی باللہ نے آپ پر خصوصی نگاہ ڈالی۔ اور آپ کو راہِ طریقت کا سالک بنا دیا۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت مجدد الف ثانی نے اپنا جلیس بنایا۔ حسام الدین ۱۰۳۴ھ اور بقول صاحب زبدۃ المقامات ۱۰۴۰ھ میں فوت ہوئے آپ کی بیوی ابوالفضل اور فیضی کی سگی ہمشیرہ تھی۔ اس نیک دل عورت نے اپنے خاوند کے حکم پر اپنے تمام زیورات غریبوں میں بانٹ دیئے اور دو لاکھ روپیہ مساکین میں تقسیم کیا۔

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

جلال الدین اکبر بادشاہ کے اعلانیہ دعویٰ الوہیت پر حضرت مجدد الف ثانی اور دوسرے مسلمانوں میں اضطراب

ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ ہندوستان کا بادشاہ (اکبر) دین اسلام سے مرتد ہو گیا تھا اور اس نے نبوت کا دعویٰ بھی کر دیا تھا۔ اب اس نے خدائی کا دعویٰ بھی شروع کر دیا۔ اس کے امرا لوگوں کو زبردستی لا کر سجدہ کرواتے تھے۔ کہ بادشاہ کو خدا مانو۔ یہ ملعون بادشاہ فرعون کی طرح تخت نخوت پر بیٹھ کر خلقت سے سجدہ کرواتا۔ اور "اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی" "میں تمہارا سب سے اعلیٰ پروردگار ہوں" کا دم مارتا۔ اور نمرود مردود کی طرح رعونت کے تخت پر بیٹھ کر لمن الملک "کس کا ہے ملک" کا نقارہ بجاتا تھا۔ اسلام اور مسلم دونوں کے لئے یہ جہان بہت تنگ ہو گیا۔ اگر لوگ بادشاہ کو سجدہ کرنے سے انکار کرتے تھے۔ تو قتل کر دیئے جاتے تھے۔ بہت سے جانباز مسلمان اسی طرح قتل ہو گئے۔ لیکن سجدہ نہ کیا اور بادشاہ کے آگے نہ جھکے۔ اسی طرح ہزارہا آدمی ہر روز قتل ہوتے۔ جب خلقت بہت گھبرا گئی تو سب جمع ہو کر حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہِ عالم پناہ میں فریاد لائے۔ اور زبان حال سے عرض کیا کہ ہم آپ کی قیومیت کی آمد آمد کے منتظر تھے۔ اور ہمارا یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ اس خیر اولیاء کی بعثت کی برکت سے اس بلا سے بچائے گا۔ لیکن تعجب ہے کہ ہم سالہا سال سے اسی طرح مصائب میں گرفتار چلے آتے ہیں حضرت مجدد الف ثانی نے غیرت میں آ کر بادشاہ کے خلاف سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔ اور اس کے دفعیہ کے لئے توجہ کی۔

مجددالف ثانی کا پہلا اقدام

خانِ خاناں۔ خانِ اعظم۔ سید صدر جہاں اور مرتضےٰ خاں وغیرہ کے ہاتھ "ہوا نجاب" مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید اور اکبر بادشاہ کے مقرب خاص تھے۔" حضرت

ع ١ عبدالرحیم خان خاناں جہانگیری دربار کا ایک رکن اور مغلیہ حکومت کا ستون مانا جاتا تھا۔ اکبر بادشاہ کے مشیر۔ استاد اور مختار سلطنت بیرم خاں کا بیٹا تھا۔ ۹۶۴ھ میں لاہور میں پیدا ہوا۔ ابھی تین سال کا تھا کہ والد کا اقتدار ختم ہو گیا۔ بلندیوں سے پستیوں پر آ گئے۔ بیرم خان پر سختیاں ہونے لگیں۔ امراء اور وزراء کا آنا جانا بند ہو گیا۔ گھر قبرستان کا نمونہ بن گیا بلکہ زندان خانہ نظر آنے لگا۔ عبدالرحیم نے ہوش نہ سنبھالا تھا کہ مصائب کی آندھیاں چلنے لگیں۔ گھر اُجڑ گیا۔ خاندان برباد ہو گیا۔ تو لاہور سے دہلی اور دہلی سے احمد آباد آ ٹھہرے۔ بیرم خاں کو موت نے آ دبوچا۔ مگر اکبر نے حکم بھیجا کہ عبدالرحیم کو دربار میں لایا جائے۔ ۹۶۹ھ میں یہ پانچ سال کا بچہ جب دربارِ اکبری میں پہنچا تو دربار میں باپ کے دشمنوں کا تسلط تھا۔ عبدالرحیم کے باپ کے خلاف گفتگو ہوتی۔ الزامات دھرائے جاتے۔ برائیاں سنائی جاتیں۔ غداریوں کے تذکرے ہوتے تو بچہ حسّاس سن کر سہم جاتا۔ مگر اکبر کی شفقت نے اسے سہارا دیا۔ اسے مرزا خاں کہہ کر پکارا جانے لگا۔ اکبر کے سایہ میں پرورش پا ہوا لا یہ بچہ سِن شعور کو پہنچا تو ایک با کمال سپاہی، علم و فضل کا منبع تیزیٔ فکر و دانش میں اپنی مثال آپ بن کر ابھرا۔ وہ خود عالم تھا۔ علماء کا قدر دان تھا۔ شاعر اور صاحب قلم تھا۔ شاعروں اور ادیبوں کا مربی بن کر کھڑا ہوا۔ عربی بلا تکلف بولتا۔ فارسی اور ترکی میں باکمال تھا۔ وہ حسن وجمال کا پیکر بن کر جواں ہوا۔ جدھر جاتا مصوّر تصویر بناتا۔ مگر دل والے اس کے حسن کے سامنے سجدہ ریز ہوتے۔

اس کا اپنا گھر اہلِ علم، اہلِ بصیرت، شعراء اور اہلِ کمال سے بھرا رہتا۔ اور وہ انعام و اکرام کی بارشیں برساتا جاتا۔ وہ اکبر کا منظورِ نظر تھا۔ اپنے اعلیٰ کردار اور حسنِ اخلاق سے ہر دلعزیز تھا۔ اکبر خانِ خاناں عبدالرحیم کی خانِ اعظم مرزا عزیز کوکلتاش کی بیٹی ماہ بانو بیگم سے شادی کر دی۔

۹۸۳ھ میں پہلی بار عبدالرحیم نے اپنی شمشیر کے جوہر دکھائے اور پنجاب پر حملہ آور قوتوں کو

مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بادشاہ کو نصیحت آمیز مکتوبات اور کلمات کہلا بھیجے کہ اگر وہ اس دعوے سے باز آجائے اور توبہ کرے اور مسلمانوں کو تکلیف نہ دے تو بہتر ورنہ غضبِ الٰہی کا منتظر رہے۔ ان حضرات نے بادشاہ کو بذاتِ خود بھی سمجھایا لیکن بے سود۔ جب انہوں نے دیکھا کہ منّت سے کام نہیں نکلتا تو حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات اور تصرّف کا رعب اس کے دل میں بٹھایا۔ بادشاہ پہلے ہی وحشتناک خواب دیکھ چکا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے بزرگوں اور ستارہ شناسوں کے اخبار و اقوال جو حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ سے بادشاہ کی سلطنت میں زوال آنے کے متعلق تھے بادشاہ کو سنائے اور بتائے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سے آگے) اور بغاوتوں کو تہس نہس کر دیا۔ ۹۸۳ھ میں احمد آباد کی حکومت دے کر سرحدوں کا نگران مقرر کر دیا۔ ۹۸۶ھ میں شہباز خان ملیر پر حملہ کیا تو عبدالرحیم نے بڑھ کر اس کے پاؤں کاٹ دیئے۔ ۹۹۰ھ میں شاہزادہ سلیم جس کی عمر ۱۳ سال تھی کا اتالیق مقرر ہوا جبکہ عبدالرحیم کی عمر ۲۸ سال تھی۔ جہانگیر تخت نشین ہوا۔ تو عبدالرحیم کو خانِ خاناں کا خطاب ملا۔ وہ جہانگیر کے قریبی اور بااعتماد امراء میں سے تھا۔ حضرت مجدّد الف ثانی سے بے حد عقیدت تھی۔ وہ درباری قباحتوں اور غیر اسلامی رسموں کے سخت خلاف تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف جو سازشیں ہوتیں یا شاہی عتاب نازل ہوتا۔ خان خاناں سینہ سپر ہو کر مقابلہ کرتا۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کے فیصلہ کے خلاف عبدالرحیم خانِ خاناں نے جہانگیر کو بڑے اعتماد سے سمجھایا جب آپ گوالیار میں پسِ دیوارِ زندان رہے۔ تو عبدالرحیم خانِ خاناں کے مشورے سے ہی مہابت خاں نے جہانگیر کو قید کر لیا تھا۔ یہ ان اہلِ ایمان امراء سے تھا جنہوں نے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں مغل دربار کی بدعات کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

(استفادہ از دربارِ اکبری)

پہلی کامیابی آخر بحث و تمحیص کے بعد صرف اتنی بات قرار پائی اور اعلان کیا گیا کہ آج سے لوگوں کو اختیار ہے۔ خواہ وہ دینِ محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں رہیں خواہ بادشاہ کے اختراع کردہ دینِ الٰہی میں آ جائیں۔ جو ملازم لوگوں کو زبردستی بادشاہ کے پاس سجدہ کے لئے لایا کرتے تھے[1]۔

---

[1] اکبر کے مرتد ہونے کا صدمہ ہر مسلمان کو ہوا۔ اہلِ ایمان کے دل بیٹھ گئے۔ ملّا عبدالقادر بدایونی نے اپنی مشہور کتاب منتخب التواریخ میں بڑی تفصیل کیا تو اکبر کے کفریہ اقوال و اعمال کا تذکرہ کیا ہے۔

ملّا بدایونی نے لکھا کہ اکبر نے گمراہی میں مبتلا ہوتے ہی لوگوں کو ایک حکم دیا

لا الٰہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ۔ ابوالفضل نے مہابھارت کے ترجمہ میں اکبر کو خلیفۃ اللہ لکھا۔ اکبر کی حضور سے عداوت کا یہ عالم ہو گیا کہ جن لوگوں کے نام کے ساتھ محمد احمد محمود مصطفیٰ تھا۔ اسے خان سے بدل دیا گیا۔ سکوں پر کلمہ طیبہ کی جگہ رام اور سیتا کی تصویریں چھپنے لگیں۔ شاہی محلات اور دربار میں نماز ادا کرنے پر پابندی لگا دی گئی۔ مسجد میں اذان دینا بند کر دی گئی۔ اگر ہندو کسی مسجد پر قبضہ کر لیتے تو اسے منہدم کر دیا جاتا تھا۔ ماہِ رمضان کے روزے کو "ماہِ گرسنگی و تشنگی" کہا جانے لگا۔ اکبر نے اپنے عمّال کو زکوٰۃ جمع کرنے سے روک دیا۔ حج پر جانے والوں پر پابندی لگا دی گئی۔ صرف اسے ہی حج پر جانے دیا جاتا جسے ملک بدر کرنا ہوتا تھا۔ مسئلہ کلام، دیدارِ الٰہی، حشر و نشر کے تمسخر اڑائے جانے۔ اکبر نے دربار میں اعلان کر دیا کہ عقل و دانائی کی بات مجھ سے دریافت کی جائے۔ علماء سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ اکبر کو حضور کی سنت اور اعمال سے تھا۔ وہ حضور کے معراج کا مذاق اڑاتا تھا۔ وہ صحابہ کرام کے کارناموں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا اور دربار کے شیعہ امراء صحابہ پر سب و شتم کرتے تو خوش ہوتا۔ اسلام کے مسئلہ اجماع اور قیاس کو اکبر اور اس کے حواری ایک مذاق قرار دیتے۔ جنگ صفین، قضیہ فدک، نکاح ام کلثوم بنت علی، تعمیر کوفہ، خلافت اصحاب ثلاثہ اس کے سامنے کوئی وقعت نہیں رکھتے تھے

انہیں تاکیداً منع کیا گیا کہ آئندہ کسی کو زبردستی نہ لایا جائے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سے آگے) ←

علمائے کرام کی رائے کو کفش دوزوں، درزیوں، حلوائیوں اور بازوں کی رائے قرار دی جایا کرتی تھی۔ اگر کسی کو گالی دینا ہوتی تو اُسے فقیہہ کہہ دیا جاتا۔

اکبر نے اسلام سے منحرف ہونے کے بعد ایک چہل تن مجلس قائم کی۔ یہ مجلس ہر مسئلہ کو اپنی ناقص عقلوں کی سان پر چڑھاتے۔ اگر کوئی مسئلہ ان کی عقل میں آتا تو اسے دینِ الٰہی کا حصّہ بنا لیا جاتا ورنہ بازیچۂ اطفال قرار دیا جاتا۔ غسلِ جنابت ساقط کر دیا گیا۔ انسانی منی کو خلاصۂ انسانیت قرار دیا گیا۔ تجہیز و تکفین کو ایک فرسودہ رسم قرار دیا گیا۔

یہ تھے وہ موٹے موٹے اعلانات جس سے اکبر نے اسلام کی بیخ کنی کر دی۔ اور لوگ مضطرب ہو کر مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے، آپ نے اکبری دَور کی اس اضطرابی حالت کو اپنے ایک مکتوب نمبر ۳۵ میں لکھا۔ مسلمان اظہارِ اسلام سے عاجز تھے۔ اگر وہ اسلام کا اظہار کرتے تو انہیں قتل کر دیا جاتا۔ اکبر کی ان بے ہودگیوں کو دیکھ کر حضرت مجدد الف ثانی تو کجا ملّا یزدی نے بھی اسے مرتد ہونے کا فتویٰ دے دیا تھا۔ ساری مملکت میں شراب نوشی کی عام اجازت مل گئی۔ بدایونی نے ایسے علماء اور قاضیوں کے نام لکھے ہیں جو کثرتِ شراب نوشی سے مر گئے تھے۔ نکاح کے معاملہ میں یہ نعرہ عام تھا "خدا ایکے وزن بیکے"۔ شیطان پورہ کی تعمیر کی گئی۔ جس میں زنا کی عام اجازت تھی۔ جواریوں کی سہولت کے لئے شیطان پورے میں ایک جوا خانہ قائم کیا گیا۔ سود حلال قرار دیا گیا۔ قاضی عبدالسمیع درباری عالم نے رشوت لینا فرض قرار دے دیا۔ داڑھی منڈوانے کا عام رواج ہو گیا۔ حاجی ابراہیم سرہندی نے ایک حدیث نکال لی۔ کہ ایک صحابی کے ریش تراشیدہ بیٹے کو حضور نے دیکھا تو فرمایا۔ یہ جنتیوں کی شکل ہے۔ چنانچہ داڑھیاں منڈوائی جانے لگیں۔ اس قسم کی خرافات کا چرچا ہوا۔ تو مسلمان گھبرا اُٹھے۔ اس موقعہ پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہلِ ایمان امراء کو مکتوبات لکھے۔ اور انہیں تحریکِ احیائے اسلام پر آمادہ کیا۔ (مرتب)

دینِ الٰہی اور دینِ مصطفیٰ کا مقابلہ

اس مطلب کے لئے ایک دن مقرر ہو گیا۔ جو خلقت کو دینِ حق اور دینِ الٰہی میں سے ایک کو اختیار کرنے کے لئے بلایا جائے۔ جب یہ خبر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنی تو فرمایا کہ کشف یوں ظاہر ہوا ہے کہ اس مقررہ دن بادشاہ پر غضبِ الٰہی بالضرور نازل ہوگا۔ جب وہ مقررہ دن آیا تو کافر و مرتد بادشاہ نے اپنے محل کے بالاخانہ میں بیٹھ کر محل کے نیچے کے وسیع میدان میں دربار عام کیا۔ اس وسیع میدان میں دو بارگاہیں بنائیں۔ ایک کو زر و دیبا سے آراستہ اور جواہر اور یاقوت سے جڑاؤ کرایا گیا اور اس کا نام بارگاہِ اکبری رکھا۔ دوسری پرانی بارگاہ جس میں پرانا ہونے کے وجہ سے قائم رہنے کی بھی سکت نہ تھی۔ اور اسے جگہ جگہ سے کیڑے نے کھا کر چھلنی بنا رکھا تھا۔ اس کا نام بارگاہِ محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم رکھا گیا۔ بارگاہِ اکبری میں قسم قسم کے لطیف نفیس اور پُرتکلف کھانے اور میوے سجائے گئے اور بارگاہ محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں بالکل نامرغوب طبیع بے مزہ طعام رکھا گیا۔ اب لوگوں کو عام اجازت دی گئی کہ جو شخص چاہے بارگاہِ اکبری میں داخل ہو اور جو چاہے بارگاہِ محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں آئے۔ بادشاہ کے بڑے بڑے عہدہ دار اور امیر و وزیر سلطنت کے تنخواہ دار تو بارگاہِ اکبری میں داخل ہوئے۔ اور حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے تمام مریدوں مثلاً خانِ خاناں، مرتضیٰ خاں، سید صدر جہان، اور خانِ اعظم وغیرہ اور بہت سے غریب لوگوں کے ساتھ جو اسلام کے شیدائی تھے جناب سیّد الاولین والآخرین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ کی طرف آئے۔ اتنے میں ایک سید مرد عہدہ دار بادشاہ کے خوف سے اکبری بارگاہ کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک پٹھان مرید نے جو بارگاہِ محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں بیٹھا تھا۔ اسے کہا۔ ارے سیّد! آج تو تُو اکبری بارگاہ میں جاتا ہے لیکن قیامت کے دِن اپنے جدّ امجد حضرت محمد مصطفیٰ صلے

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو کیا منہ دکھائے گا۔ یہ سُن کر وہ سخت شرمندہ ہُوا۔ اور بارگاہِ محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم میں داخل ہوا۔ دونوں فریق کھانا کھانے میں مشغول تھے۔ کہ حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو بھیجا کہ بارگاہِ محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے گرداگرد ایک لکیر کھینچ آئے۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ اور پھر مٹھی بھر خاک جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے دی تھی۔ بادشاہ کی طرف پھینکی۔ اس کے پھینکتے ہی شمال کی طرف سے ایک آندھی اُٹھی جس نے اکبری بارگاہ کو تہ و بالا کر دیا چنانچہ طعام کے رکاب خیموں کی میخیں اور رسیاں وغیرہ اکھڑ گئیں اور سارے خیمے اور سائبان اہلِ بارگاہ کے سروں پر پڑے۔ حتیٰ کہ وہاں ایک ہلاکت خیز منظر تھا جس بالاخانہ میں بادشاہ بیٹھا تھا اس کے کواڑ بادشاہ کے سر پہ لگے چنانچہ اس کے سر پہ سات زخم لگے۔ اکبر بادشاہ زمین پر گر پڑا۔ جس سے اس کی ہڈیاں ٹوٹ چور ہوگئیں[۵]۔ ایک بگولا بارگاہِ محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے گرداگرد پھرتا رہا۔ لیکن اندر کے آدمیوں کو کسی طرح کی کوئی تکلیف نہ دی۔ یہ لوگ بڑی دِل جمعی سے کھانا کھانے میں مشغول رہے۔ سات روز بعد اکبر بادشاہ ان زخموں کی تاب نہ لاکر چل بسا اور داخل فی النار ہو گیا۔

---

[۵] اکبر بروز جمعرات ۱۲ جمادی الآخرہ ۱۰۱۴ھ ۱۵ اکتوبر ۱۶۰۵ء کو مرگیا تھا۔ وہ اپنی زندگی کا ترسٹھواں جشن منا چکا تھا۔ اکبر کی موت کے ساتھ ہی دینِ الٰہی ختم ہو گیا۔ اس کے ماننے والوں میں سے اکثر امراء اور سپہ سالار پہلے ہی موت کی وادی میں چلے گئے تھے۔ دینِ الٰہی پہ ایمان عارضی تھا۔ اکبر نے اپنے دین کا کوئی جانشین نہ بنایا۔ چنانچہ اس کا مذہب اس کے ساتھ ہی ختم ہوگیا۔ البتہ اس کے دین کی بہت سی بدعات اور رسومات ایک عرصہ تک رائج رہیں جو حضرت مجدّد کی مسلسل کوششوں سے جہانگیر کے آخری دور میں ختم ہوئی تھیں۔

عمائدین سلطنت حضرت مجدد الف ثانی کے مرید بن گئے

اس روز ہزار ہا آدمی حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے

خاں جہاں لودھی اور سکندر خاں لودھی اور دریا خاں اسی روز مرید ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوبات میں خان جہاں لودھی کے نام بہت سے مکتوب لکھے ہیں اور چند ایک مکتوب سکندر خاں کے نام بھی لکھے۔ بہادر خاں کا باپ دریا خاں اور شاہجہان پور اور شاہ آباد کا بانی دلیر خاں اور بہادر خاں بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہجہانپور دہلی سے مشرق کی طرف چالیس فرسنگ کے فاصلے پر واقع ہے۔ بہادر خاں بعد میں آنجناب کے خلیفہ حضرت شیخ آدم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مرید بنا۔ اور دلیر خاں حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید ہوا۔

حضرت قیوم اول مجدّد الف ثانی کی قیومیّت کا مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا

عالم اسلام کے علماء و مشائخ حضرت مجدّد کے مرید بن گئے

جب حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہرت خراسان اور ماوراءالنہر اور بدخشان وغیرہ میں پورے طور پر پہنچی۔ تو ان ملکوں کے تمام چھوٹے بڑے علماء آنجناب کے شیفتہ و دلدادہ بن گئے۔ ہر ایک کے دل میں یہی تمنا تھی کہ کسی طرح آنجناب مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیدار فرحت آثار سے مشرف ہو۔

علمائے کرام کا ایک نوری قافلہ

شیخ طاہر بدخشی بدخشان کے بادشاہ کا مقرب خاص تھا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مع خلفائے راشدین تشریف فرما ہو کر فرماتے ہیں کہ تیرے لئے یہ زیبا نہیں کہ تو بادشاہ کی خدمت میں پڑا رہے۔ بہتر ہے کہ تو حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو جائے۔ اسی دن صبح کو شیخ نے بادشاہ کی رفاقت چھوڑ دی اور ہندوستان کا رخ کیا۔ راستے میں مولانا صالح کولابی سے ملاقات ہوئی۔ مولانا نے بھی اس بارے میں خواب میں دیکھا تھا۔ چنانچہ وہ بھی اس ارادے میں آپ کے رفیق ہو گئے۔ جب یہ دونوں بزرگ شہر طالقان پہنچے۔ اور مدرسہ میں کسی رفیق راہ کی جستجو کی۔ ان دنوں طالقان کے بڑے جیّد عالم مولانا یار محمد مدرسہ کے معلم تھے۔ جب آپ سے ان دونوں کی ملاقات ہوئی۔ اور آپ نے ارادہ پوچھا تو دونوں نے اپنے

اپنے ارادے سے آگاہی دی۔ مولانا یار محمد نے بھی حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صفت و ثنا سنی ہوئی تھی۔ بے اختیار ان دونوں کے ہمراہ ہوئیے۔ اب تین ہو گئے۔ شیخ عبد الحق شادمانی نے خواب میں حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشخبری سنی ہوئی تھی وہ بھی حضور کی زیارت کے لئے تیار ہو گئے۔ آپ بھی ان تینوں سے آملے شیخ صاحب بھی تنہائی سے تنگ آ گئے تھے۔ جب انہوں نے شیخ صاحب سے ملاقات کی۔ ایک دوسرے کے ارادے سے واقف ہوئے تو چاروں متفق ہو گئے اور روانہ ہوئے۔ جب شہر برک میں آئے جو کہ کابل اور قندھار کے درمیان واقع ہے۔ تو شیخ احمد برکی جس نے حضور کے چند ایک مکاتیب کا مطالعہ کیا تھا۔ بہت سے اوصاف بھی سن چکا تھا۔ اور دیدار فرحت آثار کا از حد مشتاق تھا۔ اور اپنے دار العلوم کا صدر مدرس تھا۔ ان کے ساتھ ہو لیا۔ وہاں کے بڑے شیخ مولانا یوسف کی بھی ساتھ لیا۔ شیخ یوسف نے پہلے اپنے احوالِ باطنی سے حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں بھیج کر پوچھ لیا تھا۔ کہ آیا یہی انتہا ہے یا کچھ اور بھی۔ اور حضور نے جواب میں لکھا تھا کہ یہ ابھی ابتدائی احوال ہیں۔ چونکہ وہ عزیز حضور کی زیارت کے لئے جا رہے تھے۔ شیخ یوسف بھی ان کے ساتھ ہو لئے آخر تمام منزلیں طے کر کر کے دار الارشاد سرہند میں پہنچے۔ اور حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جمالِ جہاں آرا سے مشرف ہوئے۔ حضور نے ہر ایک پر بہت بہت مہربانیاں کیں۔ شیخ احمد برکی[۱] کو ایک ہفتہ اپنے پاس رکھا اور خلافت دے کر وطن کو

---

۵۱ شیخ احمد برکی حضرت مجدد کے خاص خلفاء میں سے تھے۔ ملا بدرالدین سرہندی نے حضرات القدس میں آپ کے تفصیلی حالات قلمبند کئے ہیں۔ ان کی تحقیق کے مطابق آپ کابل اور قندھار کے درمیان ایک قصبہ داد میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حضرت خواجہ باقی باللہ کے مرید تھے۔ وطن سے چلے اور قصبہ کالکریت میں سکونت پذیر ہوئے۔ اور حضرت مجدد کے مکتوبات کا مطالعہ کیا تو سرہند پہنچے۔ اور حضرت مجدد کے مرید ہوئے۔ وہ اپنے

رخصت کیا۔ بلکہ اس ولایت کی قطبیت بھی عنایت فرمائی۔ وہاں پر شیخ صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔

خراسان اور بدخشاں کے ہزاروں لوگ حلقۂ ارادت میں

خراسان بدخشاں اور توران کے ہزارہا آدمی شیخ صاحب کے معتقد ہو گئے۔ اس ولایت کے بڑے شیخ شیخ حسن بھی شیخ احمد کے مرید ہوئے اور شیخ صاحب کو حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ آنجناب نے شیخ حسن کو بھی خلافت دے کر خراسان بھیجا اور شیخ احمد یہ کی کو لکھ دیا کہ اگر تم ماوراء النہر جاؤ تو شیخ حسن کو خراسان میں رکھو۔ کیونکہ یہ بھی تمہاری سلطنت کے ایک رکن ہیں۔

شیخ یوسف برکی کو بھی اسی سال خلافت دے کر خراسان بھیج دیا گیا۔ جہاں شیخ مذکور کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ شیخ یوسف کئی مرتبہ خراسان گئے۔ اور کچھ عرصہ شہر جالندھر میں بھی قیام کیا۔

مولانا صالح گولابی کو کچھ عرصہ خدمت میں رکھ کر بدخشاں کی خلافت عنایت کی اور رخصت فرمایا۔ مولانا مذکور کو بدخشاں میں قبولیت تامہ حاصل ہوئی۔ اس ولایت کے تمام چھوٹے بڑے آپ کے معتقد ہو گئے۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) علاقہ کے قطب تھے۔ آپ نہ صرف حضرت مجدد کے زیر تربیت رہے بلکہ منظور نظر بھی تھے۔ حضرت مجدد نے آپ کی وفات پر آپ کے بیٹوں کو تعزیتی پیغام میں لکھا کہ شیخ احمد برکی عالم اسلام میں اللہ کی آیات سے ایک آیت تھے۔ وہ مقبول بارگاہ رسالت تھے۔ حضرت مجدد نے آپ کو آخری مکتوب لکھا تو اس میں حکم دیا۔ اگر خدانخواستہ رخصت کا وقت آجائے تو شیخ حسن کو اپنا نائب مقرر کرنا۔ مکتوب ملنے سے چند روز بعد ۱۰۲۶ھ میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ (مرتب)

مولانا یار محمد طالقانی کو بھی خلافت عنایت کر کے طالقان میں جو بدخشاں کی سرحد پر واقع ہے بھیج دیا۔ اس کے گرد و نواح کے ہزار ہا لوگ مولانا کے مرید ہوئے اور فوائد حاصل کیے۔

مولانا قاسم علی کو جو حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدیمی مرید تھا۔ اسی سال خلافت عنایت کر کے ماوراء النہر بھیج دیا۔ وہاں کے بیشمار لوگوں نے مولانا سے فوائد کثیر حاصل کیے۔

سلسلہ مجددیہ کی ایران میں اشاعت و مقبولیت

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے طریقہ علیہ احمدیہ کا رواج خراسان، بدخشان، اور توران میں اس قدر ہوا کہ وہاں کا کوئی شہر، گاؤں یا قصبہ ایسا نہ تھا جہاں پر اس سلسلہ علیہ کے خلفا نہ ہوں۔ اور وہاں کے بڑے بڑے آدمی ان کے معتقد نہ ہوں۔ حتیٰ کہ عبداللہ خاں اوزبک جو تمام ولایت توران، خراسان اور بدخشاں کا بادشاہ تھا۔ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایسا معتقد ہو گیا کہ جو کام کرتا حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء کی اجازت سے کرتا۔ اگر کسی کام کے لئے خلفا اجازت نہ دیتے تو اس سے باز رہتا۔ کئی دفعہ اس نے حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عریضے بھی لکھے۔ اور غائبانہ ہی حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید ہو گیا۔ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام خلفاء کی خانقاہوں کا خرچ جو اس کے ملک میں تھیں خود اپنے خزانے سے دیتا۔

اسی سال میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جو فرزندوں کے بعد پہلا خلیفہ اول تھے خلافت دے کر دکن بھیجا۔ اس علاقے میں میر مذکور کے ارشاد نے یہاں تک ترقی کی کہ مراقبہ کے وقت خانقاہ میں چار سو سوار اور بے شمار پیادے حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور ایسا ہجوم ہو گیا کہ ہندوستان کے بادشاہ نے ڈر کر میر مذکور کو دکن سے واپس بلوا کر اپنے پاس رکھا۔

حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ طاہر بدخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اسی سال اپنی خلافت سے مشرف فرمایا۔

حضرت مجدد الف ثانی رض کی خدمت میں شاہِ توران عبد اللہ اوزبک کا ایک مراسلہ

خراسان کے رافضیوں کا حشر

چونکہ سلطنت ایران میں مذہب رفض و تشیع کا پورے طور پر رواج اور زور ہو گیا تھا اور اس ملک کے تمام شہر اور گاؤں رافضیوں سے پُر ہو گئے تھے۔ اس فرقہ شیعہ کو یہاں تک ترقی ہوئی۔ کہ وہ سرزمین اس قوم شوم قدوم شامت لزوم سے پُر ہو گئی۔ مسجدوں اور مدرسوں میں اعلانیہ تینوں خلفائے راشد اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گالی گلوچ بکتے تھے اس خبر سے اہل سنت و جماعت نہایت آزردہ خاطر تھے۔ خاص کر ماوراء النہر کے لوگ اور وہاں کے علماء جن میں مذہبی جوش اور جذبہ ایمانی بہت تھا۔ اس طرح جلتے تھے جیسے مل کا دانہ آگ پر جل جاتا ہے۔ ہر روز اپنے بادشاہ عبد اللہ اوزبک کو ایران سے جہاد کرنے

سکے سے رکتے۔ چونکہ عبداللہ ایک مسلمان، پُرامن، دیندار اور متقی پرہیزگار آدمی تھا۔ اس لئے وہ نہیں چاہتا تھا کہ شرعی حجت کے بغیر کسی پر دست درازی کرے۔ اور کہتا تھا کہ میں کیونکر اہلِ قبلہ سے جہاد کروں۔ لوگ کہتے کہ ردّ رفض سے جہاد کرنا جائز ہے۔ کیونکہ وہ تین خلفاء کے دشمن ہیں۔ بادشاہ نے کہا مجھے یہ ثابت نہیں ہوا۔ کہ آیا وہ فی الواقعہ تین خلفاء کے دشمن ہیں۔ آخر یہ فیصلہ ہوا کہ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی جائے۔ اگر آنجناب ان لوگوں سے جہاد کرنے کا حکم دیں۔ تو جہاد کرنا چاہیئے۔ عبداللہ خاں نے علماء کی خواہش کے مطابق حضور کی خدمت میں عرضی لکھی کہ اگر اجازت ہو تو ایرانیوں سے جہاد کیا جائے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حقیقت معلوم کر کے ایک خط اور ایک رسالہ " جس میں خلفائے راشدین اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل اور ان کے حق میں وارد شدہ احادیث مندرج تھیں " عبداللہ خاں کی طرف ارسال فرمایا اور حکم دیا کہ یہ رسالہ ایران میں بھیجدو اگر مان جائیں تو بہتر ورنہ جہاد کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور فتح نصیب ہوگی۔ عبداللہ خاں نے وہ رسالہ شاہ ایران شاہ عباس کی خدمت میں بھیجا۔ ایرانیوں نے اس کا مطالعہ کرنے کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل کو تو قبول کیا۔ لیکن باقی تین خلفاء اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تمام اصحاب کی تکفیر کی۔ جب ایلچی یہ خبر لائے۔ تو یہ وحشت ناک خبر سن کر عبداللہ خاں آگ بگولا ہو گیا۔ اور اس نے قسم کھائی کہ جب تک میرا گھوڑا سبزوار بازار میں روافض کے خون میں نہ تیرے گا۔ تلوار نیام میں نہ کروں گا۔

چنانچہ عبداللہ خاں اوزبک ایک لشکر جرار لے کر ایران کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں جو گاؤں اور شہر آتا وہاں کے باشندوں کو تیغ بے دریغ سے قتل کرتا۔ جب یہ قیامت اثر خبر شاہ عباس والئے ایران نے سنی تو ایک بہت بڑے شکوہ لشکر کے ساتھ حرکت

کی جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ تو عبداللہ خاں نے پہلے مذہب اہلِ سنت و جماعت شاہ عباس کے پیش کیا۔ اس نے انکار کیا۔ اس واسطے مجبوراً عبداللہ خان نے تلوار اٹھائی ایرانی بھی برسرِ پیکار رہے۔ اور سخت ہنگامہ برپا ہوا۔ آخر میں فتح تورانیوں ہی کی ہوئی۔ شاہ عباس بھاگ نکلا۔ اور اس کی ساری فوج قتل ہو گئی۔

لڑائی سے پہلے ایک پیغام ایک اور روایت کے مطابق لڑائی سے پہلے شیعہ شاہ عباس نے عبداللہ خاں کو کہلا بھیجا کہ ہم تم پہلے اکیلے جنگ کرتے ہیں۔ کیونکہ اسے خیال تھا کہ میں قوی ہیکل اور پُر زور ہوں اور عبداللہ خاں لاغر اور کمزور ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ پیغام عبداللہ خاں نے اپنی بہادری ظاہر کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ بہر حال دونوں اس بات پر متفق ہو گئے اور لشکر سے ایک طرف الگ آپس میں کشتی لڑنے لگے۔ آخر عبداللہ خاں نے شاہ عباس کو پچھاڑ لیا۔ شاہ عباس نے کہا کہ اب ہمیں فوج سے لڑائی کرنی چاہیے۔ عبداللہ خاں نے یہ بھی منظور کر لیا۔ اس لڑائی میں بھی خان توران ہی غالب آیا۔ عبداللہ خان نے قتلِ عام کا حکم دے دیا۔ کہ جہاں کہیں کوئی ایرانی ملے اس کا سر قلم کر دو۔ چنانچہ ایران کے تمام شہروں، قصبوں اور گاؤں کے آدمی قتل کئے گئے۔ اور اپنی قسم کو پورا کرنے کے لئے کسی کو زندہ نہ چھوڑا۔ خون کے دریا بہنے لگے لیکن مشہد شریف جہاں حضرت امام موسیٰ علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مقدس ہے۔ بالکل امن چین میں رہا۔ جو رافضی تلوار سے بچ گئے وہ مشہد کے اس مزار میں پناہ گزین ہوئے۔

عبداللہ خاں امام رضا کے مزار پر عبداللہ خان نے حضرت امام رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاطر انہیں امان دی۔ لیکن جب مزار مقدس کی زیارت کے لئے گیا تو ایک شخص کو مزار کی دیوار پر بیٹھے دیکھا جس کے جوتوں کے تلوؤں پر تینوں خلفاء کے نام لکھے ہوئے تھے۔ خان نے نیزہ لے کر اس ملعون رافضی کے تلوؤں پہ وار کیا۔ جب وہ زمین پر گرا۔ تو اس کے سینے پر ایسا نیزہ مارا کہ اس کی پیٹھ سے

پار ہو گیا۔ اور فی الفور داخل فی النار ہوا۔ باوجود یہ بات دیکھنے کے باقی پناہ گزینوں کو کچھ نہ کہا۔ عین فاتحہ کے وقت ایک رافضی نے جو گھات میں بیٹھا تھا خان مذکور پہ تیر پھینکا۔ جو خان عبداللہ سے چوک کر مزار مبارک پر لگا۔ عبداللہ خاں نے کہا میں نے مزار مقدس کی حرمت ملحوظ رکھی تھی لیکن ان بدبختوں نے کچھ خیال نہ کیا۔ بلکہ الٹی گستاخی کی ہے۔ اس نے غصے میں آکر حکم دیا کہ کسی کو زندہ نہ چھوڑو۔ چنانچہ مشہد شریف میں بھی خون کی ندیاں بہنہ نکلیں ۔ عبداللہ خاں نے شاہ ایران کو بلوا کر کہا۔ کہ میں نے یہ جنگ اور خونریزی محض اللہ تعالےٰ

ے۱ تاریخ ایران میں عبداللہ خاں اوزبک اور شاہ عباس کے درمیان جنگ کے واقعات کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ ہسٹری آف پرشیا کے ایک انگریز مصنف بریگیڈیر جنرل سر پرسی سائیک کا ایک مختصر تبصرہ لکھتے ہیں۔ شاہ عباس کی شیعہ پروری نے تمام خراسان کے سنیوں کو مصیبت میں ڈال دیا۔ عبداللہ خان اوزبک نے شاہ عباس کو ۹۹۵ھ/۱۵۸۶ء میں چلینج کیا اور بغداد کے نزدیک ایک جنگ لڑی گئی جس میں ۱۵۰۰۰ ہزار شیعہ سپاہی قتل ہوئے تبریز کو فتح کر لیا گیا اور عبداللہ خان کے ملک توران کی سرحد عراق عجم، لورستان اور خوزستان تک جا پہنچیں ایک اور حملہ میں شیروان، قراباغ اور گنجہ کو قبضہ میں لے لیا گیا۔ ان فتوحات نے شاہ عباس کی شیعہ سلطنت کو نہایت کمزور کر دیا تھا۔ عبداللہ خاں نے اپنی سلطنت کو مشرق میں فرغانہ، کاشغر، بلخ اور بدخشاں تک پھیلا لیا۔ اور پھر شاہ عباس پہ دوسرا حملہ کر کے ہرات کو نو ماہ تک محاصرہ کر لینے کے بعد فتح کر لیا۔ ہرات کے بعد مشہد فتح کر لیا جس میں شیعوں نے سلطان کو مارنے اور صحابہ کرام کی برملا توہین کرنے کے پروگرام بنائے۔ عباس شاہ آگے بڑھا مگر تورانی فوجوں کے سامنے کھڑا نہ ہو سکا۔ نیشاپور، سبزوار، القریان، تُن اور خراسان کے کئی شہر قبضہ میں آگئے۔ ان فتوحات کے پیچھے جو روحانی قوت کام کر رہی تھی وہ سرہند میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی۔

کی خاطر کی ہے۔ کوئی ملک لینے کی خاطر نہیں کی۔ اس واسطے تمہارا ملک تمہیں ہی واپس دیتا ہوں۔ لیکن اس شیعہ مذہب سے توبہ کرو۔ انہوں نے ڈر کے مارے کچھ نہ کہا۔ صرف منافقانہ طور پر توبہ کی۔ جب عبداللہ خاں توران میں چلا گیا۔ تو ایرانیوں نے کہا کہ اہل سنت و جماعت (عبداللہ خاں) جب علمی بحث میں مقابلہ کی تاب نہ لا سکے تو "السیف آخر الحیل تلوار آخری حیلہ ہوتا ہے۔" کے مطابق ہم پر تلوار اٹھائی۔

ردِ روافض پر حضرت مجدد کا رسالہ

شیعوں نے اپنے مذہب کی تقویت کے بارے میں ایک رسالہ لکھ کر توران میں عبداللہ خاں کے پاس بھیجا۔ عبداللہ خاں نے فتح کا شکرانہ اور ہدیے مع اس رسالہ کے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجے اور درخواست کی کہ ان شبہات کا ردّ تحریر فرمائیں۔ ماوراء النہر کے علماء نے بھی آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں التجا کی۔ آنحضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی درخواست پر رسالہ ردِ شیعہ نہایت فصاحت و بلاغت سے پُر لکھ کر ماوراء النہر میں بھیج دیا۔ عبداللہ خاں نسخہ رسالہ ایران میں شاہ عباس کے پاس بھیجدیا۔ اس رسالے کو مطالعہ کرنے کے بعد علمائے شیعہ نے کہا کہ حضرت شیخ نے جواب ایسا لکھا ہے کہ اب اس پر اعتراض کی گنجائش نہیں۔ واقعی جواب ایسے لکھتے ہیں جس پر مخالف کے لئے اعتراض کرنے کی گنجائش نہ رہے۔ اس رسالہ کو مطالعہ کر کے ہزارہا شیعوں نے اپنے مذہب سے توبہ کی۔ اور اہل سنت و جماعت میں داخل ہوئے۔ ان میں سے اکثر آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس رسالہ کے مقدمہ میں حسب ذیل عبارت لکھی۔

"چونکہ اس اثنا میں وہ رسالہ" جو علمائے ایران نے محاصرہ مشہد کے وقت لکھ کر علمائے ماوراء النہر کو دیا" میرے پاس اس غرض سے بھیجا گیا۔ کہ اس کے جواب میں ایسا رسالہ لکھوں جس میں تکفیر شیعہ۔ اباحت قتل اور ان کے مال

واموال کو تاخت و تاراج کرنے کا ذکر ہو۔"

جو رسالہ میرے پاس پہنچایا گیا اس میں خلفائے ثلاثہ کی تکفیر ان دلائل سے مندرج تھی۔ جو محض بے وقوفوں کو دھوکہ دے سکتے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مذمت پر بڑا زور دیا گیا تھا۔

ترسم ایں قوم کہ بردرد کشاں مے خندند
بر سر کار خرابات کنند ایماں را

اس لئے یہ رسالہ دیکھ کر میرے دل میں بھی خیال آیا۔ کہ ان شبہات کا حل اور فرقہ ناجیہ اہل سنت کے مذہب کی تحقیق کے بارے میں ایک رسالہ لکھنا چاہیئے تاکہ کوئی سادہ لوح روافض کی تحریر کے لایعنی مقدمات سے غلطی میں پڑ کر سیدھی راہ سے منحرف نہ ہو جائے۔ میں اس رسالہ کو اللہ تعالےٰ کی توفیق سے شروع کرتا ہوں۔" واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔"

رسالہ ردِ روافض کی شہرت

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس رسالہ کا رواج بہت ہو گیا۔ ان دنوں ہندوستان کی سلطنت کے اکثر ارکان شیعہ تھے۔ حتیٰ کہ وزیر اعظم بھی شیعہ تھا۔ اس لئے جب یہ

۱۔ اکبری دربار میں ہر طرف شیعہ چھائے ہوئے تھے۔ مبارک، ابوالفضل، فیضی نے علماء اہل سنت کو دربار سے بھگا دیا تھا۔ پھر اکبر کے دل و دماغ کو اللہ کے دین سے بیگانہ کر دیا تھا۔ پھر امراء اور وزیر اعظم اپنی پوری قوتوں سے شیعت کو پھیلانے میں کوشاں تھے۔ جن دنوں اکبر دین سے دور ہوا تو شیخ مبارک اور ان کے بیٹوں نے اسے مختلف مذاہب کی وہ خوبیاں ذہن نشین کرائیں کہ نہ وہ مسلمان رہا۔ نہ ہندو بن سکا۔ علماء دین کے اثرات سے محفوظ کرنے کے لئے شیخ مبارک نے ایک محضر نامہ تیار کرایا جسے ابوالفضل اور دوسرے درباری علماء نے پیش کر کے سارے اختیارات دینی اجتہادی بادشاہ کو دے دیئے اور

لوگ رسالہ مذکورہ کو دیکھتے تو آگ بگولا ہو جاتے۔ لیکن دلائل کی روشنی کے سامنے بے بس ہو کر رہ جاتے۔ آنحضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس بات کی ذرا پرواہ نہ کرتے۔ ایک دن وزیر اعظم نے موقع پا کر بادشاہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) اکبر کو امیرالمومنین اور ظل اللہ بنا کر طاقت کا سرچشمہ بنا دیا۔ مبارک ایک چالاک شیعہ تھا۔ اس کے آباؤ اجداد یمن سے اُٹھ کر سندھ میں سیوستان شریف کے قریب ریل نامی قصبہ میں آتے یہ قصبہ شیعوں کا مرکز رہا ہے شیخ مبارک کے والد شیخ خضر ناگور میں آنکلے اور مبارک یہاں ہی پیدا ہوا تھا۔ رانا سانگا کی فوجوں کی بربریت سے تنگ آکر یہ خاندان احمد آباد آگیا۔ احمد آباد ایک عرصہ تک اسمٰعیلیوں کا تبلیغی مرکز رہا ہے۔ اگرچہ مبارک کو مختلف مکاتیب فکر کے علماء سے علوم دینیہ حاصل کرنے کا موقعہ ملا تھا۔ مگر اس کی ذہنی افتاد شیعیت کی طرف رہی۔ یہی تعلیم اس نے اپنے بیٹوں ابوالفضل اور فیضی کو دی شیخ مبارک فقہ جعفریہ کا مجتہد بنا۔

اکبر کے دربار میں جب کنبہ مومنان عراق آنے لگے تو شیخ مبارک کا سارا خاندان مکمل شیعہ بن کر سامنے آیا۔ جب شیخ مبارک نے محضرنامہ تیار کیا تو اکبر کو امام عادل اور مجتہد اعظم قرار دیا گیا۔ اس خاندان کے علاوہ اکبری دربار میں شاہ فتح اللہ شیرازی۔ ملا محمد یزدی، حکیم ابوالفتح جیسے بڑے بڑے معتبر شیعہ چھائے ہوئے تھے۔ ملا احمد ٹھٹھوی جیسا غالی شیعہ اکبری دربار کا تبرائی تھا۔ وہ بقول بدایونی "طعن صریح و ناسزائے قبیح بر خلفائے ثلاثہ گفتہ و تکفیر و تفسیق عامہ صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کردہ۔" قاضی نوراللہ شوستری صاحب مجالس مومنین دربار کا پردھان بنا ہوا تھا۔ اور وہ ابوالفضل جیسے فلسفی شیعی و دہری" کا دست راست تھا۔ عرفی شیرازی اگرچہ بڑا بلند پایہ شاعر تھا۔ مگر وہ ابوالفضل کی مجالس میں بیٹھ کر صحابہ اور سلف کے متعلق سست گفتگو کرتا تھا۔ فتح اللہ شیرازی تو اکبر کے سامنے امامیہ طریقہ سے نماز پڑھا کرتا تھا۔ ان شیعوں کی صحبت نے اکبر کو صحابہ کرام، ازواج مطہرات اور سپہ سالاران اسلام کے بارے میں خفیف کلمات کہنے کی جرأت دے دی تھی۔ تاریخ الفی میں ملا بدایونی نے صحابہ کے کارنامے لکھے تو اکبر

تعالیٰ عنہ کی چغلی کھائی۔ اور جو تکلیف آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی اس کا سبب یہی تھا جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ حسب موقع مذکور ہوگا۔

اسی سال حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسا مرض لاحق ہوا۔ کہ "نصیب اعدا" زندگی کی امید باقی نہ رہی۔ اس لیے آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادوں خواجہ محمد صادق اور میر محمد نعمان کو بلا کر اپنے نسبت خاصہ کا القا کیا۔ اس وقت سوائے محمد صادق کے حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باقی فرزند بالکل بچے تھے۔ تھوڑی مدت بعد آنجناب کو اللہ تعالیٰ نے پورے طور پر صحت یاب فرما دیا اور اس نسبت کے وارث حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے۔ اور خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کا آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عین حیات ہی میں وصال ہو گیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) نے یہ کام ملا احمد ٹھٹھوی جیسے غالی شیعہ کے سپرد کر دیا۔ یہی لوگ تھے جنہوں نے اکبر کو سلطان عادل، برہان کامل، قافلہ سالار حقیقی و مجازی، پیشوائے خدا شناساں، قبلہ خدا آگاہاں، ہادی علی الاطلاق اور مہدی بالاستحقاق" بنا دیا تھا۔

یہ تھے وہ اساطین دربار جنہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دلی دشمنی تھی اور وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہر بات کی مخالفت کرتے تھے۔

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی کی قیومیت پر شیخ فضل اللہ برہانپوری اور شیخ حسن غوثی کی تصدیق

شیخ فضل اللہ برہانپوری کی تحقیق و جستجو

جب شیخ فضل اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے [۱] جو اپنے زمانے کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے سُنا کہ ایک شخص نے سرہند میں تجدید الف و قیومیت کا دعویٰ کیا ہے تو حضور مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض مخالفوں نے شیخ صاحب سے حضور مجدد کے خلاف چند بناوٹی باتیں بیان کیں مثلاً یہ کہ معاذ اللہ آنجناب مجدد اپنے آپ کو انبیاءؑ سے افضل بتاتے ہیں۔ چونکہ شیخ صاحب صاحبِ کمال تھے اس لئے مخالفوں کی باتوں کو نہ سُنا۔ بلکہ اپنے ایک بلند فطرت صاحب استعداد مرید کو حضور مجدد کی خدمت میں بھیجا۔ اور اسے وصیت کی کہ تم جا کر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال اور اوضاع واطوار کی جستجو

---

[۱] شیخ فضل اللہ برہان پوری اپنے وقت کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔ نائب رسول کے لقب سے مشہور ہوئے۔ جونپور میں پیدا ہوئے۔ مگر برہان پور میں قیام فرمایا۔ آپ نے ایک بہت بڑے دینی دارالعلوم کی اس وقت بنیاد ڈالی جب برصغیر میں اسلام کا نام لینا اہلِ اقتدار کو کھٹکتا تھا۔ آپ نے فقہ، تفسیر اور احادیث کی تدریس میں بڑا حصہ لیا۔ ۱۰۰۵ھ / ۱۵۹۷ء کو فوت ہوئے۔ مدفن برہان پور میں ہے۔ (تذکرہ علماءِ ہند)

کرو اور چند مہینے تک وہیں رہو اور رخصت ہوتے وقت یہ یہ شبہات جو مجھے آنجناب مجدد کے کلام سے پیدا ہوئے ہیں آنجناب سے دریافت کرو۔ وہ شخص آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر خانقاہ میں رہنے لگا۔ آنجناب نے اس کے حال پر بہت بہت مہربانی اور عنایت فرمائی۔ وہ دن رات آنجناب کے اوضاع و اطوار کا مطالعہ کرتا رہا۔ دو تین مہینے خانقاہ میں رہا۔ اور آنجناب کا بڑا معتقد ہو گیا رخصت ہوتے وقت اپنے شیخ کی وصیت کے مطابق شبہات عرض کیے۔ ان میں سے ایک شبہ یہ تھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ اپنے آپ کو انبیاء سے افضل بتاتے ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت مجدد نے فرمایا۔ کہ ہم تو انبیاء کی بارگاہ میں ایک ادب کو بھی ترک کرنا حرام سمجھتے ہیں، تو جو چیز قرآن شریف، حدیث، اجماع اور قیاس کے سراسر خلاف ہو۔ اس کے کیونکر مرتکب ہو سکتے ہیں؟" اس شخص نے بھی کہا کہ یہ بات بعید از عقل معلوم ہوتی ہے۔ ہمارے شیخ صاحب بھی باور نہیں کرتے تھے۔ بعد ازاں باقی شبہات عرض کیے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر ایک کا تسلی بخش جواب دیا۔ جب یہ شخص حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے رخصت ہو کر اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو جو کچھ دیکھا تھا شیخ سے عرض کر دیا۔

ایک عالم دین کی شہادت

اسی اثنا میں ایک عالم دین سرھند سے شیخ فضل اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب شیخ کو معلوم ہوا کہ یہ ابھی ابھی سرہند سے آیا ہے تو پوچھا کہ کبھی تم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے ہو۔ اس نے کہا ہاں کئی دفعہ۔ پھر اس سے شیخ نے آنجناب کے اوضاع و اطوار کی بابت پوچھا۔ اس نے کہا مجھے احوال باطنی ظاہر کرنے کی تو طاقت نہیں۔ البتہ ان کے ظاہر کو دیکھ کر میں اتنا کہہ سکتا ہوں۔ کہ سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں اس زمانے میں اس شخص کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

اگر امت کے سارے مشائخ بھی جمع ہوں تو بھی اس کا عشر عشیر ادا نہیں کر سکتے۔ شیخ صاحب یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ آپ نے قطب الاقطاب حقیقت کے جو اسرار بیان کئے ہیں مثلاً "تجدید الف و قیومیت وغیرہ وہ تمام بالکل سچے اور صحیح ہیں"۔ وہ شخص نہایت خوش نصیب ہے۔ جو آنجناب کی خدمت سے شرف اندوز ہو۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا۔ جس میں آنجناب کی تجدید الف اور قیومیت وغیرہ کمالات کا اعتراف کیا اور دعا اور توجہ کے لئے التماس کی۔

سجدہ کرنے سے انکار پر گرفتاری ان دنوں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بعض دشمنان دین کے بہکانے سے جہانگیر بادشاہ نے بلوا کر سجدہ کرنے کے لئے کہا۔ لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ اس لئے آپ کو قلعہ گوالیار میں نظر بند کر دیا گیا۔ شیخ فضل اللہ آنجناب کی رہائی کے لئے پانچوں وقت نماز میں دعا مانگتے جو شخص سرہند سے شیخ صاحب کی خدمت میں انابت و ارادت کے لئے آتا۔ اور شیخ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو معلوم ہو جاتا کہ یہ سرہند کی طرف سے آیا ہے تو آپ اُسے ہرگز مرید نہ کرتے بلکہ فرماتے کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تمہارے علاقے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سا شخص موجود ہو اور پھر تم کسی اور جگہ جاؤ۔ آفتاب کو چھوڑ کر ستاروں کی طرف رجوع کرتے ہو۔

شیخ حسن غوثی کی عقیدت شیخ حسن غوثی جو ہندوستان کے اعلیٰ پائے کے شیخ تھے۔ بعض مخالفوں کے کہنے سننے سے تجدید الف اور قیومیت کی نسبت سے شاکی ہو گئے۔ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا۔ تمام اولیائے امت ایک جگہ جمع ہیں۔ اور تمام متفق اللفظ ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص حضرت

مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید الف اور قیومیّت کا منکر ہو گا۔ مرتے وقت اس کا ایمان چھن جائے گا۔ شیخ صاحب یہ خواب دیکھ کر بہت ڈرے۔ اور تجدید و قیومیت کی بابت جو شک وشبہ اور انکار دل میں تھا۔ اس سے توبہ کی۔ اور حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام کمالات کا اعتراف کیا۔ اپنے تذکرہ میں جو اولیا کے احوال میں لکھا تھا۔ حضرت مجدّد کے احوال میں یہ عبارت لکھی ہے۔ " بالانشین مسند محبوبیت صدر آرائے محفل وحدانیت، خدیو مقام فردیّت وقطبیّت، صاحب مرتبہ، قیومیّت، و تجدید الف۔"

حضرت مجدّد الف ثانی کو دیکھ کر سابقہ اولیائے کرام کی عظمت کا قائل ہو گیا

ایک بڑا جید عالم کسی تقریب سے ہندوستان کے بڑے امیر تربیت خاں کے گھر میں گیا۔ جو کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید الف اور قیومیت کی نسبت ثنا کی تھا۔ امیر نے اس عالم سے پوچھا کہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ اس عالم نے کہا کہ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوضاع و اطوار دیکھ کر گذشتہ اولیا کی نسبت میرا یقین زیادہ ہو گیا ہے کیونکہ جب میں گذشتہ اولیا کے حالات کتابوں میں پڑھتا تھا تو مجھے خیال ہوتا تھا کہ شاید مریدوں نے مبالغہ سے کام لیا ہے لیکن جب حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوضاع و اطوار دیکھے تو یقین ہو گیا۔ کہ انہوں نے مبالغہ تو درکنار اصل سے بھی کم لکھے ہیں۔

حضرت مجدّد الف ثانی کی تصنیفات کا مقام

ایک اور عالم باعمل اور پرہیزگار اس مجلس میں آگیا۔ اس نے حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیفات کے بارے میں کہا کہ لوگوں کی کتب و رسائل یا تصنیف ہوتے ہیں یا تالیف۔ تالیف یہ ہے کہ اپنے حاصل کردہ اسرار اور

علوم کو لکھا جائے۔ مدت ہوئی جہان سے تصنیف کا سلسلہ گم تھا۔ صرف تالیف ہی تالیف رہ گئی تھی۔ گو میں آنجناب کا مرید ہوں۔ لیکن انصاف یہ ہے کہ اس آخری زمانے میں جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات اور رسائل ہیں۔ سب تصنیفات ہیں [1] نہ کہ تالیفات۔ میں نے بہت غور کیا ہے۔ کہیں آپ نے کسی اور کے کلام کا حوالہ نہیں دیا۔ بلکہ اپنے حاصل کردہ علوم و اسرار بیان فرمائے ہیں۔ اور یہ علوم و اسرار گذشتہ اولیا کے علوم و اسرار سے بدرجہا بہتر ہیں۔ اور شریعت غرا کے مطابق ہیں۔ اسی اثنا میں ایک اور عالم نے "جو بہت سے اولیا کی خدمت میں سے حاضر ہو چکا تھا۔ اور جس نے اس طریقہ کی باتیں سنی ہوئی تھیں" اس مجلس کی قیل و قال سنی۔ اس وقت حضور مجدد کے بہت سے دشمن وہاں موجود تھے۔ جو حضور کے کلام پہ واہی تباہی نکتہ چینی کر رہے تھے۔ اس نے کہا۔ کہ یارو! کچھ تو انصاف کرو۔ کہ جو شخص ایک ادب کے ترک کرنے کو حرام سمجھتا ہو۔ کیا اس کا کلام عین شریعت کی حقیقت نہیں ہو سکتا۔ ان کے کلام اور شریعت میں بال بھر کا فرق نہیں۔ وہ کتب فقہ اور مجتہدین کے کلام کے عین مطابق ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ اہل زمانہ کا مزاج اس بزرگ کے حقائق سمجھنے سے قاصر ہے۔ اگر یہ عزیز زمانہ گذشتہ میں ہوتا۔ تو اس کی قدر و منزلت بدرجہ کمال ہوتی۔ اور اس کا کلام نہایت معتبر سمجھا جاتا۔ اور متاخرین اس کے کلام کو بطور سند اور استدلال پیش

---

[1] حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی جو تصانیف اہل علم کی نظروں میں آج تک سامنے آئی ہیں۔ ان میں سے مکتوبات مجدد الف ثانی کے علاوہ آپ کی ابتدائی عمر کی تصانیف یہ ہیں۔ رسالہ تہلیلہ، رسالہ اثبات نبوت، رسالہ رد روافض (یہ رسالہ عبد اللہ خاں اوزبک والی توران کی گذارش پر لکھا گیا تھا) اور یہ جواب تھا محمد بن فخر الدین علی رستمداری مدرس اعلیٰ مشہد کی کتاب مجالس المومنین کا) رسالہ مبدا والمعاد۔ مکاشفات عینیہ۔ آداب المریدین۔ معارف لدنیہ۔ تعلیمات العوارف، شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ۔ (مرتب)

کرتے اور اپنی کتابوں میں نقل کرتے۔ آج کل کے لوگوں کی ذہانت کا اس کی باتوں کو سمجھنا اس زمانہ کے مقابلہ میں یہ حال ہے جیسا ایک کوتہ اندیش کا دانا کے مقابلہ میں۔ یہ حکایت یوں ہے کہ "ایک دفعہ کسی دانا نے بادشاہ کی مجلس میں کہا کہ میں نے ایک ایسا جانور دیکھا ہے۔ جو آگ کھاتا ہے۔ جن اہل مجلس نے اسے نہیں دیکھا تھا تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اور نہ ان کی سمجھ میں آیا۔ اس لئے جھگڑنے لگے۔ اور اسے جاہل اور بے وقوف بنایا۔ مگر جب جانور بادشاہ کے روبرو لایا گیا۔ اور اس نے انگارے کھائے تو سب کو یقین ہو گیا۔"

بعد ازاں وہ امیر معہ تمام حاضرین مجلس اپنے سابقہ اعتقاد سے تائب ہوا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ تربیت خاں کی قبر حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ میں ہے۔

حضرت خزینۃ الرحمت مجدد الف ثانی کی خدمت میں میرک شیخ کی حاضری

مکون اور مزور کون ہوتا ہے "مکون" اور "مزور" اس شخص کو کہتے ہیں کہ جب شیخ کامل چاہے کہ اپنے کمالات خاصہ کو مرید میں القا کرے۔ تو فی الفور شیخ اپنے آپ سے غائب ہو کر مرید کی شکل و صورت اختیار کر لیتا ہے۔ مرید سر بہ سر شیخ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اور اس کے حقائق و دقائق سے متحقق ہو جاتا ہے حتیٰ کہ مرید کی صورت بھی شیخ کی صورت نظر آتی ہے۔ حضرت سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے از راہِ لطف و کرم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا

مکون و مسزور بنایا۔

نبی کریمؐ کے درود وسلام میں سے حضرت مجدد الف ثانی کو حصہ ملتا ہے

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا ہے حضرت خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کا اجر مجھے عنایت فرماتے ہیں۔ اور جو شخص نعت اور مدحیہ قصائد پڑھتا ہے وہ بھی اپنے منسوب پاتا ہوں۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات کی جلد دوسری مکتوب پچپن میں تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی ساتویں درجے میں نصیب ہوئی۔ اور تمام اولیائے امت نے صرف تین درجے سے زیادہ کا بیان نہیں کیا۔ باقی چار درجوں کو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اپنے آپ سے منسوب کیا ہے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں مقرر فرمایا ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا تابع وہ ہے جو تبعیت کے سات درجے طے کرے۔

تبعیت کے سات درجے

تبعیت کے ساتویں درجے کے بیان میں فرماتے ہیں کہ متبوع کے تمام کمالات بطریق تبعیت تابع میں حلول کرتے ہیں۔ اور تابع تبعیت کی کمالیت کی وجہ سے متبوع ہو جاتا ہے۔ فرق صرف اتنا رہ جاتا ہے کہ وہ تابع ہو جاتا ہے۔ اور وہ متبوع۔ یہ خادم ہوتا ہے وہ مخدوم۔ حق تعالیٰ کی طرف سے متبوع کو تین کمالات حاصل ہوتے ہیں۔ اور تابع کو متبوع کے طفیل صرف ایک "فنا فی الرسول" حاصل ہوتا ہے۔ جو ابتداء میں ہر ایک سالک کو حاصل ہوتا ہے۔ تبعیت کا ساتواں درجہ یعنی "مکون و مزور" ہونا سوائے حضرات قیوم اربعہ کے علاوہ اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ جب مکون و مزور ہو چکے۔ تو اللہ تعالیٰ نے تاکیداً حکم فرمایا۔ کہ اس بات کو خلقت پر ظاہر کر دیا جائے

چنانچہ حضرت مجدد نے حکم الٰہی کے مطابق اس کا اعلان فرمایا تھا۔

حضرت قیوم رابعہ خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

ایک مشاہدہ کہ جب حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا مکون و مزور ہونا ظاہر کیا۔ تو بعض کے دلوں میں شیطان نے وسوسہ ڈال دیا۔ ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کی نماز کے بعد حلقہ میں مراقبہ کیے بیٹھے تھے اور تمام اہل شبہ بھی موجود تھے۔ اسی اثنا میں حضرت سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بہ کمال شفقت جلوہ فرما ہوئے اور حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغل گیر ہوئے۔ لوگوں نے دیکھا۔ دونوں حضرات کی شکل مبارک ایک ہوگئی ہے، ایک لمحہ کے لئے حضرت خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک حضرت قیوم اوّل کی سی ہوگئی۔ پھر دونوں حضرات کی شکلیں حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سی ہوگئیں۔ پھر تھوڑی دیر بعد اپنی اپنی شکل میں نمودار ہوئے۔ یہ واقعہ دیکھ کر ان لوگوں نے توبہ کی جن کے دل میں شبہ تھا اور اپنے خیال بد سے توبہ کی۔

ملّا بدرالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

خواجہ محمد اشرف کابلی کے شکوک کا ازالہ حضرات القدس میں تحریر فرماتے ہیں کہ ان شبہ والوں لوگوں میں سے خواجہ محمد اشرف کابلی بھی تھے۔ لیکن جس مجلس میں جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے تھے۔ خواجہ صاحب موجود نہ تھے۔ بلکہ ابھی تک مرید بھی نہ ہوئے تھے۔ صرف مرید ہونے کا ارادہ رکھتے تھے۔ جب انہوں نے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکون و مزور ہونے کی خبر سُنی۔ تو دل میں شبہ سا پیدا ہوگیا۔

خواجہ صاحب مذکور فرماتے

جناب سرور کائنات کی زیارت کا ذریعہ ہیں کہ ایک رات میں حضرت

قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جناب میں واپس آنے کے لئے استخارہ کیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت وسیع جنگل ہے جس میں لوگ ایک بزرگ کی زیارت کے لیئے دوڑتے جارہے ہیں۔ میں بھی بڑے شوق سے اس طرف متوجہ ہوا۔ ایک مجمع میں جو شامل ہوا۔ تو ان سے پوچھا کہ تم کس بزرگ کی زیارت کے لیئے جارہے ہو۔ ایک نے کہا۔ او بے خبر! یہاں حضرت رسالت پناہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم تشریف فرما ہیں۔ یہ خوشکن خبر سُن کر میرا شوق پہلے کی نسبت بدرجہا بڑھ گیا۔ میں نے بہت جلدی اپنے آپ کو اس مجمع میں پہنچایا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ ایک حلقہ بنائے کھڑے ہیں۔ جب ایک حلقہ پورا ہوچکا تو دوسرا شروع ہوا۔ میں بڑی کوشش سے پہلے دوسرے حلقہ میں اور بعد ازاں پہلے حلقہ میں شامل ہوا۔ اتنے میں خلقت کا ہجوم بکثرت بڑھتا گیا۔ چنانچہ تیسرا حلقہ بھی پورا ہوگیا۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ کسی نیک مرد سے تحقیق کرلینا چاہیئے تاکہ اطمینان ہوجائے۔ پھر ان لوگوں سے میں نے پوچھا کہ تم کس کی زیارت کے لیئے آئے ہو۔ اور یہ مردِ خدا کون ہے۔ سب نے کہا کہ جناب سرورِ کائنات صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلّم ہیں۔ اب تو شوق کی کوئی انتہا نہ رہی۔ میں بہ سبب اپنی پست قامتی کے انگوٹھوں کے بل کھڑا ہوا۔ جب میری نگاہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے جمال پُرکمال پر پڑی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ تو حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میں نے لوگوں کو کہا کہ یہ تو حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں تم تو کہتے تھے کہ حضرت ختم المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم ہیں۔ ان سب نے متفق ہوکر کہا کہ نہیں یہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم ہیں۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ میں بے ہوش ہوگیا۔ جب ہوش میں آیا تو بے اختیار رونے لگا۔ پھر میں حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سعادت و ارادت سے مشرف ہوا۔

میرک شیخ کا مرید ہونا

اس سال میرک شیخ جو اپنے وقت کے جید علماء اور بزرگ مشائخ میں شمار ہوتے تھے[1] حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ شاہزادہ داراشکوہ سفینۃ الاولیاء میں لکھتا ہے کہ میرے علامہ و فہامہ میرے ارشاد و استاد فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں مرید ہونے کے ارادے سے حاضر ہوا۔ تو میرے دل میں تین خیال آئے۔ اور ٹھان لی کہ اگر تینوں کا جواب شافی انہ خود دیں گے تو مرید ہو جاؤں گا۔ اوّل یہ کہ میرے باپ اور دادا کا نام بتائیں۔ دوسرے آپکے کلام میں جو ایک مقام پر مجھے مشکل پیش آئی ہے اُسے حل کریں۔ تیسرے خواجہ خاوند محمود خواجہ زادہ نقشبندی کے حالات بتائیں۔

الغرض جب میں حضور مجدد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ آؤ میرک شیخ ابن فلاں بن فلاں۔ جب میں بیٹھا تو اس مشکل مقام کا حل فرمایا۔ جب میں اُٹھا تو خیال آیا کہ تیسری بات رہ گئی۔ یہ خیال آتے ہی حضرت مجدد نے فرمایا کہ خواجہ خاوند محمود خواجہ زادہ ہیں۔ اور انہیں جذبہ موروثی حاصل ہیں۔ پھر میں بڑے اعتقاد اور خلوص نیت سے حضرت مجدد کا مرید ہو گیا۔ اور علم باطنی سے نہایت عجیب و غریب باتیں مشاہدہ کیں۔

---

[1] میرک شیخ ہروی ایران کے ان علماء کے قافلہ کے ساتھ آئے جو مغلیہ دربار کی علم نوازی پر شہرت پاکر برصغیر میں آگئے تھے۔ وہ قاضی محمد اسلم کے بھتیجے تھے۔ ان دنوں لاہور میں ملا عبد السلام کا درس شباب پر تھا۔ انکی شہرت دور عظمت دنیائے اسلام کے گوشے گوشے تک پہنچی ہوئی تھی۔ میرک شیخ اپنے علم و فضل کے باوجود ملا عبد السلام کے مدرسہ میں داخل ہوئے۔ نور جہانگیر نے اپنے بیٹوں کا اتالیق مقرر کیا۔ اسی دوران حضرت مجدد الف ثانی کی مجلس میں حاضر ہو کر چند سوالات پیش کرنے سے پہلے جواب کی خواہش کی جو حسب منشا پوری ہو گئی۔ شاہجہان کے دورِ حکومت میں آپ کو دو ہزاری منصب ملا۔ اورنگ زیب نے آپ کو تمام مملکت کا صدر الصدور مقرر کر دیا۔ آپ ۱۰۷۱ھ ۱۶۶۰ء میں لاہور میں فوت ہوئے۔

(ماخوذ از علمائے کرام و دینی مدرسے از علم الدین سالک مطبوعہ ماہنامہ نقوش۔ لاہور نمبر)

میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مراقبہ کیئے ہوئے تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ تمام مخلوقات کے سر پہ خیمہ تنا ہوا ہے اور تمام خلقت اس خیمہ کے نیچے بیٹھی ہے اور کارکنانِ کارخانہ قدرت بھی وہیں موجود ہیں۔ اس خیمہ کے مرکز پر اور نیچے دو سوراخ تھے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس روزن میں سے دیکھتے ہیں۔ اور دوسرے سوراخ میں سے کارکنان کارخانہ کو اشارہ کرتے ہیں جو آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشارہ کے مطابق کام کرتے ہیں۔ ہر دو فریق کے لئے مختلف معاملات کے لئے ایک ہی اشارہ کفایت کرتا ہے۔ چنانچہ اس اشارے سے اصلی مطلب سمجھ کر طرح طرح کے کام سرانجام دے رہے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت میں شیخ خلیل اللہ بدخشیؒ کا ایک خاص مکتوب

شیخ خلیل اللہ بدخشی کا ایک مکتوب

حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہدایت و ارشاد کی شہرت ولایت بدخشاں تک پہنچی۔ اس ملک کے تمام شہروں میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء پھیل گئے۔ تو ایک رات شیخ خلیل اللہ بدخشی کے بڑے خلیفہ خواجہ عبدالرحمٰن نے "جن کے پاس شیخ خلیل اللہ کا وہ مکتوب موجود تھا۔ جو شیخ صاحب نے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لکھا تھا،" خواب میں دیکھا کہ شیخ خلیل اللہ انہیں فرماتے ہیں کہ جس عزیز کی خاطر میں نے وہ مکتوب لکھا ہے۔ وہ ہندوستان میں مبعوث ہوا ہے۔ (اشارہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کیا) آپ یہ مکتوب اسے پہنچا دیں۔

آپ بیدار ہوئے تو شیخ خلیل اللہ کے ارشاد کے مطابق ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ جب سرہند شریف میں آئے تو اتفاق سے ایسے شخص کے گھر میں اترے جو حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بدترین مخالف تھا۔ خواجہ عبدالرحمٰن نے نیت کی کہ صبح غسل کرکے نیا لباس پہن کر حاضر خدمت ہوں گا۔ عشا کی نماز کے بعد مالک مکان نے پوچھا کہ خواجہ صاحب آپ کس ارادے سے وارد سرہند ہوئے ہیں۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اصلی ارادہ سے مطلع کیا۔ تو اُس بدبخت نے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اہانت آمیز گفتگو شروع کر دی۔ حتیٰ کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے سرہند آنے پر سخت نادم ہوئے۔ اسی اثنا میں حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے گذرے اور اپنے عصا سے اس بدنہاد شخص کا بند بند جدا کر دیا۔ اور پھر تشریف لے گئے۔

خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ یہ حالت دیکھ کر مارے ڈر کے کانپ اُٹھے اور جو کچھ دل میں خیال پیدا ہوا تھا۔ اس سے توبہ کی اور نہایت عاجزی سے التجا کی کہ یا شیخ الاولیائے امت آپ کی تجدید الف و قیومیت تو مجھے اچھی طرح تحقیق ہو چکی۔ لیکن اب اس معاملہ میں مجھے ملزم گردانا جائے گا۔ اس لئے التجا ہے کہ پھر اس شخص کو زندہ کر دیں۔ تاکہ اس بلا سے میری رہائی ہو۔ اتنے میں پھر آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہوئے۔ اور اسے عصا مار کر فرمایا۔ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ وہ فضل الٰہی سے زندہ ہو گیا۔ زندہ ہوتے ہی پھر اس نے آنجناب کی توہین شروع کر دی۔ میں نے کہا۔ اے بدبخت! اسی خاطر تو آنجناب نے آکر تجھے ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ اور جب میں نے بہت منت و سماجت کی۔ تو تجھے دوبارہ زندہ کیا۔ اب بھی تو اپنے عقیدے سے باز نہیں آتا۔ اس نے کہا اس سے ایسی ایسی باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ تو خواجہ صاحب نے اسی وقت اس مکان سے نکل کر ایک مسجد میں رات بسر کی۔ اور صبح غسل کرکے نئے کپڑے پہن کر حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا۔" ما مضی فی اللیل لم یذکر فی النہار" رات کے واقعہ کو دن کے وقت کسی سے بیان نہ کرنا۔

پھر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ خلیل اللہ علیہ الرحمۃ کے مکتوب کو پڑھا جس کا مضمون یہ تھا۔" کہ مجھے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید و قیومیت کا یقین ہے اور یہ کہ میرے حق میں دعائے خاص اور توجہ مرحمت فرمائیں۔"

حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مکتوب کو پڑھ کر فاتحہ طویل کے بعد پوری پوری توجہ شیخ کے حق میں کی۔ اور اس سے فارغ ہو کر فرمایا۔ کہ شیخ خلیل اللہ امت کے بڑے مشائخ سے معلوم ہوتے ہیں۔

شیخ بلخی کا بیعت ہونا

اسی سال ایک شیخ بلخی جو اپنے زمانے کے مشائخ اکابر سے تھے۔ حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہوئے۔

ملّا بدر الدّین حضرات القدس میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس شیخ بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مرید ہونے کا حسب ذیل سبب مجھے بتایا۔ اس نے کہا کہ ایک رات تہجد کی نماز کے بعد خواجہ محمد زاہد بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ۔ خلیفہ صدر الدّین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رُوح پُر فتوح کی طرف توجہ کی۔ (خلیفہ صدر الدین مدّت تک مشیخیت کی مسند پر سلسلہ کبرویہ میں اہل روحانیت کی راہبری کرتے رہے۔ اور میرے والد بزرگوار نے بچپن میں مجھے اُن کی خدمت میں لے جا کر مرید بنا دیا) اور عرض کی۔" خلیفہ صاحب! آپ اس دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں اور میرا کام تاحال اسی طرح اُدھورا ہے تکمیل کو نہیں پہنچا۔ لوگ مجھے شیخ سمجھ کر مرید ہونے کے لئے آتے ہیں۔ اب آپ کسی ایسے بزرگ کا پتہ دیں جو اس زمانے میں سب سے افضل ہو۔" اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ خلیفہ صاحب کھڑے فرماتے ہیں۔ کہ ہم تجھے حضرت شیخ احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں

بھیجتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس وقت اولیائے امت میں سب سے افضل ہیں۔ صبح میں بڑے شوق سے قطب الاقطاب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور مجھے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی حاضری میں ہی قبول فرما لیا۔

تبع رضی اللہ عنہ کا واقعہ

شیخ بلخی کے واقعہ سے ملتا جلتا یہ واقعہ بھی سامنے رہے۔ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے تبع نام کا ایک بادشاہ عدالت اور صلاحیت میں بے نظیر تھا۔ بنی اسرائیل کے چار سو علماء ہمیشہ اس کی مجلس میں حاضر رہتے۔ اتفاقاً بادشاہ مدینہ کے نخلستان سے گذرا۔ جو علماء اس کے ساتھ تھے انہوں نے بادشاہ سے کہا کہ ہم اس نخلستان میں ٹھہرتے ہیں اس نے ٹھہرنے کا سبب پوچھا۔ تو انہوں نے کہا کہ آسمانی کتابوں سے معلوم ہوا ہے کہ جناب پیغمبر آخرالزمان صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت اسی نخلستان میں ہوگی۔ یہ سن کر وہ نہایت خوش و خرم ہوا۔ اور آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بڑے از نیازمندی ایک خط لکھ کر ان علماء کے سردار شامول کو دیا۔ کہ جس طرح مناسب سمجھو میرا یہ خط اس آفتاب رسالت کو پہنچا دینا۔ شامول نے اپنی اولاد کو وصیت کی۔ کہ یہ خط حفاظت سے رکھو۔ جب وہ آفتاب نبوت طلوع کرے۔ تو یہ اسے پہنچا دینا۔ چنانچہ وہ خط حضرت ابوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس امانتاً پہنچا۔ انہوں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خط پڑھ کر اس تبع کے حق میں بہت بہت دعائیں دیں۔ اور فرمایا کہ تبع یا نبی تھا یا اپنے وقت کے اولیاء میں سے سب سے بلند مرتبہ تھا۔

حضرت مجدّد الفِ ثانی سے مختلف سلاسِل کے مشائخ کا ایک مباہلہ

منکرینِ قیومیّت سے اعلانِ مباہلہ

جب لوگوں نے حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نادرہ کمالات مثلاً تجدید الف، قیومیت، طینت اور اصالت وغیرہ سنے۔ تو جن کی عقل رسا اور طبیعت رسا تھی۔ انہوں نے توان کمالات کو بلا تامل قبول کیا اور حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید بن گئے۔ لیکن جو لوگ عقل معاد سے بہرہ ور نہ تھے۔ وہ نہ صرف منکر ہوئے بلکہ آنجناب کی اہانت اور خفت کے درپے ہو گئے[1] اور کہا کہ اگر وہ فی الواقع قیوم اور مجدّد الف ہیں تو

---

[1] حضرت مجدّد الف ثانی کو صرف اکبری دَور کے امراء اور ارکین کی بالادستیوں کا مقابلہ ہی نہیں کرنا پڑا تھا بلکہ سارے ہندوستان میں پھیلے ہوئے جاہل صوفیاء اور درباری علماء (جنہیں آپ نے علماءِ سوٗ قرار دیا تھا) نے بھی آپ کے خلاف بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے پہلے مسلم معاشرے میں اپنی بے ہودہ حرکات اور تاویلات سے بگاڑ پیدا کیا۔ پھر اکبر کی جہالت سے فائدہ اٹھا کر دربار تک رسائی حاصل کر کے حضرت مجدّد کی دعوت عزیمت کے خلاف مشورے دینے لگے۔ پروفیسر محمد اسلم صاحب سربراہ شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی نے اپنی کتاب "دینِ الٰہی اور اس کا پس منظر" میں ایسے لوگوں پہ ایک محققانہ تبصرہ کیا ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ ایسے علماءِ سوٗ کا ایک خاصہ طبقہ حضرت مجدّد کے خلاف اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔ ان میں

ہمیں ایسی علامت دکھائیں جو پہلے زمانے میں پیغمبر دکھاتے آئے ہیں۔ جب ان لوگوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) ایک شخص حاجی ابراہیم سرہندی تھے۔ جو ایک منہ زور مناظر تھے۔ وہ اکبری عبادت خانہ میں علماء دین کو بے عزت کرتا۔ ابوالفضل اور فیضی کی شہ پہ ہر ایک کی ٹانگ کھینچتا۔ اس نے پہلے تو ملاّ عبدالنبی اور مخدوم الملک جیسے علماء کو دربار سے رسوا کر کے نکلوا دیا۔ پھر مساجد اور درسگاہوں میں پہنچ کر علماء حق کو للکارنے لگا تھا۔ سلمان خواجہ جو اکبر کا میر حجاج تھا علماء سوء میں بڑا اہم کردار ادا کرتا تھا۔ میران صدر جہاں اکبر کے دین الٰہی کا ترجمان بن کر سامنے آیا۔ یہ لوگ اکبر کے آخری دور تک دندناتے رہے۔ مگر جب مبارک فیضی۔ ابوالفضل حکیم ابوالفتح جیسے اساطین دین الٰہی گر گئے۔ اور حضرت مجدد کے عقید تمند قلیچ خاں شیخ فرید بخاری خانِ خاناں جیسے راسخ العقیدہ امراء برسرِ اقتدار آئے۔ میراں صدر جہاں کی آنکھیں کھلیں اور تائب ہو کر حضرت مجدّد کے حلقہ میں چلے آئے۔ ملا شیری لاہوری ان علماء سوء میں کسی سے پیچھے نہیں تھے۔ قاضی زادہ عبدالحی نے اپنی تاویلات سے اسلام کو بازیچۂ اطفال بنا دیا تھا۔ ملا عبدالقادر بدایونی نے ایسے علماء دربار اور علماء سوء کا نقشہ کھینچا ہے۔ کہ یہ بدبخت شراب پیتے، زنا سے نہ رکتے حتیٰ کہ سارے معاشرے کو شرابی اور زانی بنانے میں اہم کردار ادا کرتے۔ خواجہ اسماعیل جو شیخ الاسلام کا پوتا تھا شراب میں دھت مر گیا۔ قاضی عبدالسمیع گز بھر لمبی داڑھی رکھے شطرنج کا استاد تھا۔ بدایونی نے شیخ تاج دہلوی جو تاج العارفین کے نام سے شہرت رکھتے تھے کے مکروہ کردار پہ روشنی ڈالی ہے۔ یہ شخص اکبر کی خلوت گاہ میں جاکر اسے گمراہ کیا کرتا تھا۔ حاجی ابراہیم سرہندی نے اکبر کو شرعی حیلے سے ڈاڑھی منڈوانے کا فتویٰ لاکر دیا اور حدیث پیش کی کہ جنت میں کسی کی داڑھی نہ ہوگی۔ ان مقامی علماء سوء کے علاوہ ایران کے شیعہ علماء ابوالفضل اور فیضی کی انگیخت پہ ہندوستان پہنچنے شروع ہو گئے۔ ملا یزدی دربار میں پہنچا تو شیعہ قباحتیں ساتھ لایا۔ علماء حق کو دربار سے نکلتے دیکھ کر کئی بدکردار لوگ صوفیا کے لباس میں قرب سلطانی سے مالا مال ہونے لگے۔ ان میں ہر مذہب اور فرقہ کا یاوہ گو چلا آتا تھا۔ شیخ قطب جلیسری نامی ایک مجذوب پادریوں کے سامنے آڈٹے۔ ایسے علماء اور بدخود غلط صوفیاء کو حضرت مجدّد

کی واہیات باتیں حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سُنیں۔ تو فرمایا کہ جو لوگ یہ باتیں کرتے ہیں۔ انہیں کہدو کہ اگر تمہارے دل میں مَیل ہے تو آؤ مباہلہ کرلو۔ اگر ہم اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو اس شہر پر غضب الٰہی نازل ہوگا۔" مباہلہ اسے کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے زمانے سے قبل یہ دستور تھا کہ جب کوئی نبی نبوّت کا دعویٰ کرتا اور لوگ اس کی نبوّت کے منکر ہوتے۔ تو وہ نبی اُن سے کسی مقرّرہ مقام پہ اپنے اپنے اہل و عیال سمیت آکر طہارت کرکے بارگاہِ الٰہی میں ایک دوسرے کے لئے دعائے غضب کرتا چونکہ نبی اپنے دعوٰے میں سچا ہوتا تھا۔ ان لوگوں پر عذاب الٰہی نازل ہوتا۔ اس طرح اکٹھے ہوکر دعائے غضب مانگنے کو مباہلہ کہتے ہیں۔" جب ان معاندین نے حضرت مجدد کی طرف سے سنا۔ کہ آنجناب مباہلہ کے لئے تیار ہیں۔ تو اپنا مجمع بنایا اور اتفاق رائے سے یہ قرار پایا کہ مباہلہ تو نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ گمان غالب ہے کہ اس مرد خدا اور اس کے فرزندوں کی دعا حق تعالےٰ رد نہیں کرے گا۔ بالضرور اس شہر پہ بلائے عظیم کیا بلکہ اعظم نازل ہوگی۔ البتہ کسی ایسی علامت کی درخواست کریں۔ جو ناممکن ہو چنانچہ ان میں سے ایک معتبر شخص آگے بڑھا اور حضرت سے درخواست کی کہ اگر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ ہوکر ہمارے سامنے آئیں۔ اور آپ کی تجدید الف اور قیومیّت کا اقرار کریں۔ تو ہم آپ کی تجدید الف اور قیومیّت پر ایمان لے آئیں گے جب اس قسم کی درخواست حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ہوئی۔ تو فرمایا کہ جس بات کو وہ لوگ محال سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ آسان کر دے گا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علماء سُو اور لصوص الدین" قرار دیا تھا آپ نے اعلان کیا۔" ہر فسادے کہ پیدا شُد از شومی علماء سوء بظہور آمدہ۔ مطلب ایشاں حب جاہ و ریاست۔ و منزلت نزد خلق است۔" یہ لوگ حضرت مجددؒ کے منکر بھی تھے اور اسلام سے برگشتہ بھی تھے۔

جان محمد جالندھری کا مشاہدہ

اسی اثنا میں ایک شخص جان محمد نامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جالندھر سے آکر حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلسلہ قادریہ میں مرید ہوا تھا۔ اور صبح شام حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ کہ ایک گھڑی بھر بھی جدا نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ جب حضور محل کے اندر تشریف فرما ہوتے تو وہ باہر دروازے پر دست بستہ کھڑا رہتا۔

ملا بدرالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرات القدس میں جان محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذکور کی زبانی نقل کرتے ہیں۔ کہ ایک روز میں شام سے پہلے ہی دروازہ پر کھڑا ہوا تھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا کہ میں ایک کام بتاتا ہوں۔ کیا کر سکو گے میں نے عرض کیا۔ کہ میرے والدین آپ پر قربان جائیں۔ کیوں نہ کر سکوں گا۔ حضرت مجدد نے مجھے ایک اخروٹ دے کر فرمایا۔ کہ حافظ رحمت کے باغ میں چند ایک درویش ٹھہرے ہوئے ہیں۔ ان کے پاس جاؤ۔ ان میں ایک درویش جن کے چہرے پر چیچک کے داغ ہیں اسے ہمارا سلام کہنا اور یہ اخروٹ دے کر بُلا لانا۔ میں حسب الارشاد باغ میں گیا۔ تو دیکھا کہ چند قلندر بیٹھے ہیں۔ ان سے تھوڑے فاصلے پر ایک درویش بیٹھا تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو پوچھا کہ کیا تمہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے پاس بھیجا ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ پھر اخروٹ میں نے اُسے دیا۔ اور حضرت مجدد کا سلام عرض کیا۔ اس نے کہا۔ مجھے آنجناب نے بُلایا ہے۔ اٹھ کر میرے ساتھ ہو لیا۔ حضور اس وقت محراب میں بیٹھے تھے۔ وہ آکر دوسری طرف بیٹھ گیا۔ اتنے میں حضور نے مجھے اشارہ کیا کہ قہوہ لاؤ۔ میں دوڑ کر وہاں گیا۔ جہاں قہوہ پکا رہے تھے۔ پیالہ لے کر آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنجناب نے فرمایا کہ ان کے پاس لے جاؤ۔ جب میں ادھر گیا۔ تو دیکھا کہ وہ شخص بھی آنجناب کی صورت کا ہو گیا ہے۔ اس نے کہا کہ اسے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے جاؤ۔ جب ادھر نگاہ کی

تو دیکھا۔ کہ ادھر بھی حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہیں۔

قطب شمالی میں حضرت غوث الاعظم کی جلوہ فرمائی

اس درویش نے پہلے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میرا حال پوچھا۔ آنجناب نے فرمایا کہ فلاں شخص کا بیٹا ہے۔ اس درویش نے کہا۔ اس کا باپ میرا آشنا تھا۔ اسے آپ نے کس سلسلہ میں مرید کیا ہے۔ آنجناب نے فرمایا۔ سلسلہ قادریہ میں۔ اس نے کہا میں اس بات کی سفارش کرتا ہوں کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی ملاقات کراؤ۔ علاوہ ازیں یہ بات منکروں کے لئے دلیل ہو جائے گی۔ (جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے)۔ اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر لوٹا اور چند ڈھیلے مجھ سے طلب فرمائے اور بیت الخلا جا کر وہاں سے فارغ ہو کر تازہ وضو فرمایا اور مجھے پاس بلا کر فرمایا۔ کہ جان محمد! کیا قطب تارے کو پہچانتے ہو۔ کیا یہی ہے (اشارہ قطب کی طرف کیا) پھر فرمایا کہ غور سے دیکھو۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ستارہ آہستہ آہستہ سُرخ ہونے لگا اور بڑھنے لگا۔ اور حرکت کر رہا ہے۔ بعد ازاں وہ ستارہ پھٹا چنانچہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ان کے درمیان میں سے ایک شخص نزدہ سیاہ پوش نکلا۔ اور فی الفور ایک لمحہ کے اندر ہمارے سامنے آکھڑا ہوا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ ان کی خدمت بجا لاؤ۔ اور سلام پیش کرو۔ یہی حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میں نے حسب الارشاد حضرت عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں سر جھکا دیا۔ اس موقعہ پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ستر مخالف حاضر تھے اور یہ باتیں سُن رہے تھے۔ اور واقعہ دیکھ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر سب کے سب حیران رہ گئے۔ بعد ازاں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بآواز بلند اعلان فرمایا۔ کہ جو کچھ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اُسے قبول کر لو۔ کیونکہ دین و دنیا کی بہتری اسی میں ہے۔ اور

یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولیائے امت سے افضل ہیں۔ ان کا منکر ہونا ایمان کے چھن جانے کا موجب ہے۔ جو شخص اپنے ایمان کی سلامتی کا خواہاں ہے وہ حضور کے تمام کمالات کو تہ دل سے قبول کرے۔ تمام اہلِ مجلس نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس نصیحت کو اپنے کانوں سے سُنا۔ اور آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جمال مبارک کو ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ یہ نصیحت کر کے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رخصت ہو کر قطب تارے کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور پھر اس میں غائب ہو گئے۔ اور قطب تارہ اپنی اصلی حالت پہ آگیا۔

جناب غوث پاک کی تشریف آوری کی تصدیق میں نے اس روایت کو بار ہا حضرت خلیفۃ اللہ قیوم رابعہ سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان گوہر فشاں سے سُنا۔ انہوں نے حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بذاتِ خود اس مجلس میں موجود تھے۔ شہر بھر میں جتنے منکر موجود تھے۔ سب نے توبہ کی اور آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہو گئے۔

سلاسل تصوف کے نگرانوں پر تصرف حضرت خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاءؒ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جس عزیز کو حاجی محمد علیہ الرحمۃ باغ سے لایا تھا۔ وہ سلسلہ قادریہ کا اس وقت کا نگرانِ اعلیٰ تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر اپنا تصرف کیا۔ بعد ازاں حضرت بیشتر کلمہ بلا کمہ اپنی تجدید الف اور قیومیت کا اقرار کرا دیا۔ باقی فقراء جو اس باغ میں بیٹھے تھے سب کے سب مشائخ امت کے مختلف سلسلوں کے نگران تھے۔ بعد ازاں

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سب کو بلا کر ہر ایک پر اپنا تصرف کیا۔ صبح کے قریب اس ہنگامے سے فارغ ہوئے۔ اور یہ معاملہ ۱۰۲۱ھ ہجری کے ماہ ذی الحجہ کی نویں تاریخ جمعہ کی رات کو طے ہوا۔

حضرت خواجہ محمد معصوم کو قطبیت کی خوشخبری

اسی سال حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قطبیت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔

اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ جب میری عمر چودہ سال کی تھی۔ تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں "کہ میرے بدن سے ایک نور نکلا ہے جس سے تمام جہان منور ہو گیا ہے اور وہ نور تمام جہان کے ذرّے ذرّے میں دھنس گیا ہے اور وہ نور آفتاب کی طرح ہے اگر وہ نور جاتا رہے تو جہان میں اندھیرا پھیل جائے"۔

جب مَیں نے یہ خواب حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اشرف میں عرض کیا۔ تو فرمایا۔ کہ تم اپنے وقت کے قطب ہو گے۔ میری اس بات کو یاد رکھنا۔

سے چنیں گفت آں احمدِ نامدار ... کہ اے ثانیئے من دریں روزگار
تو آخر چو من قطب دوراں شوی ... ز من ایں حکایت بیاد آوری
دریں لوح یک حرف نہ گذاشتی ... ہمہ آنچہ بہادم تو بردا شتی [1]

---

[1] ترجمہ: حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی نے فرمایا۔ تم اس زمانے میں میرے ثانی (جانشین) ہوں گے اور زمانے کے قطب قرار پاؤ گے۔ میری طرف سے یہ خوشخبری ہے۔ مَیں نے لوح محفوظ کے وہ تمام مقامات جو تمہاری قسمت میں تھے۔ عطا کر دیئے ہیں۔

حضرت مجدّد الف ثانی کی خدمت میں مولانا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ کی حاضری اور ارادت

سلسلہ مجدّدیہ کی مغفرت تامہ

اس سال حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوشخبری دی گئی۔ کہ آپکے سلسلے سے قیامت تک جتنے لوگ وابستہ ہوں گے سب بخشے جائیں گے اور پھر اس کے اظہار کے لئے بھی آنجناب مامور ہوئے۔

حضرت مجدّد اپنے رسالہ "مبداء و معاد" میں تحریر فرماتے ہیں۔" وَاَمَّا بِنِعۡمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ" اپنے پروردگار کی عنایت کردہ نعمتوں کا اوروں سے بھی بیان کرو۔" ایک روز یہ فقیر (حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنے یاروں کے ایک مجمع میں بیٹھا تھا۔ اور اپنی خرابیوں پر اس قدر نگران تھا۔ اور یہ دید اس قدر غالب آئی کہ اس وضع موجودہ سے اپنے آپ کو بالکل بے مناسب پایا۔ اسی اثنا میں "من تواضع للّٰہ رفعہ اللّٰہ" جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر تواضع کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا مرتبہ بلند کر دیا۔" کے مطابق اس دور افتادہ کو خاک ندامت سے اٹھایا گیا اور یہ آواز آئی۔ غفرت لك ولمن توسل بك الی بوسط او بوسط بغير الی یوم القیٰمۃ۔" ہم نے قیامت تک تمہیں اور نیز ہر اس شخص کو جس نے تمہیں وسیلہ بنایا خواہ واسطہ سے خواہ واسطہ کے بغیر بخش دیا۔" اور بار بار یہی فرمایا۔ حتےٰ کہ شک و شبہ کی گنجائش نہ رہی۔ پھر حکم دیا۔ کہ

احسن واقعہ کو لوگوں پر بھی ظاہر کر دو۔ ؎

اگر بادشاہ بر سر پیرہ زن بیا رو توائے خواجہ سلبت بکن

اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ۔ " بے شک تیرے پروردگار کی بخشش بہت وسیع ہے۔"

حضرت ملا عبد الحکیم سیالکوٹی حاضرِ خدمت ہو کر مرید ہوتے ہیں

اسی سال مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی جو علمائے وقت کے بادشاہ اور تصانیف عالیہ کے مالک تھے۔ اور جنہوں نے ہر علم میں کوئی نہ کوئی کتاب ضرور تصنیف کی ہے جسے طالب علم تحصیل علم کے آخری درجہ میں پڑھتے ہیں۔ اور جنہوں نے اکثر علمی اور تدریسی کتابیں لکھیں اور شرح کی۔ جس سے دینی طلباء فوائد کثیر حاصل کرتے ہیں۔ بلکہ آپ کی شرح اور حواشی کے بغیر کوئی کتاب حل نہیں ہو سکتی۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔

ملا سیالکوٹی کے مرید ہونے کا واقعہ یوں ہے کہ مولوی صاحب کا ایک شاگرد تمام شاگردوں سے لائق اور ذکی اور ذہین تھا۔ اس کی طبیعت ایسی رسا تھی۔ کہ مولوی صاحب کے دوسرے شاگرد اس سے لگا نہیں کھاتے تھے۔ مولوی صاحب کو اس سے بڑا ہی پیار تھا۔ اتفاقاً وہ چند روز سبق کے لئے نہ آیا۔ تو مولوی صاحب نے کسی کے ہاتھ بلوا بھیجا۔ جب حاضر خدمت ہوا اور مولوی صاحب نے نہ آنے کی وجہ پوچھی۔ تو عرض کی۔ کہ چند ورق میرے ہاتھ لگے ہیں۔ ان کے مطالعہ میں مستغرق ہو گیا تھا۔ انہیں چھوڑ کر کسی اور کتاب کے مطالعہ کو جی نہیں چاہتا تھا۔ پھر وہ ورق بغل سے نکال کر مولوی صاحب کو دے بیٹھے۔ جب آپ نے ان اوراق کا مطالعہ کیا۔ تو ایسا کلام پایا۔ جس کے علوم و معارف بالکل نئے تر و تازہ زیبا اور شریعت غرا کے عین مطابق تھے۔ یہ دیکھ کر مولوی عبد الحکیم حیران رہ گئے۔ کہ یہ کس بزرگ کا کلام ہے۔ ایک شخص تھے جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام مبارک

سے مشرف ہو چکا تھا اور اس وقت مولانا کی اس مجلس میں موجود تھا۔ کہا کہ یہ کلام تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ مولانا عبد الحکیم ایک ہی نظر میں حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوم و معارف کے مطالعہ سے آپ کے کمالات علمیہ اور روحانیہ کے معتقد ہو گئے۔

اسی اثنا میں ایک رات مولانا عبد الحکیم صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے مولانا کو فرمایا۔ قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون "تم صرف اللہ تعالیٰ کہو، چھوڑ دے انہیں اپنی خوض میں کھیلنے دے۔"

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرماتے ہی مولوی صاحب کا سینہ منور ہو گیا اور دل ذکر کرنے لگا۔ بلکہ ذکرِ الٰہی نے سارے بدن میں اثر کیا۔ مولوی صاحب پر عجب حالت طاری ہو گئی۔ جب بیدار ہوئے تو اپنے دل کو ذاکر پایا۔ اور حالت مذکور کا اپنے آپ میں مشاہدہ کیا۔ اسی وقت نیاز مندی اور دعا و توجہ کی التماس کے لئے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی اور لوگوں کو کہنے لگے۔ آج سے میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اویسی ہوں۔ پھر چند روز بعد حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ آپ نے تجدید الف کے اثبات میں ایک رسالہ مسمی بہ "دلائل التجدید" لکھا ہے واقعی اس میں نہایت ہی قوی دلائل و براہین بیان کئے ہیں[1]۔

---

[1] حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ناقدین اور مصنفین نے آپ کے تجدیدی کارناموں اور دعویٰ مجددیت کو حقائق کی روشنی میں دیکھتے ہوئے اسے دنیائے اسلام کی ایک اہم فکری تحریک قرار دیا ہے۔ یہ تحریک محض ایک فلسفہ ہی نہ تھی۔ بلکہ اسلام کی روحانیت کے تمام کمالات کو لے کر ابھری تھی۔ اس

(اگلے صفحہ پہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) کے اثرات نہ صرف مغل دربار کی غیر اسلامی رسومات پر پڑے بلکہ اس وقت کی ساری اسلامی دنیا نے اس کا اثر قبول کیا۔ اور کافی حد تک آج کی یہ اسلامی دنیا بھی اس تحریک سے اثر ہے۔ یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ برصغیر میں اسلام صوفیاء اسلام کی بدولت آیا۔ پھر اسے علماء کرام نے ایک علمی اور منطقی قوت بخشی۔ مگر ایک وقت آیا کہ علماء دربار لالچ میں گرفتار ہو گئے۔ اور صوفیاء کی مسندوں پر جہالت اور رسومات نے قبضہ کر لیا۔ اس طرح عام مسلمانوں نے احکام شریعت کی اتباع کی بجائے دولت اور خوشامد کو اپنا قبلہ و کعبہ بنا لیا۔ جاہل صوفیاء شرعی مسائل کا مذاق اڑانے لگے اور شریعت کو ایک موروثی نقل قرار دے کر تصوّف کو ایک اعلیٰ مقام ملنے لگا۔ ان کے ہاں ابن عربی کا فلسفہ وحدت الوجود اس انداز سے اپنایا جانے لگا۔ کہ نصوص قرآنیہ کے مقابلہ میں فتوحات مکیہ کی فصوص ہی مشعلِ راہ بننے لگیں نبوت کے کمالات کے لئے ظلی اور بروزی اصطلاحات گھڑی گئیں۔ بعض صوفیاء نے تو ولایت کو نبوّت سے اعلیٰ قرار دے دیا۔ وحدت الوجود اور ہمہ اوست کے نظریات کو ادیان و ملل کے اتحاد کا ذریعہ بنا لیا گیا۔ ایسے صوفیاء کے پیچھے اہل علم کا ایک طبقہ موجود تھا۔ ملّا عبداللہ سلطان پوری (جو ہمایوں کے عہد حکومت میں مخدوم الملک تھے اور شیر شاہ سوری کے دَور میں شیخ الاسلام تھے) جیسے علماء اپنے گھروں میں سونے کے انبار رکھ کر بھی کئی شرعی حیلوں سے زکوٰۃ کی ادائیگی سے بچ جاتے تھے۔ اس طرح مولانا زکریا اجودھنی نے بادشاہِ وقت کو سجدہ کرنے کا فتویٰ دے دیا تھا۔ بعض علماء نے اکبر کو یہاں تک باور کرا دیا تھا۔ کہ ایک ہزار سال کے بعد دینِ اسلام میں نہ قوت رہتی ہے نہ وہ قابلِ عمل رہتا ہے۔ ایسے خیالات کو ایران سے درآمد شدہ ان شیعہ علماء اور مجتہدین نے عام کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ جو اکبر کی دعوتِ عام پر برصغیر میں آ پہنچے تھے مسلمانوں کی اس حالت نے ہندو بھگتی تحریک کو پرورش پانے کا موقعہ دیا۔ جو رحیم اور رام کو ایک ہی ذات خیال کرتے تھے۔

یہ تھے وہ حالات جنہوں نے حضرت مجدّد الف ثانی کو اسلام کے احیاء اور تجدید پہ آمادہ کیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) آپ آگے بڑھ گئے۔ اور اعلان کر دیا کہ اسلام میں تصوف اور شریعت جدا جدا نہیں ہیں۔ یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ طریقت تو شریعت کے احکام کی اتباع کا ایک ذریعہ ہے شریعت ایک تجربہ ہے طریقت ایک سکون قلب کا ذریعہ ہے۔ آپ نے مزید وضاحت کی۔ کہ حقیقت اور طریقت شریعت محمدیہ علی الصلوٰۃ والتسلیمات کی پہچان کے راستے ہیں۔ ان کے ہاں علم، عمل اور اخلاص سے شریعت مکمل ہوتی ہے۔ آپ کے اس اعلان پر صوفیاء اور علماء کا حقیقت پسند طبقہ آپ کا ہم نوا بن کر آگے بڑھا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ توحید اور رسالت ایک مسلمان کے ایمان کی بنیاد ہیں۔ مگر جاہل صوفیاء کی تعبیروں اور دنیا دار علماء کی تاویلوں نے وحدت الوجود اور ہمہ اوست کے فلسفہ میں ولایت اور نبوت کو یکجا کر کے ولایت کے مقام کو نبوت سے بلند دیکھا جانے لگا۔ حضرت مجدد الف ثانی نے وحدت الوجود کی بجائے وحدت الشہود کو پیش کیا۔ اور اعلان کر دیا کہ ہم ابن عربی کی فتوحات مکیہ کو حضور سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث (فتوحات مدینہ) پر فوقیت نہیں دے سکتے۔ انہوں نے یہ بھی اعلان کیا کہ کوئی ولی خواہ کتنا ہی بلند رتبہ رکھتا ہو۔ کسی نبی کا ہم پایہ نہیں ہو سکتا۔ آپ نے نبوت اور ولایت کے مقامات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے اعلان کیا کہ صحابہ کرام تصوف اور شریعت کے علمبردار تھے۔ ولی اللہ خواہ کتنا بلند پرواز ہو وہ حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی (خواہ اس نے حضور کو ایک بار ہی دیکھا ہو) کے ہم پایہ نہیں ہو سکتا۔

آپ نے ایک ہزار سال کے بعد اسلام کے زوال کی شرارت آمیز افواہ کے جواب میں فرمایا۔ کہ اگر یہ بات درست ہے تو میں اسلام کے آغاز سے ایک ہزار سال کے بعد وہ مجدد ہوں جو اسلام کی قوت کے لئے جان تک کو قربان کر دوں گا۔ آپ نے فرمایا۔ اسلام اور کفر کبھی ایک نہیں ہو سکتے۔ لوگوں نے اسی وجہ سے آپ کو اسلام کی برہنہ شمشیر قرار دیا ہے۔ آپ نے اکبر کے دین الٰہی کے مقابلہ میں محمد عربی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دین اسلام کو سامنے رکھا۔ آپ نے دربار کے اہل ایمان اُمراء کو جمع کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) اکبری کفریات کو جہانگیری دور میں ختم کیا۔ سجدہ کی روایات کو منسوخ کرایا۔ دو سال کی قید کے بعد جب آپ باہر آئے تو لوگوں میں اسلام کی حرارت پیدا ہو چکی تھی۔ آپ نے قید کے خاتمہ پر جہانگیر کی لشکر گاہ میں رہ کر اعیان مملکت اور امراء کو اسلام کی عظمت سے روشناس کیا۔ جہانگیر کی اصلاح کی۔ اور دربار کا رعب ختم کرنے کے بعد جب دوبارہ سرھند آئے تو برصغیر کا نقشہ بدل چکا تھا۔ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت شیخ احمد سرہندی ایک مجدد کی شکل میں کفر کے مقابلہ میں اسلام کا بلند پہاڑ بن کر اپنی خانقاہ میں کھڑے تھے۔ اور جاہل صوفیاء اور بے عمل علماء معاشرے کو تباہ کرنے سے پہلے تباہ ہو چکے تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریک احیائے دین کی کامیابی آپ کی حکمت عملی کا عمدہ نمونہ ہے۔ آپ نے ایک طرف ان ارکان سلطنت کو جو دین سے محبت رکھتے تھے۔ اپنے مکتوبات کے ذریعہ بیدار کیا۔ اور دربار کی ہندو نواز روش کے خلاف اسلام کی برتری کا جذبہ عطا کیا۔ دوسری طرف ہم عصر علماء کرام کو جرأت و ہمت پر آمادہ کیا اور ایک اجتماعی دینی قوت کو منظم کر لیا۔ آپ کے مکتوبات نے جہاں سیاسی اور علمی بیداری پیدا کی۔ وہاں مختلف صوفیا اور مشائخ کو روحانی تربیت کے لئے تیار کیا۔ اس حکمت عملی کا ثمرہ یہ نکلا کہ برصغیر میں ایک اجتماعی قیادت ابھری جو مغل افواج، درباری امراء، با اثر علماء اور روحانی مشائخ پر مشتمل تھی۔ اس اجتماعی قیادت نے اکبر اور جہانگیر کی بدعات کے تمام محلات کی دیواریں ہلا کر رکھ دیں۔ درباری ملا، بیدین امراء اور جاہل صوفیاء اس تحریک کے سامنے بے بس نظر آنے لگے اور ایک وقت آیا کہ جس مغل دربار سے اذان مدارس دینیہ، علماء حق کے خلاف احکام جاری ہوئے تھے اسی دربار کے حکمران حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیمات سے سرشار ہو کر مساجد کی تعمیر، خانقاہوں کی نگہداشت، دینی قوانین کے نفاذ اور غرباء و مساکین کے حقوق کے محافظ بن گئے۔

(فاروقی)

مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کا اپنے علمی انداز میں حضرت مجدد الف ثانی کی مجددیت کا اعلان

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات الاحمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت قیوم اوّل کی مجلس میں تمام مرید حاضر تھے۔ وہاں ذکر چھیڑا کہ آنجناب کی تجدید الف اور قیومیت ہم لوگوں پر تو اظہر من الشمس ہے لیکن اگر کوئی عالم جو علم میں اپنے وقت کا امام ہو۔ اور جن کا قول عوام وخواص کے لیے سند ہو تجدید الف اور قیومیت کا اعلان کرے۔ تو مخالفوں کے لیے قوی دلیل ہو جائے گی۔ یہ ذکر ہوئے ابھی ایک گھڑی گذری تھی کہ تمام اہل مجلس حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت حضور خواب استراحت سے اٹھ کر وضو کرنا چاہتے تھے۔ لیکن نور قیومیت سے وہ ذکر معلوم کر کے ان لوگوں سے پوچھا کہ مولوی عبدالحکیم اس وقت کیسے ہیں۔ سب نے عرض کی کہ آج کل معقول ومنقول میں یکتائے زمانہ ہیں بعد ازاں آنجناب نے فرمایا۔ کہ مولوی صاحب نے میری طرف ایک خط لکھا ہے۔ اسے دیکھو۔ آنجناب کے فرماتے ہی قاصد نے ایک خط آنجناب کو دیا۔ حاضرین نے عرض کی۔ یہ مولانا عبدالحکیم کا خط ہے۔ جب کھول کر پڑھا۔ تو اس میں حضرت مجدد کے بارے میں بہت سے مدحیہ فقرے لکھے تھے۔ ان میں ایک یہ ہے۔ "**امام ربانی محبوب سبحانی مجدد الف ثانی**" رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بعد ازاں اس میں اپنا خواب اور اپنی حالت سب کچھ عرض کی۔ یہ مولوی عبدالحکیم صاحب کا پہلا خط تھا۔ جو آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ارسال کیا۔[1]

---

[1] ملا عبدالحکیم سیالکوٹی اکبری اور جہانگیری دور کے زبردست عالم دین تھے۔ آپ علمی اعتبار یہ علامہ زماں اور شہرت کے لحاظ سے ممتاز عالم دین تھے۔ آپ نے مولانا کمال الدین کشمیری سے اکتساب علم کیا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی کے ہم مکتب ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے کمالات کے معترف

(بقیہ حاشیہ سابقہ سے آگے) اور ثنا خواں تھے۔ آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے حد عقیدت تھی۔ آپ کی دعوت وعزیمت کے پیش نظر ملا عبدالحکیم سیالکوٹی نے آپ کو مجدد الف ثانی کا خطاب دیا۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی کے ہم سبق (دار العلوم ملا کمال کاشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہم عصر اور ہم خیال تھے۔ آپ کے علمی کارنامے حضرت مجدد کی تحریک کو نمایاں کرنے میں بڑے موثر ثابت ہوئے۔ آپ نے حضرت مجدد سے عقیدت اور تعاون کو زندگی کا حصہ بنا لیا تھا۔ آپ حضرت مجدد کے قابل قدر دوست بھی تھے۔ حضرت مجدد نے آپ کو علمی بلندی کے پیش نظر آپ کو "آفتاب پنجاب" کا لقب دیا۔ لاہور اور سیالکوٹ میں علمی مصروفیات سے اٹھ کر وزیر مملکت سعد اللہ کو ساتھ لیا اور سرہند شریف ہوئے اور حضرت مجدد سے بیعت ہوئے۔ تحریک احیائے اسلام کے زبردست موید بنے۔ اور اپنی تمام علمی توانایاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت میں وقف کر دیں۔ اور آپ کی مشہور کتاب" دلائل التجدید" اس نظریہ پہ زبردست تحریر ہے۔ اور آپ کی یہ تائیدی کوششیں حضرت مجدد کی زندگی تک وقف رہیں۔ پھر آپ کی اولاد کے ساتھ بھی آپ ہمیشہ تعاون کرتے رہے۔ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی نے جہانگیر کے عہد حکومت میں سیالکوٹ میں دینی درسیات کا عظیم الشان دار العلوم قائم کیا جس سے ایسے نادر علماء نکلے جو مستقبل میں آسمان علم پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ شاہجہان کے دور اقتدار میں آپ کو دہلی میں طلب کیا گیا۔ انعام و اکرام سے نوازا گیا۔ شاہجہان آپ کے علم و کمال کا یہاں تک معترف تھا کہ حضرت ملا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دو بار چاندی سے تلوا کر چاندی آپ کو بخش دی۔ کئی دیہات سیالکوٹ میں ہی بطور جاگیر آپ کو عطا کر دیئے۔ حضرت مولانا عبدالحکیم نے ساری عمر تعلیم و تدریس میں گذار دی۔ بلند پایہ تصانیف لکھیں۔ اور اہل علم و فضل کی قدر افزائی کی۔ شاہجہان نے آپ کی علمی خدمات کے صلہ میں ایک لاکھ روپیہ ماہانہ وظیفہ مقرر کیا۔ آپ ۱۰۶۷ھ مطابق ۱۶۵۶ء میں سیالکوٹ میں فوت ہوئے اور اسی شہر میں آپ کا مزار بنا۔

(ماخوذ از تذکرہ علماء ہند)

حضرت شیخ حمید قدس سرّہٗ

اسی سال حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نورِ قیومیت سے معلوم کیا کہ اکبر آباد میں ایک شخص کمالاتِ الٰہی کے لیے کامل صاحبِ استعداد شیخ حمید نام رہتا ہے۔ جن کے طفیل سے ہزارہا لوگ گمراہی کے بھنور سے نکل کر ساحلِ ہدایت پر لگیں گے۔ اس واسطے آنجناب عین برکم گرما میں اکبر آباد تشریف لے گئے۔ شیخ حمید کی آمد و رفت اور ملاقات حضرت مجدّد کے مرید مخصوص ملّا عبدالرحمٰن مفتی سے تھی۔ لیکن آنجناب کے بعض مخالفوں کے کہنے سننے سے حضرت مجدّد کی طرف سے شیخ حمید کے دل میں غبار پیدا ہو گیا۔ اور رفتہ رفتہ وہ غبار سخت دشمنی سے تبدیل ہو گیا تھا۔ جب حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملّا عبدالرحمٰن سے شیخ حمید کے حالات دریافت فرمائے۔ تو ملّا نے عرض کیا کہ وہ تو آنجناب کا سخت مخالف ہے۔ اتفاقاً آنجناب کا گذر اس مکان کی گلی سے ہُوا۔ جہاں شیخ حمید رہتے تھے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ حمید کی طرف ایک تیز نگاہ سے دیکھا۔ بعد ازاں شیخ کو باہر بلایا۔ آواز سنتے ہی شیخ حمید کی عداوت خوش اعتقادی اور محبت سے بدل گئی۔ بڑے ادب سے اُٹھ کر آداب قیومیت بجا لایا۔ اور حضرت مجدّد کے رُوبرو دست بستہ کھڑا ہو گیا۔ اس کے کھڑا ہونے ہی آنجناب دولت خانے کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ بھی آپ کے پیچھے پیچھے روانہ ہُوا۔ جب آپ اپنے گھر میں داخل ہوئے۔ تو لوگوں کو سخت تاکید کی۔ کہ شیخ حمید کو اندر نہ آنے دیا۔ شیخ حمید تین دن رات دروازے پر سرنگوں کھڑا رہا۔ انہیں اپنے آپ کی سُدھ بُدھ نہ تھی۔ جب دوسرے احباب نے آنجناب سے اس کی سفارش کی۔ تو فرمایا کہ ابھی اس کے نفس کی رعونت ٹوٹ لینے دو۔ تین روز بعد حضرت مجدّد نے شیخ حمید کو بلا کر ان کے حال پر مہربانی فرمائی۔ اور اسے مرید بنایا۔ تھوڑی مدّت اپنے پاس رکھ کر خلافتِ مطلق سے سرفراز فرما کر بنگال کی طرف جانے کی اجازت عنایت فرمائی۔ رخصت فرمانے وقت حضرت مجدّد نے اپنی نعلین مبارک شیخ حمید

کو عنایت فرمائیں۔ شیخ حمید نے انہیں اپنے دانتوں سے اٹھایا اور جب تک زندہ رہا اور طاقت رہی دانتوں سے اٹھاتا رہا۔ بعد ازاں سر پر باندھ لیا۔ جب آنجناب سے رخصت ہوا۔ تو الٹے پاؤں واپس گیا۔ بلکہ اس شہر سے بھی الٹے پاؤں گیا۔ تاکہ پیٹھ کرنے سے بے ادبی نہ ہو۔

بنگال میں حضرت شیخ حمید نے سلسلہ مجددیہ کی اشاعت کی

حضرت شیخ حمید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بنگال میں شہرت عامہ نصیب ہوئی۔ آج تک شیخ حمید کا طریقہ اس ملک میں رائج ہے۔ اور حضرت مجدّد کے نعلین مبارک آج تک وہاں موجود ہیں۔ وہاں کے اکثر مریض ان نعلین کو پانی میں دھو کر پیتے ہیں۔ جس سے شفائے کلی ان کے نصیب ہوتی ہے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد شیخ حمید نے حضرت قیوم ثانی امام معصوم ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعزیت کے بارے میں ایک خط لکھا۔ اس میں آنجناب کی بہت سی تعریف کے بعد یہ کلمہ لکھا۔ قمثلہ الشیخین ھو احمد بین المحمدین۔ "وہ دو محمدوں کے درمیان ایک احمد ہے۔" یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے مابین میں[1]

---

[1] شیخ حمید بنگالی قدس سرہٗ کے مفصل حالات کے لئے زبدۃ المقامات اور حضرات القدس کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ آپ ان مشائخ میں سے ہیں جنہوں نے حضرت مجدّد الف ثانی کی دعوت عزیمت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ منگل کوٹ بنگال میں پیدا ہوئے۔ علوم دینیہ میں کمال حاصل کیا۔ اور سلوک کی تعلیم کے لئے سیاحت میں نکلے حضرت مجدّد سے بیعت کی اور ایک سال میں سلوک مجددیہ کے مدارج طے کئے۔ حضرت مجدّد کے ارشاد پر بنگال آئے اور ظاہری باطنی علوم کی اشاعت کرنے لگے۔ حضرت مجدّد کے خلیفہ اور مرید خاص تھے۔

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

میر یوسف سمرقندی کا معاملہ

اسی سال میر یوسف سمرقندی علیہ الرحمۃ فوت ہوئے جب حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے تمام مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا۔ توان میں سے ایک میر یوسف بھی تھے۔ رخصت ہوتے وقت خواجہ صاحب نے خاص طور پر میر کی سفارش کی۔ کہ اس کا کام ضرور سرانجام کرنا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سفارش کو قبول فرمایا۔ لیکن میر یوسف فقط مرید ہی تھے۔ سلوک سے انہیں کچھ بھی حاصل نہ تھا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر بھی سلوک میں ترقی نہ کی کیونکہ انہیں دنوں کسی کام کے واسطے ماوراءالنہر میں چلے گئے تھے۔ اسی سال سفر سے واپس آئے۔ اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انجناب نے انہیں ذکر قلبی سکھلایا۔ انہیں دنوں وہ بیمار ہو گئے۔ حتیٰ کہ قریب المرگ ہو گئے۔ آنجناب کی خدمت میں اطلاع دی گئی۔ کہ میر یوسف نزع کی حالت میں ہے۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی الفور تشریف لائے۔ اور حسب وعدہ توجہ خاص اور اپنی باطنی نسبت القا کی۔ توجہ کرتے ہی میر یوسف کے باطنی پردے کھل گئے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باطنی حالت پوچھی۔ جب میر یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی۔ تو فرمایا ابھی یہ ابتدائی حالات ہیں۔ پھر توجہ کی۔ توجہ کے بعد اس نے باطنی حالات بیان کئے۔ تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اوسط درجہ کے حالات ہیں۔ پھر توجہ مبذول فرمائی۔ اور میر یوسف نے باطنی حالات تیسری مرتبہ عرض کئے۔ تو فرمایا۔ کہ یہ باطنی انتہائی حالات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھ سے وعدہ پورا ہوا۔ جو میں نے حضرت خواجہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) حضرت مجددؒ کا جوتا ساری عمر سر کے عمامہ کے نیچے سجائے رکھا۔ مرنے کے بعد قبر کے روشن دان پر سجا دیا گیا۔ ۱۰۵۵ھ میں فوت ہوئے۔

باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کیا تھا۔ بعد ازاں حضرت قیوم اول اُٹھے۔ آپ کے اٹھتے ہی میر یوسف جاں بحق تسلیم ہوئے۔

جنات کا اخراج

اسی سال حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنوں کو اپنی خانقاہ سے جہاں وہ چار ہزار سال سے سکونت پذیر تھے نکال دیا۔ ان کے نکالنے کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک رات حضرت محمد سعید خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھت کے حجرے میں سوئے تھے کہ جنوں نے آکر صحن میں کھیلنا شروع کر دیا۔ ان کے شور و غوغا سے حضرت خازن الرحمت بیدار ہوئے کیونکہ وہ جن دروازے کو بھی کھٹکھٹاتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ اندر آکر انہیں تکلیف پہنچائیں۔ اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بیدار ہوئے۔ اور "متنمینی" فرمایا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمانا تھا کہ جن آپس میں کہنے لگے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاگ اُٹھے ہیں۔ سب کو تباہ کر دیں گے۔ آؤ بھاگ چلیں۔ اتنے میں آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آواز دی کہ محمد سعید! دروازہ نہ کھولنا۔ تمام جن یک بارگی بھاگ گئے۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنوں کے بادشاہ کو بلایا۔ جب وہ حاضرِ خدمت ہوا۔ تو بہت بہت معافی مانگی۔ اور جو جن حضرت خازن الرحمت کو تکلیف دینے کے لئے آئے تھے۔ اُن کو جان سے مار ڈالا۔ اور کئی ہزار جن جو مکان اور خانقاہ کے گرد و نواح میں رہتے تھے انہیں نکال دیا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب قوم جن کو ہم نے گھر سے نکالا تو سب وہاں سے روتے ہوئے نکلے۔ کیونکہ وہ چار ہزار سال سے وہاں رہتے تھے۔ اور جو نکلتے تھے۔ اپنا ساز و سامان ساتھ لے کر نکلتے تھے۔

سرہند شریف میں جنّات کا قیام

بعد ازاں جنوں کے بادشاہ نے عرض کیا کہ ہم مدت سے آنجناب کے قدوم میمنت لزوم کے منتظر تھے۔ سو اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم آنجناب کے دیدار

فائض الانوار سے مشرف ہوئے۔ اب ہم امیدوار ہیں کہ آپ کے مرید ہوں گے۔ اس بارے میں بہت منت سماجت کی تو آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنوں کے بادشاہ کو معہ اس کے لشکر کے مرید کر لیا۔ جنوں کے بادشاہ نے اپنے ایک امیر کو کئی ہزار جنوں سمیت آنجناب کی خدمت میں بطور وکیل بھیجا۔ اور ایک ہفتے بعد جمعہ کے روز خود بھی آنجناب کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ یہ وہی جنوں کا بادشاہ ہے جس نے مولانا عبدالرحمٰن کو آنجناب کی بعثت کی خوشخبری دی تھی۔ (جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے) اکثر جن حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے باطنی سلوک حاصل کرتے رہے۔ جن جنوں کو جنوں کے بادشاہ نے آنجناب کی خدمت میں چھوڑا تھا سب کے سب آنجناب کے مرید ہو گئے۔ آنجناب نے انہیں خانقاہ اور گھر کے ارد گرد تھوڑی سی جگہ دی۔ آجکل جو جن حضرات سرہند کے محلہ جنات میں رہتے ہیں۔ وہ انہیں جنوں کی اولاد ہیں جنہیں جنوں کے بادشاہ نے آنجناب کی خدمت میں چھوڑا تھا۔ وہ سب کے سب اس محلہ کے پاسبان ہیں۔ محلہ میں نہ خود کسی پر دست درازی کرتے ہیں۔ نہ کسی اور جن کو کرنے دیتے ہیں۔

سرہند کے جنات

ایک روز میرے (مصنف) والد بزرگوار نے فرمایا کہ میرے (مصنف کے) دادا بزرگوار میرے چچا کی شادی کے موقع پر مکان کی چھت پر جو گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بہت سی عورتیں مل کر گا ناگا رہی ہیں۔ اور خوشیاں منا رہی ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ جن عورتیں ہیں۔ پوچھا تم کیوں گاتی ہو عرض کی مخدوم زادہ کی شادی ہے اس واسطے ہم خوشیاں منا رہی ہیں۔ اس محلہ کے اکثر جن لوگوں کو دکھلائی دیتے ہیں۔ لیکن کسی کو آج تک تکلیف نہیں دی۔ بہت سے صاحب حال اشخاص نے معلوم کیا ہے کہ یہ جن سب کے سب حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ حضرت قیوم اوّل اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے روضوں کے گرد و نواح میں بہت سے نیک جن اب تک رہتے ہیں۔ بلکہ انہوں نے عبادت کی سعادت

حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ "مبداء و معاد" کے اخیر میں لکھتے ہیں کہ ایک روز اللہ تعالیٰ نے جنوں کا حال مجھ پر منکشف فرمایا۔ معلوم ہوا کہ تمام روئے زمین پر بالشت بھر زمین ایسی نہیں جو جنوں سے خالی ہو۔ لیکن ہر ایک جن کے سر پہ ایک فرشتہ گرز لیے متعین ہے۔ اگر ذرا سر ہلائے تو فوراً اس کی سرکوبی کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف دینی چاہتا ہے۔ تو جن پر سے فرشتے کو ہٹا لیتا ہے۔ اور وہ جن شورش میں آ کر لوگوں کو تکلیف دیتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کی قیومیت کے سال سیزدہم کے واقعات

حضرت مجدّد الف ثانی کی برکت سے قبرستان سے عذاب اٹھ گیا

قیومیت کے تیرھویں سال ایک روز حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرہند کے بانی اپنے چھٹے دادا حضرت امام رفیع الدین قدس سرہٗ کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ فاتحہ کے بعد امام صاحب کے مزار پہ سارے قبرستان کی مغفرت کے لئے جناب الٰہی میں عاجزی والتجا کی۔ الہام ہوا۔ ہم نے ایک ہفتہ کے لئے اس قبرستان پر سے عذاب اٹھا لیا۔ پھر التماس کی کہ اے پروردگار! تیری رحمت کی کوئی انتہا نہیں۔ مغفرت اور زیادہ کر۔ پھر الہام ہوا کہ ایک مہینے کے لئے۔ اس قبرستان والوں سے عذاب اٹھا لیا گیا ہے۔ آنجناب نے پھر التماس کی۔ تو الہام ہوا کہ اچھا ایک سال کے لئے اس قبرستان پر سے ہم نے عذاب

اٹھا لیا۔ پھر التجا کی تو جناب باری سے بفضل وکرم حکم ہوا کہ ہم نے اپنے فضل سے تمہاری خاطر اس قبرستان سے قیامت تک کے لئے عذاب اٹھا لیا ہے۔

اسی سال ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والدِ بزرگوار مخدوم عبدالاحد قدس سرہٗ کے مزار پر زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس وقت آنجناب کے دل میں ایک حدیث شریف کے مضمون کا خیال آیا۔ کہ جب کسی عالم کا گذر قبر پر سے ہوتا ہے تو چالیس روز تک صاحبِ قبر کو عذاب نہیں ہوتا۔ یہ خیال آتے ہی الہام ہوا کہ آپ کی تشریف آوری کے سبب ہم نے اس قبرستان سے قیامت تک کے لئے عذاب اٹھا لیا۔ آئندہ بھی جو شخص اس قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ ہم اپنے فضل وکرم سے بخش دیں گے۔ شہر سرہند کا تمام قبرستان اسی مقام پر ہے۔ جس کی بابت آنجناب کو خوشخبری ملی تھی۔ اس قبرستان کے مرکز میں آنجناب کے والد بزرگوار کا مزار مبارک ہے۔

حضرت شیخ بلخی کا خواب

اسی سال ایک شیخ بلخ سے آکر حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ ملا بدرالدین حضرات القدس میں لکھتے ہیں کہ اس شیخ نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ میرے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک جنازہ بڑی عظمت وجلالت سے لایا گیا ہے۔ جس کے ساتھ بڑا ہجوم ہے۔ بلکہ تمام گذشتہ وآئندہ اولیا بھی نظر آرہے ہیں۔ خصوصاً ماوراء النہر کے مشائخ مثلاً خواجہ غجدوانی سر حلقہ خواجگان خواجہ بہاء الدین نقشبند۔ خواجہ عبیداللہ احرار اور کئی بزرگ اس جنازے پر موجود کھڑے ہیں۔ اتنے میں میں نے ایک بزرگ سے پوچھا۔ کہ یہ کس بزرگ کا جنازہ ہے اور یہ لوگ کس کے منتظر ہیں۔ اس نے کہا یہ اس ملک کے قطب کا جنازہ ہے۔ اور یہ سب قطب الاقطاب کے منتظر ہیں۔ جو اولیائے امت سے افضل ہیں۔ جب وہ تشریف لادیں گے تب نماز جنازہ ادا

کی جائے گی۔ کیونکہ وہ امامت کرائیں گے۔ اور ہم سب مقتدی ہوں گے۔ اتنے میں ایک سرو قد گندم گوں مائل سفیدی۔ کشادہ چشم۔ فراخ پیشانی۔ بلند بینی۔ مربع ریش بزرگ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح حسین اور حسن محمدی کی طرح ملیح تشریف لائے۔ جن کی پیشانی پر سے ولایت کے انوار درخشاں تھے۔ اور شکل و صورت بڑی بارعب تھی۔ تمام اولیا نے تواضع کی اور سب کے سب دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر امامت کی۔ اور بعد ازاں جنازہ اٹھایا گیا۔ میں نے ایک سے پوچھا کہ اس امام کا نام و مقام کیا ہے۔ اس نے کہا ان کا اسم مبارک حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور ان کا وطن سرہند شریف ہے۔

میں جاگا تو اس بزرگوار کے دیدار فائض الانوار کی طلب میں بے قرار ہو گیا۔ صبح بلخ کو چھوڑ کر قطب الاقطاب کی طرف روانہ ہوا۔ جب سرہند پہنچا۔ اور حضرت مجدد کی زیارت سے مشرف ہوا۔ تو جو حلیہ مبارک میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ بعینہ وہی تھا۔ میں نے اس درگاہ عرش اشتباہ پر روئے نیاز اور خانقاہ ملائک پناہ کے گرد چند مرتبہ طواف کیا۔ اور جو کچھ دیکھا۔ وہ بیان سے باہر ہے۔

حضرت بہاؤالدین نقشبند کی نگاہ میں حضرت مجدد کا مقام

حضرات القدس میں لکھا ہے کہ ایک سید زادہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مخلص مرید تھا اس نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک روز حضرت کے ایک منکر نے مجھے کہا کہ "حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ دعویٰ ہے کہ اگر خواجہ بہاؤالدین نقشبندی قدس سرہٗ اس وقت زندہ ہوتے۔ تو میری خدمت کرتے۔" مجھے یہ سن کر تعجب ہوا۔ میں نے کہا یہ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انداز بیان نہیں۔ کہ اس قسم کی باتیں زبان پر لائیں۔ اتفاقاً انہیں دنوں میں مرض طاعون میں مبتلا ہو گیا۔ ایک رات شدت مرض میں کیا دیکھتا ہوں کہ فرشتہ میری جان قبض کرنے کے لئے آسمان سے اترا ہے۔ اتنے میں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ آموجود ہوئے ہیں۔ اور

فرشتے کو فرماتے ہیں کہ سیّد زادہ کو زندگی بخشی گئی ہے۔ تم واپس چلے جاؤ۔ فرشتہ نے پوچھا کہ سبب کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ مرجاتا تو تین آدمی کافر ہوجاتے۔ پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگرچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات جو اس منکر نے بیان کی ہے نہیں فرمائی۔ لیکن ان کی شان اس سے بھی اعلیٰ وارفع ہے۔

خواجہ معین الدین اجمیریؒ فرماتے ہیں

اسی سال سلسلہ چشتیہ کے ایک سجادہ نشین شیخ حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے انہوں نے مرید ہونے کے بعد خود بیان کیا کہ ایک رات میں نے خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ کہ کسی لڑائی لڑنے کے لئے نکلے ہیں۔ اور آپ کے آگے آگے فوج جارہی ہے اور شاہانہ جھنڈے اٹھائے ہوئے ہیں۔ اتنے میں ایک شخص نے مجھے کہا کہ تیرے آباؤ اجداد تو سلسلہ چشتیہ میں مرید تھے۔ تم کیوں حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے ہو۔ میں نے کہا کتّے کو جہاں کچھ ملتا ہے وہیں جاتا ہے۔ اس نے کہا کہ تو نے خواجہ معین الدّین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کیا فرق دیکھا۔ کہ تو ان کے پاس گیا۔ میں نے کہا کہ تم حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے فرق مراتب کو جانتے ہو؟ وہی خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ اور حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے۔ اتنے میں حضرت خواجہ معین الدّین چشتی قدس سرہ نے اس شخص کو فرمایا۔ کہ اسے کچھ نہ کہو۔ کیونکہ وہ (حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی اولیائے امت سے افضل ہیں۔ شریعت کو فروغ دینے والے اور استقامت بالسنّۃ بدرجہ غایت رکھتے ہیں۔

حضرت مجدّد الف ثانیؒ کی خدمت میں اکابر اولیاء کی ملاقات

سرہند میں طاعون سے تباہی اور اس کا ازالہ قیومیت کے چودھویں سال شہر سرہند میں وبائے طاعون کچھ اس شدت سے پھوٹ پڑی کہ ہر روز ہزارہا آدمی صفحہ حیات سے تختہ ممات پر پڑنے لگے جب خلقت تنگ آگئی تو لوگ متفق ہو کر حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں آئے۔ اور آنجناب کے آستانہ مبارک پر جبیں نیاز جھکائے کھڑے رہے۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کر کے دوگانہ ادا کیا۔ اور اس بلا کے دفعیہ کے لئے توجہ کی اور بارگاہِ الٰہی میں دعا مانگی۔ دعا سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا کہ حق تعالیٰ اس بلا کا جزیہ ہم سے بھی مانگتا ہے۔ ہم نے عوام کے عوض اپنا بیٹا پیش کیا ہے۔ چنانچہ اسی روز آنجناب کے فرزند رشید شیخ محمد عیسیٰ جن کی عمر گیارہ سال تھی۔ مرض طاعون سے فوت ہو گئے۔ آنجناب نے غسل دے کر نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد قدس سرہ کے مزار میں دفن کیا۔ لیکن وبا میں ذرہ بھر بھی تخفیف نہ ہوئی۔ مخدوم زادہ کی فوتیدگی کے تیسرے دن لوگ پھر حاضر خدمت ہوئے اور وبا کی شکایت کی۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر بارگاہِ الٰہی میں خلاصی خلق کے لئے توجہ کی۔ الہام ہوا۔ کہ اپنے دوسرے فرزند کو خلقت کے واسطے فدا کر دو۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو فرمایا۔ کہ ہم نے دوسرا فرزند بھی عوام الناس کے واسطے فدا کرنا ہے۔ چنانچہ شیخ محمد فرخ جن کی عمر اس وقت دس سال تھی۔ مرض طاعون سے اسی دن فوت ہو گئے۔ انہیں بھی حضرت مخدوم

شیخ عبدالاحد قدس سرہ کے روضہ مبارک میں دفن کیا گیا۔ لیکن وبا کی آندھی بدستور چلتی رہی پھر لوگوں نے آکر بڑی منت و سماجت اور آہ و زاری کی۔ اس مرتبہ آپ نے اپنی دختر فرخندہ اختر امّ کلثوم اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ کو خلقت کے لئے فدیہ دیا۔ حضرت امّ کلثوم اس وقت نزع کی حالت میں تھی۔ کہ فرشتوں نے آکر حضرت مجدد کو مبارک باد دی۔ آپ حیران رہ گئے کہ اس موقعہ پہ مبارک باد اور خوشخبری کیسی ہے۔ بعد ازاں الہام ہوا کہ ہم نے تمہاری بیٹی امّ کلثوم کو اپنے رسول یحییٰ علیہ السلام سے جو حصور تھا دی۔ حصور اسے کہتے ہیں جس نے عورت کو چھوا تک نہ ہو۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے۔ " سَیِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ "[1] اور یہ انبیاء اور فرشتے اس واسطے آئے ہیں کہ امّ کلثوم کا نکاح یحییٰ علیہ السلام سے کر دیں۔ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے خطبہ نکاح پڑھا۔ اور باقی تمام انبیاء اور فرشتے گواہ بنے۔ نکاح سے فارغ ہوتے ہی امّ کلثوم اس دنیا سے سدھار گئیں۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو ماتم اور غم سے منع فرمایا۔ اور خوشی منانے کے لئے حکم دیا۔ جب غسل دے کر جنازہ اٹھایا۔ تو حضرت مجدد نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام تمام انبیاء اور فرشتوں سمیت اس جنازے کے ہمراہ اس طرح ہیں جیسے بیاہ کے بعد دلہن کو لے جاتا ہے۔ امّ کلثوم کو حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ مبارک میں دفن کیا گیا۔ تو حضرت نے فرمایا کہ جب جنازہ قبر میں رکھا گیا۔ تو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی روح نے آکر پکڑ لیا۔ نیز فرمایا کہ امّ کلثوم کی قبر کے انوار و برکات ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ کسی ایک ولی کے بھی نہ ہوں گے۔ کیونکہ اس قبر پر نور نبوت کا ظہور ہے۔ ان دو پردہ نشینوں کے وصال کے بعد بھی وبا نہ تھمی۔ لوگ بکثرت مر رہے تھے۔ اسی اثنا میں حضرت مجدد کے سب سے بڑے فرزند اکابر اولیا خواجہ

---

[1] ترجمہ: سردار ہے اور بند ہے عورتوں سے اور نبی ہے صالحین سے۔ پ۳ ع ۱۲

محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ کہ وبا کوئی تر لقمہ لیا چاہتی ہے۔ سو اس کا تر لقمہ میں بنوں گا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو الہام ہوا کہ اپنا بیٹا دو۔ اس بیٹے سے مراد میں ہی ہوں لیکن حضرت نے بہ سبب شفقت پدرانہ جو انہیں مجھ سے تھی۔ مجھے محفوظ رکھ کر دوسرے فرزندوں کو نثار کرتے رہے۔ اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ فرزند میں ہوں سو میں اپنے آپ کو عوام الناس کے واسطے فدا کرتا ہوں۔ یہ فرماتے ہی مرض کے آثار نمایاں ہوئے اور لمحہ بہ لمحہ مرض غالب آتا گیا حتیٰ کہ تین روز میں آپ کا وصال ہو گیا۔ نزع کے وقت آپ نے لوگوں کو خوشخبری دی۔ کہ اب اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر سے مصیبت وبا دور کر دی ہے۔ اگر میرے فوت ہونے کے بعد کوئی شخص اس مرض میں مبتلا ہوا تو میرا نام لکھ کر اس کے گلے میں لٹکا دینا۔ اور ایک چہدام میرے نام راہ خدا میں دے دینا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے شفائے کلی عنایت فرمائے گا۔ واقعی آپ کے وصال کے بعد کوئی شخص اس مرض سے نہ مرا۔ اگر کوئی شخص اس مرض سے بیمار بھی ہو جاتا تو آپ کا اسم مبارک (خواجہ محمد صادقؒ) لکھ کر جب اس کے گلے میں لٹکاتے تو فوراً صحتیاب ہو جاتا۔ حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کا اسم مبارک وبا کے لئے مجرب ہے۔ اور اب تک بھی موثر ہے۔

حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء خلیفۃ اللہ کے وقت میں ایک دفعہ طاعون کا بڑا زور ہوا تو آپ نے حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کا اسم مبارک لکھ کر لوگوں کو دینا شروع کیا جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مریضوں کو شفائے کلی عنایت فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اسم مبارک وبا کے لئے بہت مجرب ہے۔

حضرت قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو غسل دے کر نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد اس مکان میں دفن کیا۔ جو مسجد کے شمال کی طرف واقع ہے اور اس سے پیشتر اس زمین کی بابت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوشخبری دی گئی تھی۔ کہ یہ زمین جنت کا ٹکڑا اور اپنے مدفن کے

لئے حضرت مجدد نے یہی جگہ تجویز فرمائی تھی۔ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے مدفن پر ایک عالیشان گنبد بنوایا۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جنازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص تھال میں روٹیاں رکھ کر لایا۔ اور عرض کی کہ یہ نیاز پیغمبر ہے۔ چونکہ آنجناب کو جناب رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بدرجہ غایت محبت اور عقیدت تھی۔ اس لئے طعام میں سے لقمہ اٹھایا۔

جنّت کا ٹکڑا اور حضرت مجدّد الف ثانیؒ کا روضہ

جو زمین حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد کے شمال کی طرف ہے اس کے حق میں حضرت قیوم اوّل نے جنت کا ٹکڑا ہونے کی خوشخبری دی ہے۔

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں لکھتے ہیں کہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کی زمین جنت کا ایک حصہ ہے چنانچہ اس بارے میں حدیث بھی ہے۔ "بین القبری والمنبری روضۃ من ریاض الجنۃ"۔ سو ہمارے روضہ کی زمین بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بہ سبب اتباع پیغمبر جنتی بنائی گئی ہے۔ اگر ہمارے مقبرے کی مٹھی بھر خاک کسی قبر میں ڈالی جائے۔ تو بہت کچھ امیدیں ہو سکتی ہیں۔ جو شخص اس جگہ دفن ہو اس کی تو بات ہی جدا ہے۔ جب سلطان اورنگ زیب نے اس خوشخبری کو سنا۔ تو حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک کی خاک کا ایک گھڑا بھر کر اپنے پاس شاہی خزانے میں رکھا۔ جب اعظم شاہ تخت سلطنت پر بیٹھا۔ تو اس

بد بخت نے شقاوت ازلی کی وجہ سے اپنی بد بختی کے سر پہ وہ خاک ڈالی۔ اور کہا کہ یہ خاک ہمارے کس کام کی ہے۔ یہ بادشاہوں کے خزانے کے لائق نہیں۔ جب سلطنت کے بارے میں دونوں بھائیوں میں جنگ ہوئی۔ تو معظم کی طرف سے ایسا گرد و غبار اٹھا۔ کہ اعظم شاہ کے لشکر کو شکستِ فاش دی[۱]۔ اس وقت غیب سے آواز آئی۔ کہ یہ وہی

---

[۱] اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وفات سے پہلے اپنے تین بیٹوں معظم شاہ، اعظم شاہ اور کام بخش کو اپنی ساری سلطنت تقسیم کر دی تھی۔ تاکہ بعد میں اختلاف نہ ہو۔ مگر اورنگ زیب کی آنکھیں بند ہوتے ہی ان شہزادوں نے جنگ تخت نشینی کا آغاز کر دیا۔ شاہزادہ معظم نے باپ کی موت کی خبر موصول ہوتے ہی اپنے لاؤ لشکر سمیت لاہور پہنچا۔ پنجاب کے گورنر منعم خان نے اسے جنگی ساز و سامان مہیا کیا۔ معظم شاہ نے محرم ۱۱۱۹ھ ۱۷۰۷ء میں اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ اور شاہ عالم بہادر شاہ کا لقب پایا۔ صوبیدار منعم خان کو وزیر اعظم مقرر کیا گیا اور دہلی کو روانہ ہوا۔ راستہ میں سرہند پہنچ کر حضرت مجدد الف ثانی کے روضہ کی زیارت کی۔ اور آپ کی اولاد سے استمداد کر کے بہت سے تحائف دیئے۔ دہلی کے قلعدار نے اعلان کیا تھا کہ تین شہزادوں میں سے جو بھی پہلے پہنچا میں قلعہ اس کے حوالے کر کے دست بردار ہو جاؤں گا۔ چنانچہ اس نے قلعہ معظم شاہ کے حوالے کر دیا۔ شاہی خزانے پر معظم شاہ کا اختیار ہو گیا۔ معظم شاہ کے بیٹے عظیم الشان نے آگے بڑھ کر آگرہ پر قبضہ کر لیا۔ جس سے کروڑوں کا خزانہ حاصل ہوا۔ ۱۸ ربیع الاول ۱۱۱۹ھ کو جاجو کے مقام پر معظم شاہ کا لشکر اور اعظم شاہ کی فوجوں کا آمنا سامنا ہو گیا۔ شاہ عالم بہادر شاہ (معظم) نرم دل تھا۔ اس نے اپنے بھائی اعظم کو کہا کہ ہماری جنگ میں بے گناہ لوگ مارے جائیں گے صلح مندی سے ملک تقسیم کر لیں۔ مگر اس نے نہایت تکبر سے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا۔ گرمی کی شدت، سپاہیوں کی جرأت، جنگ مغلوبہ دونوں بھائی خوب لڑے۔ اعظم شاہ کے کئی جرنیل کٹ مرے۔ اعظم شاہ کو ذوالفقار خاں نے بر وقت مشورہ دیا کہ حالات خراب ہیں۔ میدانِ جنگ سے شب کو گوالیار کو نکل جائیں۔ مگر وہ نہ مانا۔ اس کا لشکر بھاگنے لگا۔ مگر وہ لڑتا رہا۔ حتیٰ کہ اپنے ہاتھی کے ہودے میں بیٹھے بیٹھے زخمی ہوا۔ اور مر گیا۔ معظم شاہ کے سپہ سالار نے اس کا سر کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیا اور جشنِ فتح

خاک ہے جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک سے لی گئی تھی ۔ اور تو نے پھینک دی تھی ۔ اور یہی اعظم کی سلطنت کے زوال کا باعث ہوئی ۔ جس زمین کی بابت جنتی ہونے کی خوشخبری دی گئی ۔ اس کا طول چالیس گز اور عرض تیس گز ہے ۔ طول میں روضہ منورہ کے دروازہ سے شروع ہو کر گنبد کے شمال کی طرف چھ گز تک ہے ۔ اور عرض میں آنجناب کے در دولت سے شروع ہو کر اس کنوئیں تک ہے جو مغرب میں ہے ۔ وہ کنواں بھی اسی جنتی زمین میں داخل ہے ۔ آنجناب نے اس کنوئیں کے حق میں فرمایا ہے کہ جو شخص تین دفعہ اس کنوئیں کا پانی پیئے گا ۔ اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو گی ۔ اور بالضرور جنت میں داخل ہو گا ۔

سرہند کی سرزمین کو عظمت ملی جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند اکبر اکابر اولیا خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا تو اسی زمین عنبریں میں مدفون ہوئے ۔ چنانچہ آنجناب ایک مکتوب میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت اور اس کے حبیب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے شہر سرہند کو جو میری جائے پیدائش ہے ۔ میری خاطر ایک گھرے تاریک کنوئیں کو پر کر کے بلند صُفہ بنایا ۔ اور بہت سے شہر اور زمینوں سے اسے بلند کیا ہے ۔ اور یہ کہ اس زمین میں وہ نور ودیعت کیا ہے ۔ جو بے صفتی ۔ بے رنگی اور بے کیفی کے نور سے لیا گیا ہے ۔ اور اس کی رنگت اس نور کی سی ہے جو بیت اللہ شریف کی سرزمین سے چمکتا ہے ۔

حضرت مجدد کے مزار پر انوار الٰہیہ کی بارش میرے بڑے بیٹے خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کے وصال سے چند مہینے پیشتر یہ نور مجھ پر ظاہر کیا گیا ۔ یہ بھی بتلایا گیا کہ اس کے ایک کونے میں فقرا ہیں ۔ لیکن جو

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) کے وقت شہزادہ معظم کے سامنے لا رکھا ۔ اس طرح اس شہزادہ کا عبرتناک حشر ہوا جس نے حضرت مجدد الف ثانی کی خاک کو حقارت سے ٹھکرا دیا تھا ۔

نور وہاں سے چمکا اس کا علم کسی کو نہ تھا۔ وہ کیفیات سے منزہ و مبرا تھا۔ یہ نور دیکھ کر مجھے خواہش پیدا ہوئی کہ مجھے اس زمین میں دفن کیا جائے۔ اور وہ نور میری قبر پہ چمکے یہ بات میں نے اپنے بڑے بیٹے (محمد صادق) کو جو صاحب سر تھا بتائی۔ اور یہ بھی بتایا کہ میری یہ خواہش ہے خدا کی قدرت سے میرے اس فرزند ارجمند کو یہ دولت مجھ سے پہلے نصیب ہوئی۔ اور خاک کے پردے میں اس دریائے نور میں مستغرق ہو گیا۔ صاحب نعمت کو نعمت مل ہی جاتی ہے۔ یہ شہر اس واسطے بھی بزرگ ہے۔ کہ بڑا بیٹا جو بڑے اولیاء اللہ میں سے تھا۔ اس میں آرام کئے ہوئے ہے۔ موت بعد ظاہر ہوا۔ کہ وہ نور جو بطور ودیعت رکھا گیا ہے وہ میرے ہی قلبی نور کا لمعہ ہے۔ جو میرے دل سے لے کر وہاں اس طرح روشن ہو گیا ہے۔ جیسے مشعل سے چراغ۔ "کہدے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے" اور یہ کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔

ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خواجہ محمد صادق کی قبر پہ کھڑے ہو کر فرمایا کہ مجھے بڑے بیٹے کے برابر مغرب کی طرف دفن کرنا۔ کیونکہ زمین بھی جنت میں ایک روضہ ہے۔ یعنی روضہ قدیم کا صحن جو آنجناب کے وقت میں تھا۔ کیونکہ آجکل روضہ مبارک کا صحن بہت وسیع ہے۔ جس زمین کی بابت جنتی روضہ ہونے کی خوشخبری دی گئی تھی۔ اس کی حد مقرر کر دی گئی ہے۔ اور اسے باقی زمین کی نسبت اونچا کر دیا گیا۔ حضرت خواجہ محمد صادق کے مرقد پہ عالیشان گنبد بنایا گیا۔

قبریں ادباً ایک طرف سمٹ گئیں

جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا۔ تو آنجناب کی وصیت کے مطابق حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنجناب کے جنازہ کو گنبد میں لائے۔ اور دفن کرنا چاہا۔ حضرت خواجہ محمد صادق کا مرقد گنبد میں مغرب کی طرف زیادہ مائل تھا۔ جب کدال زمین پر ماری۔ تو

آپ کا مرقد از روئے ادب ایک گز مشرق کی طرف ہٹ گیا۔ اور حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی قبہ میں دفن کیا گیا۔

جب حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ انہیں بھی اسی گنبد میں دفن کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اب یہاں اور قبر کی گنجائش نہیں۔ آنجناب نے فرمایا کہ بالضرور یہیں دفن کرو۔ لوگوں نے مجبوراً کدال زمین پر مارا۔ تو روضہ مبارک کی چاروں دیواریں پرے ہٹ گئیں۔ اور روضہ مبارک میں جو فرش بنایا گیا تھا۔ وہ غائب ہو گیا۔ اب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک میں بموجب سنت پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تین مرقد ہیں۔ اور جو احاطہ روضہ مبارک کے گرداگرد ہے اس پر تین گنبد ہیں۔ ایک حضرت شیخ محمد یحییٰ علیہ الرحمت کا جو آنجناب کے چھوٹے فرزند تھے۔ دوسرے حضرت خازن الرحمۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند مولوی فرخ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تیسرا آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔

حضرت مجدد الف ثانی کی عمر مقررہ اور آپ کو اس کا علم تھا

حضرت خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت غمگین ہوئے۔ کیونکہ ایسے فرزند کے لئے جو ممتاز امت ہو۔ ضرور غم ہوا کرتا ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ ان کے علم وفضل اور بزرگی کا مفصل حال حسب موقع لکھا جائے گا۔ ایک روز ماتم پرسی کے دنوں میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالےٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ میری عمر پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق تریسٹھ سال ہو گی۔ اور میرے لئے اللہ تعالیٰ کی قضائے مبرم مقرر ہو چکی ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ سنت بھی مجھ سے فوت نہیں ہوئی۔ اب میری عمر کے دس سال اور باقی ہیں۔ میرے دوسرے فرزندوں کی عمریں بڑی دراز ہوں گی۔

انبیاء کے مزار سرہند کے ایک ٹیلے پر اسی سال حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگل کی سیر کے واسطے باہر نکلے۔ شہر کے باہر جنوب مشرقی کونے میں ایک بلند ٹیلہ تھا۔ اُسے اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا۔ ظہر کی نماز وہیں ادا کی۔ اور دیر تک مراقبہ کرنے کے بعد لوگوں کو فرمایا کہ کشفی نظر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس ٹیلے پر انبیاء کے مقبرے ہیں بلکہ ان بزرگوں نے مجھ سے ملاقات بھی کی ہے اور مجھے کہا ہے کہ ہم اس مقام میں آرام کئے ہوئے ہیں۔

چنانچہ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی جلد کا دوسو چھبیواں مکتوب حضرت خانخان الرحمۃ کے نام لکھا ہے اس میں تحریر فرمایا ہے کہ جو انبیاء علیہم السّلام ہند میں مبعوث ہوئے ہیں اور اسی جگہ میں آرام کئے سوئے ہیں۔ مجھ پر ظاہر ہوئے ہیں۔ میں نے ان سے ملاقات کی۔ مجھے نظر آتا ہے کہ ان کی قبروں سے نور کے شعلے آسمان تک جا رہے ہیں۔ اگرچہ ہندوستان کے نبیوں کی پیروی کسی نے نہیں کی۔ بلکہ ایک شخص نے بعض کی دعوت نے۔ بعض کی تین نے پیروی کی۔ مگر نظر کشفی سے معلوم ہوا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جس کی پیروی چار شخصوں نے بھی کی ہو۔ اگر میں چاہوں تو ان کے نام اور قبروں کے نشان بتا سکتا ہوں۔ جو انبیاء اس مقام پر آرام کئے ہوئے ہیں ان کی تعداد نسبت مختلف رائے ہے۔ سب سے صحیح روایت یہ ہے کہ تین پیغمبر مرسل یہاں پر مدفون ہیں۔ ایک روایت کے مطابق پچیس غیر مرسل نبی اور بھی مدفون ہیں۔

مضافات سرہند میں چالیس پیغمبروں کی قبریں ہیں میرے (مصنف) کے والد بزرگوار نے فرمایا کہ ایک روز حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقام کی زیارت کے لئے گئے۔ جہاں پیغمبر مدفون ہیں۔ فاتحہ سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا کہ اس مقام پر چالیس

پیغمبر لیٹے ہوئے ہیں۔ لیکن ان میں سے بعض طوفان نوح سے بھی پہلے کے مبعوث شدہ ہیں۔ اس مبارک ٹیلہ کی پائنتی کی طرف "براس" نام ایک گاؤں ہے جو انبیاء کی ہجرت گاہ ہے۔ اور یہ ٹیلہ بھی ان انبیاء کے وقت آباد تھا۔ چونکہ لوگ ان انبیاء کے پیرو کار نہ بنتے ان پہ ایمان نہ لائے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو تہہ و بالا کر دیا تھا۔ شہر سرہند سے چھ کوس کے فاصلے پر ایک گاؤں سنکول نام ہے۔ یہاں بھی پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں لیکن وہاں کے لوگ بدقسمتی سے ان پہ ایمان نہ لائے۔ حق تعالیٰ نے اپنا غضب وہاں نازل فرمایا۔ آسمانوں سے پتھروں کی بارش کی گئی اور وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ پیغمبر وہاں سے ہجرت کر کے "براس" میں آئے۔ اور یہیں وفات پائی۔

واضح رہے کہ اس قدر انبیاء جو یہاں مبعوث ہوئے ہیں۔ یہ ایک ہی وقت میں نہیں ہوئے بلکہ ایک ایک یا دو دو مختلف وقتوں میں ہوتے آئے ہیں۔ اور خلقت کو خدا کی طرف بلاتے آئے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ برصغیر کے دوسرے علماء و مشائخ اس بات کے قائل نہیں تھے کہ ہندوستان میں بھی کوئی پیغمبر یا نبی مبعوث ہوا تھا۔ بلکہ اس کا انکار ہی کرتے آئے ہیں۔

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی مکتوب میں" جس میں ہندوستان میں انبیاء کے مبعوث ہونے کا ثبوت بیان فرمایا ہے" لکھتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیسات اور تنزیہات جو اہل ہنود بیان کرتے ہیں۔ وہ انہیں انبیاء کے علوم سے بعض حقائق چوری کیے ہوئے ہیں۔ نہیں تو ان کے نامعقول اقوال خدا کی الوہیت پہ کیونکر مان سکتے ہیں۔ نبی، رسول اور پیغمبر یہ سب الفاظ عربی فارسی ہیں۔ نہیں معلوم قدیم[1] ہندی زبان میں ان کے لیے کیا لفظ تھے۔

---

[1] قدیم ہندی زبان میں بسیٹھ کہتے تھے۔

حضرت مجدد کے مکتوبات جلد اوّل کی عالمِ اسلام میں اشاعت

اسی سال حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد ختم ہوئی اور اس کی نقلیں ایران، توران اور بدخشاں وغیرہ ممالک میں بھیجی گئیں۔ پہلی جلد میں تین سو تیرہ مکتوب ہیں۔ جو انبیائے مُرسل، اصحاب بدر، اور اصحاب طالوت کے عدد کے موافق ہیں۔ اس جلد کے آخر میں حضرت خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عرضداشتیں حسب الامر آنجناب داخل کی گئی ہیں۔ اس جلد کے جامع شیخ یار محمد جشتی طالقانی علیہ الرحمہ ہیں۔ جو حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوص خلیفہ تھے۔

حضرت مجدّد الف ثانی کی نگاہ میں حروفِ مقطعات کے مطالب

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے قرآنی حروف مقطّعات کے اسرار حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ظاہر کئے۔ جو سوائے انبیاء کے کسی پر ظاہر نہیں ہوئے تھے۔ یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم بطفیل صحبت پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم اس دولت سے مشرف ہوئے تھے۔ اور یہ اسرار منصب قیومیت کا خاصہ ہیں کہ قیوم پر یہ اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اکثر اصحاب اور خلفائے آنجناب سے التجا کی۔ کہ ان اسرار سے از راہِ عنایت ہمیں بھی آگاہ کیا جائے۔ لیکن آنجنابؒ نے فرمایا کہ جناب پیغمبر خدا صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانے کے بعد

سے ہے کہ آج تک یہ کسی پر ظاہر نہیں کئے گئے۔ دوسرے تو درکنار میں اپنے رشتہ داروں میں سے صرف ایک شخص کو اس بات کے قابل پاتا ہوں۔ حضرت مجدد کا اشارہ حضرت عروۃ الوثقٰی قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تھا۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر انہیں اسرار حروف مقطعات قرآنی کا القا فرمایا۔

اسرار مقطعات کا القا خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ملا بدرالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تاریخوں میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسرار مقطعات حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر القا فرمائے تو کسی غیر کو اس سے مطلع کرنا جائز نہ سمجھا۔ بلکہ خلوت میں بلا کر القا فرمائے۔ ہم نے خلوت میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہایت منت سماجت سے عرض کی۔ کہ جو اسرار حروف مقطعات کے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو القا فرمائے ہیں۔ ہمیں بھی ان سے سرفراز فرمایا جائے۔ لیکن آپ نے فرمایا۔ کہ اس سے پیشتر میں نے خود کئی مرتبہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں التجا کی۔ تو آپ یہی فرماتے رہے کہ اس ہزار سال کے عرصہ میں حق تعالیٰ نے یہ اسرار سوائے انبیاء علیہم السلام کے کسی پر ظاہر نہیں کئے۔ سو وہ بھی انہیں چھپاتے آئے ہیں البتہ حضرت خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے مخصوص اصحاب کو ان اسرار سے واقف فرمایا۔ شیطان بڑا زبردست دشمن ہے۔ کہیں چوری چوری سُنتا نہ ہو۔ میں نے پھر عرض کی کہ حضرت مجدد کو یہ قدرت حاصل ہے۔ کہ شیطان کو دفع کر دیں۔ تاکہ چوری نہ سُن سکے جب میں نے بہت ہی منت وسماجت کی تو حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارے میں استخارہ کیا۔ اور بارگاہ الٰہی سے اجازت طلب کی جب ان اسرار کے اظہار کے لئے اجازت ملی تو جہان بھر کے جنوں اور شیطانوں کو دریائے شور میں قید کر دیا گیا اور مجھے کعبہ معظمہ کے مکان میں لے جا کر بٹھایا گیا۔ اور ارد گرد فرشتوں کی صفیں

کھڑی کر دی گئیں حتیٰ کہ فرشتوں نے ایک دوسرے پر کھڑے ہو کر آسمان تک حلقہ بنا لیا پھر آنجناب نے ان اسرار کا القا فرمانا شروع کیا۔ تین دن تک ایک ہی وضو میں ایک ہی جلسہ میں رہے۔ صرف نماز فرض اور سنت مؤکدہ وقت پہ ادا کرتے۔ اس کے سوا کسی اور شغل میں مشغول نہ ہوتے۔ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اسرار کا اظہار فرماتے تھے تو میں بیہوش ہو جاتا تھا۔ آنجناب فرماتے تھے محمد معصوم سمجھ گئے۔ تمہیں بڑا شوق تھا کہ قرآنی حروف مقطعات کے اسرار معلوم ہوں۔ میں ہوش میں آ کر عرض کرتا۔ کہ جناب سمجھا ہوں۔ تین روز تک ایسا ہی ہوتا رہا۔ ذی الحجہ کی ساتویں تاریخ بدھ کے روز صبح کی نماز کے بعد یہ معاملہ شروع ہوا۔ اور ماہ مذکور کی نویں تاریخ جمعہ کے روز غروب آفتاب کے وقت ختم ہوا۔ اس وقت حضرت مجدد نے ان کے اظہار سے تاکیداً منع فرمایا۔ کہ اگر ذرہ بھر بھی بھید ظاہر ہوا۔ تو گلا کٹ جائے گا۔ اس کے واسطے قلم توڑ دیئے۔ کاغذ جلا دیئے گئے۔ نزدیک والے دور ہو گئے۔ طالب مہجور ہو گئے۔ ہاں جس شخص میں منصب قیومیت کی استعداد ہو۔ اسی پہ اسرار منکشف ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اسرار کو بطریق توجہ باطنی حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو القا کیا۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بعض علوم و معارف حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کئے۔ تو آنجناب نے فرمایا کہ مقطعات قرآنی کے اسرار یہی ہیں۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان اسرار کو ہر نماز عشاء کے بعد بالتمام حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو القا فرمایا۔ ہر رات عشاء اور تہجد کی نماز کے وقت حضرت قیوم رابع حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ان اسرار کا ظہور ہوتا تھا۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت مہربانی سے مجھ فقیر محمد احسان (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) مؤلف کتاب کو حروف مقطعات قرآنی سے سرفراز

فرمایا جسے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کرتا ہے اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔ میں نے یہ علوم و اسرار "کشف الحقائق مقامات قیومیت" میں بشرح و بسط کے ساتھ لکھ دیئے ہیں۔ بلکہ اس کتاب کی تصنیف کا باعث بھی یہی علوم و اسرار ہوئے ہیں۔

جب حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کتاب کا مطالعہ کیا۔ تو فرمایا۔ کہ اس کتاب کے علوم و معارف بہت ہی عجیب ہیں جو آج تک کسی نے نہیں لکھے۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر ظاہر کئے ہیں۔ ان کا لکھنا تمہیں پر موقوف تھا۔ اس نعمت کا شکریہ بجا لاؤ۔ کہ پروردگار عالم نے تمہیں اپنے ابنائے جنس سے ممتاز فرمایا ہے۔ نیز فرمایا کہ چونکہ اس کتاب میں مقامات قیومیت کے حقائق و معارف ہیں۔ اس واسطے ہم اس کا نام "کشف الحقائق مقامات قیومیت" رکھتے ہیں۔ حروف مقطعات کی تاویلات اور متشابہات بعض علمائے صوفیہ اسلام نے بھی بیان کی ہیں۔ چنانچہ وہ بے مراد ذات احد پدید (ظاہر ہونا) سے مراد قدرت لی ہے۔ الف۔ لام میم سے مراد و الم غیبی درد لی ہے۔ جو محبت کے لئے لازم ہے۔ اسی قسم کے بہت سے بیان تحریر کئے ہیں۔ لیکن حق یہ ہے کہ یہ تاویلیں اسرار مقطعات کی شان کے لائق نہیں۔ وہ بیچارے بھی کیا کریں۔ معذور ہیں۔ انہیں خبر ہی نہیں۔ کہ ان اسرار سے واقف سوائے قیوم اربعہ رضی کے کوئی نہیں تھا۔ یا جناب رسول خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کرام تھے۔

میں (مصنف کتاب) نے جو اسرار مقطعات لکھے ہیں۔ اگر کوئی انصاف کی نگاہ سے انہیں دیکھے۔ تو اُسے معلوم ہو جائیگا۔ کہ کیا نزاکت و لطافت بیان کی ہے۔ اور اسماء و صفات شیونات، اور اعتبارات ذات کے تمام علوم و معارف انہیں اسرار سے نکال کر لکھ دیئے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی کے خلفاء دنیائے اسلام میں پھیل گئے تھے

اسی سال حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنے خلفاء کو خلقت کی ہدایت کے واسطے اطراف و جوانب میں بھیجا۔ چنانچہ اپنے مخصوص احباب میں سے ستر آدمی ترکستان اور دشت قبچاق کی طرف روانہ فرمائے اور ان کی قیادت مولانا محمد قدیم طالقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد کر دی۔ اور چالیس آدمی عرب یمن۔ شام اور روم ممالک کی طرف مولانا فرخ حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگرانی میں روانہ ہوئے۔ اسی طرح اپنے معتبر دس یار مولانا صادق کابلی[1] کی قیادت میں کاشغر کی طرف روانہ فرمائے۔ اور تیس بڑے

---

[1] خواجہ محمد صادق کابلی قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص خلفائے مجاز میں سے تھے۔ آپ کے حالات حضرات القدس اور زبدۃ المقامات کے مؤلفین نے بڑی عقیدت اور محبت سے لکھے ہیں۔ وہ ابتدائی عمر میں بہت بڑے امیر اور مغلیہ افواج میں ایک اعلیٰ پوزیشن پر سرفراز تھے۔ جہانگیر کے خاص الخاص ملازمین میں سے تھے۔ دل میں خدا جوئی کا جذبہ پیدا ہوا۔ تو الہ آباد سے دہلی پہنچے۔ اور حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے نکلے۔ مگر اس وقت حضرت خواجہ باقی باللہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ آپ کے ایک دوست خواجہ حسام الدین کی خدمت میں پہنچے۔ قلبی کیفیت بیان کی تو خواجہ حسام الدین نے انہیں حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا۔ سرہند پہنچے۔ بیعت ہوئے۔ حضرت مجدد کی نظر شفقت و الطاف نے آپ کو مقامات سلوک

خلیفوں کو توران بدخشان اور خراسان کی طرف رخصت کیا۔ ؎ ان کے سردار شیخ احمد برکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مقرر کیے گئے۔ جب یہ بزرگوار مذکورہ بالا ممالک میں پہنچے۔ تو لوگوں نے ان کی بڑی عزت کی۔ اور بے پناہ لوگ مرید ہو گئے۔ ان ممالک میں ان بزرگوں سے بے شمار کرامات اور خوارق عادات ظہور میں آئیں۔ اس واسطے وہاں کے اکثر لوگ ان کی طرف رجوع ہوئے۔ حتیٰ کہ ان ملکوں کے کئی بادشاہ بھی مرید بن گئے۔

خلفاءِ مجدّد کا انسانوں کے علاوہ حیوانوں اور پرندوں پر تصرّف

جب حضرت مجدّد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء ترکستان گئے۔ تو ان دنوں وہاں کے اکثر لوگ وحشی سیرت ہوتے تھے۔ اس واسطے بعض نے سر تسلیم خم

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) طے کرنے میں مدد دی۔ آپ بھی حضرت کے محرمانِ راز اور فرزندانِ پاکباز میں شمار ہونے لگے۔ ایک بار خواجہ محمد صادق کابلی ازراہِ محبت احباب سرہند دریائے جمنا سے اونٹوں پر پانی لاد کر سرہند لائے۔ اور حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے خواجہ صاحب کی محنت کی تعریف کی۔ مگر فرمایا۔ دریائے جمنا ہندوؤں کا مقدس دریا ہے۔ **اس** کا پانی مسلمانوں کے لئے نہ پینے نہ وضو کرنے کے کام آنا چاہیئے۔ ہندوؤں کے بت کدوں سے ہوتا ہوا پانی کسی احترام کے لائق نہیں چنانچہ پانی کو زمین پر گرا دیا گیا۔ خواجہ محمد صادق کابلی کو جزام ہو گیا۔ احباب آپ سے دور رہنے لگے۔ مگر حضرت مجدّد الف ثانی آپ کو اپنے پاس بٹھلاتے۔ دوستوں نے آپ کو سمجھایا کہ یہ مرض کہیں آپ کو نہ لگ جائے۔ آپ نے فرمایا۔ اس کا علاج تو ہو جائے گا۔ مگر میں ایسے پیارے انسان کو اپنے سے جُدا نہیں کر سکتا۔ توجہ فرمائی جزام ٹھیک ہو گیا۔ مگر حضرت مجدّد الف ثانی کی ایک انگلی پر نشان جزام آ گیا جو کچھ عرصہ بعد ختم ہو گیا۔

یہ حضرت خواجہ محمد صادق کابلی نقشبندیوں اور مجدّدیوں کے اس کارواں کے تاجدار بنے جو دشت قبچان میں کوہ کرام کی وادیوں، شمالی ترکستان کی پہاڑیوں اور تاتار کے کفرستان میں تبلیغ دین اور اشاعت سلوک کے لئے روانہ کیا گیا تھا۔ آپ کچھ عرصہ لاہور رہے۔ ۱۰۱۸ھ میں فوت ہو گئے۔

کیا۔ اور بعض نہ صرف منکر ہوئے بلکہ سخت مخالف بن گئے۔ ایک روز یہ بزرگ جنگل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور بہت سے منکرین بھی موجود تھے۔ اس وقت وہاں کا بادشاہ بھی ان کی زیارت کے لئے آیا ہوا تھا۔ ان کی زبان سے بے اختیار نکل گیا کہ بعض آدمی ہمارے ابھی تک منکر ہیں۔ حالانکہ انہیں یہ معلوم نہیں کہ ہمارا منکر ہونا سلب ایمان کا موجب ہے۔ بعد ازاں لوگوں کے گھوڑوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم اس بات کی گواہی دو۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیوم عالم ہیں۔ اور ہمیں لوگوں کی رہنمائی کے لئے بھیجا گیا ہے۔ ان گھوڑوں نے فصیح زبان سے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیوم عالم ہیں۔ اور انہوں نے تمہیں ان لوگوں کی راہنمائی کے لئے بھیجا ہے۔ اگر یہ لوگ ان بزرگوں کی اطاعت کریں گے۔ تو دنیا و آخرت کی بہتری حاصل کریں گے۔ اور اگر منکر رہیں گے۔ تو ان کی دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جائیں گی۔ اسی اثنا میں جو پرندے اُڑ رہے تھے۔ انہوں نے بھی صاف الفاظ میں یہی مضمون ادا کیا۔ ترک لوگ اس قسم کا تصرف دیکھ کر حیران رہ گئے اور سب کے سب مرید ہو گئے۔ وہاں کے بادشاہ بھی ان کے مرید ہو گئے۔ ان بزرگوں سے بہت سی کرامات ظاہر ہوئیں۔ اسی طرح باقی ولایتوں میں جو خلفا گئے۔ ان سے بھی بڑی بڑی اور بے شمار کرامتیں ظہور میں آئیں۔ اگر انہیں مفصل لکھا جاوے تو الگ ایک دفتر درکار ہے۔

غرضیکہ ان ملکوں کے تمام چھوٹے بڑے امیر، وزیر اور بادشاہ تک حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفا کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ اور انہوں نے اپنی اپنی عرضیاں معہ ہدیوں اور تحفوں اور ارادت کے حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجیں۔ اور بہت سے کڑی منزلیں طے کر کے آنجناب حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب حضرت مجدد نے ہر ایک پر اس کی قدر کے موافق عنایت اور مہربانی فرمائی اور اپنے مریدوں میں داخل فرمایا۔

حضرت مجدّد الف ثانی کی مغلیہ لشکرگاہوں میں تبلیغ

حضرت مجدّد الف ثانی کی مقبولیت حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بزرگی کی شہرت اور ارشاد کا غلغلہ جہان اور اہل جہان تک پہنچ گیا اور آنجناب رضی کی تجدید کی نوبت ساتوں ولایتوں میں بجنے لگی اور قیومیت کی شہرت وخوشبو تمام جہان میں پھیل گئی۔ اوران قبلہ ولایت کی ہدایت کے نقارے کی گونج آسمانوں پر سنی جانے لگی۔ اور جن وانس کے مُرشد کا نورِ فیضان عرش و کرسی تک چمکنے لگا۔ ؎

زارشاد او گشت روشن جہان
بسجدہ در آمد زمین و زمان

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا ۝ "جب اللہ تعالیٰ کی فتح و نصرت آتی ہے تو لوگ گروہ گروہ اسلام میں داخل ہونے لگتے ہیں۔" کے مطابق مشرق مغرب اور شمال اور جنوب کے مختلف ملکوں اور شہروں کے لوگوں کو آنجناب رضی کے شمائل مبارک بذریعہ خواب اشاروں اور واقعات کے معلوم ہوئے اور نیز انبیاء اور اولیاء نے انہیں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہونے کی ترغیب دی۔ تو خلقت ٹڈی دل کی طرح حضرت مجدّد کی خدمت میں دوڑی آتی تھی۔ اور جوق در جوق مشائخ زمانہ اپنی مشیخیت ترک کر کے صاحب قیومیت کی خدمت بابرکت وسعادت سے مشرف ہوتے تھے۔ اور اس زمانہ کے

بڑے بڑے جید علماء درس و تدریس کے مکتب ترک کر کے جناب قطب الاقطاب کی ملازمت کو فخر سمجھتے تھے۔ اس زمانہ کے ساتوں ولائیتوں کے بادشاہوں نے آنجناب کی غلامی کا غاشیہ اپنے کندھوں پر لیا۔ اور ارادت کا بالا کان میں پہنا۔

از جلوۂ او ہفت اقلیم
جنید ہزار تخت و دیہیم

زمانہ کے مشائخ حضرت مجدد کی خدمت میں

زمانہ بھر کے بڑے بڑے اولیاء حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کو پروردگار کے پورے پورے قرب کا موجب سمجھتے تھے اور تمام جہان کے چھوٹے چھوٹے وضیع و شریف بادشاہ و غلام۔ چاروں طرف سے اس طرح آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ جیسے پروانے شمع پر مائل ہوتے ہیں۔ کیونکہ آنجناب امت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے تمام گذشتہ و آئندہ اولیاء میں سے افضل تھے۔ اور تمام اہل جہان مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک رزق، روزی، عمر، شفا، سالکوں کی باطنی ترقی۔ ہدایت و فیضان ولایت، ایمان، اللہ تعالےٰ کی طرح طرح کی نعمتیں، فیض و ہدایت وغیرہ وغیرہ سب کا حاصل کرنا۔ حضرت مجدد کے طفیل اور وسیلے سے والبستہ تھا۔ آنجناب کا افاضہ آپ کی توجہ کا منتظر نہیں۔ اور افادہ کے لئے آنجناب کے ارادہ کی ضرورت نہیں۔ بلکہ سورج اور چاند کی روشنی کی طرح خود بخود تفضل کے طور پر موجودات کی ہر ایک چیز پر چمک رہا ہے۔ جناب کے طفیل ہزار در ہزار افراد دریائے غفلت سے نکل کر ساحل مراد پر پہنچے۔ اور آنجناب کی توجہ سے گمراہی کے جنگل کے بے شمار سرگشتہ و آوارہ شاہراہ ہدایت پر آئے۔ ہر روز ہزار ہا آدمی توبہ و انابت کر کے آنجناب کے مرید ہوتے تھے۔ اور آنجناب کی ایک ہی توجہ باطنی سے تقلید کا لباس اتار کر پایۂ تحقیق سے مشرف ہوتے اور ولایت کی فنائے اتم اور بقائے اکمل حاصل کرتے تھے۔ اور پروردگار

کے انتہائی قرب سے جس سے اوپر وہم و خیال میں بھی نہیں آسکتا۔ اور جسے آئندہ اور گذشتہ اولیا میں سے کسی نے حاصل نہیں کیا مشرف ہوتے تھے۔ جب ان لوگوں نے حضرت مجدد کا تصرف اپنے آپ میں مشاہدہ کیا۔ تو آنجناب کی صورت و معنی کے عاشق بن گئے۔ آپ کے حضور میں گویا ان کی کچھ ہستی ہی نہ تھی۔ فروتنی اور ادب و انکسار سے نقش دیوار کی طرح دور کھڑے رہتے۔ جب تک انہیں محبوب رب العالمین کا خطاب نہ ہوتا کسی کی زبان نہ کھلتی آنجناب کی مجلس کی عظمت اور دبدبے کی یہ شان تھی کہ کسی امیر وزیر یا بادشاہ۔ قیصر خاقان و خان وغیرہ کو بات کرنے کی مجال نہ تھی۔ بلکہ ایک دوسرے سے بات چیت کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ جب حضرت مجدد ان کی طرف توجہ فرماتے تو یہ ایسے بے خود ہو جاتے کہ ان سے جواب تک نہ دیا جاتا۔ اگر بیٹھے ہوتے تو فی الفور کھڑے ہو جاتے۔ اور آنجناب کے حضور میں جھکتے۔ اور جب تک آنجناب پھر بیٹھنے کے لئے نہ فرماتے۔ بدستور جھکے رہتے اور جب حسب الحکم بیٹھتے تو آداب بجا لا کر ان قبلہ اولیاء کی مجلس میں بغیر اجازت کسی کو بیٹھنے کی جرأت نہ ہوتی۔ آنجناب عالم پناہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نگاہ جس طرف کرتے لوگ سلام کرتے۔ اگر حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جاہ و جلال اور حشمت کو لکھا جائے۔ تو کئی دفتر چاہئیں۔ صرف اسی پر اکتفا کی جاتی ہے۔" ۱

کاملانِ وقت کا بے مثال اجتماع

غرضیکہ کامل اولیاء طالبانِ مولا۔ دوستانِ خدا اور حق پرستوں کا ایسا مجمع جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سے لے کر نہ آج تک جہان میں ہوا اور نہ آئندہ قیامت تک ہو گا۔ جو طالبان حق حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں تھے۔ جو شخص انہیں دیکھتا بے اختیار "اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ" پکار اٹھتا۔ حضرت مجدد نے اپنے ہر ایک مرید کی تربیت کر کے خلافت دے کر دور و نزدیک کے شہروں اور ملکوں میں بھیج دیا تھا۔ حتیٰ کہ عرب و عجم، ماوراء النہر، بدخشاں اور ہندوستان

میں سے کوئی ایسا علاقہ نہ تھا۔ جو آنجناب کے خلفا سے خالی رہ گیا ہو۔ اور توران اور ہندوستان کے صوبوں میں سے کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں آنجناب نے اپنے مخصوص احباب اور مریدوں کو خلافت دے کر مقرر نہ فرمایا ہو۔ آنجناب کے ہر ایک خلیفہ نے اپنے اپنے مقام کو ٹھیک ٹھاک کر کے بڑے استغنا سے مربع بیٹھ کر حق کی تسبیح و تہلیل کا غلغلہ اور اوراد کا طنطنہ بلند کر کے دین متین کا ہنگامہ گرم کیا ہوا تھا۔ چنانچہ بلخ اور بدخشاں کے تخت نشین اور ایران و توران کے حاکم وغیرہ جہان بھر کے بادشاہ و ولایت اور شہروں کو ہدایت فرما خلفا کی ملائک نشان آستان کی خاک پر سجدہ کرتے ہوئے۔ نہایت آرزو اور بدرجہ غایت تمنا سے پیشانی گھسکر دونوں جہان کی سعادت حاصل کرتے تھے۔ اپنی نیازمندی اور ارادت کے بارے میں عرضیاں معہ تحفوں اور ہدیوں کے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ارسال کرتے۔ اور آنجناب حضرت مجدد کی عنایت و مہربانی کے مورد بنتے۔

شیخ بدیع الدین جہانگیر کے لشکروں کے راہنما بنے

اسی سال شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ کو جو آنجناب کے مخصوص خلفاء میں سے تھے۔ سلطان ہند جہانگیر کے لشکر کی خلافت دے کر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر فرمایا۔ آپ کے تقرر کی وجہ یہ تھی کہ جب سلطان جلال الدین اکبر داخل فی النار ہوا۔ تو ارکان سلطنت نے اس کے بیٹے جہانگیر کو تخت پر بٹھایا۔ اس نے بھی ابتداء میں باپ کی طرح اپنے آپ کو خلقت سے سجدہ کرانا شروع کر دیا تھا۔ اور اپنے باپ کی دوسری رسوم باطلہ کو رواج دیتا رہا۔ اس کا وزیر اعظم اور وکیل مطلق بھی دین متین کا بڑا بھاری دشمن تھا۔ سلطان کے مزاج میں سوداوی خلط غالب تھی۔ اس واسطے جو کچھ چاہتے تھے۔ اسی پر اسے مائل کر دیتے۔ اکبر بادشاہ کے مرنے پر مسلمان رعایا خوشیاں منانی تھی۔ کہ شکر ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں غلبہ کفر سے رہائی دلائی۔ لیکن جب دیکھا کہ دربار کی حالت بدستور ہے تو بہت گھبرائے اور حضرت قیوم اوّل مجدد

الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آکر آہ و زاری کی۔ اور غلبہ کفر کے دفعیہ کے لئے توجہ بلیغ کی درخواست کی۔ حضرت مجدد نے فرمایا کہ جب تک ہم اپنے آپ پر تکلیف گوارا نہ کریں گے۔ خلق خدا اس بلا سے خلاصی نہیں پائے گی۔ بعد ازاں شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خلافت عنایت کر کے جہانگیر کے لشکر میں بھیج دیا۔ رخصت کے وقت شیخ صاحب کو فرمایا کہ تمہیں شاہی فوج میں قبولیت عامہ نصیب ہو گی۔ اگر کسی باعث سے تکلیف بھی پہنچے تو مستقل مزاج رہنا اور ہماری اجازت کے بغیر وہاں سے حرکت نہ کرنا۔ اگر مستقل مزاج نہ رہو گے تو خود بھی تکلیف اٹھاؤ گے اور ہمیں بھی تکلیف ہو گی۔ فی الواقع بادشاہ کے لشکر میں شیخ صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ اکثر ارکان سلطنت نے شیخ سے رجوع کیا۔ اور لشکر کے ہزارہا آدمی مرید ہو گئے اور ہر روز اسقدر ہجوم ہوتا کہ بڑے بڑے امیروں کو بڑی مشکل سے شیخ صاحب کی زیارت نصیب ہوتی۔ آنجناب کے مخالف حسرت اور حسد کی آگ میں جلنے لگے۔ اسی اثنا میں شیخ صاحب نے ایک محتاج کے لئے آصف جاہ وزیر کے باپ اعتماد الدولہ کی طرف سفارش کی۔ لیکن القاب کچھ ہلکے اور عامیانہ تھے۔ جیسے کوئی ادنےٰ دوست کی طرف لکھتا ہے لیکن اس نے شیخ صاحب کے لحاظ سے اس محتاج کی ضرورت کو پورا کر دیا۔ اتفاق سے اسی وقت آصف جاہ اپنے والد کے پاس آنکلا۔ اس نے شیخ صاحب کا رقعہ اٹھا کر پڑھا۔ تو پوچھا یہ کون ہے۔ جو ہمیں اس طرح کے معمولی القاب سے یاد کرتا ہے۔ حاضرین میں سے ایک نے بتایا کہ شیخ بدیع الدین نے لکھا ہے۔ پھر پوچھا یہ کس کا مرید ہے؟ اس نے کہا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید ہے۔ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم مبارک سن کر سانپ کی طرح پیچ و تاب کھانے لگا۔ اور اس کے دماغ سے آگ کا دھواں نکلا۔ اس سے پیشتر بھی اسے حضورؓ سے سخت دشمنی تھی۔ کیونکہ وہ خود دین متین کا دشمن تھا۔ اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روز بروز دین متین کو

زیب و زینت حاصل ہوتی تھی۔ اس لئے موقعہ پا کر اس نے بادشاہ کو کہا کہ آجکل شہر سرہند میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک لاکھ ہزار زرہ پوش جنگی سوار موجود ہیں۔ دوسری طرف ایران، توران اور بدخشاں کے بادشاہ ان کے بہت نیازمند اور مرید ہیں چنانچہ ان کا ایک خلیفہ شاہی لشکر میں بھی کام کر رہا ہے۔ آپ کے تمام ارکین سلطنت اس کے مرید ہیں۔ شیخ صاحب (حضرت مجدد الف ثانی) کے دل میں سلطنت کی ہوس ہے اگر آج لشکر جمع کرنا چاہے تو ایک اشارے پر اس قدر آدمی اکٹھے کر سکتے ہیں کہ ماضی اور حال کے کسی بادشاہ نے نہ اکٹھا کیا ہو۔ اسی طرح شاہ اسمٰعیل پہلے فقیر تھا۔ اس نے بھی مریدوں کو ہی جمع کر کے بارہ ہزار سوار کا مقابلہ کر کے سلطنت ایران پر قبضہ کر لیا تھا۔ جب یہ شیخ صاحب اس قدر طاقتور جمع کر لیں گے کہ تمہیں اس کے مقابلے کی تاب نہ رہے گی تو پھر کیا علاج کیا جائے گا۔ بہتر ہے کہ اس کا انسداد پہلے ہی کر لیا جائے۔ اس کے لئے سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ شیخ بدیع الدین صاحب کے جو خلیفہ شاہی لشکر میں ہیں اور ان کے پاس جو لوگ جاتے ہیں انہیں قطعاً روک دیا جائے۔ کہ وہ شیخ بدیع الدین سے آمد و رفت نہ رکھیں۔ بعد ازاں شیخ صاحب (حضرت مجدد الف ثانی) کو بلا کر مطیع کرنا چاہیئے۔ اگر فرمانبرداری سے سر پھیرے تو قید کر دینا چاہیئے۔

بے وقوف بادشاہ وزیر کی ابلہ فریب باتیں
جہانگیر آصف جاہ کی بات میں آگیا سن کر ڈرا اور حکم دیا کہ آئندہ کوئی شخص شیخ بدیع الدین سے آمد و رفت نہ کرے۔ یہ حکم سن کر بعض ضعیف الاعتقاد آمد و رفت سے رک گئے۔ مگر بعض خفیہ طور پر آتے جاتے رہے۔ اور بعض راسخ الاعتقاد علانیہ بلا تکلف شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ اب دن رات بادشاہ کے پاس حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی ذکر ہونے لگا۔ تمام گلی کوچوں، بازاروں، گاؤں، شہروں بلکہ تمام ممالک محروسہ ہند میں بھی چرچا ہو گیا۔ بادشاہ نے جاسوس مقرر کر دیئے جو ہر وقت

حضرت مجدد اور آپ کے خلفا کی خبر پہنچاتے رہتے۔ حضرت مجدد کے بعض نازک معارف جنہیں عام لوگ نہیں سمجھ سکتے تھے۔ شیخ بدیع الدین ان معارف کو بیان کرتے۔ دین متین کے بعض دشمنوں نے ان معارف کو بادشاہ سے اس طرح بیان کیا۔ کہ شیخ صاحب (حضرت مجدد الف ثانی) اپنے آپ کو بیا اور وہ بتاتا ہے۔ اور اپنے مریدوں کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کے برابر کہتا ہے۔ اس واسطے ہر کمینہ اور دشمن دین انجناب ؓ کے بارے میں واہی تباہی باتیں کرتا تھا۔ لشکر میں سے جو شخص بدیع الدین کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ مورد غضب شاہی ہوتا۔ شیخ صاحب لوگوں کو بار ہا منع فرماتے کہ میرے پاس کم آیا کرو۔ میرے پاس آنے سے تمہیں تکلیف پہنچتی ہے۔ اس موقعہ پہ شیخ بدیع الدین صاحب نے نہایت پریشانی کے عالم میں ایک عرضی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لکھی۔ جس میں سارا ماجرا عرض کرنے کے بعد التماس کی کہ مجھ سے کرامات صادر ہوں۔ اس کے جواب میں حضرت مجدد نے شیخ صاحب کو بہت تسلی اور دلاسا دیا اور مستقل مزاج رہنے کی سخت تاکید فرمائی۔ اور فرمایا کہ میرے حکم بغیر شاہی لشکر سے نہ ہلنا۔ خواہ کسی قسم کی تکلیف ہی کیوں نہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کوئی دکھ نہ ہوگا۔ اور جو کرامات کی بابت لکھا ہے۔ سو کرامات کے لئے منتظر رہو۔ انشاءاللہ تعالیٰ عنقریب ان کا اظہار ہوگا۔ واقعی اس کے بعد شیخ صاحب سے بہت کرامات ظاہر ہوئیں۔ چنانچہ ایک روز کوئی امیر شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو شیخ صاحب نے اسے فرمایا کہ اس فتنہ و فساد کو کسی طرح فرو کرو۔ اس سیہ بخت برگشتہ روزگار نے کہا مجھ سے یہ امید نہ رکھو جو ناقابل بیان بات ہوئی۔ میں چغلی کے طور پر ابھی جا کر بادشاہ سے کہوں گا۔ شیخ صاحبؒ نے سخت ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ اگر ہم اپنے دعوے میں سچے ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہ الٰہی میں ایسا قرب حاصل ہے جیسا کہ ہم خیال کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ تجھے بری بات کرنے کی مہلت ہی نہ دے۔ تم

کسی بلا و مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ جس سے تجھے رہائی ناممکن ہوگی۔ وہ نالائق جب بادشاہ کے پاس گیا۔ تو سجدہ کرنے کے بعد اس نے بدگوئی کے لئے ابھی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کا اسم مبارک لیا ہی تھا۔ کہ اس کے پیٹ میں ایسا درد اٹھا۔ کہ اس کی رنگت بدل گئی۔ زبان بند ہو گئی اور تخت کے آگے زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ اور دونوں ہاتھوں سے سر پیٹتا تھا۔ اس طرح تڑپ تڑپ اور سر پیٹ پیٹ کر ایک گھڑی بعد داخل فی النار ہوا۔

جب مخالفان دین نے یہ حال دیکھا تو شیخ صاحب کو جادوگر ظاہر کرنے لگے۔ علاوہ ازیں شیخ صاحب سے بہت بہت کرامات ظاہر ہوئیں۔ جن کا بیان لکھنا موجب طوالت کلام ہے۔

بے تدبیر شیطان نظیر وزیر آصف جاہ مخالفان دین اور منافقان بے یقین سے مل کر پوشیدہ ہی پوشیدہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں صلاح و مشورے کیا کرتا تھا۔ کہ ان سے کیسا سلوک کرنا چاہیئے۔ بعض نے کہا نظر بند کرنا چاہیئے۔ وزیر کے متعلقین میں سے ایک شخص جو دل وجان سے حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا معتقد تھا۔ اس نے اس امر کی اطلاع شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دی۔ شیخ صاحب نے آنجناب کی خدمت میں اس منصوبہ کے بارے میں عرضداشت بھیجنی چاہی۔ لیکن چونکہ سخت ممانعت ہو چکی تھی کہ کوئی شخص لشکر سے سرہند میں کسی قسم کی چھٹی نہ لے جائے۔ اس واسطے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع دینے کی خاطر شیخ بدیع الدین صاحب نے بذات خود آنجناب کی زیارت کا ارادہ کیا۔ جب سرہند پہنچے تو حضرت مجدد شیخ صاحب پر سخت ناراض ہوئے۔ فرمایا کہ میں نے تجھے تاکیداً منع کیا تھا کہ وہاں سے میری اجازت بغیر نہ آنا۔ یہ خطا جو تجھ سے سرزد ہوئی ہے۔ اچھا جو ہوا بہتر ہوا۔ اب تو واپس نہیں جائے گا۔ شیخ صاحب نے سمجھا کہ آنجناب نے غصہ میں واپس جانے سے منع فرمایا ہے۔ مصلحت یہی ہے کہ میں واپس چلا جاؤں۔ چنانچہ آنجناب

کی اجازت بغیر پھر شاہی لشکر میں چلے گئے۔ لوگوں نے شیخ صاحب کے آنے جانے کی اطلاع بادشاہ کو دی۔ مخالفوں نے بادشاہ کو یہ پٹی پڑھائی۔ کہ شیخ صاحب جو سرہند آ گئے ہیں۔ وہ اس واسطے کہ لشکر کے اکثر ارکان سلطنت نے شیخ صاحب سے عہد و پیمان کیا ہوا ہے۔ ان کا پیغام لے کر شیخ نے (حضرت مجدد الف ثانی) کو پہنچایا ہے اور اس (حضرت مجدد الف ثانی) کا پیغام اراکین سلطنت کو دیا ہے اب جو تدبیر کرنی چاہیئے۔ جلدی کرنی چاہیئے۔ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ صاحب کو بُری طرح جھڑکا کہ تم کسی طرح بھی لشکر شاہی کی خلافت کے لائق نہیں۔ بعد ازاں شیخ صاحب کی غلطی کی طفیل جو کچھ آنجناب کے سر پہ بیتی سو بیتی۔

انہیں دنوں حضرت قیوم ثانی معصوم نعمانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر فرخندہ اختر کی شادی میر صفر احمد رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہوئی۔

سامانہ کے خطیب مسجد کی حرکت

اسی سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ عید الفطر کے روز شہر سامانہ کے خطیب نے خطبہ میں خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اسم گرامی نہیں لئے۔ اور یہ کہ دکن کے کسی شہر میں ایک شاعر ہے جس نے اپنا تخلص کفری کیا ہے۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے ازراہ عنایت سامانہ کے رؤسا کو لکھا کہ تم نے خطبہ میں سے خلفائے راشدین کے اسم گرامی کیوں نکال دیئے۔ آئندہ ایسا نہ کرنا۔ اگرچہ خلفائے راشدین کے اسمائے مبارک خطبہ میں داخل کرنا فرض اور واجب نہیں۔ لیکن چونکہ اس وقت مخالفان دین بکثرت ہیں۔ اور باطل مذہب بھی بہت پھیل چکا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان کے اسمائے مبارک مع وصف تمام خطبہ میں پڑھے جائیں۔ اسی طرح اس شاعر کی طرف تنبیہاً لکھا کہ یہ تخلص چھوڑ کر اس کی بجائے اسلامی تخلص کرو۔ اس ضلع کے حاکم کو بھی لکھا کہ اس شاعر کو بلا کر اس سے یہ تخلص چھڑوا دو۔

حضرت مجدد الف ثانی کو جہانگیر کے دربار میں طلب کیا گیا

حضرت مجدد جہانگیر کے دربار میں

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو الہام ہوا۔ کہ جب تک اپنے آپ پر تکلیف گوارا نہ کرو گے۔ دینِ متین کی تجدید نہ ہو گی۔ اور کفر کی تاریکی سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی کے بغیر تبدیل نہ ہو گی۔ اور نہ ہی دین کو فروغ اور زینت حاصل ہو گی اور خلقت ہدایت سے محروم رہے گی۔ اگر یہ باتیں ملحوظ ہوں تو تکلیف برداشت کرو۔ جیسا کہ گذشتہ انبیاء کفار سے تکلیفیں اٹھاتے آئے ہیں۔ تو ان کے دین کو رواج ہوا ہے۔ انبیاء اولوا العزم سے لازمی تھا کہ وہ کافروں سے جہاد کریں۔ اور ان کی اذیتوں کو برداشت کریں۔ تمہیں معلوم ہے کہ خاص کر حضرت خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کفار سے کیسی کیسی صعوبتیں اٹھائیں۔ علاوہ ازیں حق تعالیٰ کی عظمت و جلالت کے بعض اسماء ایسے ہیں۔ کہ ان کی سیر بغیر تکلیف اٹھائے ہو نہیں سکتی۔ تمہارے لئے ضروری ہے کہ پیغمبری سنّت کا پیروی اپنے حق میں کرو۔

حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس الہام کے بعد قضائے پروردگار پر راضی ہوئے۔ اور مصیبت کو برداشت کرنے کے لئے پورے طور پر مستعد ہو گئے۔ صبر کو اپنا شعار بنا لیا۔ اور اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو اس امر کی اطلاع بھی دے دی۔ اور سب کو صبر و تحمل کے واسطے تاکید کی۔

جہانگیر کے دربار کی سیاسی تدابیر القصہ جب وزیر آصف جاہ کے بہکانے سے جہانگیر حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے سخت بدظن ہو گیا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور وزیر بے تدبیر معہ مخالفین دین متین دن رات اسی فکر میں تھا کہ آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس قسم کی تکلیف پہنچائی جائے۔ ایک روز تمام مخالفوں نے قلعہ میں بادشاہ کے رُوبرُو یہ تجویز پیش کی۔ کہ ایک لشکر جرار بھیج کر اچانک شیخ صاحب کو معہ مریدوں کے قتل کروا دینا چاہیئے۔ وزیر نے کہا۔ یہ بودی تدبیر ہے۔ کیونکہ لشکر اور فوج کے بہت سے اراکین شیخ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ اور ہر روز ہماری خبروں کی جستجو کرتے رہتے ہیں۔ اور فوج شاہی کا اکثر حصہ ان کے حکم میں ہے۔ اگر ہم شیخ صاحب کے لشکر کے لئے مقرر بھی کریں۔ تو انہیں اس امر کی اطلاع ہو گی۔ تو فوج کے سپہ سالار بغاوت کر دیں گے۔ اور فساد برپا کریں گے۔ جس سے تمام ممالک محروسہ میں خلل اور فساد برپا ہو جائے گا۔ خطرہ ہے۔ بعض کی یہ رائے ہوئی کہ انہیں ہندوستان سے نکال دینا چاہیئے۔ وزیر نے کہا۔ یہ تدبیر بھی درست نہیں۔ کیونکہ شیخ صاحب کی زبان میں خوش بیانی اور روانی اس قدر ہے کہ جہاں کہیں جاتے ہیں۔ لوگ ان کے شیفتہ و فریفتہ ہو جاتے ہیں۔ اور اس وقت دنیا کے اکثر بادشاہ ان کے مرید ہیں۔ اور ان کے خلفا تمام جہان میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ہزارہا ان کے طریقہ میں داخل ہیں۔ جب وہ دیکھیں گے کہ ہم نے ان کے پیشوا کو ملک بدر کیا ہے۔ تو ضرور ہم سے بدلہ لینے کے لئے کمربستہ ہو جائیں گے۔ اور توران، خراسان کے بادشاہ جو ان کے مرید ہیں۔ وہ اپنے شیخ کے ننگ و ناموس کے لئے ضرور بالضرور اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور ہندوستان کے امیر بھی باغی ہو کر ان سے مل جائیں گے۔ اور تمام جہان ہماری دشمنی پر کمربستہ ہو جائیگا۔ اس وقت بڑی مشکل ہو گی۔ اور ہندوستان والوں کے

لئے بڑا نازک موقعہ آجائے گا۔ اور اس مصیبت کا دور کرنا احاطہ امکان سے خارج ہو گا۔ بادشاہ نے پوچھا تو پھر کیا کرنا چاہیئے۔ وزیر نے کہا۔ اس کا علاج اس کے سوائے اور کوئی نہیں۔ کہ پہلے ان ارکان سلطنت اور لشکریوں کو جو شیخ صاحب کے مرید ہیں۔ دور دراز علاقے میں بھیج دینا چاہیئے۔ اور بعد ازاں شیخ صاحب کو معہ خلفا بلا کر شاہ اکبر کی موضوعہ رسم و آئین کی اطاعت کے لئے کہنا چاہیئے۔ اگر مان جائیں تو بہتر (یعنی سجدہ کریں اور اطاعت کریں) لشکر میں رکھو اور اگر سجدہ نہ کیا اور اطاعت نہ کی۔ اور رسوم آئین بجا نہ لائیں۔ تو بڑی احتیاط سے اسے قید کر دینا چاہیئے۔ تاکہ ان کے مخلص اور مرید ان تک پہنچ نہ سکیں۔ اور بڑی سختی سے قید کرنا چاہیئے۔ جب سختی پہنچے گی۔ خود بخود اطاعت پر آمادہ ہوں گے۔ اور رسم و آئین کی بابت جو کچھ ہم کہیں گے ضرور مان لیں گے۔ ایسا کرنے سے اگر ہندوستان کے امرار اور اس کے مرید شور کریں گے۔ کہ کہیں ہمارا شیخ قتل نہ کیا جائے۔ اگر بالفرض شورش کریں بھی۔ تو پہلے شیخ کو معہ خلفا کے قتل کر دیا جائے گا۔ اور بعد میں باغیوں سے نپٹ لیا جائے گا۔ جب ان کا پیشوا قتل ہو جائے گا۔ تو پھر ان میں مقابلے کی طاقت نہ رہے گی۔ اور نہ ہی پھر اُن کے خلفا ہوں گے۔ جو اُن کے جانشین ہو سکیں۔ مجبوراً تتر بتر ہو جائیں گے۔ اور شیخ کی ماتم پرسی پر بیٹھ جائیں گے۔ اتنے میں جب دوسرے ملکوں کے خلفاء آئیں گے۔ ہم بھی ان کے ساتھ ماتم پرسی میں شریک ہو جائینگے اور عذر و حیلہ کریں گے۔ اور کہیں گے کہ شیخ صاحب کو دوسرے مخالفوں نے شہید کر دیا ہے۔ ہم اس میں بالکل بے گناہ ہیں۔ ہم چند ایک واجب القتل اشخاص کو لا کر شیخ صاحب کے عوض میں بھی قتل کر دیں گے۔ اور شیخ صاحب کا مزار پُر تکلف بنوا دیں گے۔ اور ان کی موت پر باقاعدہ اظہار رنج و الم کریں گے۔ اور شیخ صاحب کے دوسرے مریدوں کو بہت سا روپیہ اور جاگیر دیں گے۔ اور جو خلفا دوسرے ملکوں میں ہیں۔ ان کو معہ ان ولائتوں کے تحفے تحائف بھیج دیں گے۔ اور ساتھ ہی تعزیت نامہ شیخ صاحب کی بابت ارسال

کریں گے اور اس تعزیت نامے میں حیلے عذر اور افسوس کا اظہار کریں گے۔ جب، وہاں کے لوگ شیخ صاحب کی فاتحہ کے لیے آئیں گے تو جونہی ہماری حد میں داخل ہوں گے۔ ہم بڑی آؤ بھگت کریں گے اور ہر منزل پر، سامان ضیافت و مہمان نوازی مہیا کریں گے۔ جب یہاں پہنچیں گے تو ہر ایک کے مرتبے کے موافق اس سے نیک سلوک کریں گے۔ جب وہ ہماری طرف سے اس قدر سلوک دیکھیں گے تو ضرور عداوت کو دل سے دُور کریں گے۔ اور اس طرح کرنے سے ان کے دلوں میں محبت کا پودا لگ جائے گا اور بے اختیار اخلاص سے پیش آئیں گے۔ اور فساد مٹ جائے گا۔ تمام حاضرین مجلس اور بادشاہ نے اس تدبیر کو پسند کیا۔ اور وزیر کی بہت تحسین و آفرین کی۔

مجدد الف ثانی کے مرید سپہ سالاروں کی دربار میں طلبی

دوسرے دن بادشاہ نے ان تمام ارکان سلطنت کو جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ حاضر ہونے کا حکم دیا۔ وہ اراکین سلطنت حسب ذیل تھے۔ خان خاناں خان اعظم، خان جہاں لودھی، سکندر خاں لودھی، تربیت خاں سید صدر جہاں، اسلام خاں، قاسم خاں، جباری خاں۔ مہابت خاں، دریا خاں اور مُرتضےٰ خاں[1] وغیرہ۔ ان میں سے ہر ایک کے نام دُور دراز ممالک محروسہ کی سرداری کا پروانہ

---

[1] حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مغلیہ دربار کی غیر اسلامی حرکات، اور اکبر کے بعد جہانگیر کے شب و روز دیکھے تو آپ کو سخت صدمہ ہوا۔ کہ باپ کے مرنے کے بعد بھی اس کا بیٹا ایسی بدعات میں گرفتار ہے جن سے اسلام کی اہانت ہوتی ہے اور مسلمان ذلیل و خوار رہتے۔ چنانچہ آپ نے کھل کر ان اعیانِ مملکت اور امراء سلطنت مغلیہ کو خط لکھے جن کے سینے میں اسلام کا احترام اور درد موجود تھا۔ چنانچہ آپ کی مسلسل مساعی سے جہانگیر کے مقتدر امراء اور وزرا، حضرت مجدد الف ثانی کی تحریک احیائے دین کے ہمنوا ہو گئے تھے۔ ان میں خان خاناں عبدالرحیم، خان اعظم عزیز کوکلتاش، خان جہاں (پیر خاں ولد

(بقیہ حاشیہ صفحہ آیندہ پر)

جاری ہوا۔ کہ تم فوراً اپنے اپنے علاقے میں چلے جاؤ۔ چنانچہ خانِ خاناں کو دکن، سیّد صدر جہاں کو مشرقی ممالک، خان جہاناں لودھی کو ملک مالوہ، خانِ اعظم کو گجرات، اور مہابت خاں کو کابل کا حاکم مقرر کرکے بھیجدیا۔ غرضیکہ ہر ایک کو کسی نہ کسی علاقے کا سردار کرکے روانہ کر دیا۔ جب یہ اپنے اپنے علاقوں میں پہنچ گئے۔ تو بادشاہ نے حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی کہ ہمیں جناب اور جناب کے خلفا کی زیارت کا اشتیاق ہے۔ امّید ہے کہ جناب قدم رنجہ فرما کر ممنون احسان اور اپنے دیدار فرحت آثار سے مشکور فرمائیں گے۔ اور ساتھ ہی ایک حکم سرہند کے حاکم کے نام لکھا کہ جس طرح ہو سکے شیخ صاحب کو یہاں بھجوا دو۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) دولت خاں لودھی، تربیت خاں، سیّد صدر جہاں، سکندر خاں لودھی اسلام خاں، قاسم خاں، جبّاری خاں، مہابت خاں اور مرتضیٰ خاں کے اسمائے گرامی خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان حضرات کے نام آپ کے مکتوبات میں اسلام کی زبوں حالی مستقبل کے خطرات، تحریک احیائے اسلام کے لئے تیار ہونے اور اپنی دینی ذمہ داریوں کے قبول کرنے اور دین اسلام کی برتری کے لئے کام کرنے پر پُرزور الفاظ میں آمادہ کیا۔ آپ نے بار بار ان حضرات کو آگاہ کیا کہ وہ اپنے حلقہ اثر میں خالص اسلام کے احیاء کے لئے کام کریں۔ اور جہاں تک ممکن ہو جہانگیر کو مجبور کر دیں کہ وہ بے دینی رسومات کو ترک کر دے۔

مکتوبات ربانی میں حضرت مجدد الف ثانی کے کئی مکتوبات شیخ فرید بخش مرتضیٰ خان کے نام موجود ہیں جس میں آپ نے جہانگیر کی تخت نشینی پر اظہار مسرّت کیا اور اسے غیر اسلامی رسومات سے ہٹانے کی کوشش کرنے پر زور دیا۔ اسی طرح آپ نے دوسرے امراء کو بھی مکتوبات لکھے۔ آصف جاہ وزیر نے ان تمام حضرات کے لئے شاہی احکام صادر کرا دیئے۔ کہ وہ دارالسلطنت سے دُور مقامات پر تعین کئے جائیں۔ تاکہ حضرت مجدد کی گرفتاری پر یہ لوگ دارالسلطنت میں ہنگامہ نہ کرنے پائیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ خط پہنچتے ہی سفر کے اسباب کی تیاری کرنے لگے۔ اور اپنے فرزندوں حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پوشیدہ طور پر پہاڑ میں بھیج دیا۔ کیونکہ بادشاہی آدمیوں نے تاکید کی تھی کہ آپ اپنے متعلقین میں سے کوئی شخص بھی شہر میں نہ چھوڑیں۔ لیکن حضرت مجدد نے فرزندوں کو ساتھ لے جانے میں مصلحت نہ سمجھی۔ رخصت کے وقت اہل و عیال اور دوسرے آدمیوں نے گھبراہٹ اور بے چینی ظاہر کی۔ لیکن آنجناب نے سب کو تسلی دی۔ اور وصیت کی کہ صبر و تحمل سے کام لینا۔ اور فرمایا کہ صرف ایک سال یہ تکلیف مجھ پر رہے گی۔ بعد ازاں یہ مشقت آرام سے بدل جائے گی۔ تم لوگ خاطر جمع رکھو۔ پھر اہل و عیال کو رخصت فرما کر اپنے صرف پانچ مریدوں کو "حالانکہ آنجناب کے خلفا ایک ہزار چھ سو تھے" لے کر دہلی روانہ ہوئے۔ بادشاہ نے جب آنجناب کی تشریف آوری کی خبر سنی۔ تو اپنے تمام امراء کو حضرت مجدد کے استقبال کے واسطے بھیجا۔ اور اپنے خاص خیمہ کے پاس آنجناب کی خاطر خیمہ نصب کروایا۔ اور خلفا اور مریدوں کے لئے بھی الگ الگ خیمے لگوائے۔ وزیر[1] بدضمیر نے بادشاہ اور آنجناب کی ملاقات کا وقت مقرر

---

[1] ان دنوں جہانگیر کا وزیر اعظم جس نے حضرت مجدد کے خلاف دربار میں سازش اور کذب بیانی سے آپ کو قید و بند کا نشانہ بنایا۔ آصف جاہ تھا یہ وزیر خاص اور سپہ سالار افواج مغلیہ تھا۔ یہ شخص ابوالحسن اعتماد الدولہ میرزا غیاث کا لڑکا۔ نور جہاں ملکہ جہانگیر کا بھائی۔ شاہجہان کی ملکہ ممتاز محل (مدفون روضہ تاج محل) کا والد اور شاہنشاہ جہانگیر کا وزیر امور خاص اور شاہجہان کی افواج کا سپہ سالار تھا جہانگیر نے اسے مختلف مراتب سے ترقی دے کر ۱۰۳۵ھ ۱۶۲۵ء میں لاہور اور شمالی علاقوں کا گورنر بنا دیا تھا آصف جاہ اگرچہ ذہین۔ دلیر اور صاحب فن تھا مگر شیعہ ہونے کی وجہ سے اسے حضرت مجدد الف ثانی سے کمال دشمنی تھی اور وہ اس مذہبی بغض کو سیاسی رنگ میں پیش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اسے جہانگیر پھر شاہجہان

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

گیا جب کہ بادشاہ شراب کے خمار میں تھا اور کچھ مزاج بھی بگڑا ہوا تھا۔ بادشاہ کے دو وقت

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) کے مزاج پر اتنا اثر تھا کہ مغلیہ سلطنت کے اکثر و بیشتر معاملات اسی کی رضا سے طے ہوا کرتے تھے۔

اسی کی تدبیر سے شاہجہان کو تخت نشینی میں آسانی پیدا ہوئی تھی۔ اسی نے جہانگیر کی موت کے فوراً بعد اپنی بہن نورجہاں کو قید کرا دیا۔ جہانگیر کے بڑے بیٹے سلطان خسرو کے بیٹے داور بخش کو وقتی طور پر ہندوستان کے تخت پر بٹھا دیا۔ اور جب تخت کے دوسرے دعویٰ دار خاموش ہوگئے تو داور بخش کو علیحدہ کر کے شاہجہان کے لیے اقتدار کا راستہ صاف کر دیا۔ شاہجہان آصف جاہ کے اس احسان کا زندگی بھر ممنون رہا۔ اسے اپنے اقتدار کا نگران رکھا۔ اس کے مشوروں کو قبول کیا۔ شاہجہان اسے "دانائے امور سلطنت، واقف اسرار جلالت، کبریٰ، سرخیل یک رنگان وفادار، سالار یک جہتان حق گذار، کار فرمائے سیف و قلم، مدبر امور عالم، زبدۂ خوانین عالی شان، قدوائے امرائے بلند مکان عضد الخلافہ، یمین الدولہ عموئے دانا، آصف خانؒ جیسے القابات سے یاد کیا کرتا تھا۔

جہانگیر کے انتقال کے وقت آصف جاہ لاہور اور ملتان کا گورنر تھا۔ ۱۰۳۷ھ میں شہزادہ اورنگ زیب شجاع اور دارا شکوہ کو لے کر لاہور سے آگرہ پہنچا۔ اور نوروز کے جشن میں حاضر ہوا۔ تو بادشاہ نے اسے پچاس لاکھ روپے سالانہ تنخواہ، نوہزاری کا منصب اور نوہزار سوار دو اسپہ اور سہ اسپہ کا بلند عہدہ عطا فرمایا۔

۱۰۴۰ھ میں شاہجہان نے اپنی اکتالیسویں سالگرہ پر یمین الدولہ خان خاناں کا خطاب دیا۔ اور تمام مغلیہ فوجوں کا سپہ سالار بنا دیا۔ وہ اپنے باپ مرزا غیاث کی طرح علمی قابلیت کا مالک تھا۔ مگر اس نے اپنے تعصبات کی وجہ سے کوئی علمی یادگار نہیں چھوڑی۔ لاہور میں دہلی دروازے کے باہر ایک عالیشان محل بنایا جس پر بیس لاکھ روپے خرچ آئے۔ اور سکھوں نے اپنے زمانہ میں اس کی بنیادیں اکھیڑ دیں، ۱۷ شعبان ۱۰۵۱ھ ۱۶۴۱ء میں لاہور میں فوت ہوا۔ "نہے افسوس آصف جاہ" تاریخ وفات ہے۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

ہوا کرتے تھے۔ ایک خوشی کا جس وقت شراب پیتا اور لوگوں کو انعام و اکرام دیتا۔ دوسرا نشہ کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) آصف جاہ کو مقبرہ جہانگیر کے پاس ہی دفن کیا گیا۔ ایک عالیشان بلند گنبد اور اس کے اردگرد باغ اور چار دیواری تعمیر کرائی گئی۔ آصف جاہ کا مقبرہ ایک عظیم تاریخی یادگار ہے۔ شاہجہان نے اپنے اس محسن کی اس یادگار کو بڑے اعلیٰ طریقے سے زینت بخشی مگر انقلابات زمانہ نے اس مقبرہ کو تراش خراش کے رکھ دیا۔ آج آصف جاہ کا مقبرہ اور اس کی مشہور زمانہ ہمشیرہ نور جہاں کا مزار سکھ گردی کے ہاتھوں شکست و ریخت کی تصویر بنے نظر آتے ہیں۔ رنجیت سنگھ کی حضوری باغ میں نشست گاہ کی بارہ دری آصف جاہ کے مقبرے کے پتھروں سے بنائی گئی تھی۔

آصف جاہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے سلسلہ سے بغض اور دشمنی تھی۔ وہ اپنی ساری عظمتوں اور مراتب کے باوجود خاندان مجددیہ کی مخالفت کی آگ میں جلتا رہا۔ کبھی قاضی نوراللہ شوستری کو آگے لاتا۔ کبھی ایران کے شیعہ مجتہدین کو درآمد کرتا۔ دربار میں حضرت مجدد اور ان کے رفقاء اور امراء سے مار کھاتا۔ مگر ایک وقت آیا کہ اسے حق کے سامنے سرنگوں ہو کر ہزیمت اٹھانا پڑی۔ جہانگیر کو مہابت خاں نے گرفتار کیا تو یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احباب کی وساطت سے صلح مندی کے لئے دوڑتا تھا۔ جب جہانگیر سرہند میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات کو آیا۔ تو آصف جاہ نذرانہ پیش کر رہا تھا۔ جسے حضرت مجدد الف ثانی نے ٹھکرا دیا تھا۔

آخری عمر میں بادل نخواستہ اسے مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جھکنا پڑا۔ بادل نخواستہ شرعی قوانین نافذ کرنے پڑے۔ سجدہ کے خاتمہ، گائے کی قربانی، اکبری بدعات کے انہدام کو اپنے سامنے دیکھتا رہا۔ اور بے بس ہو کر قبول کرتا رہا۔

جس وقت ناراض ہوتا تھا۔ اس وقت خلقِ خدا پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرتا۔ اور ظالمانہ احکامات نافذ کرتا۔ جب آنجناب تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت بادشاہ انانیت کے تخت پر بیٹھ کر انا ربکم الاعلیٰ کا دم مار رہا تھا۔ اس وقت جو اسے دیکھتا سجدہ کرتا۔ لیکن حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی قسم کا ادب بجا نہ لائے۔ حتیٰ کہ سلام علیک بھی نہ کہا۔ وزیر کو امید تھی کہ اب بادشاہ ضرور آنجناب کے قتل کا حکم دے گا۔ کیونکہ اس کی عادت تھی جو شخص ادب میں سرِمُو فرق کرتا۔ اسی وقت اُسے قتل کروا دیتا۔ آنجناب ؓ کے خلفا اور مریدوں نے ٹھانی ہوئی تھی کہ اگر خدانخواستہ آنجناب کو تکلیف پہنچی۔ تو جس طرح بھی بن پڑے گا۔ ہم بادشاہ اور وزیر کا تو دربار میں ہی صفایا کر دیں گے۔ لیکن بادشاہ آنجناب حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال کا ذرا بھی معترض نہ ہوا۔ یہ دیکھ کر وزیر حیران رہ گیا۔ پھر اور فتنہ برپا کرنا چاہا۔ چنانچہ بادشاہ کو کہا۔ کہ یہ وہ شخص ہے کہ جو اپنے آپ کو تمام انبیاء سے افضل بتاتا ہے اس کے جواب میں آنجناب حضرت مجدد نے فرمایا کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ جو چوتھے خلیفہ تھے۔ ان کے پیرو یعنی رافضی لوگ انہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو انبیاء کے بعد تمام بنی نوع انسان سے افضل ہیں۔ فضیلت دیتے ہیں۔ ہزار سال سے ہم ان بدبختوں کے منہ پہ نجاست بھری جوتیاں مار رہے ہیں۔ دراصل یہ گالی آنجناب نے وزیر کو دی تھی۔ کیونکہ وہ بھی شیعہ تھا۔ اور وہ حضرت مجدد کے مصنفہ رسالہ ردِ شیعہ کا مطالعہ کر چکا تھا۔ دراصل وزیر کو جو آنجناب ؓ سے دشمنی ہوئی۔ اس کا باعث وہی رسالہ تھا۔ بعد ازاں آنجناب ؓ نے فرمایا۔ کہ میرے نزدیک تو ایک ادب کا ترک گناہ کبیرہ کی طرح ہے۔ میں ایسی بات کیونکر کہہ سکتا ہوں جو صریحاً کتاب و سنت کے خلاف ہو۔ یعنی میں کس طرح اپنے آپ کو انبیاء کے برابر یا ان سے بہتر کہہ سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی اکثر نعمتیں جو میرے حق میں وارد ہوئی ہیں۔ انہیں میں نے حسب الامر الٰہی ظاہر کیا ہے۔ جو میرے لئے اپنائے

جنس سے ممتاز ہونے کا ذریعہ ہے۔ سو انبیاء ہمارے ابنائے جنس ہیں۔ یہ بات عقل سلیم والا تو کوئی نہیں باور کرے گا۔ بادشاہ نے کہا۔ واقعی ہمارے خیال بھی ایسا ہی تھا۔ کہ آپ ایسے ہی بزرگ صالح اور متقی ہیں۔ آپ سے کیوں اہل حق کی مخالفت ظاہر ہو گی۔ جب وزیر لعین آصف جاہ نے دیکھا۔ کہ یہ داؤ بھی نہ چلا۔ تو بادشاہ کو کہا کہ شیخ صاحب کوئی اداب سلطنت بجا نہیں لائے۔ اس پر بادشاہ نے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ آپ کوئی آداب بجا نہیں لائے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اب تک میں سوائے خدا اور رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کسی کا آداب بجا نہیں لایا۔ ہمارے دین اسلام کا ایک طریقہ ہے کہ جب ہم لوگ آپس میں ملتے ہیں تو ایک دوسرے کو سلام علیک کہتے ہیں۔ چونکہ اس کی نسبت مجھے معلوم تھا کہ آپ اس کا جواب نہیں دیں گے۔ اس واسطے میں نے سلام علیک بھی نہ کی۔ بادشاہ نے کہا۔ مجھے سجدہ کرو۔ حضرت مجدد نے سخت ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ میں نے سوائے خدا کے نہ کسی کو سجدہ کیا ہے اور نہ کروں گا۔ ایسی بُری بات مجھے کبھی نہ کہی جائے۔ بادشاہ نے کہا مجھے سجدہ کرو اور میں کرا لوں گا۔ حضرت مجدد نے فرمایا، تم ہرگز ہرگز مجھ سے سجدہ نہیں کروا سکتے۔ ملا عبدالرحمٰن مفتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو حضرت مجدد کا قدیمی مخلص و مرید تھا عرض کیا۔ کہ چونکہ جان بچانا فرض ہے اس لئے میں فتویٰ دیتا ہوں کہ اس وقت آپ کیلئے سجدہ کرنا ضروری ہے۔ حضرت مجدد نے فرمایا۔ ملا یہ فتویٰ تیرے لئے ہے میرے لیے نہیں۔ ہزارہا انبیاء اور ان کے صحابہ نے راہِ خدا میں اپنی جانیں قربان کر دیں۔ سو میں بھی ان کی سنت کو حاصل کرنے کے لئے راہِ خدا میں جان دوں گا۔ لیکن سجدہ نہیں کرونگا پر نہیں کروں گا۔

جب بادشاہ کو معلوم ہو گیا کہ وہ کسی طرح مجھے سجدہ نہیں کریں گے تو کہا ان کا سجدہ صرف اتنا ہے کہ ذری سر کو خم کر دیں۔ باقی آداب میں نے معاف کر دیئے۔ کیونکہ

مجھے ان سے شرم آتی ہے۔ چونکہ یہ میری زبان سے نکل گیا ہے۔ اس واسطے آداب شاہی ضروری ہیں۔ کیونکہ ابھی تک میرا کوئی حکم ٹلا نہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس بات کے لئے کبھی سر نہیں جھکاؤں گا[1] بادشاہ نے اپنے چند خاص مقربوں کو کہا کہ شیخ صاحب کے سر کو پکڑ کر ذرا جھکا دو اور پھر انہیں تحفے اور مال دے کر رخصت کر دو۔ کیونکہ مجھے ان سے شرم آتی ہے۔ بڑے بڑے قوی ہیکل دس امیر اٹھے۔ اور انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کے سر مبارک کو خم کرنا

---

[1] حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے یہ وقت بڑا دشوار اور کٹھن تھا۔ آج جہانگیر کے درباریوں اور خاص کر بے دین وزراء کی سازش کامیاب ہو گئی تھی۔ وہ آپ کو بادشاہ کے سامنے لا کر دینِ الٰہی کی ملحدانہ رسومات کے سامنے جھکانا چاہتے تھے۔ بادشاہ جہانگیر اپنی جہالت اور شاہی خمار میں مست آصف جاہ کے اشارے پر احکام نافذ کرتا جاتا تھا۔ حضرت مجدد کی زندگی کے چالیس سال اکبری دور میں گذرے تھے۔ آپ نے اسلام کی زبوں حالی پر ایک عرصہ تک ماتم کیا تھا۔ درباری علماء، جاہل صوفیا نے پھر مختلف مذاہب کی بالادستی کو دیکھا تھا۔ اہلِ مذہب کی ذلت اور بے دینی کی برتری پر آپ کا دل ہزار بار کڑھا مگر مغلیہ دربار کی خرابیوں کے دور کرنے کا کوئی راستہ نہ ملا۔ آپ نے فوج اور دربار کے اندر ہی اسلام پسند امراء کو دوست بنایا۔ ان کے اندر اسلامی حمیت پیدا کی۔ اور انہیں اپنے مکتوبات کے ذریعہ دین کی احیاء پر تیار کر لیا تھا۔ آج ابوالفضل، فیضی، ملا مبارک اور اکبر کے دینِ الٰہی کے محضر نامہ پر دستخط کرنے والے علماء اور صوفیاء تو موجود نہ تھے مگر اکبر کے دین الٰہی کی بدعات اور رسومات ابھی تک دربار اور ملک میں رائج تھیں۔ آصف جاہ جیسے بدکردار وزراء اور نور جہاں جیسی شیعہ عورتیں معاشرے کی برائیوں کی حفاظت میں سرگرم تھیں۔ حضرت مجدد کے استقلال اور ثابت قدمی نے ان باطل اداروں کو خاک میں ملا دیا۔ امراء دربار کے زور کے باوجود آپ نے سجدہ نہ کیا نہ سر جھکایا۔ اور گوالیار کے قلعہ کی قید و بند کو قبول کر کے حق کی بنیاد کو مضبوط کر دیا۔

چاہا۔ بہتیرا زور مارا کہ قدرے خم کریں۔ لیکن میسر نہ ہوا۔ حالانکہ آنجناب حضرت مجدد بہت نازک اندام تھے۔ اور جناب کی گردن مبارک بہت باریک تھی۔ امرا نے اس قدر زور کیا۔ کہ آنجناب کی ناک سے خون بہ نکلا۔ لیکن آنجناب کی نگاہ جو آسمان کی طرف لگی ہوئی تھی۔ اسے نہ پھرا سکے۔ بعد ازاں بادشاہ نے کہا کہ شیخ صاحب کو اس چھوٹے سے دروازے سے جو بادشاہ کے روبرو تھا۔ لاؤ۔ اس سے گذرتے وقت تو سر جھکا ئینگے کیونکہ یہ دروازہ قدِ آدم سے چھوٹا تھا۔ آنجناب نے اس دروازہ سے گذرنے کے لئے پہلے اپنا قدم مبارک اندر رکھا۔ اور پھر سر کو پچھلی طرف جھکا کر اندر داخل ہوئے۔ جب وزیر نے یہ حالت دیکھی تو بادشاہ کو کہا۔ کہ دیکھئے شیخ صاحب کیا اشارہ کرتے ہیں۔ اس اشارے کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں معہ تاج و تخت اور سلطنت اپنے پاؤں سے پائمال کروں گا۔ جب آپ کے حضور میں اس قدر تکبر کرتے ہیں۔ تو اندازہ کر سکتے ہیں کہ باہر نکل کر کس قسم کی شورش برپا کریں گے۔ خدشہ ہے کہ ملک میں ہزارہا فتنے برپا ہونگے اسی صورت میں علاج محال ہو جائے گا۔ ایسا موقع پھر ہاتھ نہیں لگے گا۔ ابھی شیخ صاحب کو قید کر لینا چاہیئے ورنہ بڑی ندامت اٹھانا پڑے گی۔ اور بعد میں پچھتانا کچھ مفید نہیں ہوگا۔ بادشاہ بھی وزیر کے کہنے پر مجبور ہو کر آنجناب کے محبوس کرنے پر راضی ہوا[1]

حضرت مجدد کا ایمان دیکھ کر دربار کا ہندو راجہ مسلمان ہوگیا

ہندوستان کا ایک بڑا راجہ جو بُت پرست تھا۔ اس مجلس میں موجود تھا۔ جب اُس نے حضرت مجدد کی استقامت اور استقلال کا مشاہدہ کیا۔ تو اس کے سینے میں کفر کی تاریکی نورِ اسلام سے بدل گئی۔ اس

---

[1] گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے ▲ وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
(اقبال)

نے وزیر آصف جاہ کو کہا۔ کہ شیخ کو میرے پاس قید کر دو۔ وزیر نے جانا کہ چونکہ وہ مخالف دینِ اسلام ہے کہ وہ شیخ صاحب سے قید میں بُرا سلوک کرے۔ اس لئے اسی کے حوالے کیا۔ جب حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے قید خانے میں پہنچے تو وہ نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور اپنے پاس رکھا اور خود معہ متعلقین کے مرید ہو گیا۔ اور صبح شام حلقہ، مراقبہ اور دوسرے سالکوں کو توجہ دینا بدستور اوقات مقررہ پہ ہونے لگا۔ اور گروہا گروہ لوگ آکر مرید ہونے لگے اور ارشاد کا ہنگامہ گرم ہوا۔ جب اس امر کی اطلاع وزیر شیطان نظیر کو ہوئی۔ تو بادشاہ کو کہا قریب ہے کہ کوئی فتنہ برپا ہو۔ شیخ کو کسی ایسے قلعے میں نظر بند کرنا چاہیئے۔ جو حصانت و متانت میں بے نظیر ہو۔ بادشاہ بھی یہ بات مان گیا اور قلعہ گوالیار جو چھاؤنی سے چوبیس میل کے فاصلے پہ ایک نہایت اونچی پہاڑی پہ واقع تھا اور ہندوستان کے تمام قلعوں سے مضبوط تھا۔ وہاں راتوں رات حضرت مجدد کو معہ خلفاء و مریدوں کے پہنچا دیا گیا۔ اور وہاں کے نگہبانوں اور پاسبانوں کو تاکید کر دی۔ کہ کسی کو قلعہ کے اندر جانے کی اجازت نہ دینا اور جہاں تک ممکن سے ممکن ہو۔ شیخ اور اس کے خلفا کو سختی سے رکھو۔ بلکہ وزیر لعین نے اس بات کے لیئے اپنے ایک رشتہ دار کو جو نہایت بدخلق اور شقی القلب تھا۔ قلعہ میں مامور کر دیا،

حضرت مجدّد الف ثانی قلعہ گوالیار میں

جب حضرت قیوم اوّل ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قلعہ گوالیار میں پہنچے تو حاکم قلعہ اور پاسبان وزیر اور بادشاہ کے حکم کے مطابق بڑی سختی سے پیش آئے۔ اسی اثنا میں جو خلفا آنجناب کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے سخت ناراض ہو کر پاسبانوں کو کہا کہ تمہاری ایسی تیسی تم خیال کرتے ہوں گے۔ کہ بادشاہ نے ہمیں قید کر کے بھیجا ہے۔ یاد رکھو ہم حکم الٰہی سے یہاں آئے ہیں۔ اور ہمارے مدنظر اور کام ہیں۔ یہ کہہ کر اچھلے اور قلعہ کی دیوار پر بیٹھے اور کہنے لگے کہ دیکھو ہم ابھی دیوار پھاند جاتے ہیں۔ اسی طرح بعض خلفا نے اور کرامتوں کا اظہار کیا۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں جھڑک کر فرمایا کہ مجھ میں اظہار کرامت کی قدرت نہیں۔ جو تم کرنے لگے ہو۔ بات یہ ہے کہ ہم اس جفا کو برداشت کرنے کے لئے مامور ہیں۔ جب پاسبانوں نے یہ حالت دیکھی تو سب سٹ پٹائے اور توبہ کی اور حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی۔ اور عرض کی۔ کہ ہمیں اس معاملہ کی خبر نہ تھی۔ بعد ازاں وہ سب کے سب مرید ہو گئے۔

حضرت مجدّد الف ثانی زندان خانہ میں

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایام حبس میں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے اور فرماتے کہ یہ مصیبت ہماری شامت نفس کا نتیجہ ہے۔ اس سے ہماری باطنی ترقی اور عروج ہوگا۔ قلعہ والوں میں سے ایک نے قید کی وجہ دریافت کی۔ تو حضرت مجدد نے فرمایا کہ ہماری شامت اعمال اور یہ آیت پڑھی۔ مَآ اَصَابَکُمْ مِنْ مُّصِیْبَةٍ

فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ جو کچھ تمہارے ہاتھوں نے کمایا اسی کی وجہ سے تم پر مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔ یہ قصورِ عمل کی دید آنجناب پر پورے طور پر غالب تھی۔ اور دوستوں کو بھی فرماتے تھے۔ کہ نیک عمل کو خود پسندی اس طرح ملیا میٹ کر دیتی ہے۔ جیسے لکڑی کو آگ۔ جن دنوں آنجنابؒ نظر بند تھے۔ تو حضرت مجدد اور آپؒ کے دو فرزندوں کے سوا تمام سالکوں اور اولیاء اللہ کی باطنی ترقی مسدود ہو کر رہ گئی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالف آپ کے نظر بند ہونے پر بغلیں بجاتے خوشی کا اظہار کرتے اور حضرت مجدد کے حق میں طعن و ملامت کرتے تھے چنانچہ انہیں دنوں آنجناب کے ایک مصاحب نے آپ کی خدمت میں ایک عرضداشت ارسال کی جس میں قبضِ حالِ باطنی اور ملامت خلق کی شکایت درج تھی۔ حضرت مجدد نے اس کے جواب میں یہ لکھا۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الصّٰلِحِيْنَ" آپ کا صحیفہ شریف عام لوگوں کی ملامت اور جفا کی داستان ہے۔ پہنچا۔ یہ ان لوگوں کا محض خیال ہی خیال ہے اور ان کے دلوں کے زنگار کے لئے مصقلہ ہے۔ یہ قبض و کدورت کا باعث کیوں ہونا چاہیئے۔ مجھے اس قلعہ میں بھیجا گیا۔ تو شروع شروع میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شہروں اور گاؤں کے لوگوں کی ملامت کو نورانی لفافوں میں لپیٹ کر پے در پے مجھے بھیجتے ہیں اور کام پستی سے بلندی کو پہنچ رہا ہے۔ میں نے کئی سال جمالی تربیت میں بسر کئے۔ اور کئی منزلیں طے کیں۔ اب جلالی تربیت کی نوبت آئی۔ تاکہ میں اس کی منزلیں بھی طے کروں تو میرے لئے ضروری ہوا کہ صبر کیا بلکہ رضا کو اختیار کروں۔ اور جمال و جلال دونوں کو یکساں خیال کروں۔ آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ جب سے نظر بندی وقوع میں آئی ہے۔ نہ ذوق رہا نہ حال۔ ضروری تو یہ تھا کہ ذوق اور حال پہلے کی نسبت دُگنا ہوتا۔ کیونکہ محبوب کی جفا اس کی وفا کی نسبت زیادہ لذت بخش ہوتی ہے۔ آپ نے تو عامیانہ رنگ میں

بات کی ہے۔ اور محبت ذاتیہ سے دُور جا پڑے ہو۔ جلال کی قدر بہ نسبت جمال کے زیادہ ہوتی ہے۔ اور اللہ کے بندے تکلیف کو راحت سے بہتر تصوّر کرتے ہیں۔ کیونکہ جمال اور انعام میں محبوب کی مراد کے ساتھ اپنی مراد بھی ملی ہوئی ہے۔ اور جلال اور تکلیف میں خالص محبوب کی مراد ہوتی ہے۔ جو محب کی مراد کے خلاف ہوتی ہے یہاں پر جو وقت اور حال وارد ہے۔ وہ سابقہ وقت اور حال سے مختلف اور اعلیٰ ہے۔ ان دونوں میں بڑا بھاری فرق ہے۔

قیدوبند کی عظمتیں قید کے دنوں میں ایک مکتوب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف ارسال فرمایا تھا۔ وہ یہ ہے:۔

" اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ مخفی نہ رہے کہ اگر میں عنایتِ الٰہی سے (عنایت اللہ تعالیٰ کے غضب اور جلال کی صورت میں متجلّی ہوئی) قیدخانے میں نظر بند نہ ہوتا۔ تو ایمان شہودی کے تنگ کوچے سے کبھی نہ گذرتا۔ ظلال۔ خیال و مثال کے کوچوں سے نہ نکلتا۔ ایمان بالغیب کی شاہراہ میں مطلق العنان نہ ہوتا۔ آنجناب سے غیب سے ، عین سے علم ہیں۔ اور پورے طور پہ استدلال کو نہ پہنچتا۔ دوسروں کے عیبوں کو ہنر اور ہنروں کو عیب بڑے کامل ذوق اور وجدان سے حاصل نہ کرتا۔ بے ننگی و بے ناموسی کے خوشگوار شربت اور خواری و رسوائی کے مزے دار مربّے نہ چکھتا۔ خلقت کی ملامت وطعن کے جمال کا لطف نہ اٹھاتا۔ لوگوں کی جفاو بلا کی حس سے محفوظ نہ ہوتا۔ اور مردے کی طرح غسال کے ہاتھ میں پڑ کر بالکل ترک ارادہ و اختیار نہ کرتا۔ اور آفاق والنفس کے سر رشتہ اور تضرع، التجا، انابت استغفار ذل اور انکسار کی حقیقت کو حاصل نہ کرسکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی بے پرواہی کے بلند مرتبہ قنطاس کو جو عظمت اور کبریائی کے پردوں میں محفوظ ہے۔ نہ دیکھ سکتا۔ اور اپنے

آپ کو ایک خوار و ذلیل، بے اعتبار، بے ہنر، بے اقتدار، محتاج اور مفتقر معلوم نہ کر سکتا۔ " وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔" اور میں اپنے آپ کو پاک بازنہیں کہتا نفس برائی سکھاتا ہے مگر جو رحم کیا میرے رب نے بیشک میرا رب ہے بخشنے والا مہربان۔ اگر اس مصیبت کے گھر (قید خانہ) میں اللہ تعالیٰ کا فضل محض، متواتر فیوض و واردات اور پے در پے عطیات و انعامات اس مسکین شکستہ بال کے شامل حال نہ ہوتے۔ تو قریب تھا کہ میں ناامید ہو جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ جس نے مجھے مصائب کی برکات سے آرام سے رکھا۔ جفا کے وقت مجھے عزت سے رکھا۔ قضا کی حالت میں مجھ سے نیکی کی۔ اور خوشی، غم، رنج اور تکلیف کے وقت شکر کی توفیق دی، اور مجھے انبیاء کی متابعت پر ثابت قدم رکھا۔ اور مجھے اولیاء و صلحاء کے آثار اور ان کی محبت پر قائم رکھا۔ اللہ تعالیٰ کا درود اور سلام انبیاء علیہم السلام پر ہو۔

انہیں دنوں آنجناب کے خلفا اور مرید اور اہل و عیال بہت گھبرائے۔ کہ اس نظر بندی سے آنجناب رضی کی کب رہائی ہوئی۔ جب ان کی گھبراہٹ اور پریشانی حد سے بڑھ گئی۔ تو حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی تسلی و تشفی کے لئے پیغام بھیجا۔ کہ خاطر جمع رکھو جس کام کے لئے میں نے اس قید کو اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسے مکمل کر دیا ہے۔ اب مجھے جلد ہی اس قید سے رہائی ہو گی۔ لوگوں نے یہ خوش خبریاں سنکر بہت خوشیاں منائیں۔

اسی سال آنجناب رح کے بڑے خلیفہ شیخ احمد برکی کا وصال ہو گیا۔ جب اس کی اطلاع آنجناب رح کو ہوئی۔ تو بہت افسوس کیا اور فاتحہ پڑھا۔

میر سید احمد علیہ الرحمۃ جو آنجناب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقبول خلیفہ تھے۔ فرماتے ہیں۔ کہ جن دنوں بادشاہ نے آنجناب رض کو تکلیف دی

اور گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا۔ ان دنوں میں دکن میں تھا۔ مجھے اس معاملے کی کوئی خبر نہ تھی۔ میں نے اچانک سنا کہ جہانگیر بادشاہ نے آنجناب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زبردستی بلا کر شہید کر دیا ہے۔ اس وحشت اثر خبر کو سن کر میں بہت گھبرایا۔ اور حیران و پریشان ہو کر رہ گیا۔ بازار میں آیا کہ معلوم کروں۔ یہ خبر سچ ہے یا جھوٹ۔ دیکھا کہ بازار کے ایک کوتے میں چند سوداگر دہلی کے اترے ہوئے ہیں۔ میں ان کے پاس گیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ ان میں سے ایک نے میرا چہرہ غمگین دیکھ کر وجہ پوچھی۔ میں نے وہ وحشت ناک خبر سنائی۔ اس نے پُردرد دل سے آہ سرد بھری اور اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ دیر تک مراقبہ کیا۔ بعد ازاں مجھے کہا۔ کہ خاطر جمع رکھو۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زندہ ہیں لیکن قید میں ہیں۔ مجھے اس کے مراقبہ کرنے اور غیب کی خبر دینے سے حیرت ہوئی۔ میں نے پوچھا۔ کہ تم نے آنجناب کو دیکھا ہے۔ اس نے کہا میں آنجناب فیض مآب کا ادنےٰ مرید ہوں۔ یہ سُن کر میں اسے بڑی منت و سماجت سے گھر لے گیا۔ اور اس کی ہمنشینی سے اپنے دل کو تسلی دی۔ میں نے پُوچھا کہ تم کتنا عرصہ آنجناب کی خدمت میں رہے۔ اور کیا کچھ حاصل کیا۔ اور تم کیونکر مرید ہوئے۔ اس نے کہا۔ میں پنجاب کا رہنے والا ایک سوداگر ہوں۔ میرے دل میں حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شدید محبت تھی۔ چنانچہ ہر روز نماز کے بعد ان کی رُوح پُرفتوح کے لیے فاتحہ پڑھا کرتا۔ اور بڑی عاجزی سے اپنی ضرورتیں ان سے عرض کیا کرتا تھا۔ اور سلسلہ قادریہ کے وظائف و اذکار کیا کرتا تھا۔

ایک رات حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں دیکھا۔ میں نے آپ کے پاؤں پر سر رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ ظاہر میں بھی کوئی پیر ہونا ضروری ہے۔ میں نے عرض کیا مشائخ زمانہ میں سے جو سب سے کامل ہو جناب اس کا نام فرمائیں۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔ حضرت غوث الاعظم

نے فرمایا کہ سرہند میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو ظاہری اور باطنی علوم کے جامع اور تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔

میں نے حسب الارشاد علی الصباح سرہند کی راہ لی۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حقیقت واقع عرض کی۔ آنجناب نے میرے حال پر عنایت فرمائی۔ اور جذبہ و سلوک سے مجھے سرافراز فرمایا۔ اور تھوڑی مدت میں میرا کام سنوار دیا۔

سیدالانبیاء قید خانہ میں تشریف لاکر حضرت مجدد کو تسلی دیتے ہیں

جن دنوں حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نظربند تھے۔ آنجناب رضی اللہ عنہ کے ایک مخلص دوست نے بتایا۔ کہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ ہر طرف سے گروہا گروہ دوڑتے چلے آرہے ہیں۔ میں نے پوچھا خیر ہے کیوں دوڑتے ہو؟ انہوں نے کہا حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سنگین قلعہ میں نظر بند ہیں۔ اور حضرت خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم معہ اصحاب حضرت مجدد کی خبرپرسی کے لئے تشریف فرما ہوئے ہیں۔ اس لئے لوگ ان کی زیارت کو دوڑے چلے آرہے ہیں۔ میں بھی ان میں شامل ہوگیا۔ اور آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا شوقِ دیدار مجھ پر غالب آیا۔ جب میں اس قلعہ کے دروازہ کے قریب پہنچا تو لوگوں کا شور و غل تھا۔ اور خلقت صفیں باندھ کر کھڑی ہوگئی۔ ایک گھڑی بعد شہر میں شور مچ گیا۔ کہ جناب رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حبس سے رہا فرما دیا۔ اور جس کام کے لئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کام کو اختیار کیا تھا وہ کام اللہ تعالیٰ نے سرانجام کر دیا ہے۔ اسی اثنا میں میری نگاہ ایک سوار پر پڑی۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ سوار حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان کے پیچھے پیچھے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آرہے ہیں۔

میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانوئے مبارک پر ہاتھ رکھ کر بوسہ دیا۔ اور مارے شوق کے میں رونے لگا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا۔ کہ جب مجھے یاد کرو گے۔ مجھے موجود پاؤ گے۔ جب میں جاگا تو دیکھا۔ کہ میری آنکھوں سے چشمہ کی طرح آنسو جاری ہیں۔

حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی کی گرفتاری پر مغل سپہ سالاروں اور امراء میں بغاوت

جب ہندوستان کے امراء مثلاً "خان خاناں، خانِ اعظم، سیّد صدر جہان، اسلام خان مہابت خان، مرتضےٰ خان۔ قاسم خان، تربیت خان، خاں جہان لودھی، سکندر لودھی، حیات خان، اور دریا خاں وغیرہ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ آنجناب کی گرفتاری اور قید کی وحشت اثر خبر سنی تو بہت غمگین ہوئے۔ اور جنگ کی تیاریوں کے لئے باہمی خط و کتابت کرنے لگے۔ آخر سب کی یہ صلاح ٹھہری کہ کابل کے حاکم مہابت خاں کو اپنا سردار مقرر کیا جائے۔ اور باقی تمام امراء حضرت مجدد کے مرید تھے۔ فوج اور خزانے سے اس کی مدد کی۔ علاوہ ازیں بدخشاں، خراسان اور توران کے بادشاہوں سے جو کہ حضرت مجدد کے مرید تھے۔ مدد طلب کرنی چاہی۔ مذکورہ بالا امراء نے پوشیدہ طور پر خزانے اور فوجیں کابل بھیج دیں۔ مہابت خاں نے بھی اس بڑی مہم کو اپنے ذمے لیا۔ اور ہمہ تن اس میں مشغول ہو گیا۔ دوسرے ملکوں

کے مسلمان بادشاہ بھی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قید ہونے کی خبر سُن کر نہایت غمگین ہوئے۔ حتیٰ المقدور سب نے مہابت خاں کی مدد کی۔ چنانچہ ہزار سپاہی ہر روز ان کی طرف سے کابل میں داخل ہوتے تھے۔ کابل اور پشاور کے گرد و نواح کے مغل اور پٹھان جو آنجناب کے مرید تھے۔ وہ بھی مہابت خاں سے آملے۔ جب مہابت خاں کے پاس کافی فوج ہو گئی تو بادشاہ کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ خطبے اور سکے ہیں سے بادشاہ کا نام نکال دیا گیا۔ بادشاہ یہ خبر سُن کر بہت گھبرایا۔ اور وزیر ابلیس نظیر و بد تدبیر اور دوسرے امراء سے صلاح و مشورہ کیا۔ بعض نے رائے دی کہ پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع خلفاء قتل کر دیا جائے اور پھر باغیوں کی بیخ کنی کی جائے۔ وزیر نے کہا یہ مصلحت کا وقت نہیں۔ کیونکہ یہ ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ ہندوستان کے سارے لشکر جنگ پر آمادہ ہیں۔ اور خراسان بدخشاں اور توران کے بادشاہ بھی ان کی مدد پر تلے ہوئے ہیں۔ بلکہ ہر روز ان کی طرف سے انہیں امداد پہنچ رہی ہے۔ اور بہت سے مغل پٹھان بھی ان سے آملے ہیں۔ اگر موقع آن پڑے اور دشمن بھی بہ سبب کثرت غالب آجائے۔ ادھر ہمارے لشکر میں جتنے حضرت مجدد کے مرید ہیں۔ سب ان سے مل جائیں گے اور ہمارے دشمن بن جائیں گے۔ اور شیخ صاحب کے بیٹوں کو جو ہماری قید میں نہیں۔ انہیں شیخ صاحب کا جانشین مقرر کر لیں گے تو یہ معاملہ لاعلاج ہو جائے گا۔ اس سے اچھی تدبیر اور کوئی نہیں کہ ہم پہلے ان مخالفوں کو پیغام بھیجیں۔ اگر تم نے فساد برپا کیا تو یاد رکھو کہ تمہارے پیر و مرشد حضرت مجدد الف ثانی کو قتل کر دیا جائے گا۔ اگر اس ڈر سے سب شورش سے باز آجائیں تو بہتر ورنہ اپنے معتبر آدمیوں کو قلعہ گوالیار میں مقرر کر دینا چاہیئے۔ اور جو میرا بھائی وہاں پہلے سے موجود ہے اسے سخت تاکید کی جائے کہ شیخ صاحب کو بڑی احتیاط سے رکھے۔ اور کسی کو نہ قلعہ کے اندر جانے دے اور نہ قلعہ سے باہر نکلنے دے۔

ہم مخالفوں سے جنگ میں مشغول ہو جائیں گے اور اپنا کارآزمودہ لشکر منتخب کر کے لڑائی کے لیئے بھیج دیں گے۔ اور ان کی مدد کے لیئے خود بادشاہ کو بھیجیں گے۔ اگر فتح ہمیں ہوئی تو پھر نہ ہندوستان میں اور نہ کسی اور ملک میں مقابلہ کی جرأت ہو گی۔ اگر ہمیں شکست ہوئی۔ اور ہم میں بھی مقابلہ کی طاقت نہ رہے گی۔ اس صورت میں ہم حضرت مجدد کو قید خانہ سے نکال کر ان سے خدا اور رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن شریف کی قسم لیں گے کہ ہمارے خلاف لوگوں کو نہ اکسائیں۔ حضرت مجدد الف ثانی کے وسیلہ سے ہم مخالفوں سے صلح کریں گے۔ اور شیخ صاحب کو ہمیشہ عزت کے ساتھ اپنے لشکر میں رکھیں گے۔ تاکہ فساد کا اندیشہ ہی نہ رہے۔ بادشاہ اور دوسرے امراء نے اس تجویز کو پسند کیا۔ وزیر نے اپنے ایک ہزار معتبر آدمی قلعہ پر مقرر کیئے۔ ان میں سے اکثر اس کے رشتہ دار تھے۔ انہیں بھی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت کی سخت تاکید کی۔ سو مقلب القلوب نے دلوں کے قفل کھول دیئے اور حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ سے دل صاف ہوتے گئے۔ وزیر آصف جاہ کا بھائی اپنے متعلقین کو لے کر سب سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید بن گیا۔ لیکن اپنے مرید ہونے کو شاہی لشکر پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ بلکہ بادشاہ کو کہلا بھیجا۔ آپ خاطر جمع رکھیں کہ میں احتیاط میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرونگا۔ بادشاہ نے باغی سرداروں کو کہلا بھیجا کہ اگر تم نے شورش کی۔ تو ہم شیخ صاحب کو قتل کر دیں گے۔ انہیں آنجناب کا فرمان پہلے ہی پہنچ چکا تھا۔ کہ اب بادشاہ مجھے کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔ علاوہ ازیں قلعہ بھی آنجناب حضرت مجدد کے قبضہ میں تھا اور قلعہ والے سب کے سب آنجناب کے حلقہ ارادت میں آ چکے تھے۔ اگر بادشاہ سالہا سال بھی کوشش کرتا۔ تو بھی قلعہ ہاتھ نہ آتا۔ اس واسطے انہوں نے بادشاہ کے کہنے کی ذرہ پرواہ نہ کی۔ بادشاہ ایک جرار لشکر لے کر لڑائی کے ارادہ سے کابل کی

طرف بڑھا۔ دوسری طرف مہابت خاں کا بھی بے شمار لشکر مقابلے کے لئے تیار ہوا۔ جس وقت بادشاہ روانہ ہوا تو ہندوستان کا امیر لشکر اور دوسرے امراء سب باغی ہو گئے۔ اور سرکاری آدمیوں کو اپنے اپنے علاقوں سے نکال دیا۔ اور حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرضیاں بھیجیں۔ کہ آنجناب قلعہ سے نکل کر تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوں۔ مگر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ لوگو۔ تم جو اس قدر شورش کرتے ہو مجھے سلطنت کی خواہش نہیں۔ میرے سامنے اور کام ہے جس کے واسطے میں نے برضا و رغبت نظر بند ہونا منظور کیا۔ جب وہ کام ہو چکے گا۔ تمہاری کوشش کے بغیر ہی اس قید سے رہا ہو جاؤں گا۔ بہتر یہ ہے کہ اس شورش سے باز آجاؤ۔ اور اپنے بادشاہ کے فرمانبردار بنے رہو۔ خاطر جمع رکھو میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ رہا ہو جاؤں گا۔

جہانگیر مہابت خان کی قید میں

یہ فرحت اثر اعلان سن کر تمام امیر بغاوت سے رُک گئے۔ جب بادشاہ منزلیں طے کر کے دریائے جہلم پر پہنچا۔ تو ادھر سے مہابت خاں نے بھی دریائے مذکور کے دوسرے کنارے پر آکر خیمے نصب کر دیئے۔ مہابت خاں نے اپنے لشکر کو تتر بتر کر دیا۔ اور ایسا ظاہر کیا کہ گویا یہ لشکر اب اس کے بس میں نہیں رہا۔ صرف تھوڑے سے سوار اس کے پاس رہ گئے۔ بادشاہ کے لشکر میں بھی آنجناب کے مرید تھے۔ انہوں نے مہابت خاں کے اشارے سے مہابت خاں پر حملہ کر دیا۔ مہابت خاں بھاگ اٹھا۔ بادشاہ نے اس کا پیچھا کیا۔ تو مہابت خاں نے سارا لشکر یکبارہ اکٹھا کر کے بادشاہ کو گھیر کر گرفتار کر لیا وزیر بدتدبیر باقی لشکر سمیت اور بند و بست میں مشغول تھا۔ بادشاہ کے گرفتار ہو جانے کی خبر سن کر بہت حیران ہوا۔ اور گھبرایا۔ لیکن اس کی ایک پیش نہ گئی۔ آخر جا کر مہابت خاں سے معافی مانگی۔ مہابت خاں وزیر پر سخت ناراض تھا۔ اسے گرفتار کر کے گندگی کا

کا ایک توبڑا اس کے منہ پر باندھنے کا حکم دیا۔ اور کہا یہ ساری شرارت تیری ہے۔ کہ تُو نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید کرایا۔ اب معافی مانگتا ہے۔ اس نے توبہ کی اور بادشاہ نے بھی معافی مانگی۔ اور کہا کہ میں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قدر نہ کی۔ جہالت کے سبب مجھ سے یہ گستاخی سرزد ہوئی۔ اب میں اپنے کئے سے سخت نادم و پشیمان ہوں۔

حضرت مجدد کی رہائی کی شرط پر جہانگیر کو رہائی ملی

اسی اثنا میں مہابت خاں کو خان خاناں وغیرہ امرا کی طرف سے حضرت مجدد کی ہدایت پر خط پہنچا۔ جس میں لکھا تھا کہ "فتنہ و فساد کو فرو کردو اور بادشاہ کی اطاعت کرو۔ کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی نے ایسا فرمایا ہے۔" مہابت خاں نے بادشاہ سے آنجناب کی رہائی کے لیے عہد و پیمان لیا۔ اور اس کی جان بخشی کی۔ بادشاہ نے تہ دل سے اس بات کو منظور کیا۔ مہابت خاں نے بادشاہ کو چھوڑ دیا۔ اور تخت سلطنت پر بٹھا کر خود دست بستہ سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور سوائے سجدہ کے باقی تمام آداب سلطنت بجا لایا۔ اور اپنے قصوروں کی معافی مانگی۔ اور بادشاہ کو بتایا۔ کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی اطاعت کے لیے حکم بھیجا ہے۔ بادشاہ نے اس کے قصور معاف کر کے شاہانہ مہربانیوں سے سرفراز فرمایا۔

بادشاہ تین دن اور بقول بعض سات دن تک مہابت خاں کے پاس نظر بند رہا[1]۔

---

[1] مہابت خان جہانگیر کے دربار کا بہت بڑا رکن اور سپہ سالار تھا۔ وہ حضرت مجدد الف ثانی کا عقیدتمند تھا۔ اور درباری بدعات اور غیر اسلامی رسوم کے خلاف تھا۔ مؤرخین نے اسے مختلف انداز میں پیش کیا ہے تحقیقات چشتی کے مؤلف نے لکھا ہے۔ کہ مہابت خاں نے خان خاناں کا لقب پایا۔ مرزا غیور بیگ کا بیٹا تھا۔ لوگ اسے محبت خان کے نام سے یاد کیا کرتے تھے۔ اس نے اپنی زندگی میں ہی لاہور میں اپنا مقبرہ

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بعض کہتے ہیں کہ اس سے بھی زیادہ عرصہ رہا۔ بعض مؤرخوں نے جنہوں نے بادشاہوں کے حالات لکھے ہیں۔ جہانگیر بادشاہ کا دریا سے عبور کرنا اور مہابت خاں کے ہاتھ میں گرفتار ہونا اور مختلف حالات سے بیان کیا ہے۔ لیکن یہ اقوال معتبر آدمیوں سے سن کر یہاں لکھے گئے ہیں۔

رہائی کے بعد جہانگیر بادشاہ نے کشمیر کا رُخ کیا۔ بادشاہ ہر روز حضرت مجدد الف ثانی کی رہائی کا حکم کرتا۔ لیکن وزیر ابلیس نظیر اپنے خبث باطنی کی وجہ سے اس حکم کے بجا لانے میں دیر کر دیتا۔ شاہزادہ شاہجہان۔ اور بادشاہ کی بیگم نور جہان دونوں نے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رہائی کے لئے بڑی کوشش کی۔ بلکہ شاہزادہ نے تو بارہا کہا کہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ عنقریب ہی اس سلطنت پر بلائے عظیم نازل ہونے والی ہے۔ کیونکہ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ قید کر رکھا ہے۔ یہ وزیر بڑا منحوس ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) اور خوبصورت باغ تعمیر کرایا تھا۔ شاہجہان نے اسے خطاب جاگیر اور ہفت ہزاری منصب سے نوازا تھا۔

تاریخ لاہور کے مصنف نے مہابت خاں کا اصلی نام زمان بیگ ابن غیور بیگ کابلی لکھا ہے۔ تزک جہانگیری میں لکھا ہے کہ میں نے اسے مہابت خاں کا لقب دے کر محلات کا بخشی مقرر کیا تھا۔ شاہجہان نے اسے اپنی افواج کا کمانڈر انچیف مقرر کیا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی کی گرفتاری کے بعد مہابت خاں جہانگیر سے کشیدہ خاطر ہو گیا تھا۔ جہانگیر سیر کشمیر کو آیا۔ تو مہابت خاں نے نہایت چابک دستی سے اسے جہلم کے قریب لشکر گاہ سے علیحدہ کر کے قید کر دیا اور حضرت مجدد الف ثانی کی رہائی پُر زور دیا۔ جہانگیری فوجیں مہابت خاں کی فوجوں سے لڑیں مگر شکست کھا کر بھاگ اٹھیں۔ آج نورجہاں کی منت وسماجت اور ادھر قلعہ گوالیار سے مجدد الف ثانی کے ایک حکمنامہ ملنے پر جہانگیر کو رہائی ملی۔ اس واقعہ کے بعد اسے دکن کا صوبہ دار بنا دیا گیا۔ وہاں ہی برہان پور کے مقام پر اس کا انتقال ہو گیا۔ تاریخ وفات۔ ۱۴ جمادی الاوّل ۱۰۴۳ھ ہے۔

کے بارے میں اس کی بات پر یقین نہیں کرنا چاہیئے۔ چونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی سیر عظمت و جلالت کے اسماء و صفات سے ابھی پوری نہیں ہوئی تھی۔ اور علاوہ ازیں بعض امور جو دین اسلام کو رواج دینے کے متعلق تھے۔ ان کی خاطر آنجناب نے اپنے واسطے قید اختیار کی۔ چونکہ ابھی تک بعض مقامات حاصل نہ ہوئے تھے۔ اس لئے شاہزادہ کی کوشش بھی کارگر نہ ہوتی تھی۔ شاہزادہ شاہجہان کو محض اسی کوشش کے واسطے اللہ تعالیٰ نے آنجناب کے مریدوں میں داخل کیا اور اسے ظاہری سلطنت بھی عنایت فرمائی چنانچہ آج تک یہ سلطنت اس کی اولاد میں قائم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہم شاہجہان کے حقوق ادا نہیں کر سکتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام سلسلہ عالیہ پر اس کا احسان ہے۔

القصہ جب جلالی تربیت حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رو بزوال ہوئی۔ اور پرورش جمالی کا دوبارہ اظہار نمودار ہوا۔ تو وہ وقت آگیا کہ اللہ تعالیٰ سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اور حنفی مذہب کو زیب و زینت بخشے اور دین اسلام کو فروغ ملے ظلمت و بدعت اور کفر نگونسار ہوں۔ مذاہب اور سلاسل کی تمام کجیاں دور ہو جائیں۔ اور مسلمانوں کو رونق اور فرحت ہو۔ تو حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو الہام ہوا۔ کہ جس کام کے لئے تم نے اپنے واسطے قید کو اختیار کیا تھا۔ وہ ہم نے اپنے فضل و کرم سے سرانجام کر دیا ہے۔ اور جو تمہارا مقصود تھا۔ وہ ہم نے عطا کر دیا۔ اب اس قید سے اپنے آپ کو رہا کرو۔ آنجناب نے دوگانہ شکر ادا کیا۔ اور یہ خوشخبری اپنے خلفا اور مریدوں کو سنائی۔ یہ سن کر سب کے سب نہایت ہی خوش ہوئے۔ سب اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے۔

حضرت مجدد الف ثانی قلعہ گوالیار سے باہر آتے ہیں

اسی اثنا میں ایک رات بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور خاص ندیم اور مخصوص احباب و امراء حاضر تھے۔ اور مجلس عیش و نشاط گرم تھی۔ کہ اچانک بادشاہ نے اپنے ندیموں کو کہا کہ دیکھو! **شیخ احمد** سرہندی مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالٰے عنہ آرہے ہیں۔ لوگوں نے متعجب ہو کر کہا کہ شیخ صاحب تو گوالیار کے قلعے میں قید ہیں۔ اور آپ کشمیر میں ہیں۔ ان دونوں شہروں کے درمیان کوئی دو مہینے کا رستہ ہے۔ بادشاہ نے کہا دیکھو ابھی آئے۔ اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی شاہی مجلس میں تشریف فرما ہوئے۔ آنجناب رضی کی تشریف آوری سے تمام حاضرین مجلس حیران رہ گئے۔ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بادشاہی تخت مع بادشاہ اٹھایا۔ اور بڑے زور سے زمین پر دے مارا اور خود غائب ہو گئے۔ بادشاہ کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔ لوگوں نے جہانگیر کو اٹھایا۔ دیر تک غشی کی حالت میں رہا۔ جب ہوش آیا۔ تو تو معلوم ہوا کہ وہ کئی قسم کی بیماریوں کا شکار ہے۔ چنانچہ پیشاب بند ہو گیا۔ شاہزادہ شاہجہان نے باپ کو ملامت کی۔ کہ میں نے نہیں کہا تھا کہ تم کسی بلائے عظیم میں گرفتار ہو گے۔ اس منحوس وزیر کی بدولت تمہیں اور بھی تکالیف اٹھانی ہوں گی۔ بادشاہ سخت شرمندہ و پشیمان ہوا۔ اسی وقت حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی۔ جس میں اپنی خطاؤں کی بہت معافی مانگی۔ اور عرض کر بھیجی کہ جناب قلعہ گوالیار سے لشکر میں تشریف لائیں۔

رہائی کی شرائط

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰے عنہ نے جواب میں لکھا کہ میرا آنا چند شرطوں سے ہوگا۔ اگر وہ شرطیں تمہیں منظور ہوں۔ تو میں آؤں گا۔ ورنہ نہیں۔ اوّل یہ کہ سجدہ کرانا موقوف کرو۔ دوسرے یہ کہ ہندوستان کے تمام ممالک محروسہ میں جو مسجدیں گرائی گئی ہیں انہیں

از سرِ نو تعمیر کرواؤ۔ اور اپنے دربار عام کے دروازے پر ایک مسجد بنواؤ۔ تاکہ مسلمان آ کر اس میں نماز ادا کریں۔ تیسرے یہ کہ اپنے ہاتھ سے گائے ذبح کرو۔ اور حکم دے دو کہ تمام ممالک محروسہ میں ہر گاؤں اور قصبہ میں گائے ذبح کی جائے۔ چوتھے یہ کہ تمام انتظامیہ شرعی ہو مثلاً قاضی، محتسب، مفتی وغیرہ علماء کرام میں سے مقرر کئے جائیں۔ پانچویں کافروں سے جزیہ لیا جائے۔ چھٹے یہ کہ تمام احکام شریعت کو کما حقہ نافذ کیا جائے۔ اور باطل رسوم و آئین کو ترک کیا جائے۔ بدعت دُور کی جائے۔ ساتویں تمام قیدی رہا کئے جائیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رہا ہو گئے

ادھر بادشاہ نے خواب میں دیکھا تھا کہ تمام امراض حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دُعا کے بغیر دور نہیں ہوں گے۔ اور آنجناب کی توجہ کے بغیر سلطنت بھی قائم نہیں رہے گی۔ اس واسطے بادشاہ نے ان تمام شرطوں کو منظور کر لیا۔ اور اپنے بہت سے عمدہ عمدہ امراء کو آنجناب رضی کی خدمت میں بھیجا۔ تاکہ انہیں نہایت تعظیم و تکریم سے لشکر شاہی میں لائیں۔ جب امیر پہنچے تو آنجناب بھی امر الٰہی کے مطابق قلعہ سے باہر آئے اور جو قیدی مدتوں سے اس قلعہ میں پڑے سڑ رہے تھے۔ انہیں بھی رہائی مل گئی۔ انہوں نے عرض کی کہ اب اس در کو چھوڑ کر اور کہاں جائیں۔ اس واسطے وہ بھی آنجناب کے ہمراہ ہوئے۔ چنانچہ اب تک ان کی اولاد سرہند میں موجود ہے۔ ہندوستان کے باقی تمام قیدی بھی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کے مطابق رہا کئے گئے۔ اثنائے راہ میں جس شہر قصبے یا گاؤں سے آنجناب کا گذر ہوتا۔ وہاں مسجدیں اور مدرسے تعمیر ہوتے جاتے اور انتظامیہ شرعی مقرر ہونے لگی۔ اور جا بجا گاؤ کشی کے لئے قضا مقرر فرماتے۔ حسب الارشاد سرہند میں پہنچے۔ تو سرہند کے تمام چھوٹے بڑے خوشیاں منانے میں مصروف ہو گئے۔ آنجناب رضی کے استقبال کو باہر نکل آئے۔ اکثر شعراء نے

اس خوشی میں مدحیہ قصائد بڑی خوش الحانی اور دلکش آواز سے پڑھے۔

رہائی کے بعد جہانگیر کی بیمار پرسی اور اس کا علاج

ایک روایت ہے کہ آنجناب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود فرمایا۔ کہ درود پڑھو اور خوشی مناؤ کیونکہ آج خوشی کا دن ہے۔ حضرت مجدد سرہند میں تین دن اور بقول بعض زیادہ دن رہ کر شاہی لشکر کی طرف جو اس وقت کشمیر میں تھا۔ روانہ ہوئے لیکن بڑے لڑکوں کو آنجناب نے سرہند میں ہی چھوڑا۔ بادشاہ جہانگیر نے آنجناب کے استقبال کے لئے اپنے بیٹے اور وزیر کو بھیجا۔ جو آنجناب کو نہایت تعظیم وتکریم سے لشکر میں لے آئے۔ ان دنوں بادشاہ بیماری کے بستر پہ لیٹا ہوا تھا۔ اس میں اٹھنے کی بھی طاقت نہ تھی۔ جب حضرت مجدد بادشاہ کے بستر کے قریب تشریف لے گئے۔ تو بادشاہ نے دعائے شفا کے لئے التماس کی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ تمہاری شفا شرعی احکام کے اجرا پہ موقوف ہے۔ عرض کی جو شرطیں جناب نے فرمائی تھیں۔ وہ تو میں نے قبول کر لیں۔

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کے لئے پانی منگایا۔ تاکہ نماز ادا کر کے بادشاہ کی شفا کے لیئے دعا کریں۔ وضو کے لئے سونے کا لوٹا اور تھال لائے گئے۔ حضرت مجدد نے فرمایا اسلام میں سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال حرام ہے۔ بادشاہ نے پوچھا۔ حرام کسے کہتے ہیں۔ آنجناب نے فرمایا حرام وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے منع فرمایا ہو۔ جہانگیر بادشاہ کو دین اسلام سے اس قدر بھی واقفیت نہیں تھی کہ وہ یہ جانتے کہ حلال حرام کسے کہتے ہیں۔ بادشاہ کی بیگم نورجہاں جو پس پردہ بیٹھی سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ کمال درجہ کی فہیمہ اور عقیلہ تھی۔ اس نے بلوری لوٹا اور تھال وضو کے لئے بھیجا۔ حضرت مجدد نے وضو

کر کے نماز ادا کی۔ اور نماز سے فارغ ہو کر بادشاہ کی شفا کے لیے تیار ہوئے تو بادشاہ کو فرمایا میں دعا کرتا ہوں اور تم اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑا کر رو۔ تا کہ حق تعالیٰ تم پر رحم کرے بادشاہ نے کہا مجھے رونا تو نہیں آتا۔ ہاں میں اپنے سر کو ننگا کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے کے سامنے عاجزانہ کھڑا ہوتا ہوں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دعا کرنا تھا۔ کہ بادشاہ کی بیماری جاتی رہی۔ اٹھ کر حضرت مجدد کی خدمت میں مؤدب ہو کر بیٹھ گیا۔ اور توجہ کی۔ اسی دن سے حضرت مجدد نے اسے اپنا مرید بنایا۔

ہندوستان میں اسلامی قوانین کا نفاذ

اسی وقت بادشاہ نے قطعی حکم جاری کیا کہ آج سے تمام ممالک محروسہ کے ہر شہر، قصبے اور گاؤں میں مسجدیں اور مدرسے بنائے جائیں گے۔ اور کھلم کھلا بازاروں اور گلیوں میں گائے کا گوشت فروخت ہو گا۔ اور تمام شہروں میں قاضی اور محتسب مقرر ہوں گے۔ اور تاکیدی حکم دیا۔ کہ ہر قسم کی بدعت اور غیر اسلامی رسموں کو ملک سے دور کیا جائے۔ اپنے آپ کو سجدہ کرانے سے لوگوں کو منع کر دیا۔ اور اس برے فعل سے توبہ کی۔ اسی وقت ایک گائے منگا کر اپنے ہاتھ سے ذبح کی۔ باقی امیروں نے بھی دربار عام کے دروازے پر گاؤکشی کی۔ اور گائے کے گوشت کے کباب بنا کر بادشاہ نے وزیروں سمیت کھائے۔ دربار عام کے دروازے کے قریب ایک مسجد بنوائی گئی۔ جہانگیر بادشاہ امرا سمیت اس مسجد میں آیا۔ اور حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت میں نماز باجماعت ادا کی۔ مسلمان خوش ہوئے۔ اور دین اسلام کو زیب و زینت حاصل ہوئی شریعت کو رواج ہوا۔ رونق ملی سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا چرچا ہوا ظلمت و بدعت مٹ گئی۔ ہندوستان کے تمام حامی اسلام باشندے حضرت مجدد الف ثانی کے ممنون احسان ہوئے اور اس نعمت عظمےٰ کا شکر یہ بجا لائے۔ ایک شاعر نے حسب ذیل اشعار کہے۔

بسیط روئے زمیں باز گشت آباد ا؂ | بہ لطف خارق آں قطب مصر عرفاں
تو دادی منبر اسلام را نشست صلیب | تو برگرفتی ناقوس را بجائے اذاں
زبازوئے تو قوی گشت بازوئے اسلام | کہ از تصادم کفار گشتہ بُد ویراں

ایک تاریخی مثال معارج النبوت اور دوسری کتابوں میں جو جناب سرورِ کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے حالات میں لکھی گئی ہیں۔ لکھا ہے کہ جب طنطنۂ محمدی کا شہرہ تمام جہان میں ہو گیا اور دن بدن دین اسلام کو ترقی اور رونق ہونے لگی۔ تو کفار قریش دیکھ کر جلنے لگے۔ وہ دن رات اسی فکر میں رہتے کہ کسی قسم کی تکلیف جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہنچائیں۔ چنانچہ ایک روز مسجد الحرام میں جمع ہو کر مشورہ کیا کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی خاص جگہ قید کیا جائے۔ اور خرید و فروخت اور لین دین ان سے بند کر دیا جائے۔ اور شہر کے تمام آدمیوں کو بھی منع کیا جائے۔ کہ ان سے لین دین نہ کریں۔ اور عرب کے تمام قبیلے ان سے صلہ رحم اور رشتہ داریوں کو قطع کر دیں۔ اس کے متعلق میں ایک کاغذ پر معاہدہ لکھ کر کعبہ معظمہ کے دروازے پر لٹکا دیا جائے۔ اور حضرت خاتم النبیین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو مع بنی ہاشم اور دوسرے صحابہؓ کے ایک درہ میں جسے شعب ابوطالب کہتے ہیں۔ نظر بند کر دیا گیا اور اس کے گرد و نواح پہرہ بٹھا دیا۔ کہ ان

۱؎ ترجمہ: آج سے پھر روئے زمین آباد و سرسبز ہو گئی ہے۔ حضرت قطب دوراں کی برکت سے زمانہ بیدار ہو گیا۔ آپ نے منبر اسلام کو بلند تر کر دیا۔ آپ نے ناقوس کی آواز کو اذان کی آواز سے تبدیل کر دیا۔ آپ کے بازو سے اسلام مضبوط اور قوی ہو گیا۔ جو ایک عرصہ سے کفار کی بالادستی سے کمزور اور ویران پڑا تھا۔

میں سے کوئی باہر نہ آنے پائے۔ ان میں سے اگر کوئی بے چارہ ضرورت کے واسطے نکلنا بھی تو اسے بہت بہت تکلیفیں پہنچائی جاتیں۔ شہر کے کسی باشندے کو اجازت نہ تھی۔ کہ ان سے خرید و فروخت کرے۔ جب کوئی سوداگر آتا تو محصور لوگ شعب سے نکل کر کوئی چیز ان سے خریدتے لیکن قریش مسلمانوں کو تکلیف دینے کے لئے اس چیز کی چوگنی قیمت دے کر خرید لیتے۔ اور وہ بیچارے خالی ہاتھ واپس چلے جاتے۔ مسلمانوں کے لئے یہ بڑا نازک مرقعہ تھا۔ ہفتے کے بعد بصد مشکل ایک آدمی کو ایک کھجور کھانے کے لئے ملتی۔ اور بسا اوقات یہ بھی ہاتھ نہ آتی۔ بیچاروں کے پاس لباس بھی نہ تھا اور جو تھا بھی وہ بھی پھٹا پرانا اور میلا کچیلا۔ بھوک سے قریب المرگ ہو چکے تھے۔ تین سال یہی کیفیت رہی۔ بعثت کے ساتویں سال شعب میں داخل ہوئے۔ اور دسویں سال تک ان کے بعض رفیق القلب رشتہ دار پوری چوری ان کے لئے کھانا بھیجتے جب دوسرے قریش مثلاً عمر ابن ہشام اور ابوجہل وغیرہ کو اس امر کی اطلاع ہوتی۔ کہ کسی نے کوئی چیز شعب میں بھیجی ہے تو وہ اس سے لڑتے۔

ایک روز حکیم بن حرام نے اپنے ایک دوست کو کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم تو نعمت و راحت میں زندگی بسر کریں۔ اور ہمارے بھائی، بہن اور ماں باپ درّہ میں فاقہ مست رہیں۔ اس نے کہا میں بھی اس سے سخت ناراض اور رنجیدہ ہوں۔ آؤ کسی اور کو بھی اس معاملے میں اپنا طرفدار بنا لیں۔ دونوں متفق ہو کر ابوسفیان کے پاس آئے۔ اور یہ تجویز پیش کی۔ اس نے کہا اوروں کو بھی اس میں شریک کر لینا چاہیئے اتفاقاً ابوالبختری نے بھی یہی تجویز پیش کی۔ یہ تینوں ملے اور مذکورہ بالا مشورہ کیا۔ اور آخر قرار پایا کہ جس طرح ہو سکے کل وہ کاغذ پھاڑ دیا جائے جو قطع صلہ رحمی کے بارے میں کعبہ معظمہ کے دروازے پر ہے۔ ابن حرام نے کہا میں بات شروع کروں گا۔ اور تم نے میری تائید کرنا ہو گی۔ دوسرے دن جب قریش مسجد الحرام میں اکٹھے ہوئے

تو حکیم ابن حزام نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کو کہا۔ میں نے سنا ہے تو نے اپنے رشتہ داروں کو شعب میں کھانا بھیجا ہے۔ اس نے کہا میں نے بھیجا ہے۔ پھر حکیم نے کہا تو نے اچھا کیا ہے۔ صلہ رحم کا حق ادا کیا۔ اتنے میں ابوجہل لعین بھڑک اٹھا اور بڑے غصے سے کہنے لگا۔ تو نے کیوں بھیجا۔ حکیم ابن حزام اور ابوالبختری نے کہا کہ اس کو صلہ رحم سے کیوں منع کرتے ہو۔ بخدا ہم بھی ایسا ہی کریں گے۔ اور صلہ رحم بجا لائیں گے۔ اور اس کاغذ کے پرزے پرزے کر دیں گے۔ ابوسفیان نے بھی بہت سے قریش سے ان ان کی مدد کی اور ابوجہل سے مناظرہ کیا۔ ابوجہل نے کہا۔ تم یہ سارا منصوبہ پکا کر آئے ہو۔ اسی اثنا میں ابوطالب شعب سے باہر آئے اور آکر کہا کہ محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے اللہ نے خبر دی ہے کہ یہ کاغذ جس میں صلہ رحم کی قطع کے بارے میں لکھا ہے۔ اس پر ایک کیڑا مقرر کیا گیا تھا۔ جو خدا کے نام کے سوا باقی تمام حروف کو کھا گیا ہے۔ اگر محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس خبر میں سچا ہے تو اسے معہ صحابہ رہا کر دو۔ اور اگر جھوٹا ہے تو میں محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمہارے حوالے کرتا ہوں جو تمہارے دل میں آئے کرنا۔ سب قریش اس بات کو مان گئے۔ اور اس کاغذ کو وہاں سے اُتار کر کھولا۔ دیکھا تو واقعی "بسمك اللهم" جو زمانہ جاہلیت کی بسم اللہ تھی" کے سوا باقی تمام حروف کیڑا کھا گیا تھا اور کاغذ پر سیاہی کا نام و نشان تک نہیں۔ یہ دیکھ کر قریش نے آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رہا کر دیا۔ چونکہ حکیم ابن حزام اور ابوسفیان وغیرہ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رہائی میں مدد کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس خدمت کی خاطر انہیں مسلمان بنایا۔ اور وہ بھی آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس دوران اس قدر تکلیف برداشت کی تو آنجناب حضرت نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دین تمام جہان میں پھیلا۔ اور مشرق و مغرب، جنوب اور شمال میں اسلام کے جھنڈے لہرائے معراج بھی شعب سے نکلنے پر حاصل ہوا۔ جو بحر پروردگار کے قرب کا انتہائی درجہ اور کلی امتیاز و

فضل ہے۔

چونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے نائب اکمل اور مظہر اتم ہیں۔ اس واسطے یہ سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ان سے پوری ہوئی۔ یعنی نظر بند رہے۔ اور دین متین محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو جو کمزور ہو گیا تھا۔ زیب وزینت حاصل ہوئی اور بدعت وظلمت کا قلع و قمع ہو گیا۔

ایک ہزار سال بعد اسلام کی تقویت کا اصول | اللہ تعالیٰ کا یہ طریق ہے کہ ہزار سال بعد دین ضرور کمزور ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے ہر ہزار بعد اولوالعزم پیغمبر صاحب شریعت تازہ مبعوث ہوا کرتا تھا۔ اور نئے دین کو رواج دیتا تھا۔ چونکہ حسب دستور ہزار سال بعد اس دین میں بھی کمزوری آئی۔ تو ضروری تھا کہ کوئی پیغمبر اولوالعزم پیدا ہوتا لیکن حضور سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نبی کا مبعوث ہونا محال تھا اس واسطے اسی امت میں سے کوئی ایسا شخص ہونا چاہیئے تھا جو اولوالعزم پیغمبر کا قائم مقام ہو اور ان علوم ومعارف کو ظاہر کرے جو ذات بحت حق تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ گذشتہ انبیاء کرتے آئے ہیں۔ اور انہیں علوم کے سبب تمام گذشتہ انبیاء سے افضل شمار ہوتے آئے ہیں۔ سو اس کام کے لئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے۔ اور وہ تمام علوم ومعارف آنجناب حضرت مجدد پر منکشف ہوئے۔ اور یہ علوم ومعارف اس ہزار سال کے اندر جتنے اولیاء گذرے ہیں۔ ان کے علوم ومعارف کے علاوہ تھے۔ ان میں سے کسی پر بھی ان کا کشف نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ گذشتہ اولیاء کو جن علوم ومعارف کا کشف ہوا۔ وہ صفات الٰہی کے ظل ظلال کے متعلق ہیں۔ اور جو آنجناب حضرت مجدد پر منکشف ہوئے۔ یہ خاص انبیاء کے علوم ومعارف ہیں۔ جو ذات بحت

سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان علوم کا خاصہ ہے کہ جس پر منکشف ہوتے ہیں اس پر شریعت کی حقیقت کے کمالات بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ انبیاء پر ہوتے آئے ہیں۔ انہیں کی وجہ سے انہوں نے شریعت کو ترتیب دیا۔ بلکہ انبیاء محض شریعت پر مبعوث ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں علوم ومعارف سے دین متین کو زینت اور تر و تازگی بخشی۔ اور احکام شرعیہ کی تجدید کی۔ چونکہ انبیائے اولوالعزم صعوبتیں اور تکلیفیں برداشت کرتے آئے ہیں اس لیے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی تکلیف گوارا فرمائی۔ اور جو حدیث جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے کہ "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" میری امت کے اولیاء بنی اسرائیل کے انبیاء کا رتبہ رکھتے ہیں۔ وہ بھی آنجناب پر صادق آتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں مبعوث ہوئے۔

ہندوستان میں اسلام کا بول بالا

جب حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قید سے رہا ہوئے اور دین اسلام کو رونق ہوئی۔ مسلمانوں کی حالت آسودہ ہوگئی۔ اور بادشاہ کی بیماری جاتی رہی۔ تو بادشاہ نے بڑی منت وسماجت سے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس ہی رکھا۔ کیونکہ وہ ڈرتا تھا۔ کہ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے جدا ہوجائیں گے تو وہ ہلاک ہوجائے گا۔ ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی حضرت مجدد لشکر میں ٹھہرنے پر مامور تھے۔ تاکہ اہل لشکر کو ہدایت اور ارشاد نصیب ہو اور فوجیوں کی اصلاح کردی جائے۔ اس واسطے حضرت مجدد کچھ عرصہ وہیں رہے۔ بادشاہ گذشتہ گستاخیوں کی بابت بہت شرمندہ تھا۔ ہر روز اپنے خاتمہ بالخیر اور مغفرت کے لئے آنجناب سے التجا کرتا۔ آنجناب فرماتے کہ خاطر جمع رکھو۔ مَیں اس وقت تک بہشت میں داخل نہ ہوں گا جب تک تمہیں اپنے ساتھ نہ لے لوں۔

اکبر بادشاہ کا حشر

ایک روز حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ایک دن خواب۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ حشر قائم ہے۔ لوگ جزع و فزع کر رہے ہیں۔ اتنے میں چند آدمیوں کو میں نے دوزخ میں دیکھا کہ طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہیں اور لوگ بیڑیاں اور طوق پہنائے گئے ہیں۔ فرشتے انہیں کھینچے لے جا رہے ہیں۔ دوزخ کے سانپ بچھو انہیں کاٹے کھا رہے ہیں۔ الہام ہوا کہ یہ آپ کی تجدید اور قیومیت کے منکر ہیں۔ میں نے عذاب کے فرشتوں سے پوچھا کہ ہمارا بادشاہ اکبر کہاں ہے؟ انہوں نے کہا دوزخ میں۔ مجھے ایک گڑھا دکھایا گیا جس میں ایک صندوق تھا۔ صندوق کو منگا کر دیکھا تو اس میں ایک چوہا تھا۔ فرشتوں نے کہا یہی آپ کا بادشاہ اکبر ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے آپ کی خاطر اس عذاب میں گرفتار کر رکھا ہے۔ میں نے اسے صندوق سے نکال بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ کہ اے پروردگار! میں نے اسے معاف کر دیا ہے۔ اب تو بھی اسے بخش۔ بعد ازاں حق تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔

جب جہانگیر بادشاہ نے حضرت مجدد سے اپنے باپ کے متعلق یہ خوش خبری سُنی۔ تو بہت خوش ہوا۔ اور بہت سا روپیہ فقراء اور مساکین کو بانٹا۔ جب حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تجدید الف اور قیومیت کے منکروں کو دوزخ میں دیکھا ہے۔ تو شیطان نے بعض لوگوں کے دل میں وسوسہ ڈالا اور وہ غلط فہمی کا شکار ہو گئے۔

اسی اثنا میں میر محمد نعمان علیہ الرحمۃ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے فرماتے ہیں کہ محمد نعمان لوگوں میں اعلان کر دو کہ جو شخص شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقبول ہے وہ ہمارا مقبول ہے۔ اور جو ہمارا مقبول ہے وہ مقبولِ خدا ہے۔ جو شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مردود ہے۔ وہ ہمارا بھی مردود ہے۔ اور جو ہمارا مردود ہے وہ مردود

خدا ہے۔ میر نعمان نے کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ میں تو آنجناب مجدد کا مقبول ہوں اتنے میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو تمہارا مقبول ہے وہ شیخ احمد کا مقبول ہے اور جو تمہارا مردود ہے وہ شیخ احمد کا بھی مردود ہے۔ اور لوگوں نے بھی اس بارے میں مختلف خواب دیکھے۔ کہ جو شخص حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہے اسے ضرور دوزخ میں عذاب ہوگا۔ کیونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بزرگی احادیث سے ثابت ہے اور حدیث سے انکار گویا اسلام کے دوسرے رکن کا انکار ہے۔

اسلام کے چار ارکان | فقہائے اسلام نے اسلام کے چار رکن بیان کئے ہیں۔ اول۔ قرآن۔ دوسرے۔ حدیث۔ تیسرے اجماع۔ چوتھے۔ قیاس۔

علاوہ ازیں محدثین کے وہ اقوال جو آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بزرگی کے بارے میں متواتر پہنچے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ ان میں ایک یہ ہے کہ منصب قیومیت کمالات نبوت کا انکار گناہ کبیرہ ہے۔ جو سراسر دوزخ کے لائق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنجناب کا منکر دوزخ میں جھونکا جائیگا۔ اگر کوئی پوچھے کہ یہ کیونکر معلوم ہوا کہ منصب قیومیت الا کمالات نبوت میں داخل ہے تو اس کا جواب یہ ہے :-

کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے کہ میری بزرگی احادیث سے ثابت ہے۔ علاوہ ازیں آنجناب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پیرو آپ کے مرید ہوئے قطب ستارہ شق ہوا۔ اور اس میں سے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمودار ہوئے اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیومیت اور تجدید الف کے معترف ہوئے۔ اور لوگوں میں بھی اس کا اعلان کیا۔

علاوہ ازیں مولوی عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ سیالکوٹی جو اپنے زمانہ

ہیں تمام علماء کے سردار تھے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ پس آنجناب کا فرمان کلی سند ہے۔ اور خلقت کے لئے واجب ہے کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کی تعمیل کریں۔ حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے اپنے علم و تحقیق کی روشنی میں حضرت شیخ احمد سرہندی کو "مجدد الف ثانی" قرار دیا تھا۔

مغلیہ دربار میں نوراللہ شوستری اور دوسرے ایرانی شیعہ علماء کی آمد

نوراللہ شوستری کی ہندوستان میں آمد جب دین اسلام کو حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ شریف سے زیب و زینت حاصل ہوئی۔ اور سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہندوستان میں رائج ہوئی اور ظلمت و بدعت ملیامیٹ ہوئی۔ اور مذہب اسلام کو پورا پورا عروج ملا اور حق اپنے مرکز پر آ ٹھہرا جیسا کہ آیۂ کریمہ سے ظاہر ہے۔ "قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔" تو ہر ایک شہر قصبے اور گاؤں میں مسجدیں اور مدرسے بنائے گئے۔ اور ہر ایک مسجد میں ہزار ہا لوگ عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ بادشاہی لشکر کے ہزار آدمی حضرت مجدد کے مرید بن گئے۔ اور ہندوانہ لباس اتار کر پایہ تحقیق سے مشرف ہوئے۔ ہر صبح و شام کم از کم بیس ہزار سے زیادہ آدمی حضرت مجدد الف ثانی کے حلقہ میں حاضر ہوتے دین متین کی خوب گرم بازاری ہوئی۔ اور رشد و ارشاد کو ترقی ہوئی۔ یہ حالت دیکھ کر

وزیر ابلیس نظیر جلا بھنا جاتا تھا۔ لیکن اس بارے میں اس کی کوئی پیش نہ گئی۔ چنانچہ اس کے گذشتہ سب منصوبے خاک میں مل گئے۔ اس واسطے اس نے مجبور ہو کر علمائے شیعہ کے سردار نور اللہ شستری[1] کو ایران سے بڑا روپیہ دے کر منت وسماجت سے منگوایا جب وہ لشکر کے قریب آیا۔ تو وزیر آصف جاہ نے بادشاہ کو کہا کہ اس لشکر میں ایک آدمی آ رہا ہے جو ظاہری اور باطنی علوم میں اپنے زمانے کا سردار ہے۔ میں نے بڑی منت وسماجت سے اسے ایران سے منگایا ہے۔ اس کی اس قدر تعریف کی کہ بادشاہ جہانگیر بھی اس کا معتقد ہو گیا۔ وزیر لشکر سمیت اس کے استقبال کے لئے گیا۔ اور بڑی عزت کے ساتھ اُسے دربار میں لایا گیا۔ بادشاہ بھی نہایت تعریف تکریم سے پیش آیا۔ لیکن جس میں بادشاہ اور حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے وہ وہاں نہ جاتا۔ مگر بادشاہ کے پاس عموماً تنہائی میں رہتا۔ بادشاہ کو وزیر کے کہنے سننے سے نور اللہ سے ایسا اعتقاد ہو گیا۔ کہ وہ دینی معاملات میں جو کچھ کہتا۔ بادشاہ اسے بطور سند جانتا۔ وزیر نے دیکھا کہ اس کی بات بادشاہ کے دل پر گہرا اثر کرتی ہے۔ تو اس نے منصوبہ بنایا۔

---

[1] قاضی نور اللہ شستری زبردست شیعہ عالم تھا۔ اکبری دربار اور جہانگیر عہد اقتدار میں شیعوں اور دوسرے بد مذہبوں کی عزت افزائی ہونے لگی تو نور جہاں بیگم جہانگیر نے نور اللہ کو ایران سے بلا لیا تاکہ علماء اہلسنّت کے خلاف مناظرے ہو سکیں۔ یہ شخص اپنے علم وفضل میں یکتائے زمانہ تھا۔ اس کی کتاب مجالس المومنین نے سارے عالم اسلام میں انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ اور ایران وخراسان میں شیعیت کو فروغ دینے میں بڑا کام کیا تھا۔ اس نے ابو الفضل اور فیضی سے مل کر مغل دربار میں شیعیت کو بڑی تقویت دی فیضی کی مشہور تفسیر زبردست توقیع لکھی۔ حکیم ابو الفتح گیلانی کی وساطت سے اکبر کے دربار میں رسائی حاصل ہوئی۔ قاضی معین الدین کی وفات کے بعد اکبر نے قاضی نور اللہ شستری کو قاضی لاہور مقرر کیا۔ ۱۰۱۹ھ مطابق ۱۶۱۰ء میں انتقال ہوا۔ یہ اپنی گستاخانہ گفتگو کی وجہ سے قتل کیا گیا۔ شیعہ اسے شہید ثالث فی الہند قرار دیتے ہیں۔

(تذکرہ علمائے ہند)

کہ کل بادشاہ جس وقت خوشی کی حالت میں ہوگا۔ تو اس وقت مذہب شیعہ کے نفاذ کے لئے اس سے حکم لکھوا لیں گے۔ کہ تمام ممالک محروسہ میں اس کا نفاذ ہونا چاہیئے۔ حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک خاص مرید اس وقت وزیر کے پاس موجود تھا اس نے وزیر کا یہ منصوبہ آنجناب مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آنجناب نے اپنے ایک مرید کو جو بادشاہ کو لباس پہنانے کی خدمت پر مامور تھا۔ فرمایا کہ کل جس وقت بادشاہ لباس پہنے تو اس وقت ہماری طرف سے پیغام دینا۔ کہ ہماری ملاقات کئے بغیر دربار عام نہ کرے۔ بلکہ کسی کو بھی اپنے پاس نہ آنے دے۔ بادشاہ کا یہ قاعدہ تھا کہ اگر خوشی میں ہوتا تو سفید لباس پہنتا۔ اور لوگوں کو انعام و اکرام دیتا۔ اور اگر ناراض ہوتا تو سرخ لباس پہن کر لوگوں کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتا۔ اور ظلم وستم کرتا۔

نوراللہ شوستری کا حشر

جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید لباس پہنانے کے لئے گیا۔ تو بادشاہ نے سفید لباس طلب کیا۔ اس مرید نے ٹھنڈا سانس لیا۔ بادشاہ نے پوچھا آج تو خوشی کا دن ہے تم کیوں غمگین ہو۔ اس نے کہا اس سے بڑھ کر اور کیا غم ہوگا کہ آج ہمارا بادشاہ دین حق سے منحرف ہو کر دین باطل کو اختیار کرنے والا ہے۔ تیمور صاحب قرآن کے مذہب کو چھوڑ کر والئی ایران شاہ عباس کا مذہب اختیار کر رہا ہے۔ بادشاہ نے کہا ذرا اس کی مفصل کیفیت تو سمجھاؤ۔ اس نے وزیر کا نوراللہ شستری سے مشورہ بیان کیا اور حضرت مجدّد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیغام پہنچایا۔ بادشاہ اسی وقت حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور تخلیہ میں حاضر خدمت ہونے کی وجہ پوچھی۔ تو حضرت مجدّد نے فرمایا کہ وزیر نے نوراللہ شوستری کو ایران سے محض اس لئے منگوایا ہے کہ تمہیں اس دین حق سے منحرف کر کے اس باطل مذہب شیعہ میں لے جائے۔ یہ ساری کیفیت مفصل بیان فرمائی سلطان سنتے ہی سخت طیش میں آیا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے جا کر سرخ لباس

پہنا۔ دربارِ عام کیا اور نور اللہ شوستری کو بلوایا۔ اس نے اپنے منصوبے کے مطابق اپنی گستاخانہ گفتگو شروع کر دی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی اہانت میں آگے بڑھا تو بادشاہ نے ایک مست ہاتھی منگوا کر اس کے پاؤں تلے رندوا ڈالا۔ اور جو لوگ نور اللہ کے ساتھ ایران سے آئے تھے سب کو قتل کروا دیا۔ وزیر آصف جاہ اس

ے نور اللہ شوستری کے علاوہ مغل کے دربار میں بہت سے شیعہ علماء اور مجتہد (جو اکبری دَور میں ایران سے درآمد کئے گئے تھے) چھائے ہوئے تھے۔ وہ دربار میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو سب و شتم کرتے۔ ان کے متعلق سخت سُست گفتگو کرتے۔ ان میں شاہ فتح اللہ شیرازی۔ ملّا یزدی اور حکیم ابوالفتح۔ ابوالفضل اور فیضی تھے۔ ابوالفضل کے مرنے کے بعد آصف جاہ وزیر مملکت کی پناہ میں دندناتے پھرتے تھے۔ ملّا احمد مشہدی غالی شیعہ تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو اعلانیہ گالیاں دیتا۔ یہ لوگ اکبر کا ایمان تو سلب کر ہی چکے تھے۔ مگر اب جہانگیر کے دربار پر بھی چھانے لگے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ملّا نور اللہ شوستری برسرِ دربار صوفیاء اسلام کے خلاف ہتک آمیز گفتگو کر رہا تھا۔ تو دربار کے ایک عالم نے ملا شوستری سے پوچھا۔ آپ سیّد عبدالقادر گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کیا نظریہ رکھتے ہیں۔ وہ برملا بولا۔ "آں خروس بغداد بود" (وہ بغداد کا ایک مرغا تھا)۔ جہانگیر نے بات سُنی اور چپ رہا۔ اب اسی عالم نے ملّا شوستری سے پوچھا۔ دربارہ سلیم چشتی چہ میگوئی (سلیم چشتی کے متعلق کیا خیال ہے) (سلیم چشتی جہانگیر کے مرجع عقیدت و ایمان تھے) وہ دیدہ دہن بولا۔ آں خروس ہند است۔ (وہ ہندوستان کا مرغا ہے)۔ اب جہانگیر گرجا اور حکم دیا۔ اس بدزبان کی گندی زبان گدی سے کھینچ دو۔ نور جہاں کو پتہ چلا تو نور اللہ شوستری کو چھوڑنے کے لئے بڑی منت و سماجت کرنے لگی۔ مگر جہانگیر نے کہا۔ جانِ من! جان دادہ ام ایمان نہ دادہ ام۔ (جانِ من۔ میں نے جان تجھے دی ہے ایمان نہیں دیا)۔ اور شیعوں کے شہید ثالث کو ہاتھی کے پاؤں تلے رندوا دیا۔

اس واقعہ کے بعد سخت پریشان ہوا۔ اور جل بھن گیا۔ شیطان نے اسے ورغلایا۔ اور اس نے اپنی کوتہ اندیش عقل پر بھروسہ کر کے دین محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے انحراف کا اعلان کر دیا۔ اور اپنی سُبکی کو دُور کرنے کے لئے لوگوں کو کہا کہ یہ لوگ ناحق مجھے شیعہ کہتے ہیں۔ گائے کو میرے سامنے ذبح کریں تو مجھے رحم نہ آئے۔ بایں ہمہ جب کبھی اسلام کے متعلق کوئی بات ہوتی۔ تو اپنے آپ کو شیعہ ہی کا طرفدار ظاہر کرتا۔ اس چال سے ناکام رہ کر اب اس نے عیسائیوں کو یورپ سے منگایا۔ تاکہ ان کی شعبدہ بازی سے بادشاہ دین اسلام سے منحرف ہو کر عیسائیت کے قریب ہو جائے۔

حضرت قیوّم اوّل مجدّد الف ثانی کا عیسائیوں سے مناظرہ

غالی شیعوں کا سرغنہ نوراللہ شوستری مارا گیا۔ تو وزیر آصف جاہ غم و غصہ اور رنج والم اور بے عزتی و سُبکی کی وجہ سے اسلام سے بے زار ہو گیا۔ اور اس نے یورپ کے پادریوں کو بلوایا۔ تاکہ بادشاہ بھی دینِ حق پر قائم نہ رہ سکے۔ جب پادری لوگ آئے تو وزیر نے بادشاہ سے ان کی بڑی تعریف کی۔ اور بڑی عزت سے ملاقات کرائی۔ انہوں نے ایسی شعبدہ بازی اور سحر بازی کی۔ کہ بے وقوف بادشاہ بے اختیار ان کا شیفتہ و فریفتہ ہو گیا۔ اور نصاریٰ کے منسوخ شدہ دین کی تصدیق کرنے لگا۔ ارادہ کیا کہ نصرانی دین قبول کرے، چنانچہ ایک روز اس نے تہیّہ کر لیا کہ اب نصاریٰ کا دین اختیار کرنا چاہیئے۔ اور اسی کا نفاذ ہونا چاہیئے۔

جب یہ خبر حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سُنی۔ تو آپ سخت ناراض

ہوئے اور آ کر بادشاہ کو فرمایا تیری حالت پر سخت افسوس آتا ہے۔ یہ کیسی شقاوت انگیز عقل ہے اور گمراہی کی بات ہے کہ منسوخ شدہ دین کو اختیار کرنے پہ مائل ہے۔ ابھی تک قلبی برائیاں جو اپنے باپ سے سیکھی تھیں دُور نہیں ہوئیں۔ اور گذشتہ برائیوں کی تلافی نہیں کی کہ ایک اور برائی کرنے لگے ہو۔ اور گناہ پہ گناہ کرنے کے لئے آمادہ ہوئے ہو۔ یہ بدبختی کی راہ طے کرنا عقل سے بعید ہے۔ ۵

چہ دین است اینکہ کفرش رہنموں شد

چہ عقلست اینکہ سرشار جنوں شد[۱]

ہم اب تک بارگاہ الٰہی میں دعائیں کرتے رہے ہیں کہ تمہیں اللہ تعالیٰ معاف فرمائے تم پھر ایسی مصیبت میں پھنستے ہو جس سے رہائی محال ہے۔ بادشاہ نے عرض کی انہوں نے مجھے کرامات دکھائی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ کرامت نہیں۔ بلکہ عیسائیوں کے شعبدے ہیں۔ جو سب کے سب استدراج ہیں۔ اب انہیں میرے سامنے بلاؤ۔ ان سے کیونکر کرامت ظاہر ہوتی ہے۔ بادشاہ نے ان پادریوں کو بلایا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی ساری شعبدہ بازی سلب کر لی۔ پادریوں نے کہا۔ حضرت عیسٰی علیہ السّلام کو آپ بھی مانتے ہیں۔ اور ہم بھی۔ فرق اتنا ہے کہ آپ حضرت محمد الرّسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو مانتے ہیں۔ اور ہم نہیں مانتے۔ پس ایسے دین کو جسے دونوں فریق مانتے ہیں وہ سچا ہے۔ حضرت مجدّد نے ایک الزامی سوال پوچھا۔ کہ تم یہودی دین اور توریت مانتے ہو۔ اور یہود تمہارے دین کو اور تمہاری انجیل کو مانتے ہیں۔ مگر تم ان کا دین کیوں اختیار نہیں کر لیتے۔ ہمارا جواب یہی ہے۔ پادریوں

---

[۱] یہ کیسا دین ہے جس کی راہنمائی کُفر کر رہا ہے۔ اور یہ کیسی عقل ہے جو جنون اور پاگل پن سے سرشار ہے۔

نے کہا اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر کو ایسا معجزہ عطا کیا۔ کہ وہ مردہ کو زندہ کر سکتا تھا۔ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو اس دنیا سے رحلت فرمائے ہوئے ہزار سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ لیکن آج بھی اس امت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم میں ایسے غلام موجود ہیں۔ کہ اگر کہیں تو ایک اشارے سے آسمان زمین پر آگرے۔

حضرت مجدد الف ثانی کا جلال

میرے (مصنف کتابؒ) والد بزرگوار نے اپنے والد بزرگوار سے اور انہوں نے اپنے جدّ امجد حضرت عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی حضرت محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا۔ جو فرماتے تھے کہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت فرمایا کہ مجھے قیومیّت کا اس قدر جوش آیا ہے کہ اگر یہ پادری کہیں تو میں آسمان کو زمین پر پھینک دوں۔ بادشاہ ڈرا کہ ایسا ہونے سے ہم سب تباہ ہو جائیں گے۔ اور کہنے لگا آپ کی کرامات وخوارق عادات وتصرفات میں کسی کو شبہ نہیں۔ جو کچھ بھی آپ کرنا چاہیں کر سکتے ہیں مگر ہمیں ایسی کرامات سے معاف فرمایا جاوے۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آدھے پادریوں کو اپنے پاس بلا کر ایک نگاہ غضب سے دیکھا۔ تو سب کے سب زمین پر گرے اور مر گئے۔ باقی کے پادریوں کو آنجناب نے فرمایا۔ کہ اگر تم چاہو تو میں پھر انہیں بحکم خدا زندہ کر سکتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر "قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ" فرمایا۔ سب زندہ ہو گئے۔ اس کے باوجود اپنی نصرانیت پر اڑے رہے۔ باقی دوسروں سے بھی ایسا ہی معاملہ کیا۔ پہلے مردہ کیا پھر زندہ۔ لیکن وہ باوجود ایسی کرامت دیکھنے کے راہ راست پر نہ آئے۔ بلکہ اُسی اپنے مذہب پر اڑے رہے۔

یہ دیکھ کر بادشاہ نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ چنانچہ سب کو تیغ بے دریغ سے

قتل کر دیا گیا اور قطعی حکم دے دیا کہ ممالک محروسہ میں کوئی عیسائی نہ رہنے پائے۔ باقی عیسائی جو ہندوستان میں تھے بعض مسلمان ہو گئے۔ اور آنجناب کے مرید بنے۔ بعض نے آنجناب کی پناہ لی۔ اور عرض کی کہ اس بارے میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔ جن کا تھا انہوں نے اس کا خمیازہ اٹھا لیا۔ حضرت مجدد نے ان کی حالت پر رحم فرما کر چھوڑ دیا۔ لیکن ان سے عہدو پیمان لیا۔ کہ آئندہ کسی کو اور بالخصوص مسلمانوں کو اپنے مذہب میں شامل نہ کریں گے۔ خواہ وہ عیسائی ہونے پر قائل ہی کیوں نہ ہوں۔[1]

اس بات کو میں (مصنف) نے معتبر عیسائیوں سے تحقیق کیا ہے بالکل ٹھیک ہے اس وقوعہ کے بعد وزیر آصف جاہ سخت شرمندہ ہوا۔ اور پھر ایسی حرکت نہ کی۔ بادشاہ نے بھی توبہ کی۔ اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معافی مانگی۔ آنجناب نے بھی اس کی خطائیں معاف فرمائیں اور درگاہ الٰہی میں بھی اس کے لئے التماس کی جو مقبول ہو گئی۔

---

[1] اگرچہ جہانگیر نے عیسائی پادریوں کی مزید درآمد پر پابندی لگا دی تھی۔ مگر اکبری دور کی رعایتیں انعامات، جاگیریں اور دوسری ترجیحات ابھی تک عیسائیوں کو سہارا دے رہی تھیں۔ عیسائیت سے توبہ کرنے کے باوجود جہانگیر نے گو اکے عیسائی پادریوں کو لاہور میں ایک بہت بڑا گرجا بنانے کی اجازت دی۔ لاہور کے سرکاری خزانے سے روپیہ دیا۔ وظائف جاری کئے۔ مگر شاہجہان نے عنان حکومت سنبھالتے ہی اس گرجے کو مسمار کرا دیا۔ پادریوں کے وظیفے ضبط کر دیئے۔ اورنگ زیب کے زمانہ میں ایک فرانسیسی سیاح تھیونات لاہور آیا۔ تو اس نے اس گرجے کے کھنڈرات ۱۶۶۵ء میں دیکھے تھے۔ (ماخوذ از نقوش لاہور)

شہزادہ شاہجہان کی بغاوت

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انیس سال گذر چکے تھے۔ کہ شہزادہ شاہجہان بعض فتنہ برپا کرنے والے آدمیوں کے بہکانے پر باپ سے باغی ہو گیا۔ اور بہت سا لشکر جمع کر کے آمادہ جنگ ہوا۔ بادشاہ نے بھی ادھر خوب تیاری کے ساتھ جنگ کی۔ آخر سخت معرکہ کے وقت بادشاہ کی اگلی فوج اور بہت سے امیر شاہجہان سے جا ملے۔ قریب تھا کہ بادشاہ کو سخت نقصان پہنچے[1] کہ بادشاہ بے اختیار حضرت

---

[1] غالباً مؤلف کتاب سے شاہجہان کی بغاوت کا واقعہ بیان کرنے میں مسامحہ ہوا ہے۔ یہ بغاوت دراصل جہانگیر کے دوسرے بیٹے خسرو نے کی تھی جو بعض امراء کے مشورے سے سارے ہندوستان کی حکمرانی کے خواب دیکھنے لگا تھا۔ خسرو آگرہ سے نکلا اور دس ہزار سواروں کو لے کر دہلی اور متھرا کو تاخت و تاراج کرتا ہوا لاہور آپہنچا۔ اس نے حکم دیا کہ لاہور کے قلعہ پر قبضہ کر کے شہر کو لوٹ لیا جائے۔ خسرو کی فوج شہر کا بڑا دروازہ جلا کر داخل ہوا ہی چاہتی تھی کہ جہانگیر ایک بہت بڑے لشکر کو لے کر لاہور آپہنچا۔ خسرو نے مقابلہ کیا مگر شکست کھا کر کابل کو روانہ ہوا۔ راستہ میں سوہدرہ کے مقام پر گرفتار کر لیا گیا۔ جہانگیر مرزا کامران کی بارہ دری میں مقیم تھا جہانگیر نے خسرو کے امراء، فوجی سپہ سالار اور دوسرے مشاہیر کو جن کی تعداد سات سو تھی دریائے راوی سے قلعہ لاہور تک پھانسیوں پر لٹکا دیا۔ ان کی لاشیں لاہور والوں کے لئے عبرت کی تصویر بنی رہیں۔ خسرو کو پابہ زنجیر ایک ہاتھی پر سوار کر کے اس کے جاں نثار امراء کی لٹکتی ہوئی لاشوں کے راستے سے گذارا گیا۔ خسرو کے سپہ سالار حسن بیگ کو گائے کے چمڑے میں جکڑ دیا گیا۔ دیوان لاہور ابراہیم کو گدھے کی کھال میں جکڑا گیا۔ یہ دونوں دم گھٹ کر مر گئے۔ خسرو پانچ سال تک قید میں زندہ رہا۔ اور ۱۶۲۲ء میں مر گیا۔

قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ اور نہایت عاجزی سے التماس کی کہ اس کام میں للہ توجہ فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے فتح و نصرت عطا فرمائے ۔ آنجناب نے فرمایا۔ یہ عیسائیوں کی قربت کی شامت ہے جو تونے ان کے حق میں کی تھی۔ بادشاہ نے کہا میں اپنے کئے سے پچھتاتا ہوں۔ شرمندہ ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ ؎

کنوں در توبہ ام باصد ندامت

قیامت دیدہ ام پیش از قیامت

جب بادشاہ نے حد سے زیادہ آہ و زاری اور منت وسماجت کی تو آنجناب مجدد الف ثانی نے فرمایا۔ خاطر جمع رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیا ہے۔ کہ جب تک ہم زندہ ہیں۔ تو ہی ہندوستان کا بادشاہ رہے گا۔ ہم کسی اور کو سلطنت نہیں کرنے دیں گے۔ جاؤ مخالف کی فوج پر حملہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح دے گا۔

بادشاہ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کے مطابق رہی سہی فوج کے ساتھ دشمن پر حملہ کیا۔ شہزادہ بھاگ گیا۔ اور اس نے دوبارہ لشکر جمع کرکے بزرگوں اور مشائخ سے اس کام کے لئے توجہ کی التماس کی۔ سب نے فتح کی خوشخبری دی۔ بعد ازاں حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی کہ مجھے تمام بزرگوں نے اپنے کشف کے ذریعہ فتح کی خوشخبری دی ہے۔ آنجناب کی نظر عنایت بھی اس بندے پر شروع سے ہے امیدوار ہوں کہ اس معاملہ میں بھی توجہ فرما کر فتح کی خوشخبری عنایت فرمائیں گے۔ تاکہ دین کے دشمن اور راہ یقین کے مخالف رسوا ہوں۔ آپؓ نے فرمایا کہ ان لڑائیوں میں شاہزادہ کی فتح تو نظر نہیں آتی۔ لیکن کام کا انجام اچھا معلوم ہوتا ہے۔ شاہزادہ نے دوسرے مشائخ کے کہنے پر بھروسہ کرکے باپ سے پھر لڑائی شروع کر دی۔ بادشاہ نے بھی دوسرے شاہزادوں کو اس کے مقابلے پر بھیجا۔ کئی سخت معرکے ہوئے جن میں شاہجہان کو ہی کو نیچا دیکھنا پڑا۔

حضرت مجدد جہانگیر کے پشت پناہ تھے

ملا بدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرات القدس میں لکھتے ہیں کہ شکست کے وقت جب شاہجہان نے سنا کہ اس گرد و نواح میں ایک درویش صاحب خوارق و کرامات رہتا ہے اور اس کی کشف نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ تو اس نے آ کر اس سے پوچھا کہ وجہ کیا ہے کہ باوجود ایسے بھاری لشکر کے مجھے فتح نہیں ہوتی۔ حالانکہ میرے باپ کے اکثر امیر بھی مجھ سے ملے ہوئے ہیں۔ پس شیخ نے اس بارے میں توجہ کی۔ اور کشف و فراست کے بعد فرمایا کہ اس زمانے میں چار ایسے شخص ہیں۔ جن کے مشورے پر یہ کام منحصر ہے۔ تین تو تمہاری فتح پر راضی ہیں۔ لیکن چوتھا جو سب سے بزرگ ہے اس بات پر راضی نہیں ہوتا۔ پوچھا وہ کون ہے؟ فرمایا شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہاری سلطنت پر راضی نہیں۔ شہزادے نے رات کو چوری چوری آ کر حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ میں قدیم الایام سے جناب کا غلام ہوں۔ چنانچہ قید کے دوران بھی میں ہی آنجناب کے مخالفوں سے لڑتا جھگڑتا رہا۔ اور باپ سے کئی مرتبہ ناراض ہوا۔ تعجب ہے کہ آنجناب میری سلطنت پر راضی نہیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد و پیمان کر لیا ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں تیرے باپ کی سلطنت قائم رہے گی۔ فکر نہ کرو۔ اب میری عمر کا خاتمہ ہونے والا ہے۔ قریب ہے کہ میں اس دار فانی سے کوچ کر جاؤں۔ اور قیومیت محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے جاؤں۔ خاطر جمع رکھو میرے بعد سلطنت تمہارے ہاتھ ہی آئے گی۔ باطنی سلطنت محمد معصوم کے ہاتھ ہو گی اور ظاہری سلطنت تمہارے ہاتھ۔ اس ملک کی سلطنت باطنی میری اولاد میں رہے گی اور ظاہری تمہاری اولاد میں۔ لیکن خبردار میری اولاد اور طریقہ کی عزت و حرمت اور ادب و آداب اسی طرح ملحوظ خاطر رکھنا۔ شاہجہان اس خوشخبری سے نہایت خوش ہوا۔ اور آداب بجا لا کر اسی وقت مرید ہوا۔ شاہجہان نے حضرت مجدد

سے تبرکاً کچھ مانگا تو آپؓ نے اپنی دستار مبارک عنایت فرمائی۔ آج تک وہ دستار شاہانِ ہند کے خزانوں میں موجود ہے۔ شاہجہان نے مزید عرض کی کہ آنجناب کوئی ایسا اعلان فرمائیں جسے مَیں اپنی سلطنت میں نافذ کروں۔ تاکہ بطور یادگار باقی رہے۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اپنے سرخ جھنڈوں کو سبز کر دینا۔ اور خیموں کو سرخ۔ اس سے پیشتر شاہانِ ہند کے خیموں میں سُرخ و سفید رنگ ۔ دھاریاں ہوتی تھیں۔ آج سے ہم نے تمہارا نام شاہجہان رکھا ہے۔ (اصل نام شہزادہ خرم ہے مگر حضرت مجدّد نے شاہزادہ کا نام شاہجہان مقرر فرمایا۔) اب تک ہندوستان کی سلطنت اسی کی اولاد کے قبضہ میں ہے۔ اور جہان کی قطب الاقطابی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں ہے۔ اور قطبیت زمانہ کا منصب آنجنابؓ کی خوشخبری کے بموجب انشاءاللہ تعالیٰ آنجناب کی اولاد میں قیامت تک رہیگا۔

دارا شکوہ کا رویّہ

شاہجہان کے عہد سلطنت میں اس کے بڑے بیٹے دارا شکوہ نے بڑا زور لگایا۔ کہ کسی طرح حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تکلیف پہنچائے۔ لیکن شاہجہان کی وجہ سے کوئی پیش نہ گئی۔ جب وہ اس بارے میں شاہجہان سے مشورہ کرتا تو وہ سخت ناراض ہو کر اسے منع کرتا[1]

مکتوبات مجدّد الف ثانی میں اللہ تعالیٰ کی رضا شامل تھی

اسی سال مکتوبات کی دوسری جلد ختم ہوئی اور تیسری شروع ہوئی۔ تیسری جلد کے شروع میں آنجناب مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توقف فرمایا کہ مَیں اس قدر علوم و معارف لکھ رہا ہوں۔ آیا مرضی حق بھی ہے یا نہیں۔ اسی اثنا میں الہام ہوا کہ تمہارے یہ تمام علوم و معارف ہم نے ہی لکھے ہیں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ ان

---

۱ دارا شکوہ خانوادہ مجددیہ سے جو بغض رکھتا تھا۔ اس کی تفصیلات ہم روضۃ القیومیہ کی جلد دوم میں ہدیۂ ناظرین کر رہے ہیں۔

میں ہماری مرضی ہے۔ ایسے بلند معارف لکھوائے۔

نیز آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ ان علوم و معارف کے لکھتے وقت فرشتے شیطانوں کو دور کر دیتے ہیں۔ کہ کہیں ان معارف میں غمازی نہ کریں۔ چنانچہ مکتوبات کی پہلی جلد میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود تحریر فرمایا ہے۔

اسی سال حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے معزز فرزندوں حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی اور حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سرہند سے طلب فرمایا۔

---

۱ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کی ایک زبردست دستاویز ہے۔ یہ تین حصوں پر مشتمل ہیں۔ پہلی جلد ۱۰۲۵ھ میں مکمل ہوئی۔ دوسری جلد ۱۰۲۸ھ میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ تیسری جلد ۱۰۳۱ھ کو اختتام پذیر ہوئی۔ یہ مکتوبات مقامات سلوک۔ تبلیغ اسلام کا ایک عمدہ نمونہ ہیں۔ صدیوں سے یہ مکتوبات اہل فکر و نظر کے مطالعہ میں رہے ہیں۔ ہر زبان میں ان کا ترجمہ ہوا۔ اور ہر ملک میں ان کی پذیرائی ہوئی۔ شریعت و طریقت کی تربیت کے لئے یکساں مؤثر ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی جہانگیر کے ساتھ ہندوستان کے دورے پر

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ جہانگیر بادشاہ ہندوستان کے ساتھ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بعض شہروں، قصبوں اور گاؤں سے گذرنا حکمت سے خالی نہ تھا۔ کیونکہ وہاں کے باشندے آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر آنجناب کی نظر کیمیا اثر کی برکات سے بہرہ ور ہوتے تھے چنانچہ ایک سفر کا واقعہ ہے جس میں خود بھی آنجناب کی خدمت میں تھا۔ کہ ایک روز بادشاہی لشکر دریائے چناب کے کنارے ایک گاؤں میں پہنچا۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادموں نے اس گاؤں کے قریب خیمے لگائے۔ اتنے میں میں نے آنجناب کو دیکھا کہ اکیلے پیادہ پا اس گاؤں کے کوچے میں آئے۔ میں آنجناب کے پیچھے دوڑا۔ جب مجھے دیکھا۔ تو فرمایا۔ کہ دل میں آتا ہے کہ اس گاؤں میں کوئی مسجد ہو۔ وہاں چل کر تازہ وضو کریں۔ اور نماز ادا کریں۔ ابھی چند قدم نہ گئے تھے کہ ایک نہایت مصفا مسجد نمودار ہوئی۔ آنجناب نے وہاں وضو کر کے دوگانہ ادا کیا۔ اس گاؤں کے ایک فقیر نے مجھ سے پوچھا۔ کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ میں نے بتایا تو وہ وہاں سے دوڑ گیا۔ اور ایک ضعیف العمر آدمی کو جو وہاں کا نمبردار تھا۔ اور مسجد کے پاس ہی اس کا مکان تھا۔ بلا لایا۔ اگرچہ اس میں چلنے کی طاقت نہ تھی لیکن آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف سن کر اشتیاقِ زیارت سے آنجناب

کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور جناب کے قدموں پہ سر رکھ دیا۔ ؎

ہمائے اوج سعادت بدام ما افتد
اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد

اس رات اس نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معہ تمام مریدوں کے ضیافت کی اور معہ تمام متعلقین مرید ہوا۔ اس گاؤں میں آنجنابؓ کی مبارک توجہ سے لوگ صاحب حضور و آگاہی ہوئے۔ رخصت کے وقت ایک منزل تک وہ سب آنجنابؓ کو وداع کرنے آئے۔

حضرت مجدد کی لاہور میں تشریف آوری

جب حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لاہور پہنچے۔ تو اس شہر کی قطبیت شیخ طاہر کو عنایت ہوئی۔ اور سرہند کی طرف روانہ ہوئے جب شاہی خیمے سرہند میں نصب ہوئے۔ تو حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بادشاہ کی ضیافت کی۔ کھانا کھانے کے بعد بادشاہ نے کہا۔ کہ ایسا لذیذ کھانا مَیں نے زندگی بھر نہیں کھایا۔ پھر آنجناب سے التماس کی کہ جناب اپنے باورچیوں کو فرمائیں تاکہ وہ ہمارے باورچیوں کو کھانا پکانے کی تعلیم و تربیت کریں۔ آنجناب نے فرمایا۔ تمہارے باورچیوں سے ایسا کھانا نہیں پک سکے گا۔ پھر التماس کی کہ اگر یہ نہیں ہو سکتا۔ توجناب میرے لئے کھانا اپنے باورچی خانہ سے عنایت فرمایا کریں۔ یہ بات آنجناب نے منظور فرمائی۔ اور آئندہ آنجناب کے باورچی خانے سے ہر روز جہانگیر بادشاہ کے لئے کھانا جانے لگا۔

ایک روز بادشاہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در دولت سے اٹھ کر لشکر گاہ میں واپس آ رہا تھا۔ راستے میں لوگوں کے مکانوں کو دیکھ کر فرمایا۔ کہ یہ گھر کیسے بے جا اور بے سلیقہ بنے ہوئے ہیں۔ ہمارے شیخ صاحب کی سواری کی آمد و رفت میں دقت ہوتی ہوگی۔ حکم دیا۔ ان مکانوں کو گروا دیا جائے۔ چنانچہ اسی وقت مکان گرائے گئے۔

جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس امر کی اطلاع ہوئی۔ تو بادشاہ کو بہت جھڑکا۔ کہ ہم درویش اور غریب آدمی ہیں۔ ہمیں آمدورفت میں کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ یہ وقت تو بادشاہوں کو سوا کرتی ہے۔ بادشاہ نے آنجناب کی خاطر مکانات کے مالکوں کو بہت سا روپیہ دیا۔ تاکہ کسی اور جگہ مکان بنا لیں۔

جہانگیر کا مزاج

جہانگیر بادشاہ کی طبیعت کی اُفتاد بھی عجیب تھی۔ چونکہ سوداوی مزاج تھا۔ اس سے کام بھی سودائیوں کے سے ظہور میں آتے تھے۔ چنانچہ انہیں دنوں سرہند میں ایک دفعہ آدھی رات کے وقت حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہی مجلس سے اٹھ کر اپنے دولت خانہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اثنائے راہ میں دیکھا کہ شہر سرہند کے دو رئیسوں کو ننگے سر پس پشت ہاتھ باندھے لے جا رہے ہیں۔ آنجنابؓ نے پوچھا انہیں ایسی بے عزتی سے کہاں لئے جاتے ہیں۔ انہوں نے عرض کی کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ انہیں سخت بے عزتی سے قتل کرو۔ اب ہم قتل کے لئے مقتل میں لے جا رہے ہیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں وہیں ٹھہرایا۔ اور خود بادشاہ کی طرف لوٹ گئے۔ اس وقت بادشاہ بیگم نورجہاں سمیت ننگا اپنے بستر پر پڑا تھا۔ کہ آنجنابؓ نے جا کر خوابگاہ کا پردہ ہلایا۔ بادشاہ نے پوچھا کون ہے؟ جو اس وقت پردے کو ہلاتا ہے۔ آنجناب نے فرمایا میں ہوں احمد۔ بادشاہ حیران رہ گیا۔ کہ آپ کیونکر تشریف لائے۔ عرض کی کہ جناب تو ابھی یہیں تشریف فرما تھے۔ اس وقت تکلیف کا موجب کیا ہے۔ آنجناب نے ان دونوں رئیسوں کی سفارش کی۔ بادشاہ نے عرض کی کہ یہ دونوں میرے استقبال کے لئے نہیں آئے تھے۔ ملک کے خلاف تھے اس واسطے میں نے ان کے قتل کا حکم دیا ہے۔ آج تک میرا کوئی حکم نہیں ٹلا۔ آنجناب نے فرمایا۔ انہیں معاف کر دو۔ بیگم نے جو آنجناب کی معتقد تھی۔ بادشاہ کو کہا۔ تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ جلدی معاف

کر دو۔ نہیں تو کسی اور مصیبت میں پھنسو گے۔ بادشاہ نے عرض کی میں نے جناب کی خاطر انہیں بخشا۔ لیکن ان کے ہاتھ ضرور کاٹنے چاہیئں۔ تاکہ میرا حکم خالی نہ جائے۔ آنجناب نے فرمایا۔ اور معاف کرو۔ بادشاہ نے عرض کی میں نے یہ بھی معاف کیا۔ لیکن سو سو کوڑے ضرور لگوائے جائیں۔ آنجناب نے فرمایا۔ ایسی باتیں مت کہو۔ بالکل معاف کرو۔ عرض کی میرا حکم کبھی رد نہیں کیا گیا۔ لیکن جناب کی خاطر انہیں بالکل معاف کرتا ہوں۔ آنجنابؒ نے فرمایا۔ وہ شہر میں معزز تھے۔ تم نے انہیں بے عزت کیا۔ اب انہیں خلعت اور انعام دو۔ تاکہ پھر انہیں عزت حاصل ہو۔ بادشاہ نے عرض کی۔ میں نے آنجنابؒ کے حکم سے ان کی جان بخشی کی۔ اب ان کے لئے آنجناب اور چیزوں کے لئے فرماتے ہیں۔ اس وقت خزانوں اور خلعتوں کا تحویل دار معلوم نہیں کہاں ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو خاص خلعتیں خوابگاہ میں موجود ہیں۔ یہ ہی دے دو۔ اور تم بادشاہ ہو جس وقت چاہو اور منگا لینا۔ بیگم نے بادشاہ کو کہا جو کچھ بھی آنجناب فرماتے ہیں جلدی دے کر رخصت کرو اور کہیں اور آفت نہ آئے۔ بادشاہ بھی ڈرا ہوا تھا۔ جو کچھ آنجناب نے فرمایا۔ فوراً مہیا کیا گیا۔ دو خاص خلعتیں اور دو ہزار روپے دیئے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روپیہ لے کر جہاں سپاہیوں کو کھڑا کر آئے تھے۔ پہنچے۔ اور دونوں رئیسوں کو رہا کیا اور خلعت اور روپیہ دے کر بڑی عزت سے شہر میں لائے۔

جہانگیر سرہند میں

جب بادشاہ نے سرہند سے دہلی جانا چاہا۔ تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اب سرہند ہی رہنے دو۔ بادشاہ نے عرض کی۔ میں جناب سے جدا نہیں رہ سکتا۔ لیکن جناب کی خاطر اور تھوڑا سا عرصہ شہر سرہند میں بسر کر لیتا ہوں۔ چنانچہ چار مہینے شہر سرہند میں رہا۔ بعد ازاں دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ اور آنجناب کو بھی ہمراہ لیا۔ چنانچہ آنجناب نے بناس تک بادشاہ کے ساتھ سیر کی۔ جس گاؤں سے آنجناب کا گذر ہوتا۔ وہاں کے

لوگ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت سے مشرف ہو کر مرید ہوتے اور فنا۔ بقا اور پروردگار کا پورا پورا قرب حاصل کرتے۔

حضرت مجدد الف ثانی نے دریائے گنگا کا پانی پینے سے اجتناب کیا

ایک روز شاہی لشکر دریائے گنگا پر پہنچا۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس دریا کا پانی ہمارے استعمال کے واسطے نہ لانا۔ کیونکہ یہ ہندوؤں کی عبادت گاہ ہے[1] لوگوں نے عرض کی۔ کہ اس گردونواح میں کوئی کنواں نہیں۔ فرمایا جہاں سے بھی ہو سکے کنوئیں کا پانی لاؤ۔ بڑی جستجو کے بعد معلوم ہوا کہ لشکر سے نو میل کے فاصلے پر کنواں ہے۔ چنانچہ وہاں سے انجناب کی خاطر پانی لایا گیا۔ اور جب تک شاہی لشکر وہاں رہا۔ اسی کنوئیں سے پانی لاتے رہے۔ یاروں کو بھی منع فرمایا کہ جہاں تک ہو سکے اس دریا کے پانی کو تم بھی استعمال نہ کرو۔ بعد ازاں بادشاہ اجمیر کی طرف روانہ ہوا۔ اور اجمیر ہی میں تھا کہ آنجناب رضی اللہ عنہ اس سے رخصت ہوئے۔

---

[1] دریائے بیاس دریائے جمنا کی ایک شاخ ہے۔ جو اودھ کے علاقہ میں بہتی ہوئی جمنا میں آگرتی ہے۔ گنگا اور جمنا دونوں ہندوؤں کے مقدس دریا ہیں۔ ان دریاؤں کے منبع سے لے کر میدانی علاقوں تک ہندوؤں کے سینکڑوں بت کدے موجود ہیں۔ پھر ہندو ان دریاؤں میں نہاتے ہیں۔ جلے ہوئے مُردوں کی ہڈیاں بہاتے ہیں۔ اور بسا اوقات اپنی لاشیں انہی میں بہا دیتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی کو ان دونوں دریاؤں کے پانی کے استعمال سے بھی نفرت تھی۔ ایک بار آپ کے مرید نواب تربیت خان نے بڑی عقیدت سے دریائے جمنا سے پانی کے مشکیزے ہاتھیوں پر لاد کر سرہند پہنچائے تھے۔ مگر آپ نے حکم دیا۔ کہ اس دریا کا پانی وضو کے بھی قابل نہیں اسے پھینک دیا جائے۔ حضرت مجدد الف ثانی کا یہ تقویٰ اور مشرکین کے مقدس مقامات سے اجتناب آپ کے تقویٰ کی ایک عمدہ مثال ہے۔

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانیؓ سے شیخ نور الحق دہلویؒ

کے سوالات کا جواب

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیومیت کا بیسواں سال تھا۔ آپ نے اس سال اپنے معزز و محترم فرزندوں حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سرہند رخصت فرمایا۔ لیکن زادِ راہ مہیا نہ کیا گیا۔ جب مخدوم زادے پہلی منزل پر جا کر اترے۔ تو انہیں معلوم ہوا کہ زادِ راہ نہیں لائے۔ حیران تھے کہ کیا کریں۔ اسی اثنا میں ایک خادم نے آکر خبر دی کہ اس شہر کے باہر شاہی لشکر بھی اترا پڑا ہے۔ دونوں مخدوم زادے حیران رہ گئے۔ کہ بادشاہ کا لشکر یہاں کیونکر آ گیا۔ لیکن سمجھ گئے کہ یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تصرف ہے۔ دونوں بھائی اپنے والد بزرگوار کی زیارت کے لئے لشکر گاہ میں گئے۔ اس وقت آنجناب وضو کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم تمہیں زادِ راہ دینا بھول گئے تھے۔ یہ لو زادِ راہ۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زادِ راہ لے کر آنجناب کے حکم کے مطابق منزل پر آئے۔ اور فوج غائب ہو گئی۔

شیخ نور الحق دہلوی حضرت یعقوب علیہ السلام کی وارفتگی کی وجہ دریافت کرتے ہیں

شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے بیٹے شیخ نور الحق نے جو دہلی کے علمائے کبار سے تھے۔ اپنے باپ کے کہنے سے حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا

کہ آنجناب حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام پر اس قدر مبتلا ہونے میں کیا راز تھا۔ آنجناب ایک لمحہ کے لئے خاموش رہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب یہی راز ظاہر ہو جائے گا اور میں مفصل لکھ دوں گا۔

خواجہ ہاشم برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ جب شیخ نور الحق مجلس سے اٹھے۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا کہ یاد دل نے بارہا یہ بات مجھ سے پوچھی ہے لیکن چونکہ مکشوف نہیں ہوا۔ اس واسطے میں خاموش رہا۔ جب اس جوان نے سوال کیا تو میری توجہ خصوصی طور پر مبذول ہوئی۔ اور راز ظاہر ہو گیا۔ سو کاغذ، قلم، دوات موجود رکھنا۔ دوسرے دن ہی آنجناب نے قلم، دوات، اور کاغذ منگا کر فرمایا۔ کہ آج تہجد کے بعد اس کی مفصل کیفیت مجھ پر منکشف ہوئی ہے۔ اب دل سے زبان پر اور زبان سے قلم پر آتی ہے۔ یہ فرما کر لکھنے میں مشغول ہوئے۔ اور صحیفہ کو بوستان بنا دیا۔ چنانچہ وہ مکتوب دوسری جلد کے اخیر میں ہے۔

جب وہ رسالہ سائل کو دیا تو ایک مخلص نے مجھے کہا کہ اس مکتوب میں اعلیٰ پائے کے حقائق مندرج ہیں۔ نیز اس میں آنجناب کے اعلیٰ خصائص بھی درج ہیں۔ دوسری طرف شیخ نور الحق حضرت مجدد کے مخالفوں سے میل ملاپ رکھتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ان لوگوں پر خاص اسرار ظاہر ہو جائیں اور آگے جا کے اختلاف و انتشار کا باعث بنیں۔ میں نے یہی بات حضرت مجدد سے عرض کی۔ آنجناب نے پوچھا وہ کونسی معرفت ہے جو میرے دل میں نہیں۔ کوئی ایسا راز تو میں نہیں لکھ بیٹھا۔ میں نے عرض کی۔ کہ قصہ نحلہ یعنی خمیر طینت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس کی نسبت آپ نے اپنی ذات سے کی ہے۔ حضرت مجدد نے مسکرا کر فرمایا البتہ اس کا ذکر یہاں ہوا ہے۔ پھر مراقبہ کے بعد یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا ؎

یارب آں غنچہ خنداں کہ سپردی منش　　　　مے سپارم بتو از چشم حسود چمنش

یہ مکتوب مختلف مخالفین اور معاندین نے پڑھا لیکن اس معرفت کے بارے میں کسی نے بات تک نہ کی۔

البتہ جب یہ مکتوب شیخ نور الحق نے اپنے باپ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو دکھایا۔ تو اس کے مطالعہ کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیادہ معتقد ہو گئے۔ اسی اثنا میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے امت جمع ہیں اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند عورتوں کو توجہ دے رہے ہیں۔ اور تمام اولیائے امت آنجناب سے توجہ دعا کے لیے التماس کرتے ہیں۔ صبح کو شیخ حیران و پریشان ہو کر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں خود حاضر ہوئے اور آنجناب کی تجدید الف اور قبولیت کو تسلیم کیا۔[1]

ح ۱ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی حضرت مجدد الف ثانی کے ہم عصر تھے اور سلسلہ قادریہ کے زبردست ترجمان اور علوم دینیہ کے ماہر تھے۔ آپ نے حضرت مجدد کے بعض دعاوی پر تنقید کی۔ استفسارات کئے اور وضاحت طلب کی۔ ان استفسارات اور خط و کتابت کو زمانہ حاضرہ کے ایک فاضل مؤرخ جناب خلیق احمد نظامی نے اپنی کتاب "حیات شیخ عبد الحق دہلوی" میں شائع کر دیا ہے۔ یہ خطوط ایک عالم دین اور ایک مجدد طریقت و شریعت کے درمیان افہام و تفہیم کی ایک علمی بحث تھی جسے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض مخالفین نے مخالفت اور اختلاف کا رنگ دے کر بہت اچھالا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوابات اور وضاحتوں پر حضرت عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مطمئن ہو گئے تھے۔ اور اپنی زندگی میں نہ صرف رجوع کر لیا تھا بلکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیالات سے اتفاق کیا۔ اور آپ کی قربت سے روحانی فیض حاصل کیا۔

(مرتب)

انہیں دنوں شیخ مذکور نے حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ شیخ حسام الدین کی طرف ایک مکتوب لکھا جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ شیخ مذکور آنجناب کی تجدید اور قیومیت کا اعتراف کر چکے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا حضرت مجدد الف ثانی پر اختلافات سے رجوع

ہم شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا ایک مکتوب یہاں نقل کرتے ہیں۔ یہ مکتوب حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس سرہٗ کے خلف الرشید حضرت خواجہ کلاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلیات سے نقل کیا گیا ہے۔ یہ ان مکتوبات میں سے ہے جو خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف مختلف اشخاص نے لکھے۔ اور حضرت خواجہ کلاں نے جمع کئے۔ اس مکتوب کا اُردو ترجمہ یہ ہے۔

"اللہ تعالیٰ آپ کو زندہ اور سلامت رکھے اور محبین کے سر پر آپ کا سایہ عاطفت رہے۔ آپ نے ان دو دنوں میں اپنے حالات کی اطلاع نہیں بخشی۔ یا تو اس واسطے کہ بشریت کا تقاضہ ہے۔ یا اس واسطے کہ آلائش صنعت سے پاک رہیں۔ امید ہے کہ آنجناب اپنی صحت و عافیت سے مطلع فرما کر مسرور و مشکور فرمائیں گے۔ آج کل محبت کی آنکھ حضرت مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرحت آثار اخبار کے وصول ہونے کی منتظر ہے کہ محبوں کی دُعا قبول ہو کر اثر عظیم پیدا کرے گی۔ ان دنوں حضرت مجدد الف ثانی سے مجھے بدرجہ غایت محبت ہے اور آپ کے طفیل صفائی باطنی بھی حاصل ہوئی ہے۔ بشریت کا کوئی پردہ اور شبہات کا کوئی حجاب درمیان نہیں رہا۔ مجھے معلوم نہیں یہ بات کیوں اور کہاں سے نصیب ہوئی طریقہ اور سلسلہ سے قطع نظر بھی دیکھا جائے تو عقل سلیم یہی کہے گی کہ ایسے عزیزوں اور بزرگوں کے حق میں بدظن نہیں ہونا چاہیئے۔ میرے باطن

ہیں ذوق و وجدان اور غلبہ حال میں سے کچھ ایسی عادت پڑ گئی تھی جس کو زبان پورے طور پر ادا نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ دلوں کو پھیرنے والا اور احوال کو بدلنے والا پاک ہے۔ ممکن ہے کہ بعض ظاہر بین کوتہ اندیش اس بات کو دور از عقل سمجھیں۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ صحیح صورت حال کیا ہے اور کیونکر ہے۔ زیادہ کیا کہوں اور کیا لکھوں، حقیقت احوال اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔"

حضرت مجدد پر سرکارِ دو عالم کی نظرِ شفقت خواجہ ہاشم لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد نے اسی سال کے ماہ رمضان کے آخری عشرے میں فرمایا کہ آج عجیب معاملہ ہوا ہے۔ میں اپنے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا تھا۔ مجھے محسوس ہوا کہ اسی تخت پر میرے ساتھ کوئی اور آکر بیٹھ گیا ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جو فرماتے ہیں کہ میں تمہارے واسطے اجازت نامہ لکھنے کے لئے آیا ہوں۔ جو آج تک میں نے کسی کے واسطے نہیں لکھا۔ میں نے دیکھا کہ اس اجازت نامے کے متن میں وہ الطاف عظیم درج تھے جو اس جہان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اس کی پشت پر وہ عنایات کثیرہ لکھی تھیں جو عالم آخرت کے متعلق ہیں۔ چنانچہ یہ بات حضرت مجدد نے مکتوبات کی تیسری جلد میں تحریر فرمائی ہے۔

نیز اسی سال حضرت سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوشخبری دی کہ قیامت کے دن آپ کے طفیل ہزار در ہزار مخلوقات بخشی جائے گی۔ اور آپ کا سلسلہ بہ سبب کثرت فضل دوسرے اولیائے امت سے زیادہ ہوگا۔ اور حق تعالیٰ میری کثیر امت آپ کی شفاعت سے جنت میں داخل کرے گا۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ خوشخبری سنی۔ تو

شکرانہ میں حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی نیاز کے طور پہ طعام پکایا۔ اور یہ خوشخبری لوگوں کو بھی سنائی۔ اور یہ بات عام لوگوں میں بھی مشہور ہو گئی۔

حدیث صُلّہ کی وضاحت

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ انہیں دنوں ایک عالمِ دین نے مجھے کہا کہ واللہ! کوئی ایسا بڑا معاملہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی طرف سے واقع ہوا ہے۔ جیسا کہ مہدی موعود کے واسطے واقع ہوا تھا۔ میں نے اسے کہا کہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ایک حدیث واقع ہوئی ہے لیکن تمہیں ہر حدیث کا علم کہاں۔ اس نے کہا ملّا جلال الدین سیوطی کی کتاب جمع الجوامع جو انہوں نے احادیث میں لکھی ہے میرے پاس ہے اس نے کوئی شاذو نادر ہی حدیث چھوڑی ہے ورنہ سب کی سب احادیث اس میں ہیں۔ آؤ دیکھیں کہ اس امت کے فضائل میں کیا کچھ لکھا ہے۔ اس عالمِ دین نے کتاب ہاتھ میں لے کر کہا کہ اے پروردگار! یہ آدمی جو اپنے آپ کو حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خزینۃ الرحمۃ اور صاحب قیومیت وطینت محمدّی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کہتا ہے۔ اگر اپنے دعوے میں سچّا ہے تو اس کے حق میں اس کتاب سے کوئی حدیث نکلے۔ یہ کہہ کر اس نے کتاب کھولی۔ صفحہ کے شروع میں ایک حدیث نکلی۔ جو مدعا پر دلالت کرتی تھی۔ اور وہ یہ تھی۔ " یَكُوْنُ رَجُلٌ فِیْ اُمَّتِیْ یُقَالُ لَهٗ صُلَةٌ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِهٖ كَذَا وَكَذَا " کہ میری امت میں ایک شخص ہو گا جسے صلہ کہیں گے۔ اور جس کی شفاعت سے اتنے آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔ میں نے کہا کہ آنجناب آپ کو صُلہ کہتے ہیں۔ یعنی حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شریعت اور طریقت کو ایک کر دیا ہے۔ دوسرے صُلہ اس واسطے کہ ملاحت اور صباحت کو ملایا ہے۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ذکر کیا جائے گا۔ میں نے اس عالمِ دین سے کہا کہ یہ حدیث حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ہے اس نے

کہا۔ کیوں نہیں! مَیں نے اس بات کو مان لیا ہے۔ کہ واقعی یہ آنجناب ہی کے حق میں ہے۔

حقیقت و طریقت شریعت کے تابع ہیں

اسی مجلس میں ایک اور عالم دین بیٹھا تھا۔ اس نے کہا۔ مَیں نے سنا ہے کہ شیخ بزرگوار نے مکتوبات اور رسائل لکھے ہیں لیکن میری نظر سے کوئی مکتوب اور کتاب نہیں گذری۔ مَیں (خواجہ ہاشم) نے وہ مکتوب نکال کر اسے دیا۔ جس میں حضرت مجدد نے لکھا ہے کہ حقیقت و طریقت دونوں شریعت کی خادمہ ہیں۔ جب اس عالم نے پڑھا تو نہایت لطف اٹھایا۔ اور آسمان کی طرف رُخ کر کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگی اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ ھٰذَا لشّیخ المعظم اے پروردگار! اس شیخ معظم کو سلامت رکھیو۔ اور مجھے کہنے لگا۔ کہ اکثر مشائخ کے کلام اور رسائل کو سن کر جو زنگ میرے دل کو لگا تھا۔ وہ جناب کے کلام بلند سے صاف ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ دل میں وہ وہ رنج والم جاتا رہا۔ واقعی یہ مرد مجدد الف ثانی ہے۔ اور جو کچھ کہتے ہیں۔ سب سچ اور حق ہے۔ اس مجلس کے تمام حاضرین حضرت قیوم اوّل کے معتقد ہو گئے۔ اور آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید بن گئے۔

شیخ آدم بنوری مرید ہوتے ہیں

اسی سال شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو آنجناب کے بڑے خلفاء میں سے ہیں آنجناب کے مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ آپ شروع میں جہانگیر کے شاہی لشکر میں ملازم تھے۔ اتفاقاً شاہی لشکر کافروں کے ایک گاؤں پر حملہ آور ہوئی۔ آپ بھی اسی دستہ فوج میں شامل تھے۔ وہاں کے تمام باشندوں کو قتل کر دیا گیا۔ آپ اُن کے معبد میں گئے۔ اور اسے مسمار کرنا چاہا۔ تو دیکھا وہاں بت کے سامنے ایک شخص پرستش میں مشغول ہے اور ایسا مستغرق ہے کہ اسے جنگ کے ہنگامے یا قتل کا کوئی خوف وڈر نہیں۔ آپ نے اس کے سامنے ہو کر اُسے تلوار دکھائی۔ اور کہا۔ کہ یا تو مسلمان

ہو جاؤ۔ نہیں تو ابھی سر اڑا دوں گا۔ اس نے آپ کی بات کی ذرا پروانہ کی۔ حتی کہ آپ نے اسے قتل کر دیا۔ اس واقعہ سے آپ بڑے متاثر ہوئے۔ اور ملازمت شاہی ترک کر دی۔ اور فقراء کی خدمت اختیار کر لی۔ اس زمانے کے بہت سے مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان کی خدمت کی۔ لیکن کسی سے باطنی کشائش نصیب نہ ہوئی حتی کہ ایک روز آپ نے ایک گوشہ نشین فقیر سے پوچھا۔ کہ کیا سبب ہے کہ میں کوشش تو کرتا ہوں۔ لیکن یہ بات حاصل نہیں ہوتی۔ اس نے کہا کہ تمہارا نصیبہ حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں ہے جو اس وقت تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ انہیں سے تمہیں کشائش باطنی نصیب ہوگی۔ اور انہیں کی توجہ سے بہت سی نعمتیں حاصل ہوں گی۔ آپ نے یہ خوشخبری سُن کر حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عالم پناہ بارگاہ کا رُخ کیا۔ اثنائے راہ میں حضرت قیوم اول مجدّد الف ثانی کے خلیفہ حاجی خضر سے ملاقات ہوئی۔ آپکی چونکہ خواہش بدرجہ غایت تھی۔ اس واسطے انہیں سے طریقہ علیہ کے خواستگار ہوئے اور کچھ مدّت حاجی خضر ہی کی خدمت میں رہے اور مقاماتِ عالیہ سے مشرّف ہوئے چونکہ آپ کی استعداد کہیں بڑھ کر تھی۔ اس لئے حاجی صاحب سے پوری تسکین نہ ہوئی۔ تو حاجی صاحب نے آپ کو دیکھتے ہی اجمیر میں حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ آنجناب نے دیکھتے ہی آپ کو قبول کیا۔ اور توجہ اور اپنی نسبت خاصہ کے القا سے مشرف فرمایا۔ جس سے شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بالکل تسلّی وتشفی ہوگئی۔ اور اس طریقہ کی فنا و بقا سے مشرف ہوئے۔

چنانچہ "نکات الاسرار" میں شیخ آدم بنوری صاحب لکھتے ہیں کہ شیخ کی آخری توجہ ہمارے ہزار سالہ سلوک سے بدرجہا بہتر اور افضل ہے۔ اسی نے ہمیں قرب پروردگار کے انتہائی مقامات پر پہنچایا۔ آنجناب نے فرمایا کہ تجھ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر واجب ہے۔ کہ تو ان کمالات کو پہنچ گیا۔ آج کل شاذو نادر ہی کوئی ایسے مقامات پر

پہنچا ہے۔ یہ جو کچھ ہے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ کی برکت سے ہے اجمیر ہی میں مجھے آنجناب نے محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم خدمت پر مامور فرمایا۔ اجمیر ہی میں حقیقت قرآن کی بھی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اور سرہند میں خلافت سے مشرف فرمایا۔ بعد ازاں حضرت مجدد کا وصال ہو گیا۔ اور ہم مہجوروں کے سینوں پر داغ ہجرت دے گئے۔

غسل کے وقت آنجناب سے کرامت ظاہر ہوئی۔ وہ یہ کہ اکثر یاروں نے آنجناب کو وصال کے وقت نماز میں دیکھا۔ میں (ملا ہاشم) دو سال آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک پر رہا۔ اور کمالات کا تتمہ وہیں سے حاصل کیا۔

حضرت شیخ آدم بنوری کی شاہی لشکر میں مقبولیت

ایک دفعہ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دہلی سے مخدوم زادوں کے لئے بہت سے تحفے دے کر سرہند بھیجا۔ اور احتیاطاً اپنے مرید دریا خاں کے سو سوار بھی شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ کر دیئے۔ جب شیخ صاحب سرہند سے واپس آئے۔ تو شیخ صاحب کی گرمئے مجلس کا اثر ان لوگوں پر ہوا۔ گو وہ مرید نہ ہوئے تھے لیکن مجلس میں بالکل خاموش بیٹھے۔ وہ شیخ صاحب کے بہت معتقد ہو گئے۔ اور دریا خاں سے شیخ صاحب کی بڑی تعریف کی۔ چنانچہ دریا خاں بھی شیخ صاحب کا معتقد ہو گیا۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ صاحب کو لوگوں کی تربیت کے قابل پایا۔ تو خلافت سے مشرف فرمایا۔ پہلے پہل جو شیخ صاحب کے مرید ہوئے۔ وہ وہی سو سوار تھے۔ شیخ صاحب زیادہ تر دریا خاں کے لشکر میں رہتے۔ چونکہ ان دنوں دریا خاں پٹھانوں کا سردار تھا[1] جو پٹھان وطن سے آتے۔ وہ دریا خاں کے پاس آتے

---

[1] دریا خاں روہیلہ پٹھانوں میں سے بڑا بہادر سپہ سالار تھا۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اور دریا خاں شیخ صاحب کا معتقد تھا۔ اس لئے وہ بھی شیخ صاحب کے معتقد ہو جاتے اور مرید بن جاتے۔ اور ان کی دیکھا دیکھی اور پٹھان بھی مرید ہوتے۔ اور شیخ صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ چنانچہ بادشاہ نے ڈر کر شیخ صاحب کو لشکر سے نکال دیا۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ حسب موقع ذکر کیا جائے گا۔

اس سے پہلے شیخ صاحب کا نام آدم خاں تھا۔ جب حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت عنایت فرمائی تو خانی کو حذف کر کے شیخ آدم مقرر فرمایا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) وہ جہانگیری دور میں چار ہزار سواروں کا کمانڈر تھا۔ مگر شاہجہان کے دور حکومت میں جب شاہجہان نے مہابت خاں کو سپہ سالار اعظم قرار دیا۔ تو خانِ جہاں جو سپہ سالار بھی تھا اور دربار میں بڑی قدر اور قوت کا مالک تھا۔ شاہجہان کے خلاف ہو گیا۔ وہ دریا خاں کی انگیخت پر بغاوت پر آمادہ ہو گیا۔ حیدر آباد دکن سے اٹھا اور شاہی فوجوں کے خلاف کئی بار لڑائی ہوئی۔ شاہجہان نے اسے معاف بھی کر دیا۔ دوبارہ دربار میں قدر و منزلت دی۔ مگر خانِ جہان ۱۰ صفر ۱۰۳۹ھ کو دربار سے نکلا اور روہیلوں کے علاقہ میں جا پہنچا۔ وہ مالوہ میں پہنچا تو شاہی لشکر کے کمانڈروں عبداللہ خاں اور مظفر خاں نے بار ہا تعاقب کیا۔ خان جہاں نے پچاس شاہی ہاتھی پکڑ کر بندیل کے راجہ کی سلطنت میں داخل ہو گیا۔ جھجھو سنگھ کے بیٹے جگ راج بکرماجیت نے خانِ جہاں کا مقابلہ کیا۔ اور ۱۷ جمادی الثانی ۱۰۴۰ھ میں خانِ جہاں کے لشکر کے آخری دستوں پر حملہ کر کے دریا خاں اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ یہ دونوں خانِ جہاں کے بہترین سپہ سالار تھے۔

(ماخوذ از آئین اکبری ترجمہ انگریزی بلوشمان صفحہ ۵۶۸)

حضرت مجدّد الف ثانی کی خدمت میں اکابر عُلماء مشائخ خراسان و بدخشاں کی حاضری

مُلّا بدرالدین اور خواجہ ہاشم اپنی مشہور تالیفات میں روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض مخلص احباب نے حضرت کے مکتوبات کی پہلی جلد بدخشاں، خراسان اور ماوراء النہر پہنچائی۔ پہلے دفتر میں دوسرے دفتروں کے مقابلہ میں ابتدائی حالات درج تھے۔ لیکن پھر بھی آنجناب کا کلام بمقابلہ دیگر مشائخ امت بدرجہا اعلیٰ وافضل تھا۔ ؎

آسمان نسبت بہ عرش آمد فرود
ورنہ بس عالیست پیشِ خاک تو

اس وقت وہاں کے علما ومشائخ اپنے وقت کے ممتاز اہلِ کمال تھے۔ اور ابھی تک حضرت مجدّد الف ثانی کے مرید نہ ہوئے تھے۔ جب انہوں نے مکتوبات کی پہلی جلد کا مطالعہ کیا تو خوشی سے جھوم اُٹھے۔ ہدیۂ تحسین پیش کرنے کے بعد بے پناہ دعا وثنا کی۔ اور معتقد اور مرید ہوگئے۔ اور کہنے لگے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کہ ہندوستان کے مُلک میں اس قسم کا بزرگ جو مشائخ امت کا امام ہے۔ ظاہر ہوا ہے۔ اور منصفانہ یہ مصرعہ پڑھا۔

؎ بتاریکی دراں آبِ حیات است

اکابر مشائخ ایران کے خطوط

اس ملک کے مشائخ اکابر مثلاً ارشاد و سیادت پناہ میرکشاہ۔ شیخ المشائخ کبروی میر محمد۔ مومن بلخی۔ اور علمائے جید مثلاً مولانا ربانی حسن قبادانی اور اقضی القضاۃ مولانا تولک نے ایک نیک مرد کے ہاتھ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں نیاز مندانہ خطوط بھیجے۔ اس نیک مرد نے وہ خطوط اجمیر میں حضرت مجدد کی خدمت میں پیش کئے۔ اور ان بزرگوں کی طرف سے وفور محبت و عقیدت کا اظہار کیا ان بزرگوں نے عرض کر بھیجا تھا۔ کہ اگر بعض امور۔ کبر سنی۔ ضعف بدنی اور بُعد مسافت مانع نہ ہوتے۔ تو ہم آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر باقی عمر جناب کے در دولت پر ہی بسر کرتے اور ان انوار و حالات سے جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا۔ اقتباس کرتے۔

چونکہ مذکورہ بالا رکاوٹیں سدِ راہ ہیں۔ اس لئے التماس یہ ہے کہ ہم نیاز مندوں کو اپنے مخلص مریدوں میں شمار کر کے غائبانہ کرم نوازیوں سے اِن نیاز مندوں کے احوال پر توجہ فرمائیں۔ گو ہم لوگ بظاہر مہجور ہیں۔ لیکن بباطن حضور ہیں۔ اس نیک مرد نے زبانی عرض کی کہ مجھے ان بزرگوں نے اس مقصد کے لئے بھیجا ہے۔ کہ ان کے لئے جناب سے ان کی عقیدت و ارادت کا اظہار کروں۔ چنانچہ وہ ہر ایک کی طرف سے آنجناب کی خدمت میں مرید ہوا۔ رخصت ہوتے وقت التماس کی۔ کہ وہاں کے بزرگوں نے آنجناب کے بلند معارف سن کر مکتوبات کے دوسرے دفتروں کے بارے میں التماس کی ہے کہ اگر کوئی مکتوب مشتمل بر حقائق عالی ارسال فرمائیں۔ تو عین عنایت ہوگی۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دستِ مبارک سے چند دعائیہ کلمات تحریر فرمائے اور مکتوبات کی تیسری جلد کی ایک جزو اس نیک مرد کو عنایت فرمائی۔

اس ملک کے بعض بزرگ جو بعد میں ہندوستان آئے وہ کہتے تھے کہ جس وقت

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معارف وہاں پہنچے۔ ہم سید قدوۃ العرفا شیخ المشائخ وعلماء میر مومن وغیرہ مشائخ اور علما کی خدمت میں تھے۔ ان کے مطالعہ سے حضرت میر اور دوسرے مشائخ اور علماء ذوق وخوشی میں آکر رقص کرنے لگے۔ اور فرمایا کہ اس مرد بزرگ کی قدر آج کے لوگوں کو کیا ہے۔ اگر سلطان العارفین بایزید بسطامی اور سید الطائفہ جنید بغدادی وغیرہ اس وقت ہوتے تو آنجناب کی غلامی اختیار کرتے۔ اور جان ومال سے مرید ہو جاتے۔

سید میر کشاہ سمرقندی علیہ الرحمۃ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ ایک رات میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدسی آیات مکتوبات کا مطالعہ کر رہا تھا۔ جب میں اس مکتوب پر پہنچا جو آنجناب نے ان اولیاء کے بارے میں لکھا ہے جو اس ہزار سال میں ہوئے اور توحید وجودی کے قائل تھے۔ آنجناب ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان بیچاروں کو اصل حقیقت کیونکر معلوم ہو۔ کیونکہ یہ تاریکی کے بھنور سے نکل کر ساحل پر پہنچے ہی نہیں۔ یہ مطالعہ کر کے حسب ذیل شعر خود بخود دل سے زبان پر آئے۔ ؎

مجدد شیخ ما سرشار عرفاں	کہ سلطانِ ہزاراں بایزیداست
مریدانِ مریدانِ مریداں	جنید و شبلی و شیخ فریداست
خمیر طینتش ذاتی کہ از چیست	باد از سید عالم رسیداست
کمینہ صوفیائے چرخ نیلی	کہ حق دل آفتابش آفریداست

آستانہ مجدد کی طرف راہنمائی

اسی سال ایک خدا طلب حق پرست بزرگ جس نے بہت سے بزرگوں کی زیارت کی تھی اور ان سے فوائد حاصل کئے تھے۔ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر

ہو کر مرید ہوا۔ اس کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ جیسے وہ خود بتاتا ہے۔ کہ میں اکبر آباد میں تھا کہ چند عورتوں نے کہا کہ فتح پور سیکری میں ایک ایسا درویش آیا ہے۔ جو کبھی غائب ہو جاتا ہے اور کبھی نمودار۔ اب مدت بعد ظاہر ہوا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ چلو اس بزرگ کی خدمت میں چل کر طلب حق کریں۔ چند اور اہل مروت عورتیں بھی میرے ساتھ ہو لیں۔ ہم شام کے وقت اس باغ میں پہنچے۔ جہاں وہ بزرگ رہتے تھے۔ میں نے عورتوں کو کہا کہ تم جوان ہو۔ ایسا نہ ہو تم سے کوئی بے ادبی ہو جائے جس سے بجائے فائدے کے نقصان ہو۔ جب ہم وہاں گئے تو دیکھا کہ وہ سیاہ لباس پہنے بیٹھا ہے۔ اور دو تین خادم ہمراہ ہیں۔ ہم سلام کر کے دُور بیٹھ گئے۔ اور میں ان عورتوں سے بھی فاصلے پر ہو بیٹھا تاکہ اگر وہ ہنسیں بھی تو فقیر مجھ پہ اعتراض نہ کر سکے۔ ایک گھڑی گذرنے نہ پائی تھی۔ کہ ان عورتوں نے آپس میں اس کے سیاہ لباس کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے دُور سے ہی سخت ناراض ہو کر کہا۔ کہ فقیروں سے ہنسی مخول ٹھیک نہیں۔ وہ حیران رہ گئیں۔ کہ تاریک رات میں دور بیٹھے ہوئے کیسے جان لیا۔ سوائے اس کے اور کچھ معلوم نہیں ہوا۔ کہ اس نے بذریعہ کشف معلوم کیا ہے۔ ڈر سے نیم جان سی ہو گئیں۔ درویش کا غصہ تھا۔ تو میں نے خدا طلبی کا اظہار کیا۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ اس وقت حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطب وقت قیوم زماں اور تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ جب تو ان کی خدمت میں حاضر ہو کر سمندر سے سیراب نہ ہوا۔ تو چھوٹی ندیوں سے کیونکر ہوگا میں نے دیدہ و دانستہ کہا۔ کہ بے شک وہ بزرگ ہیں۔ میں نے بڑی تعریف سُنی ہے۔ اور زیارت کا ارادہ بھی ہے لیکن ابھی تک حاضر خدمت نہیں ہو سکا۔ اس نے کہا کیوں جھوٹ بولتے ہو۔ فلاں مقام فلاں دن دوپہر کے وقت حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور یہ یہ باتیں ہوئیں۔ جو کچھ ہم میں گفتگو ہوئی تھی۔ اس نے لفظ بہ لفظ دہرائی۔ حالانکہ جس وقت مجھ میں اور حضرت مجدد الف ثانی کے درمیان گفتگو ہوئی تھی۔ اس وقت کوئی

شخص تیسرا پاس نہ تھا۔ اس واسطے مَیں نے اقرار کیا۔ کہ ہاں مَیں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہُوا تھا۔ اس بزرگ نے کہا۔ مَیں نے اس اولیاء کے سردار کی زیارت کی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک دفعہ اور کروں گا۔ جو شخص اعتقاد سے آنجناب کی زیارت کرتا ہے اس پر دوزخ کی آگ حرام ہوجاتی ہے۔ تم بھی آنجناب کی خدمت میں جاؤ۔ جو تمہارا مدعا ہے حاصل ہوجائے گا۔ جو عورتیں اس بزرگ کے ساتھ تھیں انہوں نے بھی ماجرا اسی طرح لفظ بہ لفظ سنایا۔ بعد ازاں وہ شخص صدق اعتقاد سے آنجناب کا مرید ہوا۔

حضرت مجدد الف ثانی حضرت محمد معصوم قیوم ثانی کو خلافت عطا فرماتے ہیں

قیومیت کے بائیسویں سال حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے فرزندوں کے فراق میں جو کہ سرہند میں تھے۔ بارہا مضطرب ہو کر انہیں یاد فرماتے۔ چنانچہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں آنجناب کی خدمت میں تھا۔ مَیں نے بارہا اس بات کا مشاہدہ کیا۔ کہ جب کبھی کوئی اعلیٰ درجے کی نعمت یا معرفت جناب کو حاصل ہوتی۔ تو بڑے شوق سے اپنے ان دونوں فرزندوں کو یاد فرماتے انہیں دنوں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسب ذیل کلمات جو میرے قول کی تائید کرتے ہیں۔ اپنے فرزندوں کی طرف لکھے۔

مکتوب: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ۔

میرے پیارے بیٹو! بے شک تم بھی ہماری صحبت کے مشتاق اور خواہاں ہوں گے لیکن ادھر سے مَیں بھی تمہارے دیکھنے کا دِلی طور پر آرزومند ہوں۔ لیکن کیا کروں انسان کی ساری آرزوئیں کبھی پوری نہیں ہوتیں۔ مَیں اس شاہی لشکر میں بے اختیار ہوں۔ یہاں پر ایک گھڑی رہنے کو اس جگہ پر کی کئی گھڑی ٹھہرنے پر ترجیح دیتا ہوں۔ کیوں کہ جو کچھ یہاں میسر ہے معلوم نہیں کہ کسی اور جگہ کچھ ہو۔ اس مقام کے علوم معارف ہی جدا ہیں اور یہاں کے مواجید و مقامات کا مجموعہ نرالا ہے۔ جہانگیر بادشاہ مجھے کہیں جانے سے منع کرتا ہے۔ حالانکہ مَیں اسے اپنے مولا کی رضامندی اور عنایت کا دریچہ خیال کرتا ہوں اور اس قید کو دونوں جہان کی خوش قسمتی جانتا ہوں۔ خصوصاً ان پراگندگی کے دنوں میں کاروبار کچھ عجیب ہی ہے۔ الہ ان تفرقہ کے دِنوں میں عجیب و غریب القا اور اشائے دن بدن تازہ اور عجیب نعمتیں حاصل ہوتی ہیں[1] اس وقت فرزندوں کا خیال آ

۱؎ گوالیار کے قلعہ سے رہائی کے بعد جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانی کو اس خاص لشکرگاہ میں رکھا۔ سیاسی مبصرین کا خیال ہے کہ اس طرح جہانگیر آپ کی نگرانی کر رہا تھا اسے ڈر تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی عوام میں رابطے کی مہم چلا کر مغلیہ سلطنت کے خلاف انقلاب برپا کر دیں گے۔ مگر حضرت مجدد نے اپنے بیٹوں کو بتایا کہ اگرچہ میرا لشکر گاہ میں رہنا۔ اور جہانگیر کے دربار کے قریب ہونا ظاہراً پابندی اور بے اختیاری ہے۔ مگر حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے انعامات اور اشارات کی بے پناہ روحانی نعمتیں مجھے یہاں رہ کر ہی میسر آرہی ہیں۔ دوسرے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قیام امراء دربار اور حکومتی کاروبار میں ایک موثر نظر پر رکھنے کا ذریعہ بن گیا۔ آپ نے اسی قیام میں دربار کی اصلاح۔ امراء سے تعلق۔ سپہ سالاروں سے دوستی، اور بگڑے ہوئے با اثر افراد کی تربیت میں جو کردار ادا کیا اس کے نتائج مستقبل میں بے پناہ مفید برآمد ہوئے۔

(مرتب)

جاتا ہے اور ان کے نہ پانے سے جگر کباب ہو جاتا ہے۔ میرا شوق تمہارے شوق کی نسبت زیادہ ہے کیوں کہ امر مسلّمہ ہے کہ جس قدر باپ کو بیٹے سے محبت ہوتی ہے اتنی بیٹے کو باپ سے نہیں ہوتی۔ گو اصل اور فروع کے لحاظ سے معاملہ برعکس ہے۔ کیونکہ جڑ کو شاخوں کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن شاخوں کو جڑ کی ضرورت ہوتی ہے لیکن مشیت ایزدی اسی بات کی مقتضی ہے اور شوق اگر بدرجہ غایت ہو جائے تو اصل کو بھی کھینچ لیتا ہے۔ واقعی

؎ در خانہ بکدخدائی ماند ہمہ چیز

والسلام

منصب قیومیت کی تفویض

پھر اسی سال آنجناب نے اپنے دونوں فرزندوں حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت محمد سعید خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف حسب ذیل مکتوب لکھا۔

"دل ہمیشہ تمہارے احوال کی طرف متوجہ اور تمہارے کمال کا خواہاں رہتا ہے کل صبح کی نماز کے بعد میں خاموش بیٹھا تھا۔ کہ ظاہر ہوا۔ کہ یہ خلعت (قیومیت) جو میں پہنے ہوئے ہوں مجھ سے جدا ہو گئی ہے ایک دوسری خلعت مجھے عطا ہوئی ہے۔ دل میں خیال آیا۔ کہ دیکھئے یہ خلعت زائد کسی کو ملتی ہے یا نہیں میری دلی آرزو تھی کہ یہ خلعت زائد میرے فرزند ارجمند محمد معصوم کو ملے۔ ایک لمحہ بعد میں نے دیکھا کہ واقعی یہ میرے فرزند کو مرحمت ہوئی۔ اور وہ ساری کی ساری خلعت اسے پہنائی گئی۔ اس خلعت زائد سے مراد منصب قیومیت ہے۔ جو بلحاظ تربیت اور تکمیل تمام جہان سے متعلق ہے اور اسی کی وجہ سے میں اس عرصہ مجتمع سے مربوط رہا۔ اور جب یہ خلعت جدید کا معاملہ

اخیر کو پہنچ جائیگا۔ تو یہ اتر جانے کی مستحق ہو جائے گی۔ جو بعد میں اللہ تعالٰے اپنے فضل و کرم سے میرے دوسرے پیارے فرزند محمد سعید کو عطا فرمائیگا میں نے اس بارے میں التجا کی ہے جو منظور ہو گئی ہے۔ میں دونوں فرزندوں کو اس منصب کے قابل پا کر انہیں آمادہ کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائیں۔ لکھا ہے۔

قولہٗ تعالیٰ اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُکۡرًا ؕ وَ قَلِیۡلٌ مِّنۡ عِبَادِیَ الشَّکُوۡرُ ۝ اے آل داؤد شکر کرو۔ حال یہ ہے۔ کہ میرے بندوں میں سے شکر کرنے والے بہت کم ہیں ؛ پ ۲۲ ع ۸

اس مکتوب کے پہنچتے ہی دونوں مخدوم زادے حضرت قیوم اوّل کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوئے۔ شرف زیارت سے مشرف ہونے کے چند روز بعد دونوں صاحبزادوں کو خلوت میں بلا کر فرمایا۔ کہ اب مجھے اس جہان سے کسی قسم کی دلبستگی اور دلچسپی نہیں رہی۔ اور یہ منصب قیومیت محمد معصوم کو عطا ہوا ہے۔ اب مجھے اس جہان میں جانا چاہیئے۔ اب چلنے کی علامتیں بھی ظاہر ہو رہی ہیں۔ چنانچہ حضرت قیوم ثانی معصوم نعمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں اس مجلس کا حال یوں تحریر فرمایا ہے :-

"جس وقت حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بندہ کو خلعت قیومیّت سے سرفراز فرمایا۔ اس وقت حضرت مجدّد اور ہم دونوں بھائی موجود تھے۔ حضرت مجدّد نے فرمایا کہ اس مجمع گاہ سے میل جول کا باعث قیومیت تھی۔ جو تجھے عطا ہوئی ہے۔ اب سے تمام خط و کتابت دینی و دنیاوی معاملہ میں تمہیں سے ہو گی۔ اس لئے اب اس جہان میں میرے رہنے کی کوئی ضرورت مجھے معلوم نہیں ہوتی۔ جب میں نے آنجناب کی

زبان مبارک سے آپ کے اس جہان سے وادیٔ قرب میں کوچ کر جانے کی بابت سُنا۔ تو گو مجھے آنجناب نے قیومیت کی خوشخبری دی تھی لیکن وہ خوشی فوراً زائل ہو گئی۔ جگر پھٹنے لگا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور مارے غم کے زبان بند ہو گئی۔ سننے کی طاقت زائل ہو گئی۔ جب حضرت نے میری طبیعت میں یکایک تبدیلی دیکھی تو از راہِ لطف و کرم فرمایا کہ غم مت کرو اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہی یوں ہے کہ ایک کو اپنے پاس بلاتا ہے تو دوسرے کو اس کی جگہ قائم مقام کرتا ہے۔

جب جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا وصال ہوا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانشین ہوئے۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ۔ چونکہ بندہ اپنے آپ میں اس کام کی قابلیت نہیں پاتا تھا۔ اور علاوہ بریں رنج و غم کا بڑا سخت اثر ہوا تھا۔ اس واسطے کچھ بول نہ سکا۔ اور جو جو باتیں آنجناب سے پوچھنی تھیں۔ اس وقت ان میں سے ایک بھی نہ پوچھ سکا۔ واقعی کسی نے ٹھیک کہا ہے۔ ؎

وحشی گذشتہ پا کہ نہ کردہ حکایتے
اے خانماں خراب زبانِ تو بستہ بود

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ تیری قیومیت پر میری قیومیت کی نسبت زیادہ راضی اور خوش ہیں۔ جب آنجناب نے دیکھا کہ میرا رنج و الم بدرجہ غایت ہے تو فرمایا ابھی میرے کوچ میں کچھ عرصہ ہے۔ لیکن دیکھتا ہوں کہ تعلق کیا ہے۔ ایک لمحہ کی توجہ کے بعد فرمایا کہ بات یہ ہے کہ

بات یہ ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں تمہارا قیام مجھ سے ہے اور افرادِ عالم کا قیام تم سے۔ اس سے میرے غمزدہ دل کو گونہ تسلی ہوئی۔

طینتِ پیغمبری قیومیت کی شرط ہے

اس واقعہ کے ایک سال بعد ماہ اور چند روز بعد آنجناب کا وصال ہوا۔ کیونکہ یہ معاملہ ماہ ذالحجہ ۱۰۳۲ھ کے پہلے عشرے کا ہے۔ اور آنجناب کا وصال ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ کو ہوا۔ یہ منصب قیومیت کی تعریف اس سے پہلے لکھی گئی ہے۔ یہاں پہ اس کے بیان کی چنداں ضرورت نہیں۔ قیومیت کے لئے ضروری شرط طینتِ پیغمبری ہے یعنی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طینتِ محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوشخبری بھی عنایت فرمائی۔ یہ منصب حضرت مجدد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے کسی ولی کو نصیب نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ یہ شرط ہو چکی تھی کہ قیوم ہزار سال بعد ہوگا۔ یہ شرط اولوالعزم پیغمبر کی ہے۔ اس کے قیام کے بعد پھر اسی قیومیت پہ اور انبیاء اور رسول آئے۔ چونکہ آپ جناب سرورِ کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے تابع تھے۔ اس واسطے انہیں یہ مقام نصیب ہوا۔ دوسرے یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسا کام درپیش تھا جو جناب پیغمبرِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خاطر خلوت کے متعلق تھا۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب بیان ہوگا۔ اس واسطے آنجناب نے یہ منصب اپنے فرزند کو عنایت فرمایا۔

چار خلفائے راشد اور چار قیوم

ایک اور وجہ یہ ہے کہ چونکہ قیامت نزدیک ہے۔ اس لئے جو چیز بوسیدہ ہو جاتی ہے اسے زیادہ مضبوط کرتے ہیں۔ اس واسطے دینِ متین کو مضبوط کرنے کے لئے پے درپے چار قیوم آئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تسلی کے لئے خلفائے راشدین کے اسماء نقل فرمائے۔ اس سے مراد یہ تھی کہ پے درپے چار قیوم ہوں گے۔

جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد پے در پے چار خلیفہ ہوئے۔

ذاتی محبوبیت کی عطاء

مختصر یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلعت قیومیت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنائی۔ اور محبوبیت ذاتی بھی جو طینت محمدی پر موقوف ہے عنایت فرمائی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ یہ محبوبیت ذاتی جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ان کے فرزندوں کے کسی ولی کو عنایت نہیں فرمائی۔

قیوم ثانی کے لئے تمام خلفاء مجددیہ کو بیعت کا حکم

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ معصوم زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے حضور میں خود مسند ارشاد پر بٹھایا اور تمام خلیفوں اور مریدوں کو حکم دیا کہ ان سے بیعت کریں۔ سب نے حسب الارشاد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی۔ خانقاہ کے تمام معاملات آپ کے سپرد کئے گئے اور خلیفے اور مرید بھی ان کے حوالے کئے گئے۔ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تمام خاص وعام احباب کو حکم دیا کہ قیوم ثانی کے حلقہ میں بیٹھا کریں۔ جو شخص حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں مرید ہونے کے واسطے آتا۔ آپ اسے قیوم ثانی کی خدمت میں بھیج دیتے۔ خود مرید نہ کرتے۔

سرہند میں آخری ایام خلوت میں گذارے

جب سرہند شریف میں آئے تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلوت مطلق اختیار فرمائی۔ سالکوں کو توجہ دینا۔ خلقت کا ارشاد کرنا۔ خانقاہ کی امامت کرنا۔ سب کچھ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بذات خود سرانجام فرمایا کرتے آپ صرف جمعہ کے روز خانقاہ میں تشریف لایا کرتے تا کہ لوگ آنجناب رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوں۔ باقی دنوں میں کسی کو مجال نہ تھی کہ خلوت میں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو۔ صرف فرزندوں کو اجازت تھی۔ باقی تمام مرید اور خلفاء حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ اور جو سلوک حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کیا کرتے تھے۔ وہ اب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بجا لاتے۔

حضرت مجدّد الف ثانی کی جہانگیر کے لشکر سے سرہند میں آمد

اس وقت حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف باسٹھ سال ہو گئی تو تو لوگوں کو فرمایا کہ محسوس ہوتا ہے کہ میری عمر سنّت نبوی صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مطابق ترسیٹھ سال تک ہو گی۔ اس حساب سے میری زندگی کا ایک سال اور باقی ہے۔ اس واسطے آنجناب اس بات کی کوشش کرتے تھے۔ کہ بادشاہ سے رخصت ہو کر سرہند تشریف لے جائیں۔ وہاں ہی رہیں۔ اتفاقاً ایک روز حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کے روضہ مبارک کی زیارت کے لیے اجمیر گئے۔ تو دیر تک مرقد مبارک کے سامنے مراقبہ کئے بیٹھے رہے۔ جب وہاں سے اٹھے تو فرمایا کہ خواجہ صاحب نے حق مہمانی ادا کر دیا۔ اور طرح طرح کی ضیافتیں کیں۔ اور بہت سی اسرار کی باتوں پر گفتگو فرمائی۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کا تحفہ

چنانچہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مجھے فرمایا کہ اس لشکرگاہ سے جانے کے لیئے اتنا اصرار نہ کریں۔ اسے اللہ تعالیٰ کی رضامندی پہ چھوڑ دیں۔ جب وہ چاہے گا۔ خود ہی یہاں سے رخصت مل جائے گی۔ اتنے میں اس مزار کے خادموں نے حضرت معین الدین چشتی قدس سرہٗ کا متبرک غلاف" جو ہر سال نیا چڑھایا جاتا تھا۔ اور پرانا بادشاہوں کو دیا جاتا تھا۔ جسے وہ جواہرات کی طرح صندوقوں میں رکھتے تھے۔" حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور عرض کی کہ آپ سے بڑھ کر اس کے قابل اور کون ہوگا آنجناب رضی اللہ عنہ نے قبول کیا اور اسے اپنے خادم کے سپرد کرکے آہ سرد بھری اور فرمایا۔ چونکہ اس سے اچھا کوئی لباس بارگاہ میں نہ تھا۔ اس واسطے مجھے عنایت فرمایا۔ اور فرمایا کہ اسے ہمارے کفن کے لیئے سنبھال کر رکھنا۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ انہیں دنوں ایک رات میں تہجد کے وقت میں آنجناب کے حجرہ خاص کے نزدیک آکر کھڑا ہوگیا۔ تو مجھے اندر سے رونے کی ایک دردناک آواز سنائی دی۔ جب حجرہ کے سوراخ پر کان رکھ کر سنا۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی رقت سے حسب ذیل شعر پڑھ رہے ہیں اور رو رہے ہیں۔ ؎

بادر از زندگی جا ہے شد سیراز غمت
چہ خوش بُودے کہ عمر جاودانی یافتے

دربار جہانگیری سے حضرت مجدد کی سرہند میں آمد

آخر بڑی کوشش کے ساتھ بادشاہ سے رخصت لی۔ بادشاہ نے آپ کے اصرار پر آپ کو وطن جانے کی رخصت دی۔ جب اس سفر سے دارالارشاد سرہند میں تشریف لائے۔ تو وہاں کے رہنے والوں نے آنجناب رضی اللہ عنہ کا استقبال

کیا اور مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتے تھے۔

دیوارِ درش سجود کردند
شکرانۂ این ورود کردند

اس سرزمین کے رہنے والے "العود احمد" ہی پکارتے تھے۔ آپ نے اپنے درِ دولت کے قریب ایک عمدہ جگہ اپنی خلوت کے لئے اختیار فرمائی۔ جس سے سوائے جمعہ کی نماز کے باہر تشریف نہ لاتے۔ اس خلوت میں سوائے فرزندوں اور دو تین مخصوص خادموں کے اور کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ شیخ کریم الدین حسن ابدالی اور خواجہ ہاشم کو بھی خدمت کے لئے اس خلوت میں جانے کی اجازت تھی۔ باقی ہنگامہ ارشاد خلق مرید کرنا۔ سالکوں کو توجہ دینا۔ خانقاہ کی امامت کرنا حضرت عروۃ الوثقیٰ معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد تھا۔ آنجناب نے اپنے تمام مریدوں کو حکم دے دیا کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کریں۔ اور انہیں کے حلقہ میں بیٹھا کریں۔ چونکہ بعض کمالات ان سے باقی رہ گئے۔ اس واسطے آنجناب نے فرمایا کہ محمد سعید! تم امامت کیا کرو۔ تاکہ میں تمہیں کمالات الٰہی کے انتہائی مقام پر پہنچا دوں۔ خلوت کے شروع میں ٹھنڈا سانس بھر کر فرمایا کہ جب بوعلی وقاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مشرب بہت عالی ہوگیا۔ تو اس کی مجلس کو خلقت سے خالی کر دیا گیا۔

مشربِ عالی تک رسائی

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ آخری عمر میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشرب اس قدر عالی ہوگیا تھا۔ کہ آنجناب کے بڑے سے بڑے اور کامل سے کامل خلفاء اور اصحاب بھی نو وارد طالبانِ الٰہی سے مل گئے تھے۔ ان دنوں جو بعض دوستوں کی طرف مکتوب لکھتے تو اُن میں دنیا سے بیزاری کا ذکر ہوتا۔ اور

بعض مکتوبات میں تو صریحاً تحریر فرماتے کہ اب عمر آخر ہونے پر آئی۔ دیکھئے کیا پیش آئے۔

خواجہ ہاشم کشمی کی دکن کو روانگی

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ ملک دکن میں آج کل سلطنت کے امور میں سخت بدنظمی ہے۔ اگر اجازت ہو تو میں اپنے بال بچوں کو لے آؤں۔ آنجناب نے چار و ناچار اجازت عنایت فرمائی۔ پھر میں نے عرض کی۔ کہ جناب دعا فرمائیں تاکہ پھر آستان بوسی جلدی نصیب ہو۔ فرمایا ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ آخرت میں اکٹھے ہوں گے۔ تب سے خواجہ ہاشم کو اس دنیا میں آنجناب کی زیارت نہ ہوئی۔ کیونکہ خواجہ صاحب کے رخصت لینے کے سات مہینے بعد آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا۔

زندگی کی آخری راتیں

ماہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کو رات کے وقت حضرت امام معصوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے دعائے مستغیث اور اس رات کی برکت کے لئے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے التجا کی۔ اچانک زبان مبارک سے نکلا کہ آج کی رات اجل و امید کی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ کس کا نام دفتر ہستی سے مٹایا گیا ہے۔ اور کس کا قائم رکھا گیا ہے۔ جب آپ نے سن تو فرمایا کہ تم تو شک و شبہ میں یہ بات کہتی ہو۔ اس شخص کی کیا حالت ہو گی جو بچشم خود دیکھتا ہو کہ اس کا نام صفحہ ہستی سے مٹایا گیا ہے۔ اور ٹھنڈی سانس لی۔ بعض مخصوص محرموں اور متعلقین نے التماس کی کہ آنجناب کے خلوت اختیار کرنے کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا کہ اب اس جہان سے کوچ کر جانے میں بہت تھوڑا عرصہ رہ گیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ سب سے قطع تعلق کر کے تنہائی اختیار کروں۔ اور استغفار میں مشغول ہو جاؤں اور یہ کہ ہر ایک دم ظاہری اور باطنی عبادت میں صرف کرنا از بس ضروری اور لازمی ہے۔ اور یہ بات عام مجمع میں نصیب نہیں ہو سکتی۔ پس تم مجھ سے دست بردار ہو جاؤ۔ اور

مجھے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو ۔ لیکن دراصل خلوت اختیار کرنے کی وجہ یہ تھی کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملاحت و صباحت کو ملانا تھا۔ صباحت کا یہ مطلب ہے کہ انسان خوش شکل ہو۔ یعنی آنکھ ، ابرو ، ہونٹ ۔ ناک وغیرہ عمدہ ہوں ۔ باقی اعضا متناسب اور پسندیدہ ہوں ۔ رنگ سرخی لئے سفید ہو ۔ اور ملاحت یہ ہے کہ مذکورہ بالاصفات نہ ہوں ۔ بلکہ کوئی ایسی چیز ہو جو بے اختیار دلوں کو اپنی طرف مائل و گرویدہ بنا سے یہ ظاہر ہے کہ بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں کہ گو کیسے ہی خوش شکل لیکن وہ دلکش و دلربا نہیں ہوتے ۔ بہت سے ایسے ہیں کہ خوش شکل نہیں ہوتے لیکن دلربا ہوتے ہیں ۔ پس صباحت سے ملاحت بدرجہا بہتر ہے لیکن اگر دونوں مل جائیں تو نورٌ علیٰ نور ہیں ۔ ؎

ازاں افیون کہ ساقی در مے افگند
حریفاں را نہ سر ماند و نہ دستار

ملاحت کو حضرت خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی محبوبیّت سے مناسبت ہے ۔ اور صباحت کو خلّت ابراہیمی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ۔

چنانچہ حدیث شریف ہے ۔" انا املح و اخی یوسف اصبح ۔" میں سب سے ملیح ہوں اور میرے بھائی یوسف علیہ السلام صبیح ہیں ۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی صباحت کا مظہر حضرت یوسف علیہ السلام ہیں ۔ حضرت خاتم النبیینّ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے اس صباحت کو طلب فرمایا ہے ۔

درود ابراہیمی کی اہمیت

امت کے لئے حکم کیا گیا ہے کہ نماز میں درود کے وقت کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ پڑھیں ۔ اور یہ بات خلوت پر موقوف تھی ۔ جناب پیغمبر خدا صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو ہزار سال تک خلوت میسر نہ ہوئی ۔ اور وصال کے بعد بھی امت کی رہنمائی اور انتظام و

انصرام میں مصروف رہے۔ کیونکہ ہر ایک اُلوالعزم قیومیت کی خاطر ہزار سال روبخلق رہتا ہے۔ ہزار سال بعد جب حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ تو جناب سرورِ کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے منصب قیومیت اور مخلوق کے متعلقہ باقی خدمات مثلاً شفاعت، رحمت وغیرہ سب آنجناب کو عنایت فرمائیں۔ اور اس طرح آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو خلوت خاص میں قیام فرما ہوئے۔ اور یہ مقام جو خلوت پر موقوف تھا اختیار فرمایا۔ علاوہ بریں بعض کمالات الٰہی اسم آخر کے متعلق تھے۔ ان کمالات میں جناب سیّد عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی روح مبارک سیر کرتی تھی۔ وہ سیر ہزار سال کے عرصہ میں ختم ہوئی۔

کمالاتِ محمّدی کا ظہور

نیز یہ ضروری تھا کہ امتِ محمدی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم میں کوئی ایسا شخص ہو جس پر ان تمام کمالات کا ظہور ہو۔ سو حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ان کمالات کو ختم کیا۔ اور حضرت رسالت پناہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام کمالات الٰہی کا مظہر اتم بنایا۔ صفات کا اجمال جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے متعلق ہے۔ اور ان صفات کی تفصیل حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے مناسبت رکھتی ہے۔ ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے تفصیل اجمال طلب فرمائی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی حقیقت تفصیل سے اوپر ہے جس سے نیچے آنا معلوم۔ پس امت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں سے کوئی ایسا شخص ہونا چاہیئے تھا۔ جو حقیقت اور تحت تفصیل ہو۔ تا کہ تفصیل کے کمالات اس پر ختم کیے جائیں۔ اور ان کمالات کو تحت سے فوق تک پہنچائے۔ پس حضرت خاتم الرسل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعد سے لے کر ہزار سال تک کمالات تفصیل جو اسم آخر کے مناسب تھے۔ ظاہر ہونے لگے۔ اور وہ ہزار سال بعد حضرت قیوم اول مجدّد الف

ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اللہ تعالیٰ نے پورے کئے۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کمالات کو جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ جنہوں نے دنیا و آخرت کے تمام مقدمات مثلاً "قیومیت، شفاعت رحمت وغیرہ سب کچھ آپ کے سپرد کیا۔ اور حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خدمت اپنے فرزندوں کے سپرد کی۔ اور خود جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت خاص سے مشرف ہوئے۔ اور یہی وجہ تھی کہ جناب نے خلوت اختیار کی۔

کشف الحقائق مقامات قیومیت میں ملاحت وصباحت کی آمیزش اور تمام سوال و جواب مفصل درج ہیں۔ اس مقام پر مفصل درج کرنے کی گنجائش نہیں۔

صاحبزادہ سعید کو خاص خوشخبری

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعید عصر اور خلیل دہر کو خوشخبری دی کہ قیامت کے دن جو شخص بہشت میں داخل ہوگا۔ اس کے نامۂ اعمال پر تمہاری مہر ہوگی جب تک تمہاری مہر نہ ہوگی بہشت میں داخل نہ ہو سکے گا۔ اسی واسطے آنجناب کا خطاب خازن الرحمۃ رکھا گیا اور باقی تمام خدمات مثلاً " قیومیت، گنہگاروں کو دوزخ کی آگ سے بچانا۔ پلصراط پر سے آسانی کے ساتھ گزارنا۔ حساب میزان وغیرہ سب حضرت امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیں چنانچہ آپ کو عروۃ الوثقیٰ کا خطاب دیا گیا۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خازن الرحمۃ کو وہ خلعت پہنچائی جو کہ آپ نے قیومیت کے بعد پہنی تھی۔ اور ساتھ ہی خوشخبری دی کہ تمام کمالات الٰہی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مجھے مرحمت فرمائے۔ ان سب کے انتہائی مقام پر میں نے محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچا دیا۔ اور پوری قوت دے دی۔ اور عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام کمالات الٰہی بالاصالت عنایت فرمائے۔ اور اصالت طینت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے۔

حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانیؓ کی چند کرامات

حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مبارک اس سے بہت اعلیٰ وارفع ہے کہ آنجناب کی کرامات اور خوارق عادات بیان کرکے جناب کا وصف بیان کیا جائے۔ لیکن چونکہ مورخوں کی عادت ہے کہ اولیاء اور انبیاء کے احوال میں ایک علیحدہ فصل میں ان کے معجزات اور کرامات بیان کرتے ہیں۔ اس واسطے میں بھی آنجناب کی چند ایک کرامات اور خوارق عادات جو آنجناب کے معتبر تابعین سے سنیں اس کتاب میں لکھتا ہوں۔ حقیقت میں کرامت تو یہی ہے کہ مرید کو ایک حالت سے دوسری حالت میں لے جائیں۔ اور ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچا دیں۔ سو اس قسم کی ہزارہا کرامتیں آنجناب کے سلسلہ کے مریدوں اور خلیفوں سے۔ اب تک ظاہر ہوچکی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک ان کا ظہور اسی طرح ہوتا رہے گا۔ دوسری قسم کرامات کی جو کونیات سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ کرامت اور دلالت میں داخل نہیں بلکہ ریاضت اور مجاہدے پر موقوف ہے۔ کیونکہ سچ اور جھوٹ دونوں شامل ہیں۔ چنانچہ یونان کے حکماء اور ہندوستان کے برہمنوں سے بھی ایسی باتیں بطور استدراج ظہور میں آتی ہیں۔ اولیاء اللہ سے جو کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ آخری عمر میں وہ اس ظہور کرامات کی بابت بڑے شرمسار ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کا مقولہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا عذاب وحی کا بند ہونا اور اولیاء کا عذاب کرامات کا ظاہر ہونا ہے اور مومن کا عذاب اطاعات میں کوتاہی

اور کی کرنا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی کرامت ظاہر نہیں ہوئی۔ کیونکہ وہ اطاعت خداوندی اور اتباع رسول میں اس قدر سرگرم اور مصروف رہے کہ انہیں کرامت کے اظہار کی فرصت ہی نہ تھی حالانکہ ان کی ولایت باقی اولیاء کی ولایت سے کہیں بڑھ کر ہے۔

سجدہ میں کائنات کے احوال کا انکشاف

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بھائی سعد الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا۔ جو فرماتے تھے کہ میں چند روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ عالم پناہ میں رہا۔ آنجناب کی صحبت کی برکت سے نہایت عجیب و غریب احوال انکشاف ہوئے۔ بسا اوقات سجدہ کی حالت میں زمین و آسمان کے طبقات کے حالات اور دیگر احوال نظر آتے۔

مجھے خیال آیا اور میرے لیے یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنے بڑے بزرگ ہیں لیکن کوئی کرامت یا خوارق جو عالم کون کے متعلق ہو۔ آنجناب سے ظاہر نہیں ہوئی۔ یہ خیال آتے ہی میرے احوال میں قبض اور بستگی سی آگئی۔ جب میں قبض سے عاجز آگیا۔ تو میں سمجھا کہ یہ اس خیال فاسد کا نتیجہ ہے۔ میں نے توبہ کی اور اپنی پگڑی گلے میں ڈال کر آنجناب کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ آنجناب نے میرا سر اٹھا کر فرمایا تم طلب کرامت کرتے ہو۔ تو یہ فلاں شخص کی صحبت کا نتیجہ ہے۔

کرامت یا استقامت

یاروں کو واضح رہے کہ جو شخص اپنے پیر و مرشد سے اس قسم کی کرامات کی توقع رکھتا ہے۔ وہ کسی اور شیخ کی تلاش کرلے۔ اور جو شخص پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی متابعت فنا و بقا کا اقتباس اور ذات و صفات کی معرفت کا خواہاں ہے۔ وہ چند روز میرے پاس گذارے اور دیکھے کہ اتباع سنت کیا ہے۔ پھر فرمایا کہ کرامت بھی ایک طرح سے پیغمبر کے معجزے ہیں۔

بعض اولیاء اللہ بھی کرامات کے اظہار پر مامور ہوئے ہیں۔ بشرطیکہ دین کی تقویت ہو اور ایسے وقت میں جب دشمن اسلام کا غلبہ ہو اور پھر بھی ولایت کے ظاہر کرنے پر فخر کرنے کے واسطے نہیں۔ بلکہ صرف کافروں کو معتقد بنانے کے واسطے۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے یہ قدرت عطا فرما رکھی ہے کہ اگر اس خشک لکڑی پر توجہ کروں تو ایک جہان اس سے منور ہو جائے اور فیض حاصل کرے۔ لیکن اب نہ وہ زمانہ ہے نہ ہی پروردگار کی مرضی۔ اور نہ ہی میرا دل ایسے حالات ظاہر کرتے کو چاہتا ہے۔ جوں جوں قیامت نزدیک آتی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو چھپاتا جاتا ہے اور کرامت اظہار ولایت کا سبب ہوتا جاتا ہے۔ اور اولیاء اللہ صاحب عشرت بھی اپنے آپ کو گوشہ نشینوں کی طرح چھپانے جاتے ہیں۔ لیکن اس میں اللہ تعالیٰ کی مرضی نہیں کیونکہ اگر وہ گوشہ نشینی نہ اختیار کریں تو بہت سی خلقت کو معرفت الٰہی حاصل ہو سکتی ہے۔ آجکل کی معرفت بہت اعلیٰ و اشرف ہے کیونکہ اس کا تعلق ذات بحت سے ہے جو چیز اعلیٰ درجہ کی ہوگی وہ بہت کم شخصوں کو ملا کرتی ہے۔ اور ایسی معرفت میں کرامت بہت کم ہوا کرتی ہے چنانچہ انبیاء سے جو اس معرفت کے اہل ہیں: معدودے چند معجزات ظہور میں آئے۔

چنانچہ حق تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں جو کہ انبیاء میں ممتاز مقام کے مالک ہیں۔ فرماتا ہے "وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ" پ۱۵ ع ۱۲۔ یعنی ہم نے موسیٰؑ کو نو ظاہر نشانیاں دیں۔ یعنی نو معجزے عنایت فرمائے۔

اولیاء سابقہ اور حضرت مجدد الف ثانی میں امتیاز

جو ولایت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے اولیاء کو حاصل تھی اس کا تعلق اسماء صفات کے ظلال (سایہ) سے تھا۔ اس لئے اس میں اکثر کرامات کا ظہور ہوا کرتا تھا۔ جیسا کہ عام اولیاء کی نسبت مشہور ہے

ہزارہا لوگ ظلال کے کمالات سے مشرف ہوئے ہیں۔ اور جو چیز عام ہُوا کرتی ہے وہ بہت سے لوگوں کو ملتی ہے اور خاص نعمت چند ایک آدمیوں کو عنایت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہزار سال سے پہلے اولیاء نے بہت کچھ ظہور کیا اور ہزار سال بعد کم۔ اب یہاں ہم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چند ایک کرامات کا ذکر کرتے ہیں۔

حضور کا معجزہ قرآن ہے

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پہلی کرامت تو آنجناب کا کلام ہے جس میں جناب نے ذات وصفات الٰہی کے معارف وحقائق بالکل شریعت کے مطابق بیان فرمائے ہیں جو گذشتہ اولیاء کے بیان کردہ حقائق ومعارف سے بدرجہا بڑھ کر ہیں۔ یہ بھی سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم ہے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے۔ جس وقت جس چیز کا رواج ہو۔ اسی قسم کا معجزہ انبیاء کو عطا کیا جاتا ہے تاکہ مروجہ شئے پر غالب آجائے۔

حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے معجزات

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں جادو کہانت رواج تھا۔ سو اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے عصا عنایت فرمایا۔ جس نے اس وقت کے تمام جادوؤں کو ہڑپ کر لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے وقت میں طبیبوں کا بڑا زور تھا چنانچہ تمام حکیم مثلاً افلاطون، ارسطاطالیس اور جالینوس وغیرہ اس زمانے میں تھے۔ اس لئے حکیم مطلق نے حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کو مردہ زندہ کرنے کا معجزہ عنایت فرمایا جس سے وہ حکیم اور طبیب عاجز آگئے۔

حضرت رسالت پناہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کے عہد مبارک میں فصاحت وبلاغت کا بڑا دور دورہ تھا۔ چنانچہ عرب کے شعراء نے اپنے اپنے قصائد کاغذ پہ لکھ کر کعبہ کے آستانہ پہ چسپاں کر دیئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف جو فصاحت

بلاغت کی کمالیت کا نمونہ ہے۔ جناب رسالت مآب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت فرمایا جسے دیکھ کر تمام شاعروں نے اپنے قصائد کے تمام کاغذ پھاڑ ڈالے۔

حضرت مجدد الف ثانی کے عہد کی معاشرت

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت میں حقائق و معارف کا عام رواج تھا۔ چنانچہ مشائخ زمانہ کی مجلسوں میں انہیں کا تذکرہ رہتا۔ اور اسی علم کی کتابیں بکثرت تصنیف ہوتیں۔ سو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق و موافق وہ وہ حقائق و معارف منکشف فرمائے۔ جو ہزار سال کے عرصہ میں کسی ولی اللہ سے ظہور میں نہیں آئے تھے۔ یہی حقیقت شریعت ہے۔ جس کے لئے انبیاء مبعوث ہوئے اور یہی کلام مجید کی معرفت ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنجناب پر ظاہر فرمائی۔ برخلاف اس کے کہ بعض اولیاء کے حقائق و معارف سراسر شریعت کے مخالف ہیں۔ ان میں بعض وحدت الوجود کے قائل تھے۔

مکتوبات کی ترتیب

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیفات حقائق و معارف پر تین جلد مکتوبات اور سات رسالے ہیں۔ پہلی جلد میں انبیاء کی تعداد کے مطابق تین سو تیرہ مکتوب ہیں دوسری جلد میں اسماء حسنیٰ کے شمار کے موافق ننانوے ۹۹ ہیں۔ اور تیسری جلد میں قرآن شریف کی سورتوں کے عدد کے برابر ایک سو چودہ مکتوب ہیں۔ رسالے سات ہیں۔ اول مبداء و معاد دوم معارف لدنیہ، سوم مکاشفات غیبیہ، چہارم اثبات نبوت، پنجم ردشیعہ۔ ششم تہلیلیہ شرح کلمہ طیبہ۔ ہفتم شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز۔

قطب ستارہ میں حضرت غوث الاعظم کا تخت

ایک رات حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ

تعالےٰ عنہ کی توجہ سے قطب ستارہ شق ہوا۔ اور لوگوں کی درخواست کے مطابق اس میں سے حضرت الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمودار ہوئے۔ اور لوگوں میں تشریف لے آئے جنہیں حاضرین نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ اور آنجناب کی تجدید الف اور قیومیت کا اقرار کیا۔ آپ قطب ستارے کی طرف واپس تشریف لے گئے اور قطب اپنی اصلی جگہ پر آ گیا۔ جیسا کہ تجدید کے پندرہویں سال میں اس کا مفصل ذکر لکھا گیا ہے۔

کیمیا گر حضرت مجدد کی خدمت میں

میرے (مولف کتاب) والد بزرگوار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک کیمیا گر مرد خدا حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اکسیر کا نسخہ نکال کر حضرت مجدد کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا۔ کہ اس سے اس قدر سونا بن سکتا ہے۔ جو ہندوستان کے تمام ممالک محروسہ کے لگان کے برابر ہو۔ یہ خانقاہ کے درویشوں کے اخراجات کے کام آئے گا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ میں بھی ایک کام تجھے بتا دوں گا۔ بشرطیکہ تو کرے۔ پھر میں تجھ سے یہ نسخہ لے لوں گا۔ اس نے عرض کہ قربان جاؤں جناب آپ کا حکم بجا لاؤں گا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خادم کو حکم دیا۔ کہ جس وقت ہم بیت الخلاء سے باہر نکلیں تو ہمارا بول و براز سب کچھ اس شخص کو دے دینا۔ اور اسے کہنا کہ شہر سے باہر جا کر دیکھے۔ اس نے حسب الارشاد بلا کراہت وہ بول و براز بغل میں لے لیا اور جنگل کی طرف روانہ ہوا۔ جب شہر سے باہر نکل کر اسے دیکھا تو تمام خالص سونا تھا۔ یہ دیکھ کر حیران ہوا۔ آنجناب کا مرید ہو گیا۔ اور باقی عمر آنجناب ہی کی خدمت میں بسر کر دی۔

بُت خانہ کی بربادی

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک سید مرد رحمت اللہ نامی بیان کرتا ہے۔" میں نے ملک دکن میں ایک بت خانہ دیکھا۔ ایک روز میں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے سُنا تھا۔ کہ مسلمان سے جس قدر ہو سکے بتوں کی توہین کرے کیوں کہ ایسا کرنے سے اُسے راہِ خدا میں غازیوں کا سا ثواب ملے گا۔ اس نصیحت پر عمل کرنے کے لئے مَیں اس بتخانے میں جا پہنچا اور سارے بتوں کو توڑ دیا۔ یہ سارا واقعہ ایک ہندو جاٹ نے دیکھ لیا۔ اور بُت خانہ کے محافظوں کو اطلاع دی۔ اطلاع کا دینا تھا کہ ایک ہزار آدمی ہتھیار لئے میرے مارنے کے لئے آ پہنچے۔ مَیں حیران رہ گیا۔ اب وہاں سے بھاگنا بھی دشوار تھا۔ مَیں نے شہید ہونے کی ٹھان لی۔ اور باطن میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف توجہ کی۔ کہ مَیں نے جناب کے فرمان کے مطابق یہ کام کیا ہے۔ اب آپ مجھے ان کافروں سے رہائی دلوائیں۔ اسی آہ زاری میں میرے کان میں آواز پڑی (جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی) کہ خاطر جمع رکھو۔ دیکھو ابھی تمہاری حمایت کے لئے لوگ آتے ہیں۔ جب کافر نزدیک آ پہنچے۔ تو مَیں نے دیکھا کہ ایک ٹیلے پر سے چالیس سوار نمودار ہوئے جنہوں نے گھوڑوں کو ایڑی لگا کر ان موذیوں کو پسپا کر دیا۔ وہ ان سواروں کو دیکھتے ہی دُم دبا کر بھاگ گئے۔

شیر بھاگ گیا خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص مرید سیّد جمال نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک وادی میں شیر میرے سامنے آیا۔ جسے دیکھ کر مَیں بہت ڈرا۔ مجبوراً حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف توجہ کی۔ میرا التجا کرنا ہی تھا۔ کہ آنجناب وہاں تشریف لے آئے اور پوری طاقت سے اس شیر کو عصا مارا جس سے وہ شیر لومڑی کی طرح دُم دبا بھاگ اُٹھا۔ اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نظر سے غائب ہو گئے۔

نوٹ۔ واضح رہے کہ جن کرامات کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں سے اکثر خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مؤلفہ کتاب "برکات الاحمدیہ" میں سے لی گئی ہیں۔

خلافِ شرع کی قبر کی داستان

حضرت قیوم اوّل مجدّد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ حضرت شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں ایک دوست کی منّت و سماجت سے ایسے شیخ کی قبر کی زیارت کو گیا جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندگی میں ناراض تھے۔ کیونکہ اس سے بعض باتیں خلافِ شرع ظہور میں آئی تھیں۔ جانے کو تو میں چلا گیا۔ لیکن دِل آنجناب رضؓ کی طرف سے ڈرتا تھا۔ مگر اس دوست کی موافقت بھی لازمی تھی۔ آخر جب میں نے اس شیخ کی تربت پر پہنچ کر مراقبہ کیا۔ تو فی الفور ایک غضبناک شیر مجھے دکھلائی دیا۔ جو میری طرف بڑے غضب کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ جب میں نے غور سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ اس کی آنکھیں حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سی ہیں۔ پھر ہوتے ہوتے اس شیر کا تمام چہرہ حضرت قیوم اوّل کا سا ہو گیا۔ اور بڑے قہر سے میری طرف متوجہ ہوا۔ میں نے مراقبہ چھوڑ دیا اور جلدی اٹھ کر توبہ کی۔

جزامی کی شفا

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک دوست کو مرض جذام (کوڑھ) ہو گیا۔ لوگوں نے اس سے ملنا جلنا۔ اٹھنا بیٹھنا چھوڑ دیا۔ اور کنارہ کشی کر لی۔ حتیٰ کہ ایک روز اس کے ایک خاص دوست نے بھی ساتھ کھانے سے صاف انکار کر دیا۔ جس سے وہ سخت افسردہ دِل ہوا۔ اور حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں التجا کی۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے از راہِ لطف و کرم توجہ فرمائی۔ اور وہ بیماری اس سے زائل کر کے اپنے پر لے لی۔ چند روز بعد اس مرض کا داغ آنجناب کے پاؤں پر نمودار ہوا۔ لیکن اس شخص پر نام و نشان بھی نہ رہا۔ دوستوں اور فرزندوں نے یہ حالت دیکھی تو غمزدہ ہو کر اس مرض کے دفعیہ کے لئے عرض کی تو آپ نے فرمایا۔ کہ چھوڑ دو مجھے مجذوم رہنے دو۔ جب لوگوں نے بہت منت و سماجت کی کہ برائے خدا اس مرض کو اپنے آپ سے دفع فرمائیں۔

تو آپ نے ان کی خاطر یہ بیماری ایک درخت کفار پر ڈالی جس سے وہ خشک ہو گیا۔

موسم بدل گیا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگل اور بیابان کی سیر کے لیئے تشریف لے گئے۔ اثنائے راہ میں گرمی کی شدت، لُو، گرد و غبار اور پیاس کا غلبہ ہو گیا۔ آپ کے بزرگ فرزندوں عالی مرتبہ دوستوں اور باقی لوگوں پر سخت دشواری آ گئی۔ یہ لوگ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ساتھ پیادہ پا جا رہے تھے۔ لیکن بسبب ادب کوئی شخص عرض کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ اتنے میں آنجناب نے خود ہی مولانا محمد یوسف سمرقندی سے فرمایا کہ دھوپ کی شدت اور غبار کی کثرت دوستوں کو تکلیف دے رہی ہے۔ مولانا نے عرض کیا کہ جب آپ پر خود روشن ہے۔ پھر کسی کو عرض کرنے کی کیا ضرورت ہے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسکرا کر گوشۂ چشم سے آسمان کی طرف دیکھا اور لبوں میں کچھ پڑھا۔ ابھی چند ایک قدم گئے ہوں گے کہ بادل کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا۔ اور آنجناب اور اصحاب کے برابر آ کر سایہ کیا اور محض اس قدر بارش ہونے لگی جس سے غبار بیٹھ جائے۔ نہ کہ کیچڑ ہو جائے۔ پھر شمالی معتدل ہوا چلنی شروع ہوئی۔ حالانکہ یہ کوئی برسات کا موسم نہ تھا۔

حضرت معاویہ کے دشمن کو سزا

ایک نوجوان سید نے بیان کیا کہ مجھے ان آدمیوں سے سخت دشمنی تھی جنہوں نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے جنگ کی تھی۔ خصوصًا معاویہؓ سے۔ ایک رات حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات شریف کا مطالعہ کر رہا تھا۔ وہاں پر لکھا دیکھا کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہنا ایسا ہی ہے جیسا حضرت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو۔ اور یہ کہ جو عذاب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُرا بھلا کہنے والے کو ہوگا۔ وہی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُرا بھلا کہنے والے کو ہوگا۔ مَیں یہ تحریر پڑھ کر سخت ناراض ہوا۔ اور کہا کہ یہ کیسی بے مزہ روایت ہے جو اس شخص (حضرت قیوم اوّل) نے یہاں بیان کی ہے۔ مَیں نے غصہ سے مکتوبات کو زمین پر پھینک دیا۔ اور سرہانے پر سر رکھ کر سو گیا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے غصے میں تشریف لائے ہیں۔ اور میرے دونوں کان کھینچ کر فرماتے ہیں۔ اے نادان لڑکے! تو ہمارے لکھے ہوئے پر اعتراض کرتا ہے۔ اور ہمارے کلام کو زمین پر پھینکتا ہے اگر یہ بات میرے کہنے سے تیرے دل پر اثر نہیں کرتی تو آ تجھے تیرے جدّ حضرت علی مرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے پاس لے چلوں۔ کہ تو غلطی سے ان کے بھائیوں کا منکر و دشمن ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے کھینچ کر ایک باغ میں لے گئے جہاں ایک نورانی صورت مرد بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے اس نورانی مرد سے کچھ کہا۔ تو وہ نور نے میری طرف دیکھا اور اشارہ کیا۔ بعد ازاں آنجناب مجھے اس بزرگ کے نزدیک لے گئے۔ اور فرمایا کہ یہ بزرگ حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہیں۔ ان سے سنو کیا فرماتے ہیں۔ مَیں نے سلام کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے زبان گوہر فشاں سے فرمایا۔ کہ خبردار۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کا منکر اور دشمن نہ ہونا اور نہ انہیں ملامت کرنا ہم بھائی بھائی ہیں۔ اپنے اپنے معاملات کو ہم جانتے ہیں۔ پھر یہ بھی جانتے ہیں کہ ہم نے کس نسبت سے اختلاف کیا تھا۔ پھر حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم مبارک لے کر فرمایا کہ ان کے فرمان سے بھی سر نہ پھیرنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے اس سید نے مجھے بیان کیا۔ کہ اس کے باوجود میرے دل سے دشمنی نہ گئی۔ حضرت علی

کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم یہ بات معلوم کر کے سخت ناراض ہوئے اور حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ ابھی اس شخص کا دل صاف نہیں ہوا۔ پھر حکم دیا کہ اس کی گردن پہ ایک مکہ ماریں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے زور سے میری گردن پہ ایک مکہ رسید کیا۔ مکہ کھا کہ میں نے کہا کہ اب ان کی عداوت میرے دل سے نکل گئی ہے۔ جب میں جاگا تو مکے کا نشان میری گردن پہ موجود تھا۔ بعد ازاں میں نے اس عقیدے سے توبہ کی۔ اور حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معتقد ہو گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی کا ایک معترض ایک امیر کبیر نے جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید تھا۔ جب سنا کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی وزیر کے گھر تشریف لے گئے ہیں۔ تو دل سے کڑھا۔ اور کہنے لگا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کے لئے مناسب نہیں کہ دنیاداروں کے گھر تشریف فرما ہوں۔ آنجناب کے ایک مخلص درویش نے کہا کہ وہ مسلمانوں کی کسی بہتری کے واسطے تشریف لے گئے ہوں گے۔ یا کوئی اور ضروری کام ہو گا۔ لیکن تیرا اعتراض بہر حال اچھا نہیں۔ وہ خاموش ہو گیا۔ اس دولت مند جوان نے خواب میں دیکھا۔ کہ بہت سے کوتوال سخت ناراض ہو کر اسے لپٹ گئے ہیں جیسا کہ کوئی گنہگاروں اور مجرموں پہ آگرتا ہے اور چھری نکال کر اس کی زبان کاٹنا چاہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض کرتا ہے۔ اس نے بڑی عاجزی سے معافی مانگی اور توبہ کی۔

ایک عالمِ دین کا مشاہدہ ایک بہت بڑے جید عالم حاجی عبد الحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں علماء کی ایک مجلس میں موجود تھا۔ اس میں کسی بات پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر آیا۔ اس عالم نے آنجناب کے حق میں ملامت آمیز باتیں شروع کیں۔ میں نے اسے کہا کہ میں حضرت مجدد الف

ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو چکا ہوں۔ علاوہ ازیں میں نے بہت سے اولیا اور عارفوں کو دیکھا ہے اور کتابوں میں ان کے حالات پڑھے ہیں۔ جو صفائی اور پیروی نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم آنجناب میں دیکھی ہے وہ کسی اور میں نہ دیکھی نہ سُنی۔ میرے خیال کے مطابق تو یہ مردِ خدا ہے۔ یہ سُن کر اس عالم نے بڑی طول طویل بحث شروع کر دی۔ بہت قیل وقال کے بعد میں نے کہا کہ یہ رہا قرآن شریف۔ آؤ ہم اور تم وضو کر کے دوگانہ ادا کر کے قرآن شریف کھولیں۔ جو آیت صفحہ کے شروع میں نکلے وہی حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حال کی گواہی ہو گی۔ اس نے بھی مان لیا چنانچہ ہم دونوں نے وضو کر کے دوگانہ ادا کیا۔ اور قرآن شریف کھولا۔ تو صفحہ کے شروع میں یہ آیت نکلی رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جن کو تجارت، خرید و فروخت یادِ الٰہی سے باز نہیں رکھ سکتی۔ یہ دیکھ کر وہ عالم حیران رہ گیا۔ اور صدقِ دل سے حضرت قیوم اول مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معتقد ہو گیا۔

فرشتوں کا ادب

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں ایک رباعی کہی تھی جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے۔ ؎

لے آنکہ ملائک مگس قند تواند

تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کسی کی تعریف میں دوسرے کی مذمت نہیں ہونی چاہیے فرشتوں کو گڑ کی مکھی کہنا خلافِ ادب ہے کیونکہ فرشتے عالم و خاص کے نزدیک انسانوں سے خواہ وہ اولیا ہی کیوں نہ ہوں۔ بہرحال افضل ہیں۔ اس وقت مجھے مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حسبِ ذیل شعر یاد آیا۔ ؎

لے عنایت حق و خاصان حق   گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

ترجمہ : اللہ تعالیٰ کی عنایت اور خاصانِ خدا کی مہربانی کے بغیر خواہ کوئی فرشتہ بھی ہو اس کا نامۂ اعمال سیاہ ہی رہے گا۔"

لیکن بہ سبب ادب عرض نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اس میں بھی ترک ادب تھا۔ یہ خیال آتے ہی آنجناب نے فرمایا کہ تم نے مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شعر پر بھروسہ کیا ہے یا تو میں اور مولوی صاحب خاصانِ حق اور انبیار سے ہوں گے۔ یا مولوی صاحب نے از روئے شکر فرمایا ہوگا۔

ایک موثر دعا

ایک سفر میں حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باطنی نگاہ کر کے فرمایا کہ مجھے دکھائی دیا ہے کہ آج بلائے عظیم نازل ہوگی۔ دوبارہ فرمایا کہ باقی دوستوں کو بھی اطلاع دے دو۔ کہ یہ دعا پڑھیں۔ بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم وبکلمات المقامات من شر ما خلق۔ اور بار بار پڑھیں تاکہ تمہارے دل وجان اس بلا سے محفوظ رہیں۔ دو تین گھڑی بعد بعض گھروں میں آگ لگی۔ اور اس قدر بھڑکی کہ شہر کے لوگ اسے بجھا نہ سکے۔ اور اکثر آدمیوں کے گھر معہ مال اسباب جل کر خاکستر ہو گئے۔ جو چیز آگ سے بچ گئی وہ چوری ہو گئی۔ آنجناب کے ایک مخلص مولانا عبد الرحمٰن کا اسباب بھی آگ میں جل گیا۔ وہ بڑی مشکل سے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے دعائے مذکورہ کیوں نہیں پڑھی۔ اس نے عرض کیا کہ مجھے کسی نے اطلاع نہ کی۔ آنجناب نے دوستوں کو سرزنش فرمائی۔ کہ تم نے اسے کیوں اطلاع نہ کی۔ جس جس نے وہ دعا پڑھی۔ وہ بفضل خدا صحیح وسلامت رہا۔

دکن کا ایک فقیر

ایک فقیر دکن میں رہا کرتا تھا۔ ابھی وہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا تھا۔ لیکن قدم بوسی کا

اشتیاق بدرجہ غایت رکھتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے آنجناب کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس میں اپنے اشتیاق کی مفصل کیفیت عرض کی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے جواب میں لکھا۔ تمہارا خط مطالعہ کرتے وقت تمہارے اردگرد بہت نورانی انبساط دکھائی دی۔ آپ کا یہ مکتوب دیکھ کر حاضر خدمت ہوا۔ اور کچھ عرصہ خدمت میں رہا۔ آنجناب نے اسے خلافت عنایت کر کے رخصت فرمایا۔ اس گردونواح میں اس سے ہزارہا لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔ اور فنا و بقا حاصل کی۔ اس کے نور سے تمام گردونواح منور ہو گیا اور آنجناب کا قول حرف بہ حرف صحیح نکلا۔

خانِ خاناں کا منصب

خانِ خاناں جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مخلص مرید تھا۔ مدت سے دکن کا حاکم تھا۔ اچانک بادشاہ کے وزیر کے ناراض ہو جانے سے وہاں سے معزول کر دیا گیا۔ وہ شیطان سیرت وزیر خانِ خاناں اور اس کے فرزندوں کا جانی دشمن بن گیا۔ خطرہ تھا کہ کہیں قتل نہ کرا دے۔ اس بارے میں اس نے حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مدد کے لئے التماس کی۔ آنجناب نے جواب میں لکھا کہ خاطر جمع رکھو تمہارا کام عنقریب پہلے سے بھی اعلیٰ ہو جائے گا۔ خانِ خاناں نے میر محمد کو جو اس کے پاس ہی تھے۔ کہا۔ میری عقل نہیں مانتی۔ کہ بادشاہ کے غضب سے بچ جاؤں۔ کیونکہ وزیر کے کینے سننے سے چاروں طرف سے لوگوں نے چغلیاں کھائیں۔ لیکن شان الٰہی دیکھو کہ ایک ہی ہفتہ کے اندر آنجناب کی توجہ سے ملک دکن کی سرداری کا حکم شاہی خاناں کے نام صادر ہوا۔ اور بادشاہ نے پہلے کی نسبت بڑھ کر اس پر مہربانیاں کیں۔

ایک سجادہ نشین کا حشر

ایک سجادہ نشین شیخ دور کی راہ طے کر کے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ تھا کہ ہر ایک وضیع و شریف پر مہربانی کرتے۔ لیکن

خلاف عادت اس سجادہ نشین پہ ذرا توجہ نہ کی۔ لوگوں نے عرض کی کہ وہ بڑے مشائخ سے ہے۔ اور جناب کی بہت سی مہربانی کا امیدوار ہے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ واقعی ایسا ہی ہے۔ لیکن کیا کروں۔ اس کی پیشانی پہ جلی قلم سے لفظ آنکار لکھا ہے۔ تمام دوست حیران رہ گئے۔ کچھ مدت وہ خانقاہ میں رہا۔ بعد ازاں منکر ہو گیا اور آنجناب کا مرید نہ ہوا۔ اور آنجناب کی کشف حرف بہ حرف درست نکلی۔

یک زمانہ صحبتے با اولیاء

ایک فقیر نے جو ابھی آنجناب کی خدمت سے مشرف نہیں ہوا تھا۔ ایک عریضہ آنجناب کی خدمت میں ارسال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی پہلی ہی صحبت میں تمام صحابہ اولیاء سے افضل ہو جایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا جواب ہم نشینی پہ موقوف ہے۔ جب وہ حاضر خدمت ہوا۔ تو اس نے کہا۔ آنجناب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں پہلی دفعہ حاضر ہونے سے مجھ پہ وہ حالت طاری ہوئی جو بیان سے باہر ہے۔ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ تمہارے خط کا جواب ہے۔ اب سمجھ گیا ہے۔ میں نے سر جناب کے قدموں پر رکھ دیا۔ اور عرض کیا کہ سمجھ گیا۔

ایک صاحبِ دل سید کے غرور کا علاج

ایک دن ایک صاحبِ دل سید حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کا قلبی ذکر اس قدر جاری تھا۔ کہ جو شخص اس کے پاس بیٹھتا۔ اس کے ذکر کو سنتا۔ اس نے اکثر مشائخ سے خلافت حاصل کی تھی۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے بھی اس بات کی امید رکھتا تھا۔ لیکن حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس کا یہ غلبہ ذکر اور مشائخ کی خلافت دینا اس کے لئے غرور کا باعث ہو گیا ہے۔ جس سے اس کی ترقی کی راہ بند

ہو گئی ہے پہلے اس کے ذکر قلبی کو سلب کرنا چاہیے۔ اگر آنجناب سلب کرتے تو وہ شکایت کرتا۔ اور یہ مصرعہ کہنا۔ ع

ہر چہ اندر خانہ بود آں طرہ طرار برد

جب چند روز گذر گئے۔ تو آپؓ نے اسے بلا کر علیحدہ میں بلند احوال سے مشرف فرمایا۔ اور نصیحت کی کہ باطنی معاملہ مخفی ہونا چاہیئے۔

حضرت مجدد اپنے بھائی کی موت کی خبر دیتے ہیں حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھوٹے بھائی شیخ محمد مسعود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی کام کی خاطر قندھار گئے۔ انہیں دنوں آنجنابؓ نے لوگوں کو فرمایا کہ عجیب معاملہ ہے کہ جب میں محمد مسعود کے کسی احوال کی طرف متوجہ ہوا۔ تو بہتیرا ڈھونڈا لیکن نہ پایا۔ بلکہ تمام روئے زمین پر نہ دیکھا جب پھر توجہ کی۔ تو اس کی قبر مجھے دکھلائی دی۔ چند روز بعد اس کے ہمراہیوں نے آ کر خبر دی کہ اس کا انتقال ہو چکا ہے۔

بارش روک دی گئی جن دنوں آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمیر میں تھے ماہ رمضان المبارک موسم برسات میں آیا۔ آپ نے حسب عادت قرآن شریف ختم کیا۔ پہلی رات تراویح کے وقت بہ سبب بارش مسجد کے اندر نماز ادا کی۔ ہوا کی گرمی اور تعفن کی وجہ سے آنجناب اور دوستوں کو بڑی تکلیف ہوئی۔ نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا کہ ہم نے اللہ تعالےٰ سے درخواست کی ہے کہ رات کو بارش نہ ہو تاکہ مسجد کے باہر دلجمعی سے نماز ادا کر سکیں۔ ہمیں امید ہے کہ ماہ رمضان کے اخیر تک رات کے وقت بارش نہ ہو گی۔ واقعۃً ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ ۲۹۔ ماہ رمضان تک رات کو بارش نہ ہوئی۔ عید کی رات سے بے گیہ پھر بارش شروع ہو گئی۔

گرتی دیوار رک گئی

جس مسجد کی دیوار شک ہوگئی اور اس قدر ٹیڑھی ہوگئی کہ اب گری کہ اب گری۔ لوگوں کو یقین ہوگیا۔ کہ ابھی گر جائیگی کوئی اس کے پاس بھی نہ آتا تھا۔ حضرت مجدد نے فرمایا کہ جب تک ہم یہاں ہیں نہیں گرے گی۔ آنجناب کے احباب اس ٹیڑھی دیوار تلے نماز ادا کرتے رہے اور مراقبہ کرتے رہے پھر ذکر وشغل میں مشغول ہوتے۔ لیکن وہ بدستور کھڑی رہی۔ جب آنجناب نے وہاں سے کوچ کیا تو وہ بھی گر پڑی۔

لاہور کا ایک مکان

لاہور میں ایک بار حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نماز عشا ادا کرنے کے بعد ایک اچھی خاصی صحیح سلامت عمارت کے پاس کھڑے ہوکر فرمایا کہ آج رات اس مکان کے پاس کوئی نہ جائے حالانکہ ظاہری طور پر اس کے گرنے کی کوئی علامت نظر نہ آتی تھی۔ لوگوں نے دل میں کہا۔ کہ اس سے بڑے خستہ حال مکان اور بہت موجود ہیں۔ اس میں کونسی کسر ہے۔ آدھی رات کا وقت تھا۔ کہ وہ مکان یکایک زمین پر آرہا۔ اس مکان میں ایک لڑکی سوئی ہوئی تھی۔ بفضلِ خدا صحیح وسلامت رہی۔ لیکن جو لوگ اس مکان کے قریب تھے۔ ان پر اینٹیں، ڈھیلے وغیرہ پڑے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آج رات کوئی شخص اس مکان کے قریب نہ آئے۔ بعد ازاں فرمایا کہ اس لڑکی کو لاؤ۔ وہ زندہ ہے۔ جب اُسے مکان کے ملبے سے نکالا تو بالکل صحیح سلامت تھی۔

ایک فقیر کا غلط کشف

ایک حاکم نے اپنے دشمن پر چڑھائی کرنی چاہی یلغار سے پہلے اس نے ایک فقیر سے استخارہ کروایا۔ فقیر نے اسے فتح کی خوشخبری دی۔ چنانچہ وہ امیر اس فقیر کی خوشخبری سے اس مہم کے لیئے آمادہ ہوا۔ لیکن پیشتر اس کے کہ وہ دشمن کا سامنا کرے۔ اس فقیر

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ میں نے فلاں حاکم کو فتح کی خوشخبری دی ہے۔ آنجناب اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ آنجناب نے اس کے جواب میں لکھا کہ تمہارے کشف میں خطا ہوئی ہے۔ میری دانست میں معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اسے جلدی سے اطلاع دو کہ واپس آجائے۔ درویش نے اسی وقت ایک آدمی اس امیر کی طرف روانہ کیا۔ کہ غنیم پر چڑھائی نہ کرے۔ لیکن چونکہ امیر دُور نکل گیا تھا۔ اس واسطے آدمی وہاں پہنچ نہیں سکتا تھا۔ دو چار روز بعد سننے میں آیا اس امیر کو شکست ہوئی۔ اور وہ نہایت خستہ حال سے واپس آیا۔ چنانچہ پرچم ونقارہ تک سب کچھ لٹوا بیٹھا۔

حضرت قیوم اوّل خزینۃ الرحمت مجدّد الف ثانی کے مکاشفات

حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکاشفات، مکتوبات کے دفتروں اور رسالوں میں مثل مکاشفات عینیہ وغیرہ بہت لکھے ہوئے ہیں۔ اس کتاب میں ان تمام مکاشفات کے درج کرنے کی گنجائش تو نہیں۔ البتہ چند ایک مکاشفات تیمناً و تبرکاً یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

ایک روز حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ مراقبہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ہمارے گھر اور خانقاہ کے گرد و نواح میں ایک بادشاہ بڑا بھاری لشکر لئے آیا پڑا ہے۔ اور عین خانقاہ میں بادشاہی بارگاہ منعقد ہے الہام ہوا کہ یہ شریعت پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جو تمہاری

خانقاہ میں آئی ہے۔ اور اب قیامت تک یہیں رہے گی۔

ایک روز آنجناب اپنے مملوکہ باغ کی سیر کو تشریف لے گئے۔ تو فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ بارگاہ احدّیت کی کبریائی اور احدیت کے سراپردے اس میں نصب ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا ظہور ہو رہا ہے۔

مکاشفات عینیہ میں لکھا ہے کہ بلحاظ صفات حق سبحانہ وتعالےٰ کی ذات کافی ہے۔ بلکہ نفسی صفات سے مستغنی ہے۔ یعنی جو کچھ صفات سے ہو سکتا ہے ان صفات سے ذات مجرد ان کی ترتیب کے لیئے کافی ہے۔ مثلاً جو امور کہ حیات۔ قدرت علم اور ارادہ وغیرہ صفات سے وابستہ ہیں۔ اگر یہ صفات متحقق نہ بھی ہوسکیں۔ تو بھی صرف ذات ہی سے بہ کام ظہور میں آسکتے ہیں۔ اس میں یہ لحاظ نہیں ہوگا کہ صفات موجود ہیں۔ یا علم میں موجود ہیں۔ نہ کہ خارج میں۔ کیونکہ یہ بات اہل سنت کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ بلکہ باوجود استغنائے ذات صفات موجود ہیں جو ذات پر بمنزلہ زائد کے ہیں۔ اسے ایک مثال سے واضح کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ پانی بالذات بلندی سے پستی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اس کو طبعی میلان کہتے ہیں۔ پس پانی کی ذات علم قدرت، حیات اور ارادہ کا کام دیتی ہے۔ اگر علم ہوتا۔ تو پستی کی طرف نہ آتا۔

نیز مکاشفات عینیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ قابلیّت اولیٰ جسے حقیقت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وہ قابلیّت ذات ہے۔ جو کمالات شان کلام بلکہ قرآن مجید میں مفصّل بیان ہوئے ہیں۔ یہ ان کا اجمال ہے اور یہ قابلیت حضرت محمد مصطفےٰ صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی قابلیت ہے۔

مکاشفات عینیہ میں یہ بھی درج ہے کہ قرآن شریف کا ہر حرف تمام کمالات کا جامع ہے لیکن مجمل طور پر۔ اور یہ کہ خاص فضیلت کسی لمبی سورت میں ہے۔ وہی چھوٹی سورت میں ہے۔ اس بارے میں چھوٹی بڑی ہونے کا کوئی لحاظ نہیں۔

البتہ ہر ایک سورت ہر ایک آیت بلکہ ہر ایک کلمہ میں ایک خاص فضیلت ہے جیسا کہ شیون الٰہی میں ہر ایک شان تمام شیون الٰہی کی جامع ہے۔ لیکن مجمل طور پر۔ علاوہ ازیں ایک خاص خاصیت اور تاثیر مخصوص ہے۔ پس قابلیت اولیٰ میں جو کہا ہے کہ اس مرتبہ میں ہر ایک شان تمام شانوں کی جامع ہے۔ اس مرتبہ میں ظل کا اعتبار ہے۔ نہیں تو تمام شیون دائرہ اصل میں داخل ہیں۔

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جب طریقہ قادری میں کشفی نظر کی جاتی ہے تو جناب غوث الثقلین محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت شاہ کمال قدس سرہٗ کا سا اور کوئی دکھائی نہیں دیتا۔

نیز فرمایا کہ سورج کو بے تکلف دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن شاہ کمال قدس سرہٗ کے پیر شاہ سکندر علیہ الرحمۃ کے دل پر نگاہ نہیں ٹھہرتی۔ کیونکہ اس میں سے نور کی شعاعیں بہت تیز نکلتی ہیں۔

کشفی نظر میں ایسا معلوم ہوا۔ کہ تمام دنیا کو بدعت نے ایک تاریک پردے میں گھیر لیا ہے جس میں نسبت و ولایت کا نور جگنو کی طرح دکھائی دیتا ہے۔

آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کئی مکتوبات اور رسائل میں لکھا ہے کہ خاص اور اصل نسبت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم میں تھی جس کا پر تو تابعین پر پڑا۔ پھر وہ اصل نسبت غائب ہو گئی۔ اور ولایت ظلی کے کمالات غالب آئے۔ لیکن ہزار سال بعد وہی نسبت جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت تھی۔ دوبارہ ظاہر ہوئی۔ یہ اشارہ اپنے اور اپنے خلفاء کی طرف ہے۔ باقی تمام اولیاء ظلال میں تھے۔

مکتوبات شریف میں لکھا ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ سلوک کی

شاہراہ پر واقع ہے۔ اور باقی سلسلے اس کے دائیں بائیں ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ یہ سلسلہ افضل اعلیٰ، اوصلے حق اور ذات حق کی طرف سب سے اوّل اور سابق ہے۔ اور جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلّم کی نسبت خاص بھی اسی سلسلہ میں ہے۔ جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔

حضرت مجدّد الف ثانی کی شب و روز کی عبادات و معمولات

حضرت قیوم اول مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل عادت و عبادت میں عین سنّت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مطابق تھا۔

سنّت رسول کی پیروی

چنانچہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ عمل اور کام کیا چیز ہے۔ جو کچھ ہمیں عنایت فرمایا گیا ہے۔ محض اس کا فضل و کرم ہے۔ اگر کوئی کام اس فضل و کرم کے لئے بہانہ ہے۔ تو وہ متابعت پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم ہے۔ ہم تو اپنے کام کا دار و مدار اسی متابعت پہ سمجھتے ہیں۔ اسی موقعہ پہ فرمایا کہ میں استحباب کو اسی پہ ملحوظ رکھتا ہوں۔ کہ چہرہ دھوتے وقت یہ ارادہ کرتا ہوں کہ پہلے دائیں رخسارے پہ پانی پڑے۔

قرآن مجید لکھنے والی سیاہی کا اقدام

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ معارف لکھنے میں مصروف تھے۔ جلدی سے پیشاب کے لئے اُٹھے اور بیت الخلا

ہیں داخل ہوئے مگر فوراً ہی باہر نکل آئے۔ لوگوں کو حیرت ہوئی کہ دوبارہ اتنی جلدی کیوں واپس آ گئے۔ نکلتے ہی آنجناب نے پانی منگوا کر انگوٹھے کو دھویا۔ اور پھر بیت الخلا میں دوبارہ گئے۔ جب وہاں سے نکلے تو فرمایا کہ جب مَیں بیت الخلا میں داخل ہُوا تو دیکھا کہ میرے انگوٹھے پر سیاہی کا داغ ہے۔ جو حرف قرآن کی کتابت کا سامان ہے اس واسطے مناسب نہ سمجھا کہ سیاہی سمیت وہاں بیٹھوں۔ گو بول کی اشد ضرورت تھی لیکن ترک ادب کے مقابلہ میں آنجناب نے اسے روک رکھا۔

اسی طرح ایک روز جو بیت الخلا میں داخل ہوئے تو غلطی سے پہلے دایاں پاؤں اندر رکھ دیا۔ اس روز احوال بند رہے۔

ایک صوفی کو ایک لطیف نصیحت

ایک دفعہ مولانا صالح جیلانی علیہ الرحمۃ کو فرمایا کہ تھیلی میں سے چند ایک لونگ نکال لاؤ۔ وہ چھ دانے نکال لائے۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے جھڑک کر فرمایا کہ دیکھو یہ بھی صوفی ہے اتنا نہیں اس نے سُنا کہ "اللہ وتر و یحب الوتر" وتر کی رعایت مستحب ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ عمل کے عوض تمام دنیا و آخرت بھی دے دیں تو بھی سمجھو کچھ نہیں دیا۔

کاغذ کا ادب

ایک روز اپنے تخت گاہ پر تکیہ لگائے تشریف فرما تھے کہ جھٹ پٹ نیچے اُترے اور فرمایا کہ مجھے تخت کے نیچے ایک کاغذ دکھائی دیا ہے۔ معلوم نہیں اس میں کچھ لکھا ہے یا نہیں۔ پھر تو اتنی دیر بھی آپ نے تخت پر بیٹھنا جائز نہ سمجھا کہ کسی کو حکم دیں۔ کہ تخت کے نیچے سے کاغذ نکالے۔ گویا آنجناب نے ایسی صورت میں تخت پر بیٹھنا بے ادبی سمجھا۔

حافظ قرآن کا ادب

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک حافظ جس کے نیچے فرش تھا۔ قرآن شریف پڑھنے میں مشغول ہوا۔ جب آنجناب

نے نگاہ کی تو دیکھا کہ جہاں پر خود تشریف رکھتے ہیں وہاں فرش زیادہ ہے۔ جھٹ اپنے نیچے سے نکال دیا۔ تاکہ اس حافظ سے اونچے نہ بیٹھیں۔ آنجناب حتی المقدور عزیمت کے مطابق کام کرتے تھے۔ اور دوستوں کو بھی حکم دے رکھا تھا کہ کام عزیمت کے مطابق کیا کرو۔ اجازت کو دخل نہ دو۔

نیز فرمایا کہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت کی کھیتی۔ حضور باطنی کے متعلق کاموں میں ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے نہایت توجہ سے مشغول ہوا کریں۔

حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دن رات کے احوال کو معہ درود وظائف حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے خلفاء نے بڑی شرح وبسط کے ساتھ لکھا ہے لیکن میں یہاں مجملاً بیان کرتا ہوں۔ وھو ھذا۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک خاص خادم کی زبانی ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ یہ خادم آپ کے لئے آب وضو۔ مصلّٰے اور عبادت کے متعلقہ دیگر سامان کا بندوبست کیا کرتا تھا۔ مجھے یا تو اس وقت فرصت ملتی ہے۔ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب قیلولہ فرماتے ہیں۔ یا رات کے دوسرے تہائی حصہ میں۔ ان وقتوں میں مجھے اپنے ذاتی کاموں کے لئے موقع ملتا ہے۔ باقی وقت آنجنابؓ کی اطلاعات کی تیاری کے سبب مجھے فرصت نہیں ملتی۔ اور یہی آنجناب کے اعمال کا بیان کیا۔

حضرت مجدد کے وضو کرنے کا طریقہ

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل یہ تھا۔ کہ تہائی رات لے کر بیدار ہوتے۔ یا کبھی آدھی رات کو۔ اس وقت ادعیہ مسنونہ پڑھتے۔ کمال احتیاط سے رُو بہ قبلہ ہو کر وضو کرتے۔ لیکن اعضا دھوتے وقت شمال کی طرف رُخ کر لیتے۔ مسواک ہر وضو کے وقت ضروری استعمال کرتے۔ ہر ایک عضو کو

تین مرتبہ دھوتے۔ اور ہر دفعہ اس عضو کا پانی ہاتھ سے صاف کر دیتے۔ غسالہ کو نہ رہنے دیتے۔ عمل روایت صحیحہ پر کرتے تھے۔ ہر عضو دھوتے وقت کلمہ شہادت معہ ان دعا کے پڑھتے جو احادیث کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں۔ اور وضو سے فارغ ہو کر آسمان کی طرف گوشہ چشم سے دیکھتے۔ اور اس وقت کی دعائے ماثورہ پڑھتے۔ جو احادیث کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں۔

رات کے معمولات حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سو مرتبہ سورہ یٰسین پڑھتے۔ اور تہجد کے بعد مراقبہ کرتے۔ اور صبح سے دو تین گھڑی پہلے سنت کے مطابق سو لیتے۔ تا کہ "تهجد بين النومين" دو نیندوں کے درمیان جاگنا ہو۔ پھر صبح کو بیدار ہو کر فجر کی سنتیں گھر میں ادا کر کے چند مرتبہ بطریق خفی۔ "سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم وبحمده" پڑھ کر مسجد میں آ کر فرض ادا کرتے۔ بعد ازاں اشراق تک اصحاب سمیت حلقہ بنا کر مراقبہ کرتے۔ اور اپنے روئے مبارک پر باریک کپڑا اُوڑھ لیتے۔ جب سورج اچھا نکل آتا۔ تو چار رکعت نماز اشراق دو سلام سے لمبی قرأت کے ساتھ ادا کرتے۔ بعد ازاں اس وقت کی تسبیحات اور ادعیہ ماثورہ پڑھ کر گھر تشریف لے جاتے۔ اور بال بچوں کی خبر گیری کرتے۔ اور معاش کے متعلق امور میں حکم احکام صادر فرماتے۔ بعد ازاں خلوت میں جا کر قرآن شریف کی تلاوت کرتے۔ اور تلاوت کے بعد درویشوں کو بلا کر ان کے حال پر توجہ فرماتے۔ اور انہیں تربیت دیتے۔ اور انہیں ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچاتے۔ علوم و معارف اور اسرار خاصہ کو بیان فرماتے۔ اور معارف کے سناتے وقت نسبت القا اور نعمت عطا فرماتے اور کبھی ایسا ہوتا کہ حاضرین میں سے ہر ایک کی استعداد اور حال کے مطابق کسی امر کے لیے ارشاد فرماتے اور جو حالات اس پر وارد ہوتے

اس کی اطلاع بخشتے۔ اور تمام دوستوں کو عالی ہمتی سنت کی پیروی۔ دائمی ذکر حضور مراقبہ اور حال کے چھپانے کی تاکید فرماتے۔ اور فرماتے کہ اگر کوئی ایسا فعل تم سے ہو جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہو۔ تو ایسا فعل تمام دنیا و ما فیہا چھوڑ کر بھی کر لو۔ اور ساری دنیا کے بدلے ہاتھ آئے تو بھی غنیمت سمجھو۔ کہ تم نے ٹھیکریوں کے بدلے نفیس موتی خرید لیے۔

کلمہ طیبہ کی برکات کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے بار بار پڑھنے کی ترغیب دلاتے۔ اور فرماتے کہ کاش ساری دنیا اس کلمہ کے مقابلہ میں ایسی ہی ہوتی جیسے قطرہ سمندر کے مقابلہ میں کہنے سے تمام جہان بخش دیا جائے۔ اور بہشت میں داخل کیا جائے۔ تو بھی گنجائش ہے۔ اگر اس کلمہ کے کمالات کو تقسیم کیا جائے۔ تو تمام جہان ابدالآباد تک معمور اور سیراب ہو جائے اس کلمہ کی عظمت و برکت حاصل ہونے کہنے والے پر منحصر ہے۔ جتنا کہنے والا بڑا ہوگا۔ اس کی برکتوں کا ظہور زیادہ ہوگا۔ اس سے زیادہ اور کوئی آرزو نہیں۔ کہ کوئی شخص کسی کونے میں گھس کر یہ کلمہ کہے۔

علم فقہ کی ترغیب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے احباب کو فقہ کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ علمائے دین سے شرع متین کے احکام کی تحقیق کرو۔ جو اچھا ہو اس پر عمل کرو۔ کیونکہ عہد نبوت سے بہت دور ہو جانے کی وجہ سے ظلمت و بدعت کا غلبہ ہو گیا۔ اس زمانہ میں سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور کے سوا نجات نہیں۔ آنجناب کی صحبت کا اکثر وقت خاموشی میں گذرتا۔ کبھی مسلمانوں کی غیبت و عیب جوئی کا ذکر تک نہیں ہوتا۔ آنجناب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احباب اور حاضرین مجلس پر ایسا رعب ہوتا۔ کہ کوئی بات تک نہ کر سکتا۔ حضرت مجدد کی تمکین کی یہ کیفیت تھی۔ کہ باوجود

اس قدر حالات عظیم وارد ہونے کے تلون مزاجی کے آثار جناب پر ظاہر نہ ہوتے تھے کبھی کسی قسم کا جوش و خروش یا چیخنا چلانا ظہور میں نہ آیا۔ حتیٰ کہ آہ تک نہ بھری۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جناب کے چہرۂ مبارک پر کبھی آنسو بہتے تھے۔ یا بعض اوقات معارف عالیہ بیان کرتے وقت آنکھوں اور رخساروں پر سرخی جھلکتی تھی۔ اور لوگوں میں حرارت سی معلوم ہوتی۔ جب ان باتوں سے فارغ ہوتے تو خلوت میں آٹھ رکعت نماز ضحیٰ ادا کر کے محل کے اندر تشریف لیجا کر اپنے فرزندوں میں بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے۔ اگر کوئی فرزند یا درویش موجود نہ ہوتا۔ تو فرماتے کہ اس کا حصہ رکھ چھوڑو۔ طعام سے فارغ ہو کر اس وقت کی ماثورہ دعائیں پڑھتے آخری دنوں میں جب کہ آنجناب نے خلوت اختیار کر لی تھی۔ اور اکثر روزے سے ہوتے تھے۔ خلوت خانہ ہی میں کھانا تناول فرماتے تھے۔

کھانا کھانے کے معمولات

آنجناب جیسا کہ عام لوگ کہتے ہیں طعام کے بعد سورہ فاتحہ نہ پڑھتے تھے کیونکہ صحیح احادیث میں ایسا کرنے کا کہیں ذکر نہیں آیا۔ ہر روز ایک دفعہ دوپہر سے پہلے کچھ تناول فرماتے اور وہ بھی بہت ہی تھوڑا۔ پھر بھی آنجناب فرماتے کہ کیا کروں آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی پیروی کرتے ہوئے تھوڑا کھانے کی عادت ڈالتا ہوں۔ لیکن نہیں پڑتی۔ آپ فرماتے تھے کہ یہ کھانا ہی ہے جو عارف کو فرشتوں سے بشریت میں لاتا ہے۔ تہجد کے وقت اس کی مثالی صورت دیکھا کرو۔ آپ دو چپاتیوں سے بھی کچھ کم تناول فرمایا کرتے تھے۔ اور چپاتیاں بھی وہ جو سیر کی ساتھ بنائی جاتی ہیں۔ آنجناب کو بھیڑ بکری اور دُنبے کے گوشت سے زیادہ رغبت تھی۔ چنانچہ اس کے کباب دسترخوان پر موجود ہوتے تھے۔ کھانا آپ بڑے خشوع و خضوع اور احتیاط و التزام سے تناول فرماتے اور دوستوں کو بھی ایسا کرنے کی تاکید کرتے۔ کھانا کھاتے وقت بائیں گھٹنے کو زمین پر ٹیک کر داہاں پا اس پر رکھتے۔

یا کھڑا رکھتے۔ بعض دفعہ بیر۔ ں یہ۔ دونوں زانو اٹ رہ۔ ا تناول فرماتے تھے۔ دوپہر کا کھانا کھا کر سُنّت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تھوڑی دیر کے لیے سو جاتے۔

ظہر کی نماز کے بعد کے معمولات

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد میں مؤذن پہلے وقت اذان دیتا آنجناب اذان سنتے ہی فی الفور وضو کرتے چار رکعت نماز فی الزوال ادا کرتے اور فرماتے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بعثت سے رحلت تک نماز "فی الزوال" کو کبھی ترک نہیں فرمایا۔ شروع شروع میں اشراق، ضحےٰ اور فی الزوال ادا کرتے تھے۔ لیکن آخری عمر میں قرآن شریف ختم کرتے تھے۔ بعد ازاں چار رکعت سنت ادا بھی ادا کرتے۔ پھر نماز ظہر ادا کر کے حافظ سے ایک جزو یا اس سے کم قرآن شریف سنتے۔ قرآن شریف سننے کے بعد سبق پڑھاتے۔ اور پھر عصر کی نماز اول وقت میں جبکہ کسی شئے کا سایہ اس کی اونچائی کے دو چند کے برابر ہونا" ادا کرتے آنجناب نے عصر کی چار رکعت نماز سنت کو ساری عمر ترک نہ کیا۔ عصر کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک دوستوں سے مل کر مراقبہ کرتے۔ فجر اور عصر کے حلقوں میں مریدوں کے احوال پر توجہ فرماتے۔

یہی وجہ ہے کہ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے طریقہ میں یہ دستور آج تک چلا آتا ہے۔ کبھی کبھی حلقہ سکوت میں مراقبہ کرتے ہیں لیکن حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عصر کا مراقبہ موقوف کر دیا ہے۔ اس کی بجائے ارشاد بکثرت کیا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ میں حلقہ اور مراقبہ کے بغیر بھی مریدوں کو بہت توجہ دیتے ہیں۔ یعنی سالکوں کو اپنے پاس زانو بزانو بٹھا کر ہر ایک کو جدا جدا نسبت خاصہ کا القا کرتے ہیں۔

اگر بادل وغیرہ نہ ہوتے تو نمازِ مغرب بھی اوّل وقت میں ادا کرتے۔ اور سنت اور فرض کے درمیان اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ سے زیادہ وقفہ نہ دیتے۔ شام کی نماز سے فارغ ہو کر دس مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ وَاِنَّكَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھتے اس اس وقت کی ماثورہ دعائیں بھی پڑھتے بعد ازاں چھ رکعت اوّابین ادا کرتے۔ کبھی چار رکعت نماز اوّابین ادا کیا کرتے تھے۔

شام اور عشاء کی نمازیں

بعض علماء نے حدیث کا حوالہ دیا ہے کہ اوّابین میں چھ رکعت ہیں۔ سو اس میں دو رکعت سنت نماز شام بھی داخل ہیں۔ نماز اوابین میں سورہ واقعہ پڑھا کرتے تھے۔ عشاء کی نماز سفیدی غائب ہو جانے کے بعد کہ امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سے مراد شفق لیتے ہیں۔ ادا کیا کرتے تھے۔ عشاء کے بعد چار رکعت نماز قیام اللیل اس طرح ادا کرتے کہ پہلی رکعت میں سورہ الم سجدۃ۔ دوسری میں سورہ ملک تبارک۔ تیسری میں سورہ حٰمٓ دخان اور چوتھی میں سورہ قیامت اور کبھی کبھی قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد اور چاروں قل پڑھا کرتے تھے۔ لیکن عموماً سورہ الم سجدہ تبارک، قیامت، حٰم دخان نماز قیام اللیل میں پڑھا کرتے تھے۔ اور وتر کے بعد بھی یہی پڑھا کرتے تھے۔ اصحاب کو تاکید فرمایا کرتے تھے کہ رات کو یہی سورتیں پڑھا کرو۔ وتر کی پہلی رکعت میں سبّح اسم دوسری میں قل یا ایھا الکافرون تیسری میں قل ھو اللہ پڑھا کرتے تھے۔ اور قنوت شافعی کو قنوت حنفی کے ساتھ ملا لیتے تھے۔ وتر کے بعد دو رکعت نماز بیٹھ کر ادا کرتے تھے۔ پہلی رکعت میں اذا زلزلت اور دوسری میں قل یا ایھا الکافرون پڑھتے تھے۔ لیکن آخری عمر میں یہ دو

رکعت بہت کم ادا فرماتے تھے۔ کیونکہ بعض علماء نے اس کی کراہیت کا فتویٰ دیا ہے وتر کبھی تو رات کے پہلے حصّہ میں ادا کرتے اور کبھی تہجد کے بعد۔ اگر پہلی رات ادا کر لیتے تو پھر دوبارہ نہ پڑھتے۔ اور فرمایا کرتے کہ جب نمازی سو جائے۔ تو اسے نیت کرنی چاہیئے۔ کہ وتر کو رات کے آخری حصہ میں اُٹھ کر ادا کروں گا۔ کیوں کہ ایسا کرنے سے اس کے اعمالنامے میں اس وقت تک نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ جب تک کہ وہ وتر ادا نہ کرلے۔

سنت نبوی کی پیروی

نیز فرماتے تھے کہ لوگوں کو اجازت نہیں کہ سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے برخلاف وتر یا بعض سنتوں میں دیر۔ جلدی۔ یا تبدیلی میں سے کام لیں۔ جو لوگ ساری رات جاگتے ہیں۔ وہ کوتہ اندیش ہیں۔ ہمارے خیال میں تو ہزار راتیں جاگنا جو بھر متابعت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے برابر نہیں۔

آنجناب رمضان کے آخری دس دنوں میں معتکف ہوا کرتے تھے۔ اور یاروں کو بلا کر فرماتے تھے کہ سوائے متابعت پیغمبر صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کسی کام کی نیت نہ کرو۔ ہمارا قطع تعلق حقیقت ہی کیا رکھتا ہے۔

اللہ کو اس لئے پیار کرتا ہوں کیونکہ وہ میرے نبی کا پروردگار ہے

آنجناب ُ مبدا، ومعاد ' میں لکھتے ہیں " کہ میں اللہ تعالےٰ کو اس واسطے پیار کرتا ہوں۔ کہ وہ محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا پروردگار ہے "

عشا اور وتر کے ادا کرنے کے بعد آنجناب جلدی بستر استراحت پر لیٹ جاتے سونے سے پہلے ادعیۂ آیات ماثورہ پڑھتے۔ خصوصًا جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن۔ سوموار کی رات اور سوموار کے دن کے آخری حصّہ میں دوستوں کو جمع کر کے ہزار

مرتبہ درود پڑھتے اور پڑھاتے. بعد ازاں ایک گھڑی مراقبہ کر کے نہایت انکساری سے دعا کرتے تھے. کیونکہ آپ ایسا کرنے کے لیئے مامور تھے۔

رسالہ صلوٰۃ ماثورہ جو ایک جزو سے زیادہ ہے یا وہ رسالہ اور دو جس کو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتب فرمایا ہے، پڑھا کرتے تھے. جمعہ کی نماز کے وقت جامع مسجد میں اور دونوں عیدوں کے وقت عیدگاہ میں حاضر ہوا کرتے نماز ظہر کو بھی بڑی احتیاط سے ادا کرتے تھے. عید الضحیٰ کے دن راہ میں بلند آواز سے تکبیریں کہتے اور کبھی کبھی فتوے کے بموجب حنفی طور پر بھی ذالحجہ کے آخری عشرے کو روزے، شب بیداری، خلوت اور کثرت عبادت میں صرف کرتے تھے. اور اس عشرے میں نہ ناخن اتارتے. نہ سر کے بال منڈاتے. تاکہ حاجیوں سے ایک گونہ مشابہت ہو جائے. کیونکہ ایسا کرنا مستحب ہے لیکن عرفہ کے روز اہل عرفات کی باقی رسوم ادا نہیں کرتے تھے. باقی عشرہ میں دن رات سورہ والفجر پڑھا کرتے۔

تراویح میں چار قرآن ختم کرتے

نماز کسوف وخسوف ادا کیا کرتے تھے. تراویح کی نماز سفر و حضر میں باجماعت ادا کرتے. ماہِ رمضان میں تراویح کی نماز میں چار مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے. ہر تراویح کے درمیان مراقبہ کرتے اور درود اور دوسری ماثورہ دعائیں پڑھتے. ماہ رمضان میں علاوہ تراویح کے اور ہر مہینہ میں چار مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔

تلاوت قرآن کا طریقہ

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے تھے. تو جناب کی پیشانئے مبارک سے صاف معلوم ہوتا تھا. کہ آنجناب پر اسرار قرآنی منکشف ہو رہے ہیں. آنجناب فرمایا کرتے تھے. کہ سبحان اللہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے کیا کیا راز قرآن شریف میں درج فرمائے ہیں. جن کا علم صرف

اس کے کامل تابع قیوم ہی سے مخصوص ہے۔ بعض آیات کو یہاں تک لے جاتا ہے۔ جو وہم و فہم سے باہر ہیں۔ نماز کے وقت خوف و رجا کی آیات اس طرح ادا فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کو ڈر اور امید کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ تلاوت میں راگ اور رواجی سُروں کو دخل نہیں دیتے تھے۔ سفر کے وقت ڈولی میں بیٹھ کر اس پر کپڑا ڈال لیتے۔ اور پھر قرآن شریف پڑھتے۔ جب سجدہ کی آیت پر پہنچتے۔ تو ڈولی سے اتر کر سجدہ کرتے چہرے پر کپڑا اس واسطے اوڑھتے تھے۔ کہ لوگوں کے ستر پر نگاہ نہ پڑے۔ جب اکیلے نماز ادا کرتے۔ تو رکوع و سجود کے وقت پانچ سات۔ نو یا گیارہ مرتبہ تسبیح پڑھتے اور فرماتے کہ شرم آتی ہے کہ اکیلے نماز پڑھتے وقت تسبیح تین مرتبہ پڑھیں۔

نماز تمام ریاضتوں اور مجاہدوں سے افضل ہے

نیز فرماتے تھے کہ نماز میں تمام سنن و آداب کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اور دل کی حضوری ہونی چاہیئے۔ کیونکہ یہی رعائتیں ذکر کی ہیں۔ ذکر کا تو حکم ہوا ہے مگر لوگ ریاضتوں کی ہوس کرتے ہیں لیکن یاد رہے کہ کوئی ریاضت یا مجاہدہ نماز کی ادائیگی کی برابری نہیں کر سکتا۔ نماز میں فرض واجب سنت وغیرہ کو کما حقہٗ ملحوظ رکھنا بہت مشکل ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "انها لكبيرة الا على الخٰشعين"، تحقیق وہ البتہ بڑی ہے مگر اوپر عاجزی کرنے والوں کے پ۱ ع ۵

نماز تہجد اور نوافل با جماعت ادا کرنے سے منع فرماتے تھے

نیز فرماتے تھے کہ میں نے بہت سے ریاضت کرنے والے اور متقی آدمیوں کو دیکھا ہے جو دوسری ریاضتوں کے آداب تو بہت ملحوظ رکھتے ہیں لیکن نماز کے آداب بجا لانے میں غفلت کرتے ہیں۔ آپ نے مکتوبات میں اس موضوع پر بہت کچھ لکھا ہے۔ اور دو رکعت نماز

تحیتہ الوضو اور مسجد کو سنن کے رنگ میں روایت فرمایا ہے۔ آنجناب سفر و حضر میں برابر اسے ادا کرتے رہے۔ فعل و عمل میں کمی بیشی نہ کرتے تھے۔ احتیاط بہت فرمایا کرتے تراویح کی نماز کے سوا کوئی نماز نافلہ باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے۔ آپ لوگوں کو عاشورہ شب برات، شب قدر، وغیرہ میں باجماعت نماز نافلہ ادا کرنے سے منع فرمایا۔ اس بارے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خاص مکتوب لکھا ہے۔ بعض بزرگوں نے نماز تہجد باجماعت ادا کی ہے۔ آپ اس سے بھی لوگوں کو منع فرماتے تھے۔ کسی کام کو شروع کرتے وقت نماز استخارہ ضرور ادا کرتے۔ کبھی دل کو حاضر پاتے۔ اور دعائے مسنون پر ہی اکتفا فرماتے۔ لیکن ہر مہم میں استخارہ کو لازم قرار دیتے۔ کئی دفعہ چند ایک مہمات کے لئے ایک ہی استخارہ کافی سمجھتے۔ تشہد کے وقت سبابہ سے اشارہ نہ کرتے۔ جو مراحل و کراہت کے درمیان ہو آپ اُسے ترک کرتے۔ ادائے فرض کے بعد دینی و دنیاوی مہم کے لئے فاتحہ جیسا کہ عموماً لوگ کرتے ہیں۔ آپ نہ پڑھتے۔ صرف فجر اور عصر کی نمازوں کے بعد ایسا کرتے۔

ہر نیک و بد کے پیچھے نماز ادا کرنے کو جائز قرار دیتے۔ فاجر کی نماز جنازہ بھی پڑھتے۔ مریض کی بیمار پرسی کرتے۔ اور مریض پر ماثورہ دعائیں پڑھتے تھے۔ رفع مرض کے لئے توجہ کرتے۔ چنانچہ ہزارہا مریض جناب کی توجہ سے صحتیاب ہوئے۔ قبروں کی زیارت کے لئے جاتے۔ استغفار اور ماثورہ دعاؤں سے ان کی مدد فرماتے۔ اور فوت شدہ آدمیوں کے احوال کی طرف متوجہ ہوتے۔ شروع شروع میں جب اپنے والد بزرگوار اور پیر کے مزار پر جاتے۔ تو قبر پر ہاتھ پھیرتے۔ آخر اسے مکروہ قرار دے کر ترک کر دیا۔ قبروں کو چومنے سے منع فرماتے تھے۔ لیکن اہل قبور سے مدد طلب کرنے کو جائز قرار دیتے تھے۔ دعوت قبول فرمایا کرتے۔ لیکن ایسی مجلس میں تشریف نہ لے جاتے جہاں پر کوئی خلاف شرع کام ہوتا۔ سوائے چند ایک مقامات

کے ذکر جہر سے منع کرتے ۔ مثلاً تشریق کی تکبیریں وغیرہ ان موقعوں پہ ذکر جہر کو جائز سمجھتے تھے ۔ جس شخص کی حالت شرع کے بال بھر بھی مخالف ہوتی ۔ آپ اسے قبول نہ کرتے ۔ اور فرماتے کہ اب احوال شریعت کے تابع ہیں نہ کہ شریعت احوال کی تابع ہے اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا ۔

نیز فرماتے تھے کہ ادھورے اور غیر مکمل درویشوں پہ مجھے تعجب آتا ہے ۔ کہ وہ اپنی کشف پہ اعتبار کرکے شریعت کی مخالفت کرتے ہیں ۔ اگر موسیٰ علیہ السلام اس وقت موجود ہوتے ۔ تو اس شریعت کی پیروی کرتے ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آنے والے ہیں وہ بھی اسی شریعت کے پیرو ہوں گے ۔ ان خالی ہاتھ بے سروپا لوگوں کی کیا مجال کہ علمائے ماتریدیہ و اشعریہ کی مخالفت کریں ۔ یہ بزرگ اقتباسِ نبوت کی نسبت اور اولیا کے نزدیک تھے ۔

خواص بشر خواص ملائکہ سے افضل ہیں

بشر کے خواص کو خواص ملک سے افضل کہتے اور نبوت کو ولایت سے افضل سمجھتے تھے ۔ خواہ ولایت اسی نبی کی کیوں نہ ہوتی ۔ صحو کو سکر پہ ترجیح دیتے ۔ اصحابؓ کے باہمی تنازعہ کو نیکی پہ محمول کرتے ۔ جو کہتے اجتہاد سے کہتے ۔ حرص و ہوا سے دور رہتے اس بارے میں آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی ایک مکتوب لکھے ہیں نقشبندیہ طریق کو باقی تمام طریقوں سے افضل و اعلیٰ جانتے تھے ۔ اس طریقہ کی بابت فرمایا کرتے تھے کہ بعینہٖ صحابہ کرام کا طریقہ ہے ۔ دوسرے سلسلوں میں جو بات انتہا پہ نصیب ہوتی ہے وہ اس طریقہ کی ابتداء ہی میں حاصل ہوجاتی ہے اور یہ کہ اس طریقہ کی نسبت باقی تمام طریقوں سے افضل ہے ۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی سے اختلاف کے باوجود احترام اور محبت

خواجہ علاؤالدین

عطار، خواجہ محمد پارسا اور خواجہ احرار قدس اللہ سرہم العزیز کی بعض نو پیدا کردہ باتوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت ہی بزرگ خیال فرمایا کرتے تھے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ گو مجھے شیخ صاحب سے بہت محبت ہے لیکن آپ کے بعض کشفی علوم کو میں پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ اصل معاملہ اس کے خلاف ہے لیکن چونکہ کشفی خطا ہے اس لئے ماخوذ نہیں ہو سکتے۔

اجتہادی غلطی اور غلط تقلید

اسی طرح اجتہادی خطا قابل مواخذہ نہیں لیکن مقلد مخطی قابل مواخذہ ہے۔ کیونکہ ایک کا کشف دوسرے کے لئے حجت نہیں ہو سکتا۔ آنجناب بعض دینی کتابوں مثلاً صحیح بخاری، مشکوٰۃ، قدوری، ہدایہ اور شرح مواقف و عوارف پڑھایا کرتے تھے۔ اور طلبہ کو تحصیل علم کی رغبت دلایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ تحصیل علم دین سلوک صوفیہ سے مقدم ہے لیکن اسلام کے ضروری مسائل یعنی مسائل فقہ نماز، روزہ وغیرہ اور سلوک باطنی کو فرض جانتے تھے جب آنجناب سفر کرتے۔ تو ان دنوں میں کرتے جن میں حدیث کے بموجب کرنا جائز ہے۔ لیکن کسی خاص گھڑی کو روانہ ہونے سے پرہیز کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے بعد تمام گھڑیوں کی نحوست ختم ہو چکی ہے۔ سفر کے بارے میں جو ادعیہ ماثورہ تھیں پڑھا کرتے تھے۔ الحمد للہ اور استغفار بکثرت پڑھا کرتے تھے۔ تھوڑی سی نعمت کا بہت سا شکر ادا کرتے تھے۔ اور تھوڑے سے ادب کو ترک ہو جانے پر بہت استغفار کرتے تھے۔ اگر بلا نازل ہوتی تو شکریہ ادا کرتے تھے۔ اور فرماتے کہ یہ ہمارے نفس کی شامت ہے۔ انہیں اعمال کی دوستوں کو بھی تاکید کرتے۔ ریا، اور خود پسندی کو پاس نہ پھٹکنے دیتے۔ کیونکہ ریا اور خود پسندی اعمال کو اس طرح نیست و نابود کر دیتی ہے۔ جیسے آگ ایندھن کو۔

نیز فرمایا کرتے تھے کہ جو مصیبت تم پر نازل ہو اسے باطنی ترقی کا ذریعہ خیال کیا کرو۔ دوسرے مؤرخوں نے آنجناب کے دن رات کے احوال مفصل لکھے ہیں۔ بلکہ ان حالات میں الگ رسالے ہیں۔ لیکن اس کتاب میں ان احوال کی گنجائش نہیں۔ صرف تھوڑا سا حال بطور یمن و تبرک نقل کیا ہے۔

حضرت مجدد کا لباس اور حلیہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ بعینہٖ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ تھا۔ آنجناب کا لباس بھی صحابہ کرام کا سا تھا۔ چنانچہ ایک بڑا عمامہ سر مبارک پر ہوتا۔ مسواک دستار کی کور میں۔ شملہ دونوں کندھوں کے بیچ تک۔ قمیص کے گریبان کا شگاف دونوں کندھوں پر شرعی پاجامہ ٹخنوں سے اوپر تک بلکہ نصف پنڈلی تک۔ کفش مبارک پاؤں میں، عصا ہاتھ میں، سجادہ کندھے پر، سجدے کا نشان پیشانی مبارک پر تھا۔ رخساروں پر نور چمکتا تھا جو باطنی نورانیت کی علامت تھا۔ آنجناب کا قد خاصا، بدن مبارک نازک، رنگ گندم گوں۔ آنکھیں بڑی بڑی سرخی مائل اور ناک اونچی تھی۔ پیشانی مبارک پر بھوؤں کے درمیان سے لے کر تمام سجدہ تک ایک سرخ خط تھا۔ جو ستارے کی طرح چمکتا تھا۔ جناب کی ریش مبارک میں سپیدی غالب تھی دست مبارک بڑے بڑے۔ انگلیاں باریک، پاؤں بہت ہی لطیف تھے۔ آنجناب کے بدن مبارک پر سوائے سر، داڑھی اور سینے پر تو بھی تھوڑے، کے سوائے اور کہیں بال نہ تھے۔ لطافت اور نزاکت اس قدر تھی۔ کہ آنجناب کا کمر بند آج کسی نازک سے نازک اور لاغر سے لاغر کمر پر نہیں تھا۔ غرضیکہ لطافت و نزاکت بدرجہ غایت تھی۔ آپ کے لباس اور عادات و شمائل کو ملا بدرالدین علیہ الرحمۃ نے حضرات القدس میں مفصل لکھ دیا ہے۔ اس میں سے دیکھ لینا چاہیئے۔

حضرت قیوم اوّل خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی کے خصائص

حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام خصائص کا بیان تو ناممکن ہے۔ البتہ چند ایک مشہور خصائص یہاں پہ لکھے جاتے ہیں۔

خاصہ: آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق تعالیٰ نے مجدّد الف ثانی بنایا۔

خاصہ: آنجناب "قیوم اوّل" ہوئے جو پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک سے بعد کوئی نہیں ہوا تھا۔

خاصہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے آنجناب کو "خزینۃ الرحمۃ" بنایا اور رحمت کا تمام قلمدان جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل عنایت فرمایا۔

خاصہ: حضرت مجدد الف ثانی کا بدن مبارک جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی طینت کے بقیہ خمیر سے تخلیق فرمایا۔

خاصہ: اللہ تعالےٰ نے آپ کو محبوبیت ذاتی جو طینت محمدی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے۔ عنایت فرمائی۔ جو اس سے پہلے کسی ولی کو عنایت نہ ہوئی تھی۔

خاصہ: آنجناب کو خلعت ابراہیمی حاصل ہوئی۔

خاصہ: آنجناب نے ملاحت وصباحت کو ملایا جو آجتک کسی نے نہ کیا۔

خاصہ: اللہ تعالےٰ نے آپ کو سابقین کے زمرہ میں داخل فرمایا۔

والسابقون السابقون اولٰئك المقربون -

خاصہ: باوجود ضمنیت کے اللہ تعالیٰ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے طفیل آنجناب کو اصالت عطا فرمائی۔

خاصہ: اللہ تعالیٰ نے آپ پہ مقطعات قرآنی کے اسرار منکشف فرمائے۔ جو کسی ولی اللہ کو نصیب نہ ہوئے تھے۔

خاصہ: اللہ تعالیٰ نے آنجناب سے بے واسطہ کلام کیا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیا۔

خاصہ: اللہ تعالیٰ نے آنجناب کو کئی ایک خصوصی نسبتیں مثلاً تجدّد قیومیّت، محبوبیّت ذاتی، اصالت، طینت، خلت، خلافت، امامت، قطبیت اور فردیّت وغیرہ عنایت فرمائیں۔

خاصہ: اللہ تعالےٰ نے آنجناب کو حق الیقین سے مشرف فرمایا۔ نیز جسے اولیاء نے حق الیقین کہا ہے وہ علم الیقین کا انتہائی درجہ ہے۔

آپ لکھتے ہیں کہ حق الیقین کی بابت کیا کہہ سکتا ہوں اور کیا سمجھ سکتا ہوں یہ معارف ولایت کے احاطہ سے خارج ہیں، صحابہ کرام کے سوا باقی بڑے سے بڑے اولیاء بھی علمائے ظاہری کے رنگ میں ان معارف کے ادراک سے عاجز ہیں۔ یہ علوم مشکوٰۃِ نبوت سے مقتبس ہیں۔ جو تجدید کے بعد بطورِ تبعیت ظاہر ہوئے ہیں۔

خاصہ: آنجناب نے اس قدر عجیب و غریب اور نادر و عالی علوم و معارف بیان فرمائے جن کا آپ سے پہلے کسی ولی اللہ نے ذکر تک نہیں کیا۔

خاصہ : حق تعالیٰ نے آنجناب کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سات درجے عنایت فرمائے۔ یہ سات درجے سوائے صحابہ کرام کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئے۔ باقی اولیاء اللہ کو صرف دو درجے حاصل ہوئے۔

خاصہ : آنجناب کے تمام علوم و معارف شریعت کے تابع ہیں۔ لیکن دوسرے اولیا بعض اعمال کے مخالف شریعت بھی ہیں۔

خاصہ : آنجناب پر حق تعالیٰ نے اولیاء، انبیاء اور فرشتوں کی ولایات و درجات ظاہر کئے جو علی الترتیب ولایت صغریٰ، ولایت کبریٰ اور ولایت علیا ہیں۔ باقی تمام اولیا سوائے صحابہ کرام کے ولایت صغریٰ میں ہیں۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے آنجناب پر نبوت و رسالت کے کمالات جو ولایت کے کمالات سے بڑھ کر ہیں۔ ظاہر کئے۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے آنجناب پر کعبہ، قرآن شریف اور نماز کی حقیقت جو کمالات کا انتہائی درجہ ہے ظاہر فرما دی تھی۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کے مریدوں کو تین ولائیتوں (صغری، کبریٰ، علیا) کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ (حقیقت کعبہ، حقیقت قرآن، حقیقت نماز) سے مشرف فرمایا تھا۔

خاصہ : آج تک آنجناب کے مرید مذکورہ بالا کمالات حاصل کر رہے ہیں۔

خاصہ : حق تعالیٰ نے آنجناب کے حق دنیا بمنزلہ آخرت کر رکھی تھی۔

خاصہ : آنجناب کی ولایت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاص ولایت ہے۔

خاصہ: اللہ تعالیٰ نے آنجناب کو مقام رضا سے جو کہ ولایت کا آخری مقام ہے۔ مشرف فرمایا۔

خاصہ: اللہ تعالیٰ نے آنجناب پر سلوک اور معرفت ذات و صفات کے تمام طریقے منکشف فرمائے۔ اور اس راہ کا کوئی کوچہ ایسا نہیں جہاں سے آنجناب کا گذر نہ ہوا۔

خاصہ: اللہ تعالیٰ نے سیر انفسی و آفاقی اور جذبہ و سلوک کے علاوہ ایک خاص طریقہ آنجناب پر ظاہر کیا۔ جسے آنجناب نے اپنے مکتوبات میں طریق اقتباس نبوت، سے تعبیر فرمایا ہے۔

خاصہ: آنجناب کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی، عنایت فرمایا۔

خاصہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اقرار کیا۔ کہ جو شخص قیامت تک آنجناب کے طریقہ میں داخل ہوگا۔ وہ بخشا جائے گا۔

خاصہ: آنجناب کا روضہ مبارک زمین جنت میں بنایا گیا ہے۔ اگر آنجناب کے روضہ کی تھوڑی سی مٹی کسی شخص کی قبر میں ڈال دی جائے تو وہ بھی بخشا جاتا ہے۔

خاصہ: آنجناب کی زیارت کے لئے کعبہ معظمہ سرہند میں آیا اور آنجناب کی قبر میں قرار کیا۔ آنجناب کی خانقاہ کی زمین فی الواقع کعبہ کی زمین ہے۔ خاص کر آنجناب کا بدن مبارک طینت پیغمبری صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے خمیر کے بقیہ کا ہے۔

خاصہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو آنجناب کا داماد بنایا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

خاصہ: حضرت خضر اور الیاس علیہما السلام نے آنجناب سے ملاقات

کی اور اپنی حقیقت و حیات آنجناب سے بیان کی۔

خاصہ : تمام سالکوں کے مشارب اور ولایات آنجناب پر روشن و ظاہر ہوئے۔

خاصہ : تمام انبیاء فرشتوں کے حقائق اور اصحاب سلوک اور اولیائے امت کے سلوک کو آنجناب نے بیان فرمایا۔

خاصہ : آپ نے لکھا ہے کہ میں ایسے مقام پر پہنچا جہاں ازل و ابد یکجا تھے اور وہاں پہ گذشتہ افعال اس طرح دکھائی دیتے تھے۔ گویا اب ہو رہے ہیں اور جو حادثات آئندہ ہونے والے ہیں۔ وہ اس وقت موجود ہیں۔ ماضی اور استقبال دونوں کو موجود پایا۔

خاصہ : ایک مقام پر آنجناب لکھتے ہیں کہ قیامت تک جس قدر میرے مرید زن و مرد، بچے بوڑھے میرے سلسلہ میں ہوں گے۔ وہ اللہ تعالےٰ نے مجھے دکھا دیئے ہیں۔ اگر میں چاہوں تو ان کے نام و مقام بتا سکتا ہوں۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کے طریقہ کو باقی طریقوں سے افضل بنایا اور اس طریقہ مجددیہ والے باقی طریقے والوں کی نسبت بہشت میں پہلے داخل ہوں گے۔

خاصہ : جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے کثرت سے نیک مردوں کا حشر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ میں ہوگا۔

خاصہ : ابتدائی دور میں حضرت علی المرتضےٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے آنجناب پر ظاہر ہو کر فرمایا کہ میں تمہیں آسمانی علم سکھانے آیا ہوں۔

خاصہ: آنحضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام کمالات و خصائص جو مذکور ہوئے ہیں۔ حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے سوائے تجدید کے باقی تمام آنجناب کے فرزند صُلبی کو معہ قیومیت عنایت فرمائے چنانچہ آنجناب کی اولاد میں تین قیوم ہوئے یعنی قیوم ثانی، قیوم ثالث اور قیوم اربع رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

خاصہ: حضرت مہدی موعود علیہ السلام بھی آنجناب کے سلسلہ طریقت میں ہوں گے اور آنجناب کے سب سے بڑے خلیفوں میں شمار ہوں گے۔ چنانچہ خود آنجناب نے لکھا ہے کہ مہدئے موعود ہمارے عزیز الوجود نسبت پر مبعوث ہوں گے۔

خاصہ: قیامت تک تمام خلقت کو فیض۔ رشد، ہدایت، ایمان، عمر، شفا رزق، روزی غرضیکہ تمام دینی و دنیوی امور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل و وسیلہ سے نصیب ہوں گے۔

خاصہ: "تمام اولیائے امت نے جن مخالف شرح امور مثلاً" وحدت وجود۔ رقص اور سماع وغیرہ کو رواج دیا تھا۔ آنجناب نے سب کو منسوخ کر دیا یعنی کسی کو آنجناب کے وقت سے لے کر ان باتوں سے باطنی ترقی نصیب نہ ہوگی۔

خاصہ: آنجناب کے تصرف سے قطب ستارہ شق ہوا۔ اس سے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلے اور آنجناب کی تجدید الف اور دیگر کمالات کا لوگوں کو یقین دلایا۔

خاصہ: آنجناب امتِ محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آخری مجتہد تھے اور آنجناب نے اجتہاد یہ مسائل اس قسم کے بیان فرمائے جو

آنجناب سے پہلے کسی مجتہد نے بیان نہ کئے تھے۔

خاصہ: تمام اہل مذہب مجتہدوں نے آپ سے ملاقات کی اور مناظرہ کیا۔ ان میں سے ہر ایک کا نور آنجناب میں آگیا۔

خاصہ: جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے آنجناب کے مبعوث ہونے کی خبر دی تھی جیسا کہ ان احادیث سے ظاہر ہے جن کا بیان پہلے ہو چکا ہے۔

خاصہ: دوسرے اولیائے امت نے بھی آنجناب کے وجودِ مسعود کی اطلاعیں دیں جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

خاصہ: آنجناب کے پیر و مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آنجناب کے پیر بھی تھے اور مرید بھی۔ اور آنجناب سے فیض اخذ کیا۔

خاصہ: آنجناب کو دیکھنے سے پہلے آنجناب کا قطب الاقطاب ہونا معلوم ہو چکا تھا اور آنجناب کو ایک شمع عظیم کی صورت میں آنجناب کی ولادت سے کئی سال پہلے دیکھ چکے تھے۔

خاصہ: حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات سے پہلے معلوم کر چکے تھے کہ آنجناب تمام اولیائے امت کے سردار ہیں۔

خاصہ: حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ایک مخصوص دوست کو فرمایا تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرہند سے تشریف لائیں گے۔ تو میں تمہارے بارے میں ان سے التماس کروں گا۔ وہ چھ روز میں تمہارا کام سنوار دیں گے۔

خاصہ : آنجناب کے پیر نے اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو آنجناب کے حوالے کیا اور خود کھلم کھلا آکر آنجناب کے حلقہ میں شامل ہوئے۔

خاصہ : آنجناب کے مرشد نے آپ کی خدمت میں لکھا کہ میں نے درگاہِ ولایت میں نیاز مندی عرض نہیں کی۔

خاصہ : آنجناب کے پیر و مرشد نے آنجناب کی خدمت میں لکھا کہ مجھے آنجناب کی خدمت میں درویشوں کی باتیں لکھتے شرم آتی ہے۔

خاصہ : نیز آنجناب کے پیر و مرشد نے آنجناب کی طرف لکھا کہ ہمیں اپنی حد کو ملحوظ رکھنا اور فضول سے بچنا چاہیئے۔

خاصہ : آنجناب کے پیر و مرشد نے آپ کی طرف لکھا۔" وللارض من کاس الکریم نصیب" زمین کو بھی سخی کے پیالہ سے حصہ ملتا ہے۔

خاصہ : آنجناب کے پیر نے آنجناب کی طرف لکھا۔ "شیخ الاسلام کہتا تھا۔ اگرچہ میں خرقانی کا مرید ہوں۔ لیکن اگر اس وقت خرقانی زندہ ہوتے تو باوجود پیر ہونے کے میرے مرید بن جاتے۔" مطلب یہ کہ وہی حال ہمارا اور تمہارا ہے۔

خاصہ : آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر نے لوگوں کو فرمایا کہ حضرت شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا آفتاب ہے کہ ان کے سامنے ہم جیسے ہزاروں ستارے ماند ہیں۔ چنانچہ یہ قصہ مفصل بیان ہو چکا ہے۔

خاصہ : آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر نے اپنے دوستوں کو فرمایا کہ مجھے حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل معلوم ہوا کہ توحید ایک تنگ کوچہ ہے۔ اور یہ کہ شاہراہ اور ہے۔

خاصہ: تمام سیر و سلوک آنجناب کو صرف دو مہینے میں حاصل ہوا۔ آنجناب کے خصائص اس قدر نہیں کہ انہیں کوئی شمار کر سکے۔ اس واسطے ایک اور خط لکھ کر القلیل یدل علی الکثیر پر عمل کرتا ہوں۔

خاصہ: زمانہ کے بڑے بڑے علماء اور مشائخ نے آنجناب کے کمالات قیومیت اور تجدید الف وغیرہ کا لوگوں کو یقین دلایا۔ چنانچہ مولوی عبدالحکیم صاحب سیالکوٹی جیسے جید عالم آنجناب کی تجدید کے اقرار کرنے والے تھے جیسا کہ پہلے مفصل بیان ہو چکا ہے۔

حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی کی یادگار وصیتیں

ناپائدار زمانے کا مدار بے وفائی پر ہے اور بے وفا و کج رفتار آسمان کی وضع بے بقائی پر ہے ؎

کنج اماں نیست دریں خاکداں	مغز وفا نیست دریں استخواں
آنچہ دریں مائدہ حرکتے است	کاسۂ آلودہ دست تہی است

حضرت مجدد اپنے وصال کا اعلان کرتے ہیں

تجدید الف کے تیئسویں سال کے آخر میں عید الضحیٰ کی نماز ادا کرنے کے بعد حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا "میں نے پہلے ہی تمہیں اطلاع دے دی تھی کہ میں عنقریب دنیا سے سفر کرنے والا ہوں اور قضائے مبرم سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ میری عمر سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم کے مطابق تریسٹھ سال ہو گی۔ اب تریسٹھواں سال ختم ہونے کو ہے۔ میں بہت جلدی تم لوگوں سے جدا ہو جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل کروں گا۔ خدا کے بندو! جو کچھ مجھے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ملا تھا وہ میں نے تم تک پہنچا دیا۔ یہ بھی تمہیں معلوم ہے کہ تجدید الف اور ملت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رواج دینے میں میں نے کس قدر کوشش کی۔ کس قدر ظلم وستم سہے۔ بادشاہ کی قید منظور کی۔ بادشاہ کے لشکر میں رہنا اختیار کیا۔ اب میں تم سے جدا ہوتا ہوں اور تمہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ میری تمہاری ملاقات اب قیامت کے دن جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حساب کے وقت ہو گی۔ تم اس بات کے گواہ رہنا کہ مجھ سے اس بارے میں کوئی کمی نہیں رہی۔ کیونکہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تم سے پوچھیں گے کہ مجدد الف ثانی نے تم سے کیونکر زندگی بسر کی؟" سب نے یک زبان ہو کر عرض کیا۔ "یا امام الاولیاء یا نائب اتم خاتم الانبیاء! واقعی آپ نے شریعت کو رواج دینے اور مذہب کی تجدید میں بدرجہ انتہا کوشش کی۔ اور اس کوشش کے دوران میں جو جو تکالیف اور مصائب آپ کو پیش آئے اُن پر آپ نے صبر کیا۔ اور شکر الٰہی بجا لائے۔ ہمیں سیدھی راہ دکھلائی۔ تمام جہان کو گمراہی سے نکال کر ہدایت کی راہ دکھائی۔ شریعت وطریقت و زینت بخشی۔ دین اسلام کو وہ تقویت دی جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور انہیں الفاظ میں ہم قیامت کے دن جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں گواہی دیں گے۔"

حضرت مجدد الف ثانی کا اپنے مریدوں کے لئے آخری دُعا

آخر میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضرین کے حق میں دعائے خیر کی اور فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ تمہیں کمالیت

کا انتہائی درجہ عنایت فرمائے۔ دنیا میں تمہاری زندگی آسودگی سے گذرے۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ قرآن شریف اور سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنا۔ دین حق کے مجتہدوں کی فرمانبرداری کرنا۔ اس میں سرمو فرق نہ لانا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ایمان میں خلل آتا ہے۔ خلاف شرع مشائخ سے بچنا۔ جو فقرا وحدت وجود کے قائل ہیں اور رقص و سماع کو کام میں لاتے ہیں۔ وہ جھوٹے مدعی ہیں اور شریعت محمدیہ کے منحرف ہیں۔ کیونکہ جو احوال سالک پر ان امور سے وارد ہوئے۔ میں نے انہیں جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیش کیا۔ انہوں نے ایسے معاملات سے منع فرمایا۔ اس لئے میں نے لوگوں کو ایسا کرنے سے روکا۔ آئندہ یہ احوال کسی پر ظاہر نہ ہوں گے۔ اس سے فائدہ تو تھوڑوں کو پہنچتا ہے لیکن نقصان بہتوں کو ہو جاتا ہے۔ شریعت اور طریقت پر ثابت قدم رہنا۔ عمل عزیمت پہ کرنا۔ کرامت اور رخصت کو اعمال میں داخل کرنا۔ ذکر شغل اور مراقبہ بکثرت کرنا۔ عبادت بہت ہی کیا کرنا۔ اپنا سارا وقت یاد الٰہی میں صرف کرنا۔ تاکہ باطنی احوال کشادہ ہو جائیں۔

شریعت کے بغیر باطنی ترقی نہیں ہو سکتی

اس وقت سے لے کر قیامت تک باطنی ترقی شریعت پہ ثابت قدم رہنے اور سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے کے بغیر محال ہے اگر کوئی شخص شریعت کا مخالف ہو۔ اور اس سے خوارق عادات یا کرامات ظاہر ہوں تو انہیں کرامات نہ سمجھنا۔ وہ در اصل استدراج ہے اور حقیقت میں ایسے شخص کو معرفت الٰہی کا مس تک نہیں۔ وہ سراسر محروم ہے۔ بلکہ دین اسلام میں خلل ڈالنے کا موجب ہے۔ ایسی باتیں میں نے اپنے مکتوبات میں بہت لکھی ہیں۔ اسی واسطے یہ باتیں میں نے مفصل لکھ دی ہیں۔ میں اپنا کلام تمہارے لئے چھوڑے جاتا ہوں۔ اس پر عمل کرنا تاکہ تمہیں نجات نصیب ہو اور علم باطنی سے تمہیں حصہ ملے۔

قیامت تک سلسلہ مجددیہ میں آنیوالے تمام مریدوں کے حالات کی خبر

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان تمام مریدوں کا حال مجھ پر منکشف فرمایا ہے جو قیامت تک میرے سلسلے میں داخل ہوں گے۔ اگر میں چاہوں تو ان میں سے تمام مردوں، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے نام و مقام تک بتا سکتا ہوں۔ امت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے اکثر نیک لوگ مجھے اپنے سلسلے میں معلوم ہیں۔ اگر حساب کیا جائے تو قیامت کے دن نیک آدمیوں میں سے نصف سے زیادہ ہمارے سلسلے میں ہوں گے۔ اور قیامت تک علم و فضل ولایت، معرفت، قطبیت اور فردیت وغیرہ ہمارے سلسلہ میں رہیں گے۔ یاد رکھو میرے فرزندوں کی عزت کرنا۔ ان سے دعا و توجہ کے لئے التماس کرنا۔ سختی اور مصیبت میں ان سے مدد طلب کرنا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پوری پوری معرفت اور مکمل قرب عطا کر رکھا ہے۔ وہ تمام جہان سے شریف و کریم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے وعدہ کیا ہے۔ کہ ہماری نسبت خاصہ اور تمام جہاں کی قطبیت قیامت تک ہمارے فرزندوں میں رہے گی۔ ہر زمانے میں وہ بلحاظ علم و فضل، ولایت، معرفت خدا اپنے زمانے میں سب سے افضل ہوں گے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی کو خطاب

بعد ازاں حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جو فرزند ہماری نسبت خاصہ اور قطبیت زمان کا عہدہ رکھیں گے۔ وہ تمہاری نسل سے ہوں گے۔ پھر فرمایا کہ محمد معصوم تمہارے بیٹے میری طرح ہوں گے۔ خصوصاً میرے انتقال کے بعد اسی سال تمہارے ہاں ایک لڑکا ہوگا۔ جو کمالات اور بزرگی میں بعینہٖ مجھ جیسا ہوگا۔ واقعی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ایسے ہی ہوئے خصوصاً حضرت حجت اللہ ومروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہما گویا

وہ مجدد الف ثانی وقت تھے۔ اور یہ جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ اسی سال تمہارے ہاں لڑکا ہوگا۔ اس سے مراد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو اسی سال پیدا ہوئے۔

کمالات مجددیہ چار نسلوں تک رہیں گے

بعد ازاں حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ کمالات جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عنایت فرمائے ہیں چار قرن تک رہیں گے۔ اور کچھ ان کا بقیہ دو قرن تک۔ اور رہیں گے۔ وہ کمالات بارہویں صدی ہجری کے اخیر تک ختم ہو جائیں گے۔ ان کمالات سے مراد طینت، اصالت، قرآن شریف کے مقطعات کے حقائق اور قیومیت ہیں۔

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال سے لے کر حضرت قیوم چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک چار قرن گذرے۔ ان کمالات کا کچھ بقیہ دو قرن تک قیوم چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض اصحاب میں رہے گا۔ پھر بالکل چھپ جائے گا۔ پھر حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے فرزندوں کی اور تمام سلسلہ کی سختی اپنے ذات پر جھیلی ہے۔ یعنی جتنا عرصہ میں بادشاہی قید میں رہا۔ اس عرصہ میں اولاد اور سلسلہ کی ساری آئندہ سختی میں نے اپنے اوپر برداشت کر لی ہے۔ آئندہ تم پر کوئی سختی نہ ہوگی۔ یعنی سلوک کی سختی اس میں جوں جوں آنجناب سختی برداشت کرتے۔ توں توں باطنی کمالات میں ترقی ہوتی جاتی۔ اب بغیر تکلیف کے نہایت آسانی سے قرب الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ بادشاہ یا حاکموں کی طرف سے بھی کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ واقعی ایسا ہی ہوا چنانچہ شاہزادہ دارا شکوہ نے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تکلیف پہنچانے کے لئے بڑی منصوبہ بازیاں کیں لیکن تمام بے سود۔ حضرت قیوم چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخالفوں نے ضرر پہنچانا چاہا۔

لیکن کچھ پیش نہ گئی۔ اس کا مفصل حال انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ لکھا جائے گا۔

تیرھویں صدی کے فتنے

بعد ازاں حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو اطلاع دی کہ تیرھویں صدی میں فتنے برپا ہوں گے اور جہان پُر آشوب ہو جائے گا۔ لیکن تم سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم پہ قائم رہنا۔ شریعت اور طریقت پر پورے طور سے کاربند رہنا۔ اور جہاں تک ہو سکے فساد کو مٹانا اور بدعت کو دُور کرنا۔ انشاء اللہ تعالیٰ تم بدعت کنندوں پہ غالب آؤ گے اور تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ حتیٰ کہ دجال کو بھی ہماری خانقاہ میں آنے کی جرأت نہ ہو گی۔ فساد و بدعت کو مٹانے کی کوشش کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کے بزرگوں کو جو ہمارے فرزند اور خلفاء ہیں۔ رئیسِ عالم بنایا ہے۔ وہ خلقت کی طرف متوجہ رہیں گے۔ ہمارے اس سلسلہ کو اس قدر فروغ ہو گا کہ تمام جہان مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک ہمارے سلسلہ مجددیہ سے بھر جائے گا۔ اگر ہزار مسلمان جمع ہوں گے تو ان میں سے چھ سات سو ہمارے سلسلہ کے مرید ہوں گے۔ باقی ہمارے معتقد ہوں گے۔ دوسرے سلسلے کمیاب ہوں گے۔ ایک عرصہ دراز کے بعد امام مہدی علیہ السلام پیدا ہونگے تو ہمارے طریقہ میں مرید ہوں گے۔ یہ تمام کمالات پھر مہدی علیہ السلام پر منکشف ہونگے وہ ہمارے نسبتِ خاصہ کو رواج دینگے۔ اور ہمارے کمالات کا یقین کرینگے۔ بلکہ اپنی امامت میں پہلی بات جو کریں گے۔ وہ ہمارے کمالات کی تصدیق ہو گی۔ ہمارے فرزندوں میں سے ایک شخص احمد نامی مہدی علیہ السلام کا وزیر اعظم ہو گا۔ میں کہاں تک اس سلسلہ کی تعریف کروں۔ کہ اس کے شروع میں میں وسط میں محمد معصوم اور اس کے فرزند اور اخیر یہ امام مہدی ہیں۔

حضرت امام مہدی کے وزیر اعظم حضرت مجدد کی اولاد سے ہونگے

ایک روایت ہے کہ آنجناب نے

یہ بھی فرمایا کہ مہدی موعود علیہ السلام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی کی اولاد سے ہوں گے اور ان کے وزیر اعظم احمد نام آنجناب کی اولاد نرینہ سے ہونگے۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وزیر اعظم ہماری اولاد سے ہوگا۔

میرے (مصنف کتاب) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد نرینہ اور حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد مادینہ سے ہوں گے۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ عزیز میری اور میرے بھائی مروج الشریعت کی اولاد سے ہوگا۔

خواجہ محمد پارسا اپنے والد بزرگوار کی بابت بیان کرتے ہیں کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قطبیت عالم کا منصب مہدی موعود علیہ السلام تک حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد میں رہے گا۔
واللہ اعلم بالصواب۔

اکثر مقامات پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کمالات لکھنے کے بعد تحریر کیا ہے کہ اس کے سچے گواہ حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام آنے والے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام ظاہر و باطن میں ہمارے طریقہ کو رواج دیںگے۔

حضرت مجدد کا الوداعی سلام

مذکورہ بالا وصیتوں کے بعد آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ یارو! اب میں تم سے وداع ہوتا ہوں۔ یہ سن کر لوگوں نے رونا شروع کر دیا۔ اور آنجناب خلوت میں تشریف لے گئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیتیں تو بہت ہیں لیکن یہاں مجملاً نقل کی گئی ہیں۔
جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلوت خانہ میں تشریف لے گئے۔ تو تھوڑی دیر

دوپہر کو سو کر اُٹھے اور فرزندوں اور اہلبیت کو طلب فرمایا اور کہا کہ دو ماہ بعد موسم سرما آنے والا ہے۔ اس میں مَیں نہیں ہُوؤنگا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ آپ مکان بنوانا چاہتے ہیں۔ آنجناب نے فرمایا۔ نہیں بلکہ مَیں اس جہاں میں نہیں رہوں گا۔ ماہِ ذوالحجہ کے وسط یعنی ماہ میزان کے شروع میں آنجناب کو ضیق النفس کا عارضہ لاحق ہوا۔ چند روز اس مرض کا غلبہ رہا۔

حضرت جناب غوث اعظم کے ایک شعر کی تشریح

انہیں ایّام مرض میں ایک روز آنجناب مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آج حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہو کر فرماتے ہیں کہ لوگ میرے اس شعر کے معنوں کی بابت حیران ہیں۔ ؎

افلت شموس الاوّلین وشمسنا !
ابداً علیٰ افق العلےٰ لاتغربُ

ترجمہ: گذشتہ لوگوں کے آفتاب غروب ہو گئے۔ لیکن ہمارا آفتاب بلند افق پہ چمکتا رہے گا۔ کبھی غروب نہیں ہوگا۔

اگر آپ اس کا حل لکھیں تو آپ کو اس مرض سے صحت ہو جائے گی۔ لیکن چونکہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیدار پروردگار کا شوق بہت تھا۔ اس لئے بسبب کثرت شوق آپ آبدیدہ ہو گئے۔ اور یہ دُعا اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ، بار بار پڑھتے اور فرماتے کہ اگر طبیب کہہ دے کہ تم لا علاج ہو تو مَیں بہت سا روپیہ راہِ خدا میں صرف کروں گا۔ مرض موت میں آنجناب نے حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیّت فرمائی کہ مذکورہ بالا شعر کا حل ضرور لکھنا۔ اور خود زبانِ مبارک سے اس کی تشریح کر دی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنجناب کی اس وصیّت کو آپ کی اعزا داری کے دِنوں میں پورا کیا۔ اور مکتوبات کی تیسری

جلد میں داخل کر دیا۔ چنانچہ اس جلد کے آخیر میں بھی درج ہے۔ جو مکتوب شیخ نور محمد بہاری کے نام لکھا گیا ہے۔ اس جلد کے مکتوبات کی تعداد قرآنی سورتوں کی تعداد کے موافق ایک سو چودہ ہیں۔ اس جلد کو خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جمع کیا۔

اگرچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چند روز کے لئے صحت ظاہری نصیب ہوئی۔ تو فرمایا کہ مرض کی شدت کے دنوں میں وہ ترقی اور نعمت نصیب ہوئی جو صحت میں بھی حاصل نہ ہوئی تھی۔ ان دنوں آنجناب عام خیرات و صدقے کرتے۔ لوگوں نے پوچھا کیا آپ رفع مصیبت کے لئے صدقہ دیتے ہیں؟ فرمایا شوق وصال کے لئے۔ عاشورہ کے روز مذکورہ بالا وصیتیں پھر لوگوں کو فرمائیں۔ بارہویں محرم کو لوگوں کو فرمایا کہ مجھے خبر دی گئی ہے۔ کہ چالیس پچاس دن بعد تمہیں اس جہان سے اُس جہان میں جانا ہوگا۔ اور مجھے میری قبر دکھائی گئی ہے۔ یہ خبر سن کر لوگ رونے لگے۔ ان دنوں خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بہت رویا کرتے تھے سعید دہر و جلیل عصر حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رونے کا سبب پوچھا۔ تو فرمایا کہ حضرت ذو الجلال کا شوق وصال غالب ہے۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی زندگی کا اختیار آپ کو دے رکھا ہے۔ تو اور تھوڑا عرصہ اس جہان کی سیر کیوں نہیں کر لیتے۔ آنجناب نے فرمایا۔ میں زندگی کی نسبت بحالت وفات تمہاری زیادہ مدد کر سکوں گا۔ کیوں کہ یہاں پر بشری تعلقات اور قیود ہیں۔ جو مدد کو بعض وقت مانع ہوتے ہیں لیکن مرنے کے بعد محض فراغت اور تجرد ہوں گے۔

بزرگانِ سرہند کے مزارات کی آخری زیارت

انہیں دنوں میں ایک روز آنجناب اپنے والد بزرگوار کے مزار کی زیارت کو گئے۔ دیر تک مراقبہ کئے بیٹھے رہے۔ بعد ازاں اُٹھ کر فاتحہ پڑھا اور قبرستان کے حق میں دیر تک دعا و استغفار میں مشغول رہے۔ حتیٰ کہ حاضرین

نے عرض کی کہ کاش ہم بھی اس وقت اہل قبور سے ہوتے۔ تاکہ یہ دعا ہمارے حق میں ہوتی۔ آنجناب ان قبرستان والوں سے رخصت ہونے کے لئے گئے تھے۔ پھر اپنے جد اکبر حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر گئے۔ اور دیر تک مراقبہ کرنے کے بعد دعا و استغفار میں مشغول رہے۔ بعد ازاں پھر اپنے پہلے مقام پر واپس تشریف لائے۔ اور مقررہ دن کا انتظار کرنے لگے۔ بائیسویں صفر کو آنجناب نے اصحاب کے مجمع میں فرمایا کہ آج اس میعاد سے چالیس دن ختم ہو گئے ہیں۔ دیکھئے ان سات آٹھ دنوں میں کیا پیش آئے۔ اپنے فرزند گرامی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا۔ چند روز مجھے صحت ہوئی۔ ان میں جو جو کمالات انسان کے لئے حاصل کرنے ممکن ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے طفیل جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عنایت فرمائے۔ فرزند یہ سُنکر غمگین ہوئے۔ کیونکہ اس کلام میں ایک رمز تھی۔ جیسے آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ کے نازل ہونے پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاڑ گئے تھے کہ اب جناب رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے دن قریب آگئے ہیں کیونکہ دین مکمل ہو چکا تھا۔ اسی طرح حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی وقوع میں آیا۔ جمعرات کے روز تئیسویں صفرالمظفر کو اپنے کپڑے خود دست مبارک سے تقسیم کئے۔ چونکہ آنجناب کے بدن مبارک پر کوئی روئی دار کپڑا نہ تھا۔ اس لئے ہوا کی سردی کے سبب پھر بخار ہو گیا۔ اور صاحب فراش بنے۔ جس طرح جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایام مرض میں تھوڑے دن صحتیاب ہوئے اور بعد میں عود مرض سے آناً فاناً آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہو گیا۔ اسی طرح آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ چنانچہ یہ سنت بھی آنجناب سے ترک نہ ہوئی۔ انہیں دنوں میں تعین حُبی جو تعین علمی اور تعین وجودی سے بڑھ کر

سے بیان فرمائی۔ اور ہر روز انہیں معارف کے لکھنے میں مشغول رہتے تھے۔ کہ دن رات بخار ہونے لگا۔ آخر چھٹے روز آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا وصال ہو گیا۔

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی کا مرض الموت اور وصال

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرض لوٹ آیا تو آنجناب کو بہت تکلیف ہوئی۔ اور اس قدر حرارت ہو گئی کہ کوئی شخص آنجناب کے بدن مبارک کو چھو نہیں سکتا تھا۔ ۲۳ صفر کو آنجناب دوبارہ بیمار ہوئے۔ اس سے پہلے آنجناب نے خادم کو فرمایا۔ کہ اتنے کے کوئلے لے آؤ۔ ایک گھڑی بعد فرمایا۔ کہ جتنے کے میں نے کہے ہیں اس سے آدھے کوئلے لانا۔ پھر فرمایا کہ فرشتۂ غیبی نے آواز دی ہے کہ اس قدر کوئلے جلانے کی فرصت کہاں۔ پھر فرمایا کہ اچھا اسی قدر لاؤ۔ کسی اور کام آ جائیں گے۔ جب لایا تو آنجناب نے مقررہ مقدار رکھ کر باقی اپنے فرزندوں کے استعمال کے لئے بھیج دیئے۔ جس قدر آنجناب نے الگ کر کے رکھے وہ روز انتقال تک کافی ہوئے۔

حضرت مجدد کی زندگی کا آخری جمعہ جمعہ کے روز باوجود بدرجہ غایت کمزوری کے نماز کے لئے جامع مسجد میں تشریف لائے نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا۔ کہ یہ ہمارا آخری جمعہ ہے۔ اس کے بعد مجھے جمعہ کا دن نصیب نہیں ہو گا۔ یہ فرما کر مذکورہ بالا وصیتیں دوبارہ فرمائیں۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ۔ اور تاکیداً

فرمایا کہ سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ضرور بالضرور خیال رکھنا۔ اس کی بابت سخت بازپرس ہوگی۔ اور فرمایا کہ میری تجہیز و تکفین سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ہونی چاہیئے۔ کوئی شخص میرے ستر کو نہ دیکھے۔ میرے غسل کے وقت، میرے فرزندوں اور دو بڑے خلفا کے سوا کوئی میرے پاس نہ ہو۔ میری قبر کسی گمنام مقام پہ بنانا۔ فرزندوں نے عرض کیا کہ آنجناب نے پہلے فرمایا تھا کہ جو بڑے بھائی کے لئے روضہ بنایا گیا ہے۔ وہاں بنانا۔ نیز فرمایا تھا۔ کہ اس زمین میں مرقد ہوگا۔ اور مقام دفن بھی آپ نے مقرر کر دیا تھا۔ فرمایا واقعی ایسا ہی تھا لیکن اب مجھے شوق ہے۔ جب دیکھا کہ فرزندوں کو ایسا کرنے میں تامل ہے تو فرمایا مجھے میرے والد بزرگوار کے قریب دفن کرنا۔ یا شہر کے باہر باغ میں میری قبر بنانا۔ لیکن قبر کچی ہو تاکہ تھوڑے عرصے میں اس کا نام و نشان تک مٹ جائے۔

اہل محبت کا اظہارِ غم خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمانا اس بات پہ دلالت کرتا ہے کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ الوہیت کی بے نشانی کے مظہر اتم تھے۔

پھر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آنجناب کا وصال ہو گیا ہے اور میں روتا چلاتا ادھر اُدھر پھر رہا ہوں۔ کبھی اَیْنَ اَحْمَد کبھی اَیْنَ اللہ پکارتا ہوں۔ اتنے میں کسی نے مجھے کہا کہ یہ بڑی مسجد میں انکی قبر ہے جب میں مسجد میں آیا۔ تو دیکھا کہ قبر کا نشان تو ہے لیکن زمین کے برابر۔ اسی طرح کا خواب میرے شیخ عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی دیکھا۔

سایہ دار عالم درخت گر گیا انہیں دنوں ایک اور شخص نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا درخت ہے۔ جس کی شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ گویا تمام جہان پہ سایہ کئے ہوئے ہے۔ یکبارگی وہ درخت زمین

پر گر پڑا۔ اور تمام خلقت چلا اٹھی۔ میں یہ خواب دیکھ کر بہت ڈرا۔ اس کے چند روز بعد آنجناب کا وصال ہو گیا۔ یہ خواب اس آیہ کریمہ کے موافق ہے۔ "کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء" پاکیزہ درخت کی طرح جس کی جڑھ زمین میں اور شاخیں آسمان میں ہیں۔ چونکہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریعت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درخت تھے۔ اس لئے یہ خواب آنجناب کے وصال کے دنوں میں دکھائی دیا۔

قبر کے لئے وصیت

جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ دو تین جگہ جو ہم نے قبر کے لیئے مقرر کی ہیں۔ فرزندان گرامی کو ان میں تامل ہے تو فرمایا "اچھا جہاں تمہاری مرضی ہو دفن کر دینا" ان وصیتوں کے بعد لوگ پھوٹ پھوٹ کر روئے۔ اور آنجناب آخری مرتبہ لوگوں سے وداع ہو کر خلوت خانہ میں تشریف لائے۔ آنجناب کی یہ آخری وصیت تھی۔ اس کے بعد خلق اللہ کو آنجناب کا دیدار بحالت حیات نصیب نہ ہوا۔ کیونکہ خلوت میں کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ صرف فرزند اور دو تین مخصوص خادم جا سکتے تھے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اہلبیت کو بلا کر فرمایا۔ کہ میرا کفن اپنے مہر کے روپیہ سے بنانا۔ صرف اتنا فرما کر رخصت کر دیا۔ اس کے بعد عورتوں کو رخصت کر دیا۔

اس شدت مرض اور ضعف میں بھی بہت سے معارف و حقائق اور علوم اپنے گرامی فرزندوں کو بتائے۔

وصال سے ایک دن پہلے

ایک روز جب معارف کے ظہور کمال کا بیان فرمایا تو سعید عصر خلیل دہر حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آنجناب اس قدر کمزور و لاغر ہو گئے ہیں۔ کسی اور وقت پر ان معارف کا بیان ملتوی فرمائیں۔ فرمایا۔ بیٹا! کہاں کا وقت اور کس کی فرصت۔

اب تو تھوڑی دیر بعد گفتگو کی طاقت بھی نہیں رہے گی۔ وصال سے دو تین دن پیشتر غشی زیادہ ہو گئی۔ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا۔ کہ یہ غشی ضعف کی وجہ سے ہے یا معارف میں مستغرق ہونے کے سبب۔ کیونکہ بعض معاملات عظیم درپیش ہیں۔ امید ہے کہ کما حقہٗ مکشوف و مشہور ہو جائیں گے۔ آنجناب نے مجمل طور پر اپنے بڑے فرزندوں کو ان سے مطلع فرمایا۔ چنانچہ اس میں سے بہت تھوڑا سا حضرت قیوم ثانی امام معصوم ربانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوبات کی پہلی جلد کے تراسیویں مکتوب میں جو حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لکھا ہے۔ درج فرمایا ہے:

جس صبح آنجناب کا وصال ہونا تھا۔ اس سے پہلی رات میں بڑے بھائی حضرت محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت تھے۔ آنجناب نے کمال ضعف کی حالت میں فرمایا کہ مجھے بٹھاؤ۔ میں نے آنجناب کو اپنی گود میں بٹھایا۔ آنجناب کا بوجھ مجھ پر تھا۔ امید ہے کہ مجھے اسرار سے مستفیض فرمایا جائے گا۔ آنجناب نے فرمایا۔ وصال لایزال کے داعی نے مجھے آواز دی ہے۔ کہ بادشاہ تمہیں بلا رہا ہے۔ میرے بلند پرواز مرغ ہمت نے آستانِ قدس کا رخ کیا۔ جب ایک خاص مقام پر پہنچ چکا۔ تو بارگاہِ عالی سے آواز آئی۔ کہ بادشاہ گھر میں نہیں۔ معلوم ہوا۔ کہ یہ مقام کعبہ ربانی کی حقیقت کا مقام ہے۔ اس سے اوپر گیا۔ حتیٰ کہ ان صفات و حقیقت کے مقام تک پہنچا۔ جو وجود سے موجود ہیں۔ یہ مقام صور علمیہ صفات سے پرے ہے۔ جو بمنزلہ تعین علمی کافی ہے۔ اس کے پرے صفات کی صور نہیں ہیں۔ جو بمنزلہ تعین حبی ہیں۔ اس مقام سے بھی اوپر میں ذاتی صفات شیونات اور اعتبارات کے اصول تک جا پہنچا۔ پھر اس سے اوپر ذات بحت تک پہنچا۔ جو نسبت اور اعتبارات سے معرا ہے۔ اس مقام میں تم دونوں بھائی میرے ساتھ تھے۔ آنجناب نے میرے بڑے بھائی کو فرمایا کہ تم یہاں پر میرے امام بننے کے سبب میرے ساتھ تھے۔ کیونکہ ایام مرض میں آنجناب

کی امامت وہی کرتے تھے۔ یعنی اپنی ضمنیت سے حضرت خازن الرحمت کو اس مقام پر لے گئے اور مجھے فرمایا کہ یاروں سمیت مسجد میں نماز ادا کرو۔ اور امامت کرو۔ میں آنجناب کے حکم کے مطابق یاروں سمیت مسجد میں نماز ادا کر کے باقی وقت آنجناب کی خدمت میں حاضر رہتا آنجناب نے فرمایا کہ تم اس مقام پر بطریق اصالت پہنچے ہو۔ بعد ازاں فرمایا کہ میں اس درجہ کمال اور مرتبہ متعال پر قرآن شریف کے وسیلے پہنچا ہوں۔ مجھے قرآن شریف کا ہر ایک حرف سمندر معلوم ہوتا ہے جو کعبہ مقصود سے ملا ہوا ہے۔ اسی خوشخبری کی وجہ سے حضرت خازن الرحمت کو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مساوی سمجھا جاتا ہے۔ لیکن ضمنیت اور اصالت کے فرق کو بیان نہیں کیا جاتا۔ یہ نہیں جانتے کہ طفیل اور اصل میں بڑا فرق ہے۔
گو آنجناب پر ضعف غالب آگیا تھا لیکن عبادت و وظائف کے اوقات میں سر مو فرق نہ آیا بدستور ذکر شغل، مراقبہ۔ دن رات کے اوراد، نماز باجماعت ادا کرتے رہے۔ اور شریعت اور طریقت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ منگل کے روز ۲۸ صفر کو جو آنجناب کا روز وصال تھا۔ آنجناب نے ان خادموں کو جو راتوں آنجناب کی خدمت کرتے رہے۔ فرمایا کہ تم نے بہت محنت کی صرف آج کی رات اور محنت ہے۔ کل تمہاری خلاصی ہو جائے گی۔ اس رات آنجناب بار بار یہ ہندی مصرعہ پڑھتے تھے۔ ؎

آج ملا وا کہ سو نی سکھی سب جگ دیئوں وار

ترجمہ: (اے محرم! آج روز وصال ہے میں اس خوشی میں سارا جہان قربان کرتا ہوں۔)

طلوع آفتاب کے بعد قیومیت کا آفتاب غروب ہو گیا

اسی رات آنجناب نے وہ تمام دعائیں پڑھیں جن کا ذکر صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔ رات کے آخری تیسرے حصہ میں اٹھ کر وضو کیا۔ تہجد کی نماز کھڑے ہو کر ادا کی۔ اور فرمایا کہ یہ ہماری آخری نماز تہجد ہے۔ اور واقعی ایسا ہی ہوا۔ کہ طلوع آفتاب کے بعد آنجناب کا وصال ہو گیا۔ رات کا چوتھا حصہ ابھی

باقی تھا۔ بلکہ فجر تک آنجناب یہی فرماتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو فجر کی نماز باجماعت ادا کی اور حسبِ عادت مراقبہ کیا۔ بعد ازاں نماز اشراق بڑی دلجمعی سے ادا کی۔ اور اس وقت کی ادعیہ ماثورہ پڑھیں۔ بعد ازاں فرمایا کہ بول کے واسطے تھال لاؤ۔ خادم نے تھال حاضر کیا۔ لیکن اس میں ریت نہ تھی۔ آنجناب نے فرمایا کہ تھال میں ریت نہیں، احتمال ہے کہ پیشاب کے قطرے لباس پہ گریں اس وقت بھی آنجناب نے بڑی احتیاط سے کام لیا۔ جب تھال میں ریت ڈال کر حاضر کیا۔ تو آنجناب نے فرمایا کہ اب اتنی فرصت نہیں کہ پیشاب کروں۔ اور پھر تازہ وضو کروں۔ اب تو میں وضو سے ہوں۔ اس تھال کو لے جاؤ اور مجھے فرش پر لٹا دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب آنجناب بستر پر سنت نبوی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلّم کے مطابق لیٹے یعنی سر شمال کی طرف رُخ مبارک قبلہ کی طرف اور دایاں ہاتھ رخسار مبارک کے نیچے تھا۔ اس حالت میں ذکر الٰہی میں مشغول ہوئے۔ جب حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ سانس جلدی آرہا ہے۔ تو پوچھا کہ مزاج مبارک۔ فرمایا۔ اچھا ہے۔ دو رکعت نماز جو ہم نے پڑھی وہ کافی ہے۔ یہ آخری الفاظ تھے جو آنجناب نے فرمائے۔ اس کے بعد پھر کسی سے بات نہیں کی۔ صرف ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ انبیار کی آخری بات بھی نماز کے بارے میں ہوئی تھی۔ ایک لمحہ بعد حضرت قیوم اوّل خزینۃ الرحمت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اللہ اللہ کہتے ہوئے وصال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؎

فغاں از عالم بالا برآمد	خروش از عرصۂ غبرا برآمد
غبار از ساحت آفاق برخاست	پیام قیامت بہ خضرا برآمد
بسے دمہائے آتش بار از غم	بجائے موج از دریا برآمد
دراں وقتے مجدد شد زعالم	غریو از یثرب و بطحا برآمد

فغاں از یثرب و بطحا برآمد

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی تاریخیں مختلف لوگوں نے کہی ہیں، چنانچہ خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ۔

یا ایھا الانام لقد سافر الانام　　من کل اھل دافت عروۃ القبول

قطب الذی تفوض رب السمالہ　　حال التی خیرنی شانھا القول

بالموت کان یدہ کمال قد انطلق　　من شرق الظھور الی المغرب الا قول

لما اصابہ شار سول تحفۃ　　الکتب لعالم رحلت وارث الرسول

مولینا محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ حدیث بطور تاریخ کہی "الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب"

میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر کے مطابق تریسٹھ تاریخیں کہی ہیں، جن میں سے چند ایک فقرے یہ ہیں۔ جانِ شریعت، شہبازِ طریقت معرفت ظلِ محمد، خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس تاریخ کے مضمون کو نظم میں یوں بیان کیا ہے ۔

آں قطب کہ ہم عاشق و معشوق است　　بر جوہرِ اسرارِ نبی صندوق است

آں سایہ کہ از احمد مرسل بنہفت　　ظاہر شد و کیں احمد فاروق است

اہل علم نے پانچسو تاریخ وفات لکھیں

لوگوں نے کوئی پانسو کے قریب آنجناب کی تاریخ وصال کہی ہیں۔ جن میں سے اکثر ملا بدر الدین نے حضرات القدس میں لکھی ہیں ۔

فریاد ز گردش زمانہ !　　بیداد ز دستِ جور ایّام

قطب ارشاد شیخ احمد　　بخلق بود فیض اُو عام

در ماہِ صفر بہ بست و ہشتم　　بگذشت ز دہر بے سرانجام

از رفتنِ او ز بے دلاں رفت	یک بارہ قرار و صبر و آرام
او قلعۂ دیں برج ایمان او	او بود بدھر مرد و دوام
شد روز وصال عاشقاں شب	شد صبح امید طالبان شام
تاریخ وصال او بہ آمد	افسوس فتادہ برج اسلام

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہت سے مرثیے بھی لکھے گئے ہیں۔ جن کا یہاں درج کرنا باعث طوالت ہے۔ آنجناب کا وصال منگل کے دن ۲۸ صفر ۱۳۴۰ھ کو اشراق کے بعد ہوا۔ ایک روایت کے مطابق ۲۹ صفر ۱۳۴۰ھ ہجری کو ہوا۔ اسی دن چاند کی انتیسویں تاریخ تھی۔ ماہ ربیع الاوّل کی پہلی تھی۔ شمسی حساب کے مطابق جدی کی دسویں تھی۔ اور اہل شام کے حساب کے مطابق دسویں پر ما۔ آنجناب اپنی عمر کے سالوں کے مطابق ترسٹھ دن بیمار رہے۔ اور اس حدیث کا مضمون آنجناب پر صادق آیا۔ کہ "یوم کفارت سنتہ" ایک دن کا تپ سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ جس روز آفتاب کا وصال ہوا۔ اس دن اطراف آسمان نہایت سرخ تھیں۔ علمائے اکابر اس سرخی کو دوستانِ خدا کی قبر پر آسمان کے رونے سے تعبیر کرتے ہیں جیسا کہ شرح الصدور میں لکھا ہے۔ بلغنی ان السمٰوٰت والارض یبکیان علی المومن و بکاء السماء حمرت اطرافھا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مومن کی موت پر زمین و آسمان روتے ہیں۔ آسمان کا رونا اس کی اطراف کا سرخ ہو جانا ہے۔

حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجہیز و تکفین

جب حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تختہ غسل پر لایا گیا۔ تو تمام حاضرین نے دیکھا کہ آنجناب اس طرح دست بستہ ہیں جس طرح نماز کے وقت ہاتھ باندھا کرتے ہیں یعنی دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے بائیں ہاتھ کی کلائی پکڑے ہوئے تھے۔ حالانکہ آنجناب کے وصال کے بعد حضرت خازن الرحمۃ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنجناب کے دست مبارک سیدھے کر دیئے تھے۔ غسل کے وقت آنجناب مسکرا رہے تھے۔ دفن کرنے وقت تک مسکراتے تھے۔ آنجناب کے غسل کے وقت لوگ آنجناب کی وصیت کو بھول گئے۔ اور حسب ذیل شعر خوش الحانی سے پڑھنے لگے۔

یاد داری کہ وقت زادن تو ! ہمہ خنداں بدند و تو گریاں !
آں چناں زی کہ وقت رفتن تو ہمہ گریاں بوند و تو خنداں

آنجناب کے دست مبارک کھول کر سیدھے کئے اور بائیں کروٹ لٹایا۔ اور دائیں جانب کو غسل کیا۔ جب دائیں جانب لٹایا تاکہ بائیں جانب کو غسل دیں۔ تو پھر لوگوں نے دیکھا کہ دست مبارک خود بخود متحرک ہو کر پہلے کی طرح بندھ گئے ہیں۔ دائیں ہاتھ بائیں پر حسب دستور تھا۔ حالانکہ آنجناب کو دائیں پہلو لٹایا گیا تھا۔ لازمی تھا کہ دایاں ہاتھ بائیں پر نہ ٹھہرتا۔ پھر لوگوں نے کھولے۔ تین مرتبہ ایسا کیا گیا۔ جب تیسری مرتبہ جدا کرنا چاہا۔ تو

بہتیری کوشش کی لیکن نہ کر سکے۔ حالانکہ آنجناب کے دست مبارک نہایت لطیف اور پھول کی پتی سے بھی نازک تھے۔ لیکن اس مضبوطی سے بندھ گئے۔ کہ پھر لوگ انہیں نہ کھول سکے۔ جب معلوم ہوا کہ اس میں کوئی بھید ہے تو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آنجناب کی مرضی ہاتھ کھولنے کی نہیں۔ کفن پہناتے اور دفن کرتے وقت آنجناب کے دست مبارک بدستور بندھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کے مضمون کو سچ کر دکھلایا۔ کہ " کما تعیشون تموتون" جس طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔ اسی حالت میں مرتے ہیں۔

خازن الرحمت نماز پڑھاتے ہیں

حضرت قیوم ثانی اور خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہما " جو اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم اور فقیہ تھے۔" کے علاوہ اور بھی علمائے وقت موجود تھے۔ تین سفید کپڑوں کا کفن دیا گیا۔ 'لفافہ۔ قمیض اور تہہ بند'۔ قمیض مفتی کی روایت کے مطابق کندھوں پر سے چاک کی ہوئی تھی۔ عمامہ نہیں پہنایا گیا۔ کیونکہ علما کا اتفاق رائے ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں دیا گیا تھا۔ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ کی امامت کی۔ کیونکہ یہی آنجناب کے منتخب کردہ امام تھے۔ نماز کے بعد دعا کے لئے توقف نہ کیا۔ کہ سنت نبوی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم اقتضا نہیں کرتی۔ علاوہ ازیں معتبر کتابوں میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جنازہ کے بعد کھڑے ہو کر دعا کرنا مکروہ ہے۔ پھر آنجناب کو اس روضہ میں (جس کی زمین کی نسبت آنجناب نے جنتی زمین ہونے کی خوشخبری دی تھی۔ جیسا کہ پہلے مفصل بیان ہو چکا ہے۔) حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر سے مغرب کی طرف آنجناب کو دفن کیا گیا۔ دراصل یہ قبہ خواجہ محمد صادق کے لئے بنوایا گیا تھا۔ اس قبہ کے مرکز بلکہ ذرا مغرب کی طرف آنجناب کے بڑے فرزند کی قبر بنائی گئی۔ حضرت مجدد کا جنازہ اندر لے گئے۔

تو حضرت خواجہ محمد صادق کی قبر قریبًا ایک ہاتھ از راہِ ادب. مشرق کو سرک گئی۔ آنجناب کے وصال کے بعد حضرت خازن الرحمۃ نے خواب میں دیکھا. کہ آنجناب کو وصال کے بعد جو جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمائیں۔ وہ بیان فرماتے ہیں. مَیں نے عرض کیا کہ قبلۂ عالم! کسی کو مقام شکر سے حصہ ملا ہے. فرمایا. ہاں ملا ہے۔ چنانچہ مجھے شاکروں میں سے شمار کیا گیا ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ قرآن شریف میں جو فرمان ہے۔" وقلیل من عبادی الشکور" میرے شکر گذار بندے بہت تھوڑے ہیں۔ اسی سے تو ظاہر ہوتا ہے۔ وہ لوگ صرف انبیاء ہی ہیں۔ یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ. آنجناب نے فرمایا. واقعی ایسا ہی ہے. لیکن مجھے اپنے فضل و کرم سے ان لوگوں میں شامل کر لیا گیا ہے۔

حضرت قیوم ثانی امام معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد خواب میں آنجناب سے پوچھا کہ منکر اور نکیر کے سوالوں سے معاملہ کیوں کر ہوا. فرمایا پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا کہ اگر اجازت ہو تو یہ دو فرشتے تمہاری قبر میں آئیں۔ مَیں نے عرض کیا. کہ الٰہی یہ دو فرشتے بھی تیری ہی بارگاہ میں رہیں. میرے پاس نہ آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان دو فرشتوں کو میرے پاس نہ بھیجا. پھر میں نے عذاب قبر کی بابت پوچھا. تو فرمایا. مجھے تو نہیں ہوا۔

حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مَیں حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حجرہ مبارک میں سوتا. اور تہجد کے لیے اٹھتا تو دیکھتا کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روضہ مبارک کے صحن میں ٹہل رہے ہیں. لیکن اللہ تعالیٰ کے خوف سے مَیں لوگوں میں اس بات کا اظہار نہ کرتا تھا. ایک رات آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود دروازے سے اندر آئے. اور میرے پاس بیٹھ کر مجھ سے بغلگیر ہوئے. اور اس قدر دبایا کہ میرا بدن

کانپ اٹھا۔ پھر آنجناب نظر سے غائب ہو گئے۔

شیخ پیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منظورِ نظر تھے۔ فرماتے ہیں کہ ظہر کی نماز میں جب کہ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام تھے۔ تو میں نے ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس کھڑے ہیں۔ چونکہ صف پر میرے اور آنجناب کے درمیان فاصلہ تھا۔ آنجناب نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے ساتھ ملا لیا۔ نماز کے اخیر تک میں آنجنابؓ کو دیکھتا رہا۔ چنانچہ آنجناب نے دستار مبارک درست کی پائے مبارک پر مسح کیا۔ میں دیر تک تو حیران رہا۔ اور غور سے دیکھتا رہا۔ کہ شائد وہم و خیال ہی ہو۔ لیکن شک و شبہ کی گنجائش نہ تھی۔ کیونکہ زندگی کی حالت میں آنجناب کو دیکھا کرتا تھا۔ بعینہٖ اسی طرح دیکھ رہا تھا۔ جب میں نے نماز سے فارغ ہو کر بائیں طرف سلام کیا۔ تو آنجناب کو نہ دیکھا۔

خراسان کے کسی شہر میں آنجناب کا ایک مخلص رہتا تھا۔ ابھی آنجناب کے وصال کی خبر وہاں نہ پہنچی تھی کہ اس مخلص شخص کا بیٹا بیمار ہو گیا۔ اس درویش مرد نے بیٹے کو کہا کہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت حاضر کر کے التجا کرو۔ جب اس نے آنجناب کی صورت حاضر کی تو کیا دیکھتا ہے کہ آنجناب تشریف فرما ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچ چکے ہیں اور اس وقت بہشت بریں میں ہیں۔ پہلے دایاں پاؤں بہشت میں رکھا بعد ازاں سر اندر کیا۔ اور پھر بایاں پاؤں اٹھا کر اندر رکھا۔ تو لقائے پروردگار سے مشرف ہوئے۔ اس نے عرض کیا کہ مجھے بھی بہشت میں لے جاؤ۔ اور دیدار الٰہی سے مشرف کراؤ۔ آنجناب نے فرمایا ابھی تیرا اور ہمارے فرزندوں کا وہ وقت نہیں آیا۔ جب وہ مریض بیدار ہوا۔ تو بالکل تندرست تھا۔ اس کے دس روز بعد آنجناب کے وصال کی خبر وہاں پہنچی۔

ملا بدرالدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آنجناب کے وصال کے بعد آنجناب کو

میں نے خواب میں دیکھا کہ خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف خط لکھ رہے ہیں جس کا عنوان یہ ہے۔ " ما خود بخود نگاہبان اینجہانیم ما ازیں جہاں گذشتیم و دراں جہاں نشستیم۔ " انا للہ و انا الیہ راجعون "

بعد از وفات مزار سے دوستوں کو الوداع کہا

شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار فائض الانوار پہ دو سال تک رہا۔ بعد ازاں آنجناب نے ظاہر ہو کر مجھے رخصت عنایت فرمائی۔ اور جو میرا مقصود تھا پورا ہوا۔ جس قسم کا باطنی افادہ بحالت زندگی آنجناب سے ہوا کرتا تھا۔ ویسا ہی آنجناب کے مزار سے ہوا۔ واقعی میں (مصنف کتاب) نے بھی اس معاملہ کو معلوم کیا ہے۔ جب آنجناب کے مزار پہ جا کر متوجہ ہوتا۔ تو ایسا ہی افادہ ہوتا جیسے کسی کامل شیخ کی صحبت سے ہوتا ہے۔ یہ بات حضرت عروۃ الوثقیٰ نے اپنے مکتوبات میں جا بجا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ کی تعریف میں مفصل لکھی ہے۔

آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے تیسرے دن تمام خلفاء اور مرید حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں از سر نو مرید ہوئے۔ تین سال کے عرصہ میں آنحضرت کے تمام خلفاء مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک سارے کے سارے اپنے مقامات سے چل کر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے۔ اور از سر نو بیعت کی۔ اور آنجناب کی فرمانبرداری کا غاشیہ کندھوں پہ رکھا۔

جہانگیر نے سرہند آکر اپنی خلافت مجددیہ کا اعلان کر دیا

جب بادشاہ ہند (جہانگیر) کو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی اطلاع ملی تو بہت گھبرایا۔ کیونکہ اسے یقیناً معلوم تھا کہ میرے مال و جان اور سلطنت کی خیریت حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل تھی۔

اس کے ہوش و حواس میں پورا پورا خلل آگیا۔ کچھ پہلے ہی اس کی عقل خراب سی تھی۔
لیکن آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی خبر نے رہی سہی بھی بگاڑ دی۔ مصرعہ

یکے بود مجنوں دگر خورد مے

آنجناب کے فاتحہ کے لئے سرہند آیا۔ آنجناب کے مزار مبارک پر فاتحہ کہنے کے بعد زار زار رویا۔ اور رسم تعزیت بجا لایا۔ پھر پوچھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قائم مقام اور خلیفہ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا۔ حضرت شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اس نے کہا آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے حال پر بہت مہربان تھے۔ مجھے مرید کیا۔ کئی سال میرے ساتھ رہے۔ مجھے توجہات کثیرہ عنایت فرمائیں۔ اپنی نعمت خاصہ سے مجھے سرفراز فرمایا۔ اور اپنے تمام خلفا سے مجھے بلحاظ عنایت ممتاز فرمایا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلیفہ و لیعہد میں ہوں۔ اپنے تمام امراء و وزراء کو کہا کہ آؤ میرے مرید بنو۔ میری بیعت کرو۔ تمام اس کے مرید ہوئے۔ پھر اس نے حکم دیا۔ کہ اپنی اپنی مہروں میں "مرید سلطان جہانگیر" لکھا کرو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اب جہاں کہیں جہانگیر کے عہد کی لشکری مہر ہے۔ اس میں "فلاں مرید سلطان جہانگیر" کھدا ہوا ہے۔ حضرت قیوم اوّل کے خلفا کو معلوم تھا۔ کہ بادشاہ کو جنوں ہو گیا تھا۔ اس واسطے انہوں نے کچھ نہ کہا۔

آنجناب کے خلفا جنہیں ہندوستان میں قبولیت عامہ نصیب تھی۔ ان میں سے اکثر کو بادشاہ نے بلا کر اپنے لشکر میں رکھا۔ اور کہا کہ خلیفہ ولیعہد میں ہوں۔ میرے پاس رہو۔ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دکن سے بلوا کر اپنے پایہ تخت اکبر آباد میں رکھا۔ لیکن آنجناب کے ہر ایک خلفا کی بڑی عزت و حرمت رکھتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ یہ میرے پیر کے خلیفہ ہیں۔ آنجناب کی عمر تریسٹھ سال اور مدت قیومیت تئیس سال تھی۔

اولادِ امجاد حضرت خزینۃ الرحمۃ مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد بلا واسطہ تعداد میں نَو ہے سات بیٹے اور دو بیٹیاں۔ بیٹوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت خواجہ محمد صادق رح۔ حضرت خواجہ محمد سعید خازن الرحمۃ۔ حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ۔ حضرت خواجہ محمد یحییٰ حضرت خواجہ محمد عیسیٰ۔ حضرت خواجہ محمد فرخ، اور حضرت خواجہ محمد اشرف رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ان میں سے چار صاحب اولاد ہیں باقی تین یعنی خواجہ محمد عیسیٰ، خواجہ محمد فرخ، حضرت خواجہ محمد اشرف رضی اللہ تعالیٰ عنہم حالت طفولیت میں اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔

آنجناب کی بیٹیاں دو تھیں۔ ایک حضرت خدیجہ بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ دوسری حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ حضرت خدیجہ کی اولاد اب تک ہے۔ لیکن حضرت ام کلثوم حالت طفولیت ہی میں اس جہان سے رحلت فرما گئیں۔

حضرت مجدد کی اولاد

میرا (مصنف) دل چاہتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام اولاد جو اس وقت سے لے کر اب تک ہو گذری ہے یا موجود ہے) حالات بیان کرو۔ لیکن چونکہ میں لڑکپن ہی میں شہر سرہند سے چلا آیا تھا۔ اس واسطے مجھے آنجناب کی اولاد کی اس قدر واقفیت نہیں۔ بعد ازاں ایک دفعہ جو سرہند جانے کا اتفاق ہُوا تو صرف دس پندرہ دن رہا۔ پھر شاہجہان آباد چلا آیا۔ جو جو کچھ حالات اس کتاب میں آنجناب کی اولاد کے درج کئے جاتے ہیں۔ وہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزند

حضرت محمد اشرف کے دوہتے شیخ محمد عبداللہ معصوم کی زبانی جو بہت عالم۔ عامل اور سالک ہیں معلوم ہوئے ہیں۔ انہوں نے آنجناب کی اولاد کے نام معہ مختصر حالات لکھ کر مجھے عنایت فرمائے۔ جو بجنسہ بلا کم و کاست یہاں درج کیے جاتے ہیں۔ "والعہدہ علی الراوی"۔

خواجہ محمّد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند اکبر ہیں ۱۰۰۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ لڑکپن ہی میں سعادت کے آثار اور ولایت کے انوار آنجناب کی پیشانی مبارک سے نمایاں تھے۔ آپ کے جد بزرگوار نے لڑکپن ہی سے آپ کو اپنے دامن تربیت میں رکھا۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ تمہارا بیٹا ہم سے مختلف چیزوں کی بابت عجیب و غریب سوال پوچھتا ہے۔ جن کے جوابات مشکل سے دیئے جاتے ہیں۔ رجب ۱۰۰۸ھ ہجری کو حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں آئے تو حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کو اپنے ساتھ لائے۔ ذکر کا طریقہ حضرت خواجہ صاحب سے اخذ کیا۔ اسی آٹھ سال کی عمر میں فنا و بقا سے مشرف ہوئے۔ بعد ازاں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں کمالات نبوت تک تربیت حاصل کی۔ اور حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوصہ حالات عظیمہ سے مشرف ہوئے۔ علم ظاہری کو بھی انتہائی درجے تک تحصیل کیا۔ مولویت کا فاتحہ پڑھا۔ ان دنوں بہ سبب مستی اور غلبہ جذبہ کے سر پاؤں سے ننگے۔ جدھر جی چاہتا نکل جاتے۔ اور سبق یاد کرتے رہتے۔ ایک دن عین بارش میں ننگے سر اور پریشان کھڑے تھے۔ کہ حضرت خواجہ ادھر سے گذرے۔ تو فرمایا کہ ہمارے مجذوب کو دیکھو۔ ایک درویش سلوک ختم کر کے شیخ کامل سے خلافت لے کر حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنے حالات بیان کئے۔ حضرت خواجہ نے خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کو بلا کر احوال پوچھے۔ تو حضرت مخدوم زادہ نے آٹھ سال کی عمر میں اپنے وہ حالات بتائے۔ جو بعینہٖ ایک اسی سالہ شیخ کے تھے۔ حضرت خواجہ تخفیف جذبہ کے لئے آپ کو مشکوک کھانا کھلایا کرتے۔

حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے جو خط حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا ہے اس میں لکھتے ہیں کہ خواجہ محمد صادق کو ظاہری و باطنی برخورداری نصیب ہو گی۔ اس کے ظاہری احوال قابلِ تعریف ہیں۔ انہیں پر اپنا حضور ہے۔ اور غیبت و استغراق کا اندیشہ نہیں انشاء اللہ سکر سے صحو کی حالت میں آئے گا۔

حضرت خواجہ محمد صادق لڑکپن ہی سے کشفِ قلوب اور کشفِ قبور میں نہایت عالی نظر تھے۔ چنانچہ آنجناب انہیں بلا کر مقدمات کونیہ (ہونے والی باتوں) کی نسبت پوچھا کرتے۔ تو وہ اسی وقت اپنے کشف کے ذریعہ جواب دے دیتے۔ اور جب مقبروں پہ لے جا کر مُردوں کے حالات پوچھتے۔ تو صاف صاف بتا دیتے۔ اکثر امراء جو آنحضرت کی خدمت سے مشرف ہوتے ہیں کہتے تھے کہ جب ہم اس جوان کو دیکھتے ہیں تو دنیا کی محبت ہمارے دل سے بالکل اٹھ جاتی ہے۔

ایک روز ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں فلاں نے مجھ پہ ظلم کیا ہے۔ آپ انہیں تنبیہ کریں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر میں بھی اس جھگڑے میں آؤں۔ اور انہیں تنبیہ کروں۔ تو پھر مجھ میں اور ان میں کیا فرق رہا۔ اور اس طرح اس کو ادا کیا۔ کہ حاضرین پہ رقت طاری ہو گئی۔

معقولات میں کمال حاصل تھا

ظاہری علم میں قوت تحقہ اور قوت مدرکہ یہاں تک زبردست تھی کہ ایک دفعہ شیراز کا ایک عالم ہندوستان آیا۔ جو کہ علمِ معقول میں بے نظیر تھا۔ آپ نے اپنے طبع زاد چند دقائق علوم اس سے بیان کئے۔ وہ سُن کر کہنے لگا۔ کہ جب تک میں نے اس جوان کو نہیں دیکھا تھا میرا خیال تھا کہ ہندوستان میں کسی عالم کو عقلی علوم کے دقیق مسائل سمجھنے کے لئے قوت مدرکہ ہے ہی نہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں حضرت

خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعریف لکھی ہے۔

میرے معارف کا مجموعہ

چنانچہ مکتوب نمبر ۲۷۷ میں لکھتے ہیں کہ میرا فرزند میرے معارف کا مجموعہ ہے۔ اور مقامات جذبہ و سلوک کا نسخہ ہے۔ میرا فرزند محرم اسرار ہے خطا و غلطی سے محفوظ ہے۔

مکتوب نمبر ۲۴۴ میں لکھتے ہیں کہ یہ مقام میرے فرزند کو عنایت ہوا ہے اور ان کی ولایت میں داخل کیا ہے۔ میں اس ولایت میں فقیروں کی طرح بیٹھا ہوں۔ یعنی سرہند میں قطبیت خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی۔

مکتوب نمبر ۳۱۱ میں لکھتے ہیں کہ میں نے مولوی کی ولایت سے جو استفادہ کیا ہے۔ وہ اسی ولایت کے جمال کے وسیلے سے ہوا ہے۔ اور جو استفادہ میرے فرزند نے کیا ہے۔ وہ اس ولایت کے تفصیل سے کیا ہے۔ میری ولایت جسے مولوی کی ولایت سے فائدہ پہنچا ہے۔ وہ مومن بندے کی ولایت کے مشابہ ہے اور میرے فرزند کی ولایت فرعونی سحر کی ولایت کی طرح ہے۔

نیز حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کی وفات کے بعد ایک شخص کو لکھا۔ کہ میرے بڑے فرزند نے اپنے دو بھائیوں محمد فرخ، اور عیسےٰ سمیت آخرت کا سفر اختیار کیا۔ میرا مرحوم فرزند حق جل و علا کی آیت اور رب العٰلمین کی رحمت تھا۔ چوبیس سال کی عمر میں اس نے وہ کچھ حاصل کیا۔ جو کسی کو کم نصیب ہوا۔ علوم عقلی و نقلی کی تدریس میں موت کا درجہ حاصل کیا۔ کہ اس کے شاگرد بیضاوی اور شرح مواقف کی سی کتابیں بآسانی پڑھا سکتے ہیں۔ آپ کے شہود و کشف کی حکایات اور قصے محتاج بیان نہیں۔ آٹھ سال کی عمر میں ایسے مغلوب الحال تھے۔ کہ ہمارے خواجہ صاحب ان کے حال کا علاج بازار کے شکوک کھانے کھلا کر کیا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو محبت مجھے محمد صادق سے ہے اور کسی سے نہیں۔ موسوی علیہ

السلام کی ولایت کو آخری درجہ تک حاصل کیا اور اس ولایت کے عجائبات و غرائبات بیان فرمایا کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ منکسر المزاج اور خشوع و خضوع کی حالت میں رہتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہر ایک ولی اللہ نے اللہ تعالیٰ سے کچھ نہ کچھ مانگا ہے۔ مَیں نے عاجزی کی خواہش کی ہے۔

مزار سے سفر پر نہ جانے کی ہدایت

آپ کے چچا صاحب شیخ محمد مسعود تجارت کے واسطے خراسان کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ بھی ان کے ساتھ اپنے جدّ بزرگوار کے مزار تک وداع کرنے کے لیے گئے۔ مزار مبارک پر ایک گھڑی مراقبہ کرنے کے بعد فرمایا کہ میرے دادا جان چچا صاحب کو اس سفر سے منع فرماتے ہیں۔ چونکہ اس وقت آپ کم سن تھے۔ اس واسطے محض ایک بچہ سمجھ کر آپ کی بات کا کچھ خیال نہ کیا۔ آخر شیخ مسعود اسی سفر میں راستے میں ملکِ عدم ہوئے۔ جب سرہند میں مرض طاعون کا زور ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ وباء کوئی تر لقمہ چاہتی ہے۔ جب تک مَیں نہ جاؤنگا یہ فرد نہ ہوگی۔ آپ کو بخار ہو گیا۔ اور سوموار کے روز ۹ ربیع الاوّل کو آپ کا وصال ہو گیا۔ بعض رشتہ داروں نے کہا کہ جدِ بزرگوار کے مزار میں دفن کرنا چاہیئے لیکن حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو مسجد کے قریب ایک مقام پر دفن کروایا۔ چنانچہ اس سرزمین کی کیفیت تجدید الف کی چودھویں سال کے حالات میں لکھی گئی ہے۔ آپ کی وفات کے بعد جسے بخار ہوتا۔ وہی خواب میں دیکھتا۔ کہ حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آکر مریض کو مؤکلوں سے ہاتھ سے نجات دلواتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ جب ہم نے اس بلا کو اٹھا لیا ہو۔ تو پھر تم خلقت کو کیوں اس میں پھنساتے ہو۔ بعض نے خواب میں دیکھا کہ جو شخص حضرت اکابر اولیاء خواجہ محمد صادق کا اسم شریف لکھ کر گلے میں باندھے گا وہ مرض طاعون سے بچ جائے گا۔ اکثر آدمیوں نے ایسا کیا اور شفا پائی۔ وبار کے لیے حضرت محمد صادق کا اسم شریف نہایت مجرب ہے

حضرت خواجہ محمد صادق کے نام کا تعویذ وبا کو دُور کر دیتا

ایک دفعہ حضرت قیوم چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں وبا کا زور ہوا۔ آنجناب خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اسم مبارک لکھ کر مریض کو دیتے تو گلے میں باندھتے ہی مرض زائل ہو جاتا۔ حضرت قیوم اوّل ہر جمعہ کی نماز کے بعد ان فرزندوں کے روضہ مبارک کو دیکھنے جایا کرتے اور مدت تک مراقبہ کیا کرتے تھے۔ کبھی صبح کو حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک پر مع اصحاب حلقہ مراقبہ کرتے۔ اور خواجہ صاحب کے بعض اخروی بلند معاملات بیان فرمایا کرتے اور جو لاانتہا ترقیات آنجناب کی توجہ عالی سے حاصل ہوئیں۔ اور عنایت الٰہی وارد ہوئیں ان پر ظاہر کرتے۔ ایک روز فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ محمد صادق ہر لحظہ خاص انوار اور آثار عجیبہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور ساعت بہ ساعت بڑھ رہا ہے۔ اور عجیب و غریب اسرار جو رحمت الٰہی کے متعلق تھے۔ بڑی شگفتگی سے بیان کرتے ہیں۔ اور عمدہ عمدہ عرائض آنجناب کی خدمت میں بھیجتے ہیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا۔ کہ ان کی عرضیوں کو ہمارے مکتوبات میں داخل کر دو۔ چنانچہ مکتوبات کی پہلی جلد کے اخیر پہ ان کی تین عرضیاں مندرج ہیں۔

شیخ محمد یحییٰ شاہ

آپ کی اولاد میں صرف ایک فرزند نرینہ ہے۔ یعنی شیخ محمد ولد خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ آپ (شیخ محمد) بچپن ہی سے مجذوب اور مغلوب الاحوال تھے۔ غلبہ جذبہ کی وجہ یہ تھی۔ کہ ایک روز شاہ کمال (جن کو حضرت قیوم اوّل نے صاحب جذبہ قوی لکھا ہے) کے پوتے شاہ سکندر علیہ الرحمۃ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آکر التماس کی۔ کہ اپنا ایک فرزند مجھے عنایت فرمائیں۔ اس وقت حضرت شیخ محمد یحییٰ موجود تھے۔ آنجناب نے فرمایا کہ اسے لے لو۔ شاہ سکندر نے ایک ہی نگاہ سے اپنا جذبہ قوی اس پہ ڈالا۔ اور فرمایا کہ

اس کا نام شاہ رکھو۔ اس روز سے شیخ محمد یحییٰ کو شاہ جیو کہنے لگے۔ بعدازاں ایک دفعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شاہ سکندر والا جذبہ شاہ جیو سے شیخ محمد پہ منتقل کر دیا۔ جس کے سبب شیخ محمد ہمیشہ گوشہ تنہائی میں رہنے لگے۔ اور اہل دعیال سے رغبت آپ کی بہت کم ہوگئی۔ بالکل بالکل نہ رہی۔ یہاں تک کہ خود کھانا پینا بھی ترک کر دیا۔ چنانچہ آپ کی والدہ کبھی کبھی کھانا سے جا کر خود ان کے منہ میں لقمے دیتیں۔ شیخ محمد یحییٰ کے چار فرزند ہوئے۔ لیکن یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کمال تصرف تھا۔ کہ شیخ محمد یحییٰ کے ہاں اولاد ہوتی۔ ورنہ صاحب اولاد ہونے کے کوئی سامان نظر نہیں آتے تھے۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منشا یہ تھی کہ خواجہ محمد صادق کی اولاد جہان میں رہے۔ سو اب تک ان کی اولاد موجود ہے۔

خواجہ شیخ محمد ابراہیم علیہ الرحمۃ: آپ شیخ محمد کے بڑے بیٹے ہیں۔ نہایت صالح متقی اور پرہیز گار تھے۔ سلوک باطنی کو اپنے مشائخ سے حاصل کیا تھا۔ محمد ابراہیم کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔

خواجہ محمد اسحاق علیہ الرحمۃ: آپ شیخ محمد ابراہیم کے بڑے بیٹے ہیں۔ بڑے پرہیزگار اور نیک مرد تھے۔ اپنے مشائخ کے طریقہ کے پورے پابند تھے۔ محمد اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو بیٹے تھے۔ محمد معاذ۔ اور محمد فاروق دونوں بھائی شائستگی اور نجستگی میں اپنے زمانے میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ محمد معاذ کی ایک لڑکی صالح بیگم تھی جو حضرت محمد اشرف کے پوتے شیخ محمد عبداللہ معصوم سے منسوب تھی۔ محمد فاروق لاولد تھے۔

خواجہ شمس الدین علیہ الرحمۃ: آپ شیخ محمد ابراہیم کے دوسرے بیٹے تھے۔ اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پہ کاربند تھے۔

خواجہ محمد زکریا علیہ الرحمۃ آپ محمد ابراہیم کے تیسرے بیٹے تھے۔ نہایت ہی عبادت و ریاضت کرنے والے تھے۔ دنیا سے لاولد گئے۔

زینت النساء علیہا الرحمۃ آپ شیخ محمد ابراہیم علیہ الرحمۃ کی بیٹی ہیں۔ آپ حضرت شیخ سیف الدین خاتمی کے فرزند شیخ محمد اعظم کی منسوبہ تھیں۔

خواجہ شیخ محمد عابد علیہ الرحمۃ آپ شیخ محمد علیہ الرحمۃ کے دوسرے فرزند ہیں۔ ورع و تقویٰ سے آراستہ تھے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے مشرف تھے۔ آپ نے آنجناب کے فرزندوں سے باطنی سلوک حاصل کیا۔ اور حضرت حجت اللہ کی خدمت سے بھی اس طریقہ کی بشارات حاصل کیں۔ آپ کا صرف ایک لڑکا تھا۔ یعنی شیخ بہاؤالدین عرف شیخ کلاں۔ جسے علم ظاہری میں ید بیضا حاصل تھا۔ نہایت ذکی الطبع اور دانا تھا۔ چنانچہ عقلی و نقلی علوم کا کوئی دقیق مسئلہ فروگذاشت نہ کرتا تھا۔ شیخ بہاؤالدین کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔

خواجہ محمد شجاع علیہ الرحمۃ آپ بہاؤالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ ایک پکے متقی اور صالح مرد تھے۔ آپ نے سلوک باطنی شیخ محمد زکی سعیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کیا۔ اور پورے طور پر حضرات احمدیہ کے طریقہ پر کاربند تھے۔

خواجہ محمد ابوبکر علیہ الرحمۃ آپ شیخ بہاؤالدین کے دوسرے فرزند اور صلاحیت اور پرہیزگاری میں موصوف تھے۔ آپ نے بھی سلوک باطنی شیخ زکی سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

خواجہ محمد ظہیر علیہ الرحمۃ آپ شیخ بہاؤ الدین کے تیسرے فرزند تھے۔ نہایت متقی اور صالح مرد تھے۔ آپ نے بھی باطنی سلوک شیخ محمد زکی سے حاصل کیا۔ اپنے ذکر و شغل میں مشغول رہتے۔ اب اس وقت حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کی اولاد نرینہ میں سے صرف تینوں عزیز موجود ہیں۔

شیخ بہاؤ الدین علیہ الرحمۃ کی دو بیٹیاں تھیں عین النسا و زین النسا، جن میں سے عین النسا، حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ محمد نعمان کے پوتے میر صالح کے بیٹے سے منسوب ہیں۔ اور زین النسا، حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو ہتے شیخ عبد اللطیف کے بیٹے سے منسوب ہیں۔

شیخ محمد زاہد علیہ الرحمۃ شیخ محمد زاہد شیخ محمدؒ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ ورع و تقویٰ سے موصوف تھے باطنی سلوک اپنے مشائخ سے حاصل کیا تھا اور اپنے آبا و اجداد کے طریقہ پر کاربند تھے۔ محمد زاہد کی ایک لڑکی تھی جو شیخ ابراہیم کے بیٹے شمس الدین سے منسوب تھی۔ شمس الدینؒ کے بیٹے کے ہاں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہوئیں۔ لڑکا تو کفار کے غلبہ میں شہید ہو گیا۔ اور بیٹیوں میں سے ایک شاہدرہ کے قاضی زادہ سے جو کہ قدیم سے اس خاندان کے رشتہ دار چلے آتے ہیں منسوب ہے۔ اس لڑکی سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک میر احمد، دوسرے میر الحمد دوسری لڑکی حضرت شیخ محمد یحییٰ کے پوتے محمد روشن سے منسوب تھی۔ شیخ محمد کی صرف ایک لڑکی رابعہ نام ہے۔ شیخ محمد عبید اللہ نے حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اسی قدر اولاد کے حالات مجھے بتائے جو میں نے یہاں درج کر دیئے ہیں۔

احوالِ سعید خلیل دہر خازن الرحمۃ حضرت خواجہ محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسرے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ ماہِ شعبان ۱۰۰۵ھ ہجری کو پیدا ہوئے ؎

نخوانم کہ اکنوں مدح آں شاہ را | کہ چشمش ندیدہ جز اللہ را
سعید از ازل آمدہ نام او! | سعادت بود اولیں کام او!
تفحص نمودم دریں نہ ورق! | بفرماں نہ بردہ کسے زو سبق

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے فرزند محمد سعید رح کو بچپن میں ایک مرض لاحق ہوا۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ کیا چاہتے ہو۔ تو کہا میں حضرت خواجہ کو چاہتا ہوں۔ جب یہ بات حضرت خواجہ نے سنی تو فرمایا۔ محمد سعید بڑا رند ہے۔ اس نے غائبانہ ہی ہم سے نسبت لے لی ہے۔ حضرت سعید عصر محمد سعید نے ظاہری اور باطنی علوم اپنے والدِ بزرگوار کی خدمت میں انتہائی درجہ تک حاصل کیے۔ آپ دس سال کی عمر میں دونوں علموں کی تحصیل سے فارغ ہو چکے تھے۔

مسائلِ فقہ کا حل

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میرے فرزند محمد سعید بڑے پکے عالم ہیں۔ حضرت خازن الرحمت کا علم ظاہری اس درجے کا تھا کہ اگر آپ کو مجتہد وقت کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اس زمانے کے بڑے بڑے علماء مثلاً مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی، ملا سعد اللہ وزیر سلطان ہند وغیرہ ان کے شاگردوں کی طرح تھے۔ ایک روز ملا سعد اللہ نے بادشاہ کے رُو برُو ایک

لاینحل مسئلہ آپ سے پوچھا۔ آپ نے فی الفور اس مسئلے کا ایسا جواب دیا کہ ملا سعد اللہ حیران رہ گیا۔ سرہند کے مفتی ابوالخیر نے جو اپنے زمانے کے علما کا سردار تھا۔ اپنے خبثِ باطن کی وجہ سے آپ کو زک دینی چاہی۔ لیکن نہ دے سکا۔ چھ مہینے کی غور و فکر کے بعد چند لاینحل مسائل سوچے جن کی نسبت وہ کہہ چکا تھا۔ کہ اگر امام ابوحنیفہ بھی قبر سے نکل آئیں تو ان مسائل کا جواب نہ دے سکیں۔ جب آپ سے اس نے یہ مسائل برسرِ عام پوچھے تو آپ نے فی الفوران مسائل کا جواب دیا۔ لوگوں نے مفتی صاحب سے پوچھا۔ کیوں صاحب آپ تو فرماتے تھے کہ اگر ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی قبر سے نکل آئیں تو ان مسائل کا جواب نہ دے سکیں۔ اب کہیئے ؟ کہا کہ محمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ اس طرح رفع شکوک کیا۔ کہ میں حواس باختہ ہو گیا۔

ابوالخیر علماءِ سُوء سے تھا

حضرت قیوم چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ابوالخیر آدھی رات کے وقت عین بارش میں دونوں بھائیوں خازن الرحمت اور عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے ہاتھ میں وہ رقعہ تھا۔ جو ان دونوں بھائیوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک کی دعوت کے بارے میں لکھا تھا۔ کہنے لگا کہ اس میں ایک یہ بات بے جا ہے۔ حضرت خازن الرحمت نے فرمایا۔ کہ یہ رقعہ ہم نے نہیں لکھا۔ اس کے لکھنے والے اور ہیں جنہوں نے ہمارے حکم سے لکھا ہے۔ لاؤ دیکھوں کونسی بات بے جا ہے۔ جب اس نے حضرت خازن الرحمت کو رقعہ دیا تو اگر بے جا بھی تھا تو اپنے تصرف سے بجا کر دیا اور فرمایا کہ بجا ہے۔ تم کس طرح بیجا کہتے ہو۔ جب اس نے دیکھا تو واقعی بجا تھا۔ شرمندہ ہو کر کہنے لگا۔ کہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آدھی رات کو عین بارش میں کیوں تکلیف اُٹھائی۔ کل برسرِ عام ہمیں زک دینی تھی۔ کہا مجھے رات کیونکہ کل پڑنی۔ میرے (مصنف) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی فرماتے تھے کہ

ابوالخیر علمائے سود سے تھا۔

علمائے لاہور کی ایک مجلس

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ شروع احوال میں ایک رات لاہور میں ایک بڑی مجلس منعقد ہوئی جس میں اس وقت کے اکثر علماء و مشائخ تھے۔ اتفاق سے حضرت عروۃ الوثقیٰ اور حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں موجود تھے۔ سجدہ تحیّت اور سجدہ عبادت پر گفتگو شروع ہوئی۔ اور علمی دقائق کا تذکرہ ہوا۔ یہ دونوں بھائی ایک طرف تھے۔ اور باقی تمام حاضرین مجلس ایک طرف۔ ان دونوں بھائیوں نے ہر علم سے اپنے مدّعا کو ثابت کر دکھایا۔ تمام حاضرین مجلس آپ کی قوت علمی کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ بعض نے جو واقف نہ تھے۔ پوچھا کہ یہ دونوں صاحب کون ہیں؟ جب انہیں معلوم ہوا۔ کہ یہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ تو کہنے لگے۔ واقعی اس صدف ولایت سے ایسے ہدایت کے موتی کیوں کر پیدا نہ ہوں۔

حضرت خازن الرّحمت کی تالیفات

حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم ظاہری میں بڑی اعلیٰ پایہ کی کتابیں لکھی ہیں مثلاً تعلیمات و مشکوٰۃ جن میں ان حدیثوں کی تقویت اور ترجیح معتبر کتابوں کے اقوال اور دلائل سے درج فرمائی ہے۔ جن پر حنفی مذہب کا دار و مدار ہے۔ علاوہ ازیں ایک رسالہ تشہد نماز میں رفع سبابہ کے منع کے بارے میں لکھا ہے۔ یہ بھی حنفی مذہب کے مطابق ہے۔ ایک جلد مکتوبات کی تحریر فرمائی ہے۔ جس میں بڑے بلند حقائق اور ذات و صفات کی تحقیق و تدقیق لکھی ہے جو عرضیاں آپ نے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں اپنے باطنی احوال کے بارے میں لکھی ہیں۔ ان میں سے ایک فقرہ یہ ہے۔ "حضرت سلامت درشا ہا باد و مشغول بود روح را از بدن جدا دید ظاہر شد کہ ایں مقام حیرت است؟" حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے حق میں لکھا ہے۔ کہ محمد سعید نے جو

اپنے احوال لکھے ہیں۔ بدرجہ غایت اصیل و شریف ہیں۔ یاروں میں سے کسی پر یہ احوال اس خصوصیت سے ظاہر نہیں ہوئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ ولایت سے بھی مشرف ہوگا۔ اس کی ولایت ابراہیمی تھی۔ ولایت خاصہ یعنی ولایت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم سے مشرف ہوگا۔ چنانچہ آپ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ سے ولایت محمدی صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم سے مشرف ہوئے۔

نیز حضرت محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہر ایک قطب کے دو امام ہوتے ہیں۔ سو تم اپنے بھائی اور میرے امام ہو۔

نیز فرمایا کہ محمد سعید نے تواضع کر کے دایاں دوسرے کو دے دیا اور بائیں طرف رجوع کیا۔ قطب دائیں طرف ہوتا ہے یعنی دائیں طرف حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی۔

ولایتِ احمدیؐ کے دو افراد

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو شخصوں کو ولایتِ احمدی تک پہنچایا۔ نیز لکھا ہے کہ دو شخصوں کو دائرہ غضب سے نکالا۔ اور دو شخصوں سے مراد عروۃ الوثقیٰ اور خازن الرحمت ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں خلعت خلّت و عنایت کی۔ آنجناب فرماتے ہیں کہ یہ سفر محض محمد سعید کی خاطر ہے۔ چنانچہ اسی سفر میں آنجناب نے حضرت محمد سعید کو خلعت خلّت کی بشارت دی۔ اور رحمت کی کنجی بھی عنایت فرمائی۔ جو شخص جنت میں داخل ہوگا۔ وہ ان کی مہر سے داخل ہوگا۔ اسی واسطے آپ کو خازن الرحمت کا خطاب دیا گیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی ضمنیت میں نبوّت و ولایت کے تمام کمالات اور حقائق ثلاثہ وغیرہ کی سیر کرائی۔ اور ان کمالات میں مستقل کر دیا۔ جناب حضرت خازن الرحمت اپنے فخر میں کہتے ہیں۔ "الیوم نسبتی کتیب المجددؒ"

بارگاہِ رسول ؐ پر حاضری جب آپ اپنے بھائی سمیت حج کے لئے تشریف لے گئے۔ تو حج کی رسومات ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ کی زیارت کے لئے متوجہ ہوئے پہلے مسجد نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم میں روضہ مبارک سے آواز آئی۔ "العجل العجل انا الیک مشتاق" جلدی کرو جلدی کرو میں تمہارا مشتاق ہوں۔ آپ جلدی جلدی نماز ادا کر کے جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ کہتے ہیں کہ جناب حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب سرورِ کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو آٹھ مرتبہ ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ مکہ تشریف میں آپ اس قدر ضعیف ہو گئے۔ کہ زندگی کی امید نہ رہی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبہ معظّمہ میں آپ کی شفا کے لئے دُعا کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے دُعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ میری موافقت کرتے ہوئے۔ تمام مخلوق دست بدُعا ہوئی۔ تمام ممکنات دُعا کرنے لگے۔ حتیٰ کہ عرش۔ کرسی لوح و قلم، یہاں تک کہ الٰہی اسماؤ صفات و شیونات زاری اور عاجزی کرنے لگے۔ قبولیت دُعا کا اثر ظاہر ہوا۔ اور انہیں کامل شفا نصیب ہوئی۔ آپ کے فرزند رشید شیخ عبدالاحد نے "لطائفِ مدینہ" میں ان مکاشفات کا مفصّل ذکر کیا ہے۔ جو مدینہ منوّرہ اور مکّہ معظّمہ میں حضرت خازن الرحمت پر مکشوف ہوئے۔

میرے (مصنّف) والد بزرگوار فرماتے تھے کہ حضرت خازن الرحمت کا ایک ہندو مخلص مر گیا۔ آپ اس پر نہایت مہربان تھے۔ جب اس کے احوال کی طرف توجہ کی۔ تو دیکھا کہ عذاب دوزخ میں مبتلا ہے۔ بارگاہِ الٰہی میں عرض کی۔ کہ اسے بخش دے۔ الہام ہوا کہ وہ بے دین تھا۔ اسے کیونکر بخشا جائے۔ آپ نے بارگاہِ الٰہی میں پھر منت و سماجت کی تو حکم الٰہی ہوا۔ کہ اس کو کافروں کے گروہ سے نکال کر رافضیوں کے گروہ میں داخل کر دو۔ میرے (مصنّف) والدِ بزرگوار فرماتے تھے۔ کہ وہ ہندو پوشیدہ طور پر مسلمان ہوگا۔

ایک گستاخ فقیر

مؤلف کتاب کے والد بزرگوار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ بادشاہی لشکر میں ایک فقیر تھا۔ جو بے تکلف لوگوں کے گھروں میں جا گھستا۔ آتے جاتے اُسے کوئی آدمی نہ دیکھتا۔ گھر کے مالک کو جرأت نہ ہوتی۔ کہ اسے کچھ کہے لشکر میں حضرت خازن الرحمت کا ایک مخلص بھی تھا۔ اس کے گھر میں بھی وہ فقیر گھس گیا وہ مخلص اس سے گتھ گیا۔ وہ فقیر اس مخلص کو گرا کر اس کی چھاتی پر ہو بیٹھا۔ اس نے مجبور ہو کر حضرت خازن الرحمت کی طرف توجہ کی۔ اسی وقت آپ نے ظاہر ہو کر فقیر کو جھڑک کر گھر سے نکال دیا۔ اور اپنے مخلص کو اس کے نیچے سے رہائی دی۔

کرامت

حضرت خلیفۃ اللہ قیوم چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت خازن الرحمت کے ایک دولت مند نوجوان مخلص نے ایک روز آپ سے عرض کیا کہ اب میں باغ کی سیر کو جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یہیں تمہیں باغ کی سیر کرا دیتے ہیں۔ اس کا چہرہ اپنی آستین سے چھپایا۔ اور فرمایا۔ دیکھ۔ اس آستین میں اس نے باغ دیکھا۔ جو بہشتی باغ کی طرح تھا۔ ایسا باغ اس نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ دیر تک اس باغ کی سیر کرتا رہا۔ بلکہ دوپہر سے لے کر شام تک وہاں رہا۔ بعد ازاں اس کے چہرے پر سے آستین اٹھائی تو ابھی صرف ایک گھڑی گذری تھی۔

حضرت ابوسفیان کا معاملہ

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت خازن الرحمت کی مجلس میں صحابہ کرام کا ذکر ہو رہا تھا۔ اسی اثنا میں ابوسفیان کا بھی تذکرہ ہوا۔ تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند شاہ لطیف اللہ کے دل میں ابوسفیان کے مراتب کو سن کر کراہت پیدا ہوئی۔ بلکہ کچھ کہنا بھی چاہا۔ یہ خیال آتے ہی حضرت خازن الرحمت نے فرمایا۔ بابا ابوسفیان کے حق میں کچھ نہ کہنا۔ پہلے کچھ معاملہ ٹھیک نہ تھا۔ لیکن بعد میں درست ہو گیا۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خازن الرحمت صبح سے

شام تک شاگردوں کو سبق پڑھایا کرتے تھے۔ ہر روز ایک فاختہ آپ کے درس کے مقابل درخت کی شاخ پر بیٹھی رہتی۔ ایک روز حضرت خازن الرحمت نے فرمایا کیا کروں یہ جانور ہے۔ اگر انسان ہوتا۔ تو استعداد استعداد اس قسم کی تھی۔ کہ اپنے وقت کے بڑے اولیاء سے ہوتی۔

وفات حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس خاندان کے فدائی سلطان عالمگیر نے بڑی منت وسماجت سے حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دارالخلافہ شاہجہان آباد میں بلایا تھا۔ آنجناب بھی اس کے اخلاص کو مدّ نظر رکھ کر تشریف لے گئے۔ ابھی شاہجہان آباد ہی میں تھے۔ کہ بیماری شروع ہوئی۔ اور دِق بدن ترقی پر تھی۔ بہتیرا علاج معالجہ کیا لیکن کچھ افاقہ نہ ہوا۔ جب مرض کی شدت زیادہ ہوگئی۔ تو متعلقین اور لواحقین بہت گھبرائے۔ طرح طرح کے علاج کئے۔ دعائیں کیں۔ آنجناب نے فرمایا کہ دو تین گھڑی کے شوروفغاں کے لئے مجھے اس قدر کیوں تکلیف دیتے ہو۔ جب معلوم کیا کہ ایام وصال نزدیک ہیں۔ تو بادشاہ سے رخصت لے کر سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب شاہجہان آباد سے چھتیس میل کے فاصلہ پر سنبھالکہ پہنچے۔ تو داعیٔ اجل کو لبیک کہہ کر اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے۔ آپ کی تاریخ وفات ۲۷ جمادی الثانی ۱۰۸۰ھ ہجری ہے تجہیز وتکفین کر کے پالکی میں ڈال کر سرہند لائے۔

خواجہ سعید کی نعش شیخ سعید الدین علیہ الرحمت فرماتے ہیں کہ اثنائے راہ میں ایک رات میں نعش مبارک کی پاسبانی کر رہا تھا اور ہر گھڑی بہ سبب بے قراری آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روئے مبارک کو دیکھتا تھا۔ ایک روز جو چہرہ مبارک پر سے چادر کا کونا اُٹھایا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ نہیں خالی چادر ہی چادر ہے۔ پالکی میں ادھر ہاتھ مارا لیکن وہاں سوائے کفن کے اور کچھ نہ تھا۔ مَیں نے آنجناب کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا۔ کہ یہ تو مجھے یقین ہے کہ آنجناب کا بدن مبارک بھی بہشت میں گیا ہوگا۔ لیکن اس بارے میں ہم بہت شرمندہ ہوں گے۔ ایک گھڑی بعد جب پھر چادر کا کونہ اُٹھایا۔ تو دیکھا کہ آپ بدستور پالکی کے اندر موجود ہیں۔

حضرت مجدد کے قبہ مبارک میں قبر کی جگہ بن گئی جب حضرت قیوم ثانی نے آپ کی رحلت کی خبر سُنی تو سخت غمگین ہوئے۔ اور حکم دیا کہ خازن الرحمت کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قبہ مبارک میں دفن کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ قبہ مبارک میں اور قبر کی گنجائش نہیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاکیداً فرمایا کہ نہیں ضرور قبہ میں دفن کرنا چاہیئے۔ لوگوں نے حسب الارشاد کدال زمین پر مارا۔ تو قبہ کی دیوار چاروں طرف پرے ہٹ گئی۔ اور فرش غائب ہو گیا۔ جب حضرت خازن الرحمت کو لحد میں رکھا گیا۔ تو آپ نے آنکھیں کھول کر حضرت عروۃ الوثقیٰ کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ دیر تک دونوں بھائی ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ آخر حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارہ کیا کہ آنکھیں بند کر لو۔ بھائی نے آنکھیں بند کر لیں اور دفن کیے گئے۔

قبر سے سارا شہر معطر ہو گیا آجکل اس قبر کی لحد بارش کے سبب سیب ننگی ہو گئی۔ جب دوبارہ درست کرنے لگے۔ تو

دیکھا کہ آنجناب کا کفن تک میلا نہیں۔ اور بدن مبارک بدستور قائم ہے۔ اور قبر سے اس
اس قسم کی خوشبو نکلی جس سے سارا شہر معطر ہو گیا۔ حضرت خازن الرحمت کے کمالات
اور کرامات حیطہ تحریر سے زیادہ ہیں۔ میں نے تبرکاً صرف چند ایک کا ذکر مشتے نمونہ از
خروارے کے طور پر کیا ہے۔ آنجناب کا سن شریف پینسٹھ سال تھا۔ آپ کی بلا واسطہ اولاد
تعداد میں تیرہ ہے۔ جن میں سے آٹھ لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں۔ فرزندوں کے اسمائے
گرامی یہ ہیں۔

شاہ عبد اللہ، شاہ لطیف اللہ، مولوی فرخ شاہ، شیخ سعد الدین، شیخ عبد الاحد،
شیخ خلیل اللہ، شیخ محمد یعقوب، شیخ محمد تقی، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

لڑکیوں کے نام یہ ہیں۔ صالحہ، فاطمہ، شاکرہ، شرف النساء، فخر النساء زینب
رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

خواجہ شاہ عبد اللہ شاہ سعیدیؒ

آپ حضرت خازن الرحمت کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ایام زندگی ہی میں پیدا ہوئے۔ جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمیر میں تھے
تو آپ نے سلوک باطنی اپنی والدہ ماجدہ اور اپنے چچا بزرگوار سے حاصل کیا۔ حضرت
عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی بیٹی آپ سے منسوب تھی۔ شاہ عبد اللہ نے
چوری چوری ایک اور عورت سے نکاح کر لیا۔ جب آپ کی منسوبہ نے سنا۔ تو
سخت غمگین ہوئی۔ اور تمام عورتوں نے مل کر حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت
میں شکایت کی۔ آنجناب کی زبان مبارک سے بے اختیار نکل گیا۔ کہ مر جائے گی۔
عورتوں نے عرض کیا۔ کہ مرنے سے محفوظ رہے۔ صرف اسے تکلیف پہنچے۔ تین روز
بعد فوت ہو گئی۔ مرتے وقت کہا کہ مجھے میرے چچا نے زخم لگایا ہے۔ جس سے
جانبر ہونا دشوار ہے۔ شاہ عبد اللہ کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔

خواجہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ آپ شاہ عبداللہ علیہ الرحمۃ کے فرزند ہیں آپ نے باطنی سلوک حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ آپ بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔ شاہ عبداللہ کی دو بیٹیاں ایک ذاکرہ اور دوسری جانی تھیں۔ جن میں سے جانی خواجہ محمد صادق کے پوتے خواجہ ابراہیم علیہ الرحمۃ کی منسوبہ تھیں اور ذاکرہ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ شیخ عبدالحق کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی۔

خواجہ شیخ احمدی علیہ الرحمۃ آپ شیخ عبدالحق کے فرزند ہیں۔ نہایت صالح مرد تھے۔ اپنے مشائخ سے باطنی استفادہ کیا۔ شیخ عبدالحق کی بیٹی صلاح النساء کی شادی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے شیخ اہل اللہ سے ہوئی۔ شیخ احمدی کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی۔

خواجہ سراج الدین علیہ الرحمۃ آپ شیخ احمدی کے فرزند شیخ محمد زکی کے مرید ہیں۔ نہایت صالح مرد تھے۔ شیخ احمدی کی بیٹی سراج النساء شیخ محمد پارسا کے دوہتے شیخ حمید کی منسوبہ تھیں۔ سراج الدین کا صرف ایک بیٹا تھا۔

خواجہ شاہ لطف اللہ علیہ الرحمۃ آپ حضرت خازن الرحمۃ کے دوسرے فرزند ہیں۔ اپنے زمانے کے صالح اور عارف تھے۔ باطنی سلوک اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری بیٹی آپ کی منسوبہ تھیں۔ جب حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کے لیے گئے۔ شاہ لطف اللہ کا انتقال ہوگیا۔ آپ دنیا سے لاولد گئے۔

مولوی معنوی فرخ شاہ سعیدی علیہ الرحمۃ آپ حضرت خازن الرحمت کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ ظاہری اور

باطنی علوم کے جامع تھے۔ حضرت حجت اللہ قیوم ثالث حضرت مروج شریعت اور مولوی فرخ شاہ ہم سبق تھے۔ مولوی صاحب اپنے وقت کے بڑے جیّد عالم تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکثر اولاد مولوی صاحب کی شاگرد ہے۔ مولوی صاحب نے علوم ظاہری کی اکثر کتابوں پر شرحیں اور حاشئے لکھے۔ مخالفوں نے جو اعتراض حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام مبارک پر کئے ہیں۔ ان کے جواب میں کشف الغطاء' نام ایک کتاب لکھی ہے۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والدِ بزرگوار اور چچا سے حاصل کیا۔ اور خلافت سے مشرف ہوئے۔

میرے (مصنف) والدِ بزرگوار فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز جب میں مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ اس وقت سوئے ہوئے تھے۔ لیکن زبان بدستور ذکرِ الٰہی میں متحرک تھی۔ میں حیران رہ گیا۔ کہ یہ کس قسم کی نیند ہے۔ میں نے آپ کے جگانے کی تدبیریں کیں۔ کھانسا۔ چھینکا۔ لیکن معلوم ہوا۔ کہ واقعی آپ سوئے ہوئے ہیں۔ آپ اعلیٰ درجے کے متقی اور اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر پورے طور پر کاربند تھے۔ سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلّم پر عمل کرنا آپ کا شعار تھا۔ ۴ شوال ۱۱۱۱ھ ہجری کو اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منوّرہ میں قبہ مبارک سے جنوب کی طرف مدفون ہوئے۔ آپ کے مرقد شریف پر قبہ بنایا گیا۔ آپ کی اولاد کی تعداد سات ہے۔ چار لڑکے اور تین لڑکیاں۔

خواجہ علی رضا علیہ الرحمۃ آپ مولوی فرخ شاہ کے بڑے بیٹے اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ ایک روز آنجناب اپنے مریدوں کو توجہ دے رہے تھے۔ علی رضا بھی وہیں تھے۔ جب انہیں توجہ دی۔ تو مولوی فرخ شاہ علیہ الرحمۃ کو فرمایا کہ اس لڑکے میں شورشِ عظیم ہے ابتلائے فخیم ظاہر ہوتی ہے۔ واقعی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد علی رضا بڑی

مصیبت میں گرفتار ہوا۔ چنانچہ ایک فقیر سے اس نے دعوت سیفی سیکھی جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع فرمایا ہے۔ اور جو اشغال اس طریقہ کے خلاف تھے کرنے شروع کر دیئے۔ سماع و نغمہ کی مجلس منعقد کرتا۔ اور نماز تراویح میں ہر تراویح کے بعد مجلس بدعت و سماع و نغمہ قائم کرتا۔ رقص کرتا۔ اور بے ریش خوبصورت بچوں۔ عورتوں اور گائیوں کے راگ و ناچ سنتا اور دیکھتا۔ اس کے باقی افعال و اقوال بھی شریعت اور طریقت کے خلاف تھے۔ بلکہ وہ دین اسلام کے برخلاف ہو گیا۔ مشائخ سرہند اس کے یہ اطوار دیکھ کر سخت بیزار ہوئے۔ اور اسے عذاب دینا چاہا۔ لیکن یہ بات معلوم کر کے بھاگ گیا۔ بلکہ ہندوستان سے نکل کر جزیروں میں پھرنے لگا۔ اور وہاں کے عجیب و غریب علوم سیکھے۔ اور سخت ریاضت و مشقت اٹھائی۔ علم تکسیر، تسخیر، کیمیا، سیمیا، ریمیا وغیرہ حاصل کر کے اکثر جنوں کو اپنے قابو میں کر لیا۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جو سختیاں اور مصیبتیں اس نے ان علوم کے حاصل کرنے میں اٹھائیں۔ وہ سب مجھ سے بیان کیں۔ ان میں سے ایک یہ بتائی کہ میں چالیس روز ٹکٹکی لگائے سورج کی طرف دیکھتا رہا۔ اور آنکھ تک نہ جھپکی لیکن تمام حضرات احمدیہ علی رضا کے ایسے دشمن ہو گئے۔ کہ اس کی تکفیر کا فتویٰ دیا۔ اور جو ان کے سامنے اس کا نام بھی لیتا۔ اس سے بھی بیزار ہو جاتے۔ مولوی صاحب نے اسے عاق کر دیا تھا۔ وہ بھی بڑی گستاخی سے پیش آیا۔ چنانچہ ایک دفعہ اپنے باپ کو خط لکھا۔ جس میں یہ آیت درج کی۔ یَا اَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا۔ اے باپ! شیطان کی پرستش نہ کرو کیونکہ شیطان رحمان کا نافرمانبردار تھا۔ آخر اکثر فقراء نے اسے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ کی مخالفت دین و ایمان میں خلل کا باعث ہے۔ جو حق اس

کی تابع تھے۔ انہوں نے بھی کہا کہ ہم قیوم وقت کے حکم میں ہیں۔ ہم اس کے حکم کے بغیر کسی کے فرمانبردار نہیں ہوتے۔ اس نے پوچھا کہ قیوم وقت کون ہے؟ انہوں نے کہا حجت اللہ قیوم ثالث ہیں۔ اور کئی ایک مقامات سے بھی اسے معلوم ہوا۔ کہ دین و دنیا کے کام حضرات سرہند کی اطاعت بغیر سرانجام نہیں ہوں گے۔

علی رضا کے بھائی شیخ ضیاء اللہ کا بیان ہے کہ میرے بھائی نے مجھ سے کہا۔ کہ جہاں کہیں جاتا ہوں وہیں حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نور دیکھتا ہوں حتیٰ کہ سارے جہان میں کوئی جگہ حجت اللہ قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی کہ میری تقصیرات کو معاف فرمایا جائے۔ آنجناب نے از راہِ کرم اس کی تقصیریں معاف فرمائیں۔ لیکن دوسرے مشائخ نے اس سے ہرگز صلح نہ کی۔ بلکہ بدستور قدیمی عداوت پر رہے۔ اس نے سرہند آکر بہتیرے عذر کئے۔ لیکن کسی نے بھی قبول نہ کئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام اولاد نے متفق ہو کر اس سے قطع تعلق کر لیا۔ حتیٰ کہ برادری سے خارج کر دیا۔ کوئی رشتہ ناطہ وغیرہ اس سے نہ رکھا۔ وہ سرہند سے نکل کر گجرات میں آبسا اور وہیں مر گیا۔ اب اس کی اولاد گجرات میں ہے لیکن اب بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اسے کافر ہی سمجھتی ہے۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب سرہند میں علی رضا کو تمام لوگوں نے طعن کی۔ اور تمام حضرات احمدیہ نے اس سے قطع تعلق کر لیا تو میرے پاس آکر کہنے لگا کہ میں اپنے سابقہ افعال سے توبہ کرتا ہوں۔ آپ کے جد قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری توبہ قبول فرمائی ہے۔ آپ گواہ رہیں۔ کہ میں سابقہ افعال سے تائب ہوں۔ اور جو کچھ حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا ہے اسے میں قبول کرتا ہوں۔ بعد ازاں جب تک جیتا رہا۔ نیازمندانہ عرضیاں دعا و توجہ کی التماس کے لئے آنجناب کی خدمت میں بھیجتا رہا۔ اور طریقہ مجددیہ احمدیہ پر کاربند رہا۔ اس کی وفات

کے بعد اس کے فرزند بھی باپ کی طرح آنجناب کی خدمت میں نیاز مندانہ عرضیاں بھیجتے رہے۔ خاص کر محمد شاہ نے تو کئی مرتبہ چاہا۔ کہ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر از سرِ نو بیعت کرے لیکن بہ سبب بعض رکاوٹوں کے حاضرِ خدمت نہ ہو سکا۔ غائبانہ مرید رہا۔

رضا علی کے بیٹے پانچ ہیں۔ محمد شاہ، وجیہ اللہ۔ محمد یحیٰ، بدر عالم وغیرہ اور تین لڑکیاں فرسہ وغیرہ ہیں۔

مولوی محمد ارشد علیہ الرحمۃ آپ مولوی فرخ شاہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ اپنے والدِ بزرگوار کے قدم بقدم تھے۔ علم ظاہری کو بدرجہ کمال حاصل کیا۔ چنانچہ تمام کتب متداولہ درس یاد تھیں۔ کتاب دیکھنے کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔ اس کے علاوہ علوم دینیہ سے بہرہ مند تھے۔ مثلاً علم طبعی، علمِ ریاضی، علم حکمت، ہیئت، ہندسہ، حساب، طبابت، رمل، نجوم وغیرہ اکثر احمدیہ قبائل نے آپ سے ظاہری علم سیکھا۔ اس وقت ہندوستان میں کوئی عالم ظاہری علوم میں آپ کا ثانی نہ تھا۔ اس زمانہ کے اکثر علماء آپ کو اپنے سے افضل و برتر سمجھتے۔ اور آپ کا لوہا مانتے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والدِ بزرگوار سے حاصل کر کے خلافت لی، اور اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر پورے پورے کاربند تھے آپ کے چار لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔

خواجہ محمد راشد علیہ الرحمۃ آپ مولوی محمد ارشد کے بڑے بیٹے موزون قابل اور خوش طبع جوان تھے، جو شخص آپ کی مجلس میں بیٹھتا آپ کا شیفتہ بن جاتا۔ محمد مرشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ مولوی محمد ارشد کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ نے ظاہری علوم اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں انتہائی درجے تک حاصل کئے۔ باطنی سلوک بھی اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا اور احمدیہ

طریقہ پر پورے پورے کاربند رہے۔ آپ صالح اور متقی تھے۔ محمد ارشد آپ مولوی محمد ارشد کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ ایک وجیہہ نوجوان صالح اور قابل آدمی تھے۔ لیکن افسوس کہ جوانی ہی میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ محمد رشید آپ مولوی محمد ارشد کے چوتھے فرزند تھے۔ آپ نے علم ظاہری اپنے والد بزرگوار سے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آپ اعلیٰ درجے کے قابل اور ذکی الطبع تھے۔ چاروں بیٹے اپنے والد ہی کے مرید ہیں۔ مولوی محمد ارشد کی بیٹی تیرہ سال کی عمر میں فوت ہو گئی۔

شیخ ضیاء اللہ علیہ الرحمۃ آپ مولوی فرخ شاہ علیہ الرحمۃ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے مرید اور ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔ سلوک باطنی اپنے بھائی مولوی محمد ارشد سے حاصل کیا دن رات خانقاہ میں رہے۔ خانقاہ کا تمام انتظام آپ کے متعلق تھا۔ طریقہ احمدیہ کے سخت پابند تھے۔ ورع۔ تقویٰ، صلاحیت۔ شریعت، اور طریقت پر ثابت قدمی آپ کا شعار تھا۔ آپ کے دس بیٹے تھے۔ لیکن اس وقت صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔

خواجہ عطاء الٰہی علیہ الرحمۃ آپ شیخ محمد ضیاء اللہ کے بیٹے ہیں۔ ابھی چھوٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی عمر دراز کرے۔ شیخ ضیاء اللہ کی لڑکی بھی ابھی چھوٹی ہے۔

خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ آپ مولوی فرخ شاہ کے چوتھے بیٹے جوانی میں لاولد فوت ہو گئے۔ مولوی فرخ شاہ کی تین بیٹیاں ہیں۔

مکرمت النساء جو حضرت شیخ یحییٰ کے پوتے شیخ محمد رضا کی منسوبہ ہیں۔ دوسری فاضلہ جو مولوی صاحب کے بھتیجے شیخ عبدالحق کی منکوحہ ہیں۔ تیسری سیقہ جن کی شادی شیخ محمد یحییٰ کے پوتے شیخ ضیاء الدین سے ہوئی۔

شیخ سعد الدین سعیدی قدس سرہٗ آپ حضرت خازن الرحمت کے چوتھے فرزند تھے۔ آپ نے سلوک باطنی پہلے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت سے اور بعد ازاں حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا اور حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے بھی استفادہ کیا۔ آپ طریقہ علیہ احمدیہ پر پورے طور پر کاربند تھے۔ صلاحیت اور پرہیزگاری میں بے نظیر تھے۔ آپ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا تھے۔ آپ کے ہاں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔

شیخ محمد قطب علیہ الرحمۃ آپ شیخ سعد الدین علیہ الرحمۃ کے بیٹے ہیں۔ پہلے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں مرید ہوئے۔ بعد میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ آپ اعلیٰ درجے کے صالح اور پرہیزگار تھے۔ آپ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی۔

شیخ محمد غوث علیہ الرحمۃ آپ شیخ محمد قطب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند حضرت قیوم ثالث کے مرید، صالح، متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کے دو لڑکے تھے۔ محمد عظیم اور جمال اللہ جو دونوں ہی مجذوب الحال تھے۔ محمد غوث کی لڑکیاں تین ہیں۔ ایک عزیز الحق سے منسوب ہے۔ دوسری محمد مرشد سے اور تیسری سید محمود سے۔ شیخ قطب کی لڑکی حضرت قیوم ثانی کے پوتے شیخ محمدؒ سے منسوب ہے۔ شیخ سعد الدین کی لڑکیاں دو ہیں۔ ایک شمس النساء، جو اپنے زمانے میں سب سے صالح اور عابدہ ہیں۔ اگر رابعہ اور رضیۃ الوقت ہوتیں تو آپ کی غلامی کرتیں۔ واقعی آپ شمس النساء عالم تھیں۔ ایک اور شرف جو آپ کو حاصل ہوا۔ وہ یہ تھا کہ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ کے بطن سے ہوئے۔ آپ حضرت

قیوم رابع کے والد بزرگوار حضرت ابوالعلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منسوب تھیں۔ دوسری سیدالنساء جو حضرت شیخ سیف الدین کے فرزند شیخ محمد حسین کی منسوبہ تھیں۔

حضرت شیخ عبدالاحد مشتہر بہ شاہ گل سعدی قدس سرہٗ

خازن الرحمت رضی اللہ آپ حضرت تعالیٰ عنہ کے پانچویں فرزند ہیں۔ آپ پہلے اپنے والدِ بزرگوار کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں حضرۃ عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی پورا کیا۔ اور خلافت پائی۔ ایک دفعہ شیخ عبدالاحد علیہ الرحمۃ نے اپنے قصور کی دید کے بارے میں ایک عرضی حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجی۔ کہ میں اپنے آپ کو خاصوں میں سے نہیں جانتا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں لکھا۔ کہ میں تو آپ کو خاصوں میں سے جانتا ہوں۔ اور آپ کے قرب کو پہلے سے زیادہ خیال کرتا ہوں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت قیوم ثالث حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے باطنی استفادہ کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے حال پر ایسے مہربان تھے کہ کسی اور پر نہ تھے۔ شیخ بھی مریدی، تواضع اور کسرِ نفسی سے اس طرح کام لیا کرتے۔ کہ باوجود چچا زاد بھائی ہونے کے حضرت حجت اللہ کی خدمت بجا لاتے۔ چنانچہ آپ کی سواری کی رکاب پکڑ کر پا پیادہ چلتے اور بعض وقت آنجناب کا عصا اور نعلین مبارک اٹھاتے۔ حضرت قیوم ثانی اور حضرت قیوم ثالث نے اس طریقہ کی تمام بشارات مثلاً ولایت ثلاثہ، کمالاتِ نبوت اور حقائق ثلاثہ وغیرہ شیخ صاحب کو عنایت فرمائی تھیں۔ اور سرہند کی قطبیت کا منصب بھی شیخ صاحب نے عنایت فرمایا۔ اگرچہ آپ کی اولاد اس بات سے انکار کرتی ہے کہ شیخ صاحب نے قیوم ثالث سے استفادہ کیا۔ مگر ایک بزرگ نے کہا کہ شیخ صاحب کا آداب بجا لانا اور تواضع کرنا۔ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ حضرت قیوم ثالث کے مرید تھے۔

میرے (مصنف) کے والد بزرگوار اور دادا جان کو شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بہت اخلاص اور خصوصیت حاصل تھی۔ اور یہ دونوں صاحب شیخ صاحب کے محرم اسرار تھے۔ بارہا فرمایا کرتے تھے کہ شیخ صاحب عبدالاحد نے حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت ہی باطنی استفادہ کیا ہے جیسا کہ شیخ صاحب کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے ؎

درگل از رنگ تو یک گونہ اثر یافتہ ایم	بلبل از بوئے تو خوشنود خبر یافتہ ایم
سرِ پا سوختہ یک داغ دل افروختہ ایم	آبرو ریختہ چوں شمع گہر یافتہ ایم
نالہ ہا میکند از شربت فرہادِ ہنوز	یار شیریں دہنا لطف اثر یافتہ ایم
دل بہ ہر نفس نہ بندیم بہ رنگِ وحدت	نقشبندے است کہ از فیض نظر یافتہ ایم

میرے (مصنف) والد بزرگوار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت محمد نقشبند قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر جانتا ہوں شیخ صاحب حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندوں میں سردار ہیں۔ آپ کی کشف و کرامات بے شمار ہیں۔

بصیرت افروز اظہار

ایک روز ایک منکر آپ کی سواری کے ہم سفر تھا۔ اتنے میں ہندوؤں کا ایک گروہ سوانگ بھرے جا رہا تھا۔ اس منکر نے آپ سے پوچھا۔ کہ اس کا کیا نام ہے۔ آپ نے فرمایا رباما، جب اس نے اس مجمع کا رخ کیا تاکہ ان سے جا کر نام پوچھے تو شیخ صاحب نے اسے واپس بلا کر فرمایا۔ کہ اس کا نام "یاما" نہیں "راما" ہے۔ جب وہ اس مجمع میں پہنچا اور نام پوچھا۔ تو پہلے انہوں نے کہا اس کا نام "رباما" ہے۔ جب تھوڑی دور نکل آیا۔ تو پھر بلا کر کہا کہ نہیں اسے "راما" کہتے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ منکر آپ کا معتقد بن گیا۔

شیخ صاحب نے ظاہری علم بھی انتہائی درجہ تک حاصل کیا اور شعر بھی عمدہ کہتے تھے۔ آپ کا تخلص وحدت تھا۔ آپ کا ایک دیوان اور مثنوی چار چمن مشہور و معروف ہیں۔ اِن کے علاوہ آپ کی اور بھی بہت سی تصانیف ہیں۔ مثلاً "شواہد التجدید، لطائف مدینہ، اور حبوز اللہ وغیرہ۔ آپ اپنے زمانے سب سے زیادہ صالح، عابد اور متقی تھے۔ اور طریقہ علیہ احمدیہ کے بڑے سخت کاربند تھے۔ آپ اپنے وقت کے جلیل القدر مشائخ میں شمار کئے جاتے ہیں۔ جس سال سکھوں کے لشکر سرہند پر حملہ آور ہوئے تو آپ نے ان کی آمد کی اطلاع دو تین مہینے پہلے دے دی تھی۔ آپ لوگوں کو اطلاع دینے کے بعد خود شاہجہان آباد چلے آئے اور وہیں رہنے سہنے لگے۔ آخر جمعہ کے روز ۲۷، ذی الحجہ ۱۱۲۷ھ ہجری کو اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے[۱]۔ جب حضرت قیوم ثالث

---

[۱] صاحب خزینۃ الاصفیاء نے آپ کا سنِ وفات ۱۱۳۲ھ لکھا ہے۔ "شیخ کبیر" اور "مقتدا عبد الاحد یکتا ولی" سے تاریخ وفات نکالی ہے۔ آپ نے سلسلہ مجددیہ کی اشاعت اور تربیت میں زبردست کام کیا۔ آپ کے خلفاء نے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، عرب و عجم اور دیار مصر میں پہنچ کر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کو رواج دیا۔ آپ اہلِ حال بزرگوں کو پابند شریعت کر دیا کرتے تھے۔ اور جذب و مستی میں مستغرق حضرات کو متبع سنت بنا دیا کرتے۔

پروفیسر سید خورشید حسن بخاری نے اپنے ایک مقالہ" فارسی ادب میں اولیائے نقشبند کی خدمات" میں جہاں اور بزرگانِ نقشبندیہ کی علمی اور ادبی خدمات کا تذکرہ کیا ہے۔ وہاں انہوں نے حضرت شیخ عبد الاحد قدس سرہ کے ان مکتوبات کا ذکر کیا ہے جو آپ نے مختلف اوقات میں مغل شہزادوں کی اصلاح کے لئے لکھے تھے مکتوبات کو خواجہ محمد مراد کاشمیری نے ترتیب دیا تھا۔ اور ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے "مکتوبات گلشن وحدت" کے نام سے ۱۹۶۲ء میں ادارہ مجددیہ کراچی سے شائع کرایا تھا۔ یہ مکتوبات اورنگ زیب عالمگیر کے نام تھے۔ چند شاہ فرخ سیر کو لکھے گئے اور اسے سلوک نقشبندیہ کی تربیت دی گئی۔ چند تربیت خان بخشی کے نام لکھے ہیں۔ خواجہ محمد نقشبند خواجہ سیف الدین بن خواجہ محمد معصوم رحمہما اللہ کے نام بھی بہت سے خطوط ملتے ہیں۔ جو نقشبندیہ طریقہ سلوک کی اہم دستاویزات کی حیثیت سے سامنے آئے ہیں۔ (مرتب)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیخ صاحب کی وفات کی اطلاع ہوئی۔ تو فرمایا۔ "گل بجنت رسید" پھول بہشت میں پہنچ گیا۔ پھر آپ کی نماز جنازہ ادا کیا۔ اور آپکی نعش کو سرہند بھیجدیا آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ میں حوض کے اوپر صفہ متبرک کے جنوب کی طرف دفن کیا گیا۔ آپ کے مرقد پر قبہ بنایا گیا۔ آپ کی اولاد میں چار لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔

حضرت شیخ ابو حنیف رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ عبد الاحد کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ پہلے حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہوئے۔ بعد میں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں سلوک حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ اپنے وقت کے صالح اور متقی تھے۔ ایک دفعہ آپ نے بلی کے ڈربے میں ایک طوطا ڈال دیا۔ طوطا بلی کے سر پر ٹھونگے مارتا تھا۔ اور بلی اسے کچھ نہ کہتی تھی یہ آپ کا پاس ادب تھا۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔ آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔

حضرت شیخ محمد زکی رحمہُ اللہ

آپ شیخ ابو حنیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بیٹے عالم، عامل، صالح، متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ اور باطنی سلوک اپنے دادا جان اور اور والد بزرگوار کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ آج کل ان نیک بختوں کے خاندان میں شیخ محمد زکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسا اور کوئی نہیں۔ اغنیاء سے بے پرواہ شریعت کے پورے پورے پابند اور طریقت احمدیہ کے پکے کاربند تھے۔ آپ سرہند شریف کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ قوم سعیدیہ کے بعض لوگ آپ کے مرید ہیں۔ اور شہر کے کچھ اور لوگ بھی آپ کے مرید ہیں۔ آپ [illegible] تمام حلقہ کرتے ہیں۔ اور دن رات ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ غرضیکہ آپ بہت عزیز الوجود ہیں۔ آپکا صرف

ایک ہی لڑکا ہے۔ یعنی محمد بے مثل مشہور بہ بھیکھ۔ بھیکھ ہندی زبان میں دریوزہ کو کہتے ہیں۔ چونکہ پہلے شیخ محمد زکی کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ اس واسطے جب یہ فرزند ہوا۔ تو اسے بھیکھ کہنے لگے۔ یعنی خدا سے مانگا ہوا۔ آپ صالح اور قابل جوان تھے۔ آپ کی طبیعت رسا ہونے کے باعث دادا کی طرح فارسی شعر کی مناسب استعداد تھی آپ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے شاہ محمد پارسا کی دختر سے منسوب تھے۔ آپ کے ہاں ایک چھوٹا لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں۔ لڑکے کا نام احمد اور لڑکیوں کے نام احمدیہ، سعیدیہ ہیں۔

حضرت شیخ محمد میر رحمۃ اللہ

آپ شیخ ابوحنیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ دنیا سے لاولد گئے۔ شیخ ابوحنیف کی ایک دختر ستارہ خانم ہے جو حضرت شیخ محمد یحییٰ کے پوتے شیخ نوالا کی منسوبہ ہیں۔

حضرت شیخ محمد تقی رحمۃ اللہ

آپ شیخ عبدالاحد کے دوسرے بیٹے ہیں آپ حضرت حجت اللہ کے مرید تھے۔ باطنی سلوک بھی آنجناب ہی کی خدمت سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ محمد تقی کو قطبیت ہند کی خوشخبری دی تھی۔ آپ طریقہ احمدیہ پہ قائم اور شریعت وطریقت کے بڑے پابند تھے۔ شعر بھی اچھا کہتے تھے۔ ایک روز شیخ عبدالاحد بادشاہ کے پاس گئے۔ بادشاہ سنہری لباس جس میں جواہر اور یاقوت ٹکے ہوئے تھے پہنے بیٹھا تھا۔ جب اس نے شیخ صاحب کو دیکھا تو ڈر گیا اور کہنے لگا کہ میں اس بلا کو پہنے ہوئے ہوں۔ معلوم نہیں قیامت میں میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ شیخ محمد تقی نے فی البدیہہ کہہ دیا۔ ؎

ملوث کے کند اسباب دنیا اہل عرفاں را ۔۔۔ کجا آلودہ سازد آب زر داماں قرآں را

بادشاہ سن کر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا خلف الرشید ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر نیک اختر سے منسوب ہیں۔ شیخ محمد تقی کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔

حضرت محمد اظہر رحمہ اللہ آپ شیخ محمد تقی کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ اعلیٰ درجے کے قابل ہیں۔ آپ کی قابلیت دیکھ کر بادشاہ نے اپنا امیر اور مشیر مقرر کر لیا تھا۔ حضرت محمد اظہر کے بیٹے بھی ہیں۔ جو باپ کی طرح بادشاہ کے ہاں صاحب منصب ہیں۔ محمد اظہر کی بیٹیاں عائشہ، فاطمہ وغیرہ ہیں۔ ان میں سے ایک شاہ محمد پارسا کے بیٹے فیض سے منسوب ہے۔

حضرت ظہور اللہ رحمہ اللہ آپ شیخ محمد تقی کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپ مجذوب الاحوال اور بے اولاد ہیں۔ شیخ محمد تقی کی چار بیٹیوں میں سے خدیجہ بیگم حضرت شیخ محمد یحییٰ کے پوتے شاہ احمد کی منسوبہ ہیں اور لاڈلی بیگم حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے شیخ الاسلام کی منکوحہ ہیں۔ اور تیسری پیاری بیگم کی شادی شاہ محمد پارسا سے ہوئی۔ اور چوتھی اولیا بیگم کا ازدواج شیخ محمد یعقوب کے پوتے مبرالٰہی سے ہوا۔

حضرت محمد جواد قدس سرہ آپ شیخ عبدالاحد کے تیسرے فرزند ہیں۔ بہت صالح، متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ آپ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی۔

حضرت شیخ محمد انوار رحمہ اللہ آپ شیخ محمد جواد کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ نہایت قابل مرد تھے۔ آپ کے تین بیٹے تھے یعنی نور الابصار، نور الاخیار، اور غلام احمد رحمہم اللہ علیہم۔

حضرت شیخ نور الحق رحمۃ اللہ آپ شیخ عبد الاحد کے چوتھے فرزند تھے۔ نہایت صالح اور قابل مرد تھے۔ آپ کی قابلیت اور ظاہری علم اس درجے کا ہے کہ بادشاہ نے آپ کو لشکر کا اعلیٰ قاضی بنا دیا۔ شیخ نور الحق کے چھ بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔

حضرت شیخ ضیاء الحق قدس سرہٗ آپ شیخ نور الحق کے بڑے بیٹے ہیں۔ نہایت صالح مرد تھے۔ آپ کا صرف ایک بیٹا جمال الحق ہے جو نہایت صالح مرد ہے۔

حضرت شیخ عزیز الحق قدس سرہٗ آپ شیخ نور الحق کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت صالح متقی اور پرہیزگار ہیں۔ آپ کا صرف ایک بیٹا معز الحق نام ہے۔

حضرت شیخ سعید الحق قدس سرہٗ آپ شیخ نور الحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ لاولد تھے۔

حضرت شیخ ثناء الحق قدس سرہٗ آپ شیخ نور الحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چوتھے فرزند ہیں۔ آپ لاولد تھے۔

حضرت شیخ جمیل الحق قدس سرہٗ آپ شیخ نور الحق کے پانچویں فرزند ہیں عطاء الحق شیخ بھی شیخ نور الحق کے چھٹے فرزند ہیں۔ نہایت صالح اور مسکین ہیں۔

شیخ نور الحق کی ایک لڑکی شیخ عبد الاحد کے بیٹے شیخ برہان سے منسوب ہوئی ہے۔ شیخ عبد الاحد کی ایک بیٹی صدیقہ شیخ محمد یحییٰ کے بیٹے شیخ فیض اللہ سے منسوب ہے۔ دوسری عطر خانم جو عابدہ وقت ہے اور کوئی نماز جماعت بغیر ادا نہیں کرتی۔ شیخ محمد یعقوب کی بیٹے شیخ عصمت اللہ سے منسوب ہے۔ تیسری آفتاب خانم کی شادی سید

اہل اللہ سے ہوئی ہے۔ اکثر لوگوں نے شیخ صاحب علیہ الرحمۃ سے خلافت حاصل کی ہے۔

حضرت شیخ محمد عابد رحمہ اللہ آپ شیخ عبدالاحد کے خلیفہ ہیں۔ آپ نہایت عزیز الوجود ہیں۔ اکثر لوگوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا۔

حضرت شیخ سید جیون رحمہ اللہ آپ شیخ عبدالاحد کے خلیفہ ہیں۔ انبالہ میں آپکے مرید بکثرت ہیں۔

حضرت شیخ محمد امین رحمۃ اللہ علیہ آپ بھی شیخ عبدالاحد کے خلیفہ ہیں۔ لاہور میں بہت لوگ آپ کے مرید ہیں۔

حضرت شیخ شاہ گلشن رحمہ اللہ آپ شیخ عبدالاحد کے خلیفہ ہیں شعر بہت عمدہ کہتے ہیں چنانچہ اس وقت کے اکثر شعرا آپ کے ہی شاگرد ہیں۔ باطنی حالات بھی آپ کے اعلیٰ تھے۔[۱]

۱؎ حضرت شاہ گلشن کے متعلق حضرت مظہر جانِ جاناں قدس سرہ کی رائے بڑی وقیع ہے۔ آپ کی یہ رائے مقاماتِ مظہری میں شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہٗ نے بیان کی ہے۔ کہ حضرت شاہ گلشن کمال درجہ کے زہد اور ریاضت سے متصف تھے۔ وہ حضرت جنید کی خانقاہ کے درویشوں کی عادات سے متمثل تھے۔ تین روز کے بعد بھوک لگتی۔ تو جنگل کے درختوں کے پتے۔ کھیرے اور خربوزے کے چھلکے پانی سے پاک کر کے کھا لیتے۔ ایک ہی گدڑی میں تین سال گذار دیتے۔ ایک دن روزہ کی افطاری کے وقت ٹھنڈے پانی کا تقاضا کیا۔ تو ایک مرید نے بتایا۔ حضور آپ کی مسجد کے پاس ہی ایک کنواں ہے جس کا پانی نہایت ٹھنڈا ہے۔ فرمایا میں کئی سالوں سے حوض کے پانی سے افطاری کرتا رہا۔ مجھے اتنا بھی علم نہیں کہ پاس ہی ٹھنڈے پانی کا کنواں بھی موجود ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت شیخ مراد رحمہ اللہ آپ بھی شیخ عبدالاحد کے خلیفہ ہیں۔ ان کے علاوہ شیخ عبدالاحد کے خلیفہ بے شمار ہیں۔ جن کا بیان درج کرنا موجب طوالت کلام ہے۔

حضرت شیخ خلیل اللہ سعیدی قدس سرہٗ آپ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھوٹے فرزند ہیں۔ آپ پہلے حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ اور سلوک باطنی بھی آنجناب ہی کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ باقی جو کچھ رہ گیا۔ وہ حضرت حجت اللہ قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت قیوم ثالث، رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے حق میں بہت خوشخبری دی ہے۔

چنانچہ ایک روز حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نومسلم بوڑھا کھڑا ہو کر کہہ رہا ہے۔ کہ میں شیخ خلیل اللہ سعیدی قدس سرہٗ کا نفس ہوں۔ اب میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ نیز آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوشخبری دی کہ شیخ خلیل اللہ اوتاد عالم ہیں شیخ صاحب علم حلم ورع۔ اور تقویٰ سے بدرجہ کمال آراستہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) ایک دن سرہند کے ایک رئیس نے اشرفیوں کی ایک تھیلی پیش کی۔ لے کر اٹھے۔ اور کہنے لگے۔ مجھ پر حج فرض ہو گیا۔ تیاری کے لیے بازار گئے تو ایک سائل نے سوال کیا تو تھیلی اسے دے دی۔ واپس آ کر فرمانے لگے۔ حج کی فرضیت ختم ہو گئی ہے۔

ایک ملہ زکوٰۃ دینے کا ارادہ کیا۔ کیونکہ یہ ارکان دین میں سے ہے۔ اور اس کی ادائیگی سے اللہ خوش ہوتا ہے۔ جب صاحب نصاب ہوئے۔ تو پہلے زکوٰۃ دی پھر سارا مال اللہ کی راہ میں لٹا دیا۔ (ماخوذ مقامات مظہری۔ مرتبہ، محمد اقبال مجددی۔ مطبوعہ اردو سائنس بورڈ۔ لاہور)

آپ کے مکتوبات کا ایک مجموعہ جسے شیخ محمد مراد ننگ کشمیری نے مرتب کیا تھا۔ عبداللہ جان فاروقی نے ۱۹۴۳ء میں کراچی سے شائع کیا تھا۔

تھے۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ ۱۱۳۱ھ ہجری میں اس دنیا فانی سے سفر کیا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ میں قبہ کے برابر مغرب کی طرف مدفون ہوئے۔ حتیٰ کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی قبر میں صرف ایک دیوار کا فرق ہے۔ دیوار قبر کے اندر باہر واقع ہیں۔

میرے مصنف کے والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ جو تین قبریں قبہ کے اندر ہیں۔ بزرگی میں ان سے چوتھے درجہ پر یہی قبہ ہے۔ آپ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔

حضرت محمد نور القدس رحمہ اللہ آپ شیخ خلیل اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ اور سلوک باطنی بھی آنجناب ہی کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور کچھ اپنے والد بزرگوار سے۔

مجھے (مصنف) کہا کرتے تھے کہ مجھے حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حقائق ثلاثہ کی خوشخبری دی ہے۔ آپ نہایت صالح اور متقی تھے۔ اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کے چھ بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ چھ بیٹے حسب ذیل ہیں۔ جو اپنے جد بزرگوار شیخ خلیل اللہ کے مرید تھے۔ نور العلی، شاہ میر، شیخ میر، میر مجتبیٰ، غلام مصطفےٰ، اور میر مرتضےٰ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

حضرت محمد مراد اللہ قدس سرہ آپ شیخ خلیل اللہ کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپ نہایت قابل اور صالح تھے۔ آپ کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔

حضرت شیخ ید اللہ رحمۃ اللہ علیہ آپ محمد مراد اللہ کے فرزند صالح تھے۔ آپ کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔ محمد محبوب، ید اللہ کے بیٹے ہیں۔ آپ کے دو بیٹے ہیں۔ لڑکیوں میں سے ایک خاتون خانم مروج الشریعت

کے پوتے شیخ نور الصمد سے منسوب ہے۔ دوسری صاحی محمد نور القدس شیخ خلیل اللہ کے بیٹے نور العلی کی منسوبہ ہے تیسری فیض النسا شیخ محمد تقی کے بیٹے میر نجیب کی منسوبہ ہے۔ شیخ خلیل اللہ کے مرید اور خلیفے بکثرت ہیں۔ ان میں سے ایک اخون شاہ مراد ہے۔ جو پٹھانوں کا شیخ ہے۔

حضرت شیخ محمد یعقوب سعیدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتویں فرزند ہیں آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اپنے بھائی شیخ عبد الاحد سے حاصل کیا تھا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی۔

حضرت شیخ محمد عصمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ محمد یعقوب کے بیٹے ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثالث کے مرید تھے۔ سلوک باطنی اپنے چچا شیخ عبد الاحد سے حاصل کیا۔ آپ اعلیٰ درجہ کے صالح اور متقی تھے۔ اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔

حضرت شاہ صنعت اللہ قدس سرہٗ

آپ شیخ عصمت اللہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ سلوک باطنی اپنے نانا شیخ عبد الاحد سے حاصل کیا۔ آپ اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر پورے طور پر کاربند تھے۔ آپ دنیا سے لاولد گئے۔

حضرت سلطان مشائخ رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت عصمت اللہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ شیخ عبد الاحد کے مرید ہوئے۔ اعلیٰ درجے کے متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کا صرف ایک لڑکا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ آپ شیخ عصمت اللہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ اپنے نانا کے مرید تھے۔ نہایت صالح پرہیزگار تھے۔ اور رسالتحد ہی لاولد بھی تھے۔

حضرت میر الٰہی رحمۃ اللہ آپ شیخ عصمت اللہ کے چوتھے بیٹے ہیں شیخ عبدالاحد کے مرید تھے۔ اعلیٰ درجے کے متقی اور پرہیزگار تھے۔ اِن چاروں بزرگوں نے اپنی والدہ سے بھی باطنی استفادہ کیا۔ میر الٰہی کا صرف ایک بیٹا غلام امام ہے۔ اس کی والدہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر فرخندہ اختر ہیں۔ شیخ عصمت اللہ کی دختر جاناں بیگم سید اہل اللہ کے بیٹے میر خسرو سے منسوب ہے۔ شیخ محمد یعقوب کی بیٹی جمیلہ نام حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند شیخ محمد سالم کی منسوبہ ہیں۔

حضرت شیخ محمد تقی سعیدی قدس سرہٗ آپ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آٹھویں فرزند ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ سلوک باطنی حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ میں قوت بدنی بدرجہ غایت تھی چنانچہ اس وقت کا کوئی پہلوان آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ آپ کی شاہ زوری کی یہ کیفیت تھی کہ ایک دو تنوں والا درخت تھا جس کے تنے ہاتھی کے پاؤں سے بھی موٹے تھے۔ آپ نے دونوں تنوں کو پکڑ کر دو ٹکڑے کر دیا۔ اسی طرح آپ کی قوت کے متعلق اور بہت واقعات مشہور ہیں۔ آپ کا ایک لڑکا اور سات لڑکیاں تھیں۔

شیخ میر حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ آپ شیخ محمد تقی کے فرزند ارجمند تھے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ کے مرید ہوئے

اپنے زمانے کے نہایت قابل آدمیوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ ہمت و شجاعت میں بے نظیر تھے۔ آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔

حضرت سلام اللہ قدس سرہٗ آپ شیخ میر نجیب اللہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ کی صرف ایک ہی لڑکی تھی۔

حضرت محمد احسن اللہ رحمہ اللہ آپ شیخ میر نجیب اللہ کے دوسرے فرزند ہیں آپ کو آپ کے نانا خلیل اللہ نے متبنیٰ بنا لیا تھا جس کے آثار ظاہر ہیں۔ چنانچہ بچپن سے لے کر اب تک آپ سے سوائے پرہیزگاری کے اور کچھ ظاہر نہیں ہوا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ حضرت مروج الشریعت کے پوتے شیخ نور الصمد کی بیٹی سے منسوب تھے۔ جس سے دو بیٹے ہوئے۔

حضرات عرفان اللہ و ثناء اللہ آپ محمد احسن اللہ کے فرزند ہیں۔ ابھی بچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے۔

میر نجیب اللہ کی لڑکیوں میں سے ایک فائق نام شیخ مہر کی منسوبہ ہے دوسری درویش نام حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے محمد مبہج اللہ کی منسوبہ ہے شیخ محمد تقی کی لڑکیاں یہ ہیں۔ ایک شاہ بیگم جو مولوی محمد ارشد کی منسوبہ ہے۔ دوسری حسن علی المشہور شاہ چراغ یا شاہ باقی سے منسوب ہے۔ آپ کی باقی لڑکیاں بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے منسوب ہیں۔ جن کا بیان کرنا طوالت کلام کا موجب ہے۔

حضرت خازن الرحمت کی ایک بیٹی صالحہ نام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایام زیست میں پیدا ہوئی جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی کی اولاد میں سے شریف محمود سے منسوب کی گئی۔ ان کا ایک لڑکا اور

ایک لڑکی تھی۔

حضرت شیخ بدیع الدین قدس سرہٗ آپ حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی دختر فرخندہ اختر صالحہ کے بیٹے ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے اور سلوک باطنی آنجناب سے اور نیز قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں ایک سال قرآن شریف کی ورق گردانی کی خدمت پر مامور رہے۔ آپ شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔

حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہٗ آپ شیخ بدیع الدین کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے بعد میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رجوع کیا۔ آپ نہایت صالح، متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔

حضرت شیخ محمد یونس رحمۃ اللہ علیہ آپ شیخ کلیم اللہ کے بیٹے ہیں۔ نہایت صالح اور متقی تھے۔ آپ کے دو فرزند محمد عاشق اور فخر الدین ہیں۔ جو دونوں کے دونوں صالح، متقی اور پرہیزگار ہیں۔ اور شیخ نور الاحد کے مرید ہیں۔

شیخ علیم اللہ المشہور بہ بڈھا رحمہ اللہ بڈھا ہندی زبان میں پیر فرتوت کو کہتے ہیں۔ یہ لفظ دعائیہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ بڑی عمر کرے۔ آپ کلیم اللہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت صالح مرد تھے۔ شیخ کلیم اللہ کی بیٹی حضرت صبغۃ اللہ کے دوہتے محمد امام کی منسوبہ تھی۔

شیخ شہاب الدین رحمہ اللہ آپ شیخ بدیع الدین کے دوسرے فرزند ہیں۔ بہت ہی صالح اور متقی تھے۔ ظاہری علم

بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ حضرت مروج الشریعت کے فرزند حضرت شیخ محمد ہادی کی بیٹی سے منسوب تھے۔ لیکن کوئی اولاد نہ ہوئی۔ شیخ بدیع الدین کی لڑکیوں میں سے ایک صفورہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھانجے شیخ عبداللطیف کی منسوبہ تھیں۔ دوسری فخر النسا شیخ بہاؤالدین معروف بہ شیخ کالا سے منسوب تھیں۔ تیسری صالحہ عابدہ نام حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھتیجے شیخ عبدالقادر کے فرزند شیخ غلام محمد سے منسوب تھی۔ حضرت خازن الرحمۃ کی دوسری بیٹی فاطمہ خواجہ محمد صادق کے پوتے شیخ ابراہیم سے منسوب تھیں۔ اور تیسری بیٹی شرف النسا، جو مریم زماں تھیں۔ اور جنہوں نے سلوک باطنی حضرات قیوم ثانی و ثالث کی خدمت میں انتہائی درجہ تک حاصل کیا تھا۔ حضرت مروج الشریعت کی منسوبہ تھیں۔ اور چوتھی بیٹی فخر النسا زینب تھیں جن کی نسبت مولوی فرخ شاہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر میں کسی کی ایمان کی سلامتی کی قسم کھا سکتا ہوں تو فخر النساء کے ایمان کی کھا سکتا ہوں۔ آپ کی شادی محمد اشرف سے ہوئی تھی۔ اور پانچویں بیٹی شاکرہ کی شادی میر عبدالرحیم سے ہوئی جس سے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہوئی۔ سید اہل اللہ اسی شاکرہ کے فرزند ہیں۔

حضرات امیر خسرو و سید آگاہ رحمۃ اللہ

دونوں سید اہل اللہ کے فرزند ہیں۔ دونوں صالح، متقی اور پرہیزگار ہیں۔ میر خسرو کے دو بیٹے ہیں۔ ایک اسد اللہ اور دوسرے کا نام معلوم نہیں۔ سید اہل اللہ کی لڑکیوں کی کوئی اولاد نہیں۔ شاکرہ کے دوسرے بیٹے کی بھی کوئی اولاد نہیں شیخ محمد عبداللہ نے حضرت خازن الرحمت کی اولاد کا ذکر صرف یہاں تک مجھ سے بیان کیا۔

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے تیسرے فرزند ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے خیر مال احوال معہ آپ کے خلفاء، فرزندوں اور مریدوں کے حالات کے اس کتاب کے دوسرے حصہ میں بیان کئے جائیں گے۔

حضرت خواجہ محمد فرخ رحمہ اللہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چوتھے فرزند ارجمند تھے۔ آپ گیارہ سال کی عمر میں اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔ اس چھوٹی سی عمر میں آپ سے عجیب و غریب باطنی احوال اور کشف و کرامات ظہور میں آئے۔ چنانچہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ "محمد فرخ کی بابت کیا لکھوں کہ گیارہ سال کی عمر میں طالب علم ہوا اور ہمیشہ آخرت کے عذاب سے ڈرتا رہتا۔ اور یہی دعا کرتا رہتا کہ کسی طرح میں ذیلسے لڑکپن میں گذر جاؤں۔ تاکہ آخرت کے عذاب سے رہائی ہو۔" مرض موت کے وقت جب لوگ بیمار پرسی کے لئے آتے۔ تو اس سے عجیب و غریب باتوں کا مشاہدہ کرتے۔

حضرت خواجہ محمد عیسیٰ قدس سرہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پانچویں فرزند ہیں۔ آٹھ سال کی عمر میں اس دار فانی سے رخصت فرمائی۔ آپ کی پیدائش کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خواب میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں فرمایا کہ اس بیٹے کا نام میرے نام پر ہونا چاہیئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فرمان کے مطابق محمد عیسیٰ نام رکھا۔ آپ کے باطنی احوال نہایت اعلیٰ درجہ کے تھے۔ آپ سے بہت سی کرامات ظہور میں آئیں۔

صاحب جواہر نفیسہ (چنانچہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ جو کرامات اور خوارق عادات آٹھ سال کی عمر میں محمد عیسیٰ سے ظاہر ہوئے ان کی نسبت فقط اتنا لکھنا کافی ہوگا۔ کہ وہ جواہر نفیسہ تھے۔ ان دونوں مخدوم زادوں

کے کشف کی یہ کیفیت تھی۔ کہ جو لوگ سفر کو جاتے۔ آپ اُن کے رخصت ہوتے وقت ان کے پیش آیندہ واقعات بتا دیا کرتے۔ جو بعد میں بجنسہٖ وقوع میں آتے۔ آپ مسجد میں جاتے تو دوزخیوں اور بہشتیوں کی جوتیاں پہچان لیتے۔

حضرت خواجہ محمد اشرف قدس سرہٗ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے چھوٹے فرزند ہیں۔ دو سال کی عمر میں وفات پائی۔ حالت شیر خوارگی میں آپ سے عجیب و غریب معاملات ظاہر ہوا کرتے تھے۔

حضرت شیخ محمد یحییٰ مشہور بہ شاہ جیو رحمہ اللہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتویں فرزند ہیں

آپ ۱۰۲۴ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کی اولاد کے وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس آیت کا الہام ہوا۔ " اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِۣ اسْمُهٗ یَحْیٰی " ہم تجھے ایک یحییٰ لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس اشارہ کے بموجب آپ کا نام محمد یحییٰ رکھا۔ آپ کو شاہ جیو اس واسطے کہتے ہیں۔ کہ ایک روز شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے التماس ہے کہ اپنا ایک بیٹا مجھے عنایت فرمائیں۔ اتفاقاً اس وقت حضرت محمد یحییٰ موجود تھے۔ آنجناب نے فرمایا اسی کو لے لیں۔ شاہ سکندر قدس سرہٗ نے اپنی نسبت کا القا آپ پر کیا۔ اور فرمایا کہ انہیں شاہ کے نام سے پکارا کرو۔ اس روز سے آپ کو شاہ جیو پکارا جانے لگا۔ ہم ان کا مفصل حال شیخ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے احوال میں لکھ آئے ہیں۔

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس فرزند پر بہت ہی مہربان تھے۔ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس کی استعداد بہت بلند ہے۔

ایک بار حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر اجمیر سے واپس آئے۔

لوگوں نے دو تین منزل تک آنجناب کا استقبال کیا۔ جب معلوم کیا کہ دو تین روز بعد سرہند تشریف لے جائیں گے۔ تو عرض کیا کہ آپ مجھے رخصت عنایت فرمائیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے پوچھا کہ اتنی جلدی رخصت لینے کی کیا ضرورت ہے۔ عرض کیا کہ میرے سبق میں ناغہ ہوتا ہے۔ میرے ہم سبق مجھ سے آگے نکل جائیں گے۔ آنجناب نے نہایت مسرت کا اظہار فرمایا۔ اور بہت شاباش دے کر رخصت فرمایا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں محمد یحییٰ کو اس کے بھائیوں کا سا بنانا چاہتا ہوں لیکن کیا کروں ایک تو اُس کی عمر چھوٹی ہے دوسرے اب میری زندگی میں تھوڑے دن باقی ہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے وقت آپ کی عمر صرف نو سال کی تھی بعد ازاں اپنے بھائی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی پورا کیا اور ظاہری علم بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حد سے زیادہ آپ کی رعایت کرتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام خصائص کی بشارات انہیں عنایت فرمائیں۔ حضرت شاہ جیو علیہ الرحمۃ کو علم ظاہری میں ید بیضا حاصل تھا۔

میرے (مصنف) جدِ بزرگوار نے کتاب موطا امام مالک کی سند آپ سے حاصل کی۔ اور شاہ جیو نے شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہٗ سے۔ اس علم میں حضرت شاہ جیو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف نہایت بلند پایہ ہیں۔ آپ شریعت اور طریقت کے بڑے پکے پابند تھے۔ اور سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم پہ کاربند تھے۔ دو مرتبہ حج کے لئے گئے۔ ایک دفعہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو جناب رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہ سے مرصع سرپیچ مرحمت فرمایا۔

اورنگ زیب کے نذرانے اورنگ زیب بادشاہ نے آپ کو مدد و معاش کے طور پر بہت کچھ دیا ہوا تھا۔ چنانچہ آج تک سرہند میں ضرب المثل ہے "الملک ملتہ والملک یحیی" آپ نے سرہند میں ایک نہایت عالیشان مسجد بنوائی جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے روضہ منورہ سے شمال کی طرف تقریباً تین تیر پرتاب کے فاصلے پر ہے۔ اس مسجد کے تین گنبد اور دو چھوٹے مینار ہیں۔ اس مسجد کے مقابل حوض حمام اور مدرسہ بھی تعمیر کرایا۔ آپ نے حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس اللہ سرہ العزیز کے فرزند خواجہ عبید اللہ عرف خواجہ کلاں کی بیٹی سے شادی کی۔ آپ کی تمام اولاد اسی خاتون سے ہے۔ آپ ۲۷ جمادی الثانی ۱۰۹۶ھ ہجری کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبہ کے برابر مغرب کی طرف مدفون ہوئے۔ آپ کے مرقد پر ایک عالی شان گنبد بنایا گیا۔ آپ کی اولاد میں سے تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔

حضرت شیخ ضیاء الدین مشہور بہ شیخ جیو علیہ الرحمۃ جیو ہندی زبان میں دعائیہ کلمہ ہے۔ جس کے معنی ہیں تو زندہ رہ۔ آپ شاہ جیو کے بڑے لڑکے ہیں۔ آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ باطنی سلوک آپ نے حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر بہت مہربان تھے۔ طریقہ احمدیہ کی بشارات آپ کو سنائیں۔ آخری عمر میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خانقاہ کے اکثر کام آپ کے سپرد کر دیئے تھے۔ آپ بھی انہیں دل و جان سے سرانجام دیتے۔ آخری عمر میں یہ کیفیت ہو گئی تھی کہ جو شخص آپ کا اسم مبارک یاد کرتا۔ فوراً آبدیدہ ہو جاتا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتوں میں سے آپ نے سب سے آخیر دنیا سے رحلت فرمائی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام

اولاد آپ کی فرمانبردار تھی۔ آجکل تمام خلقت کا رجوع آپ کی طرف ہے۔ آپ جمعہ کے روز گھر سے نکلتے ہیں اور سرہند کے تمام چھوٹے بڑے آپ کی زیارت کو آتے ہیں۔ آپ شریعت و طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔ جب اجل قریب آگئی تو آپنے شاہجہان آباد جانے کا ارادہ کیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس بڑھاپے میں سفر کرنا مناسب نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اب میرے تھوڑے دن باقی ہیں۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ میں قطب وقت اور قیوم عالم کی زیارت کروں۔ جب آپ شاہجہان آباد پہنچے۔ تو حضرت قیوم رابع کی زیارت کر کے مریدانہ سلوک کیا۔ اور عرض کیا۔ کہ میں اس بڑھاپے میں صرف جناب کی زیارت کے لئے آیا ہوں۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ کا بہت کچھ ادب ملحوظ رکھا۔ کیونکہ آپ بلا واسطہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے تھے۔ بعد ازاں آپ سرہند واپس تشریف فرما ہوئے۔ تو چند روز بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ نے ۱۱۴۶ھ ہجری میں رحلت فرمائی۔ اپنے والد بزرگوار کے گنبد میں مدفون ہوئے۔ آپ کے دو لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں۔

حضرت حسن علی معروف بہ شاہ چراغ رحمۃ اللہ علیہ آپ شیخ ضیاء الدین کے بڑے بیٹے ہیں۔ بہت متقی اور پرہیزگار آدمی تھے۔ آپ کا کلیہ تھا کہ ہر روز بلاناغہ خواہ کیسے ہی مواقعات کیوں نہ آتے۔ عصر کے وقت بالضرور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرقد شریف کے قریب آکر بیٹھتے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ آنجناب بھی آپ کی غور و پرداخت فرماتے تھے۔ آپ کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔

حضرت غلام یحییٰ المشتہر بہ محمدی رحمۃ اللہ علیہ آپ حسن علی کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے جد بزرگوار سے حاصل کر کے ان کی وفات کے بعد حضرت قیوم رابع خلیفہ اللہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رجوع کیا۔ اور بہت کچھ فائدہ اٹھایا خلافت پائی۔ آپ طریقہ احمدیہ کے بڑے پابند تھے۔ آجکل آپ کے جدِ بزرگوار کی خانقاہ آپ سے منور ہو گئی ہے۔ آپ کے باقی حالات ان شاء اللہ اس کتاب کے چوتھے حصے میں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ کے بیان میں لکھے جائیں گے۔ "مواہب احمدیہ" کتاب آپ ہی کی تصنیف ہے۔ آپ کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔

حضرت غلام نقشبند قدس سرہٗ

آپ شیخ محمدی کے بیٹے ہیں۔ نہایت جوان، صالح اور پرہیزگار ہیں۔ اپنے ہی والد بزرگوار کے مرید ہیں۔ شیخ محمدی کی ایک بیٹی حضرت صبغۃ اللہ کے دوہتے فدا احمد سے منسوب ہے اور دوسری ابھی چھوٹی ہے۔

حضرت محمد باقر مشہور بہ حاجی رحمہ اللہ

آپ حسن علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت قابل جوان ہیں، آپ کا ایک بیٹا نثار احمد ابھی بچہ ہے۔

حضرت سعادت اللہ رحمہ اللہ

آپ حسن علی کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ آزاد وضع اور بے تعلق مرد ہیں۔ حسن علی کی بیٹیوں میں ایک شیخ عبدالاحد کے بیٹے محمد انوار سے منسوب ہے۔ اور دوسری شاہ صفت اللہ سے اور تیسری بھی اپنے ہی قبیلہ میں ہے۔

حضرت شاہ احمد رحمہ اللہ

آپ شیخ ضیاء الدین یوسف کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت مرد صالح اور قابل ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ آپ کی صرف دو لڑکیاں ہیں جن میں سے گمانی بیگم محمد باقر مذکور سے منسوب ہے اور دوسری امانی بیگم شیخ محمد پارسا کے پوتے محمد نور الاسلام سے شیخ ضیاء الدین یوسف کی بیٹیوں میں سے نجم النساء شیخ خلیل اللہ ر

کے بیٹے محمد مراد اللہ سے منسوب ہے۔ اور مہر النساء خواجہ محمد صادق کے پوتے محمد زکریا سے اور تیسری وجیہہ شیخ عبدالاحد کے پوتے شیخ محمد زکی سے منسوب ہے۔ اور چوتھی نجیب النساء کا ایک نواسہ محمد پناہ نام ہے۔

حضرت شیخ زین العابدین مشہور بہ شیخ فقیر اللہ علیہ الرحمۃ

آپ حضرت شیخ شاہ جیو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر پورا کیا۔ حضرت حجت اللہ نے آپ کو عمدہ عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔ آپ کے باطنی احوال بہت بلند پایہ تھے۔ ظاہری علم بھی آپ نے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے۔ اکثر لوگ آپ سے ظاہری و باطنی استفادہ کرتے تھے۔ سنہ ۱۱۲۰ھ ہجری کو اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ اور اپنے والدِ بزرگوار کے قبہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد میں سے سات لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔

حضرت شیخ نور الاحد رحمہ اللہ

آپ شیخ فقیر اللہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ نے باطنی سلوک حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ نہایت صالح متقی اور پرہیزگار تھے۔ دن رات لوگوں کو نیکی کی طرف مائل کرنے کے سوا اور کوئی کام نہ تھا۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ نور الاحد ہر وقت حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہتے تھے۔ آپکے دو بیٹے ہیں۔

حضرت محمد برہان اللہ رحمہ اللہ

آپ نور الاحد کے نور العین ہیں۔ نہایت صالح اور متقی ہیں۔ دن رات مسجد سے کام ہے اپنے والد بزرگوار کے مرید ہوئے۔ آپ کے دو بیٹے ہیں۔ صفی اللہ اور رضوان اللہ دونوں

ہی جوان، صالح، حافظ اور طالب علم ہیں۔ اور دونوں شیخ محمد زکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہیں۔

خواجہ محمد محفوظ رحمہ اللہ آپ شیخ نورالاحد کے دوسرے بیٹے ہیں۔ نہایت قابل زیبا اور خوش طبع ہیں۔ آپ کی ایک لڑکی ہے۔ جو شیخ فقیر اللہ کے دوسرے بیٹے رضوان اللہ سے منسوب ہے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کی تین بیٹیاں تھیں ایک ضیاء الحق سے منسوب تھی۔ دوسری محمد راشد سے اور تیسری محمد برہان اللہ سے۔

خواجہ محمد روشن ضمیر رحمۃ اللہ علیہ آپ شیخ فقیر اللہ کے تیسرے فرزند ہیں اپنے زمانہ کے صالح اور متقی تھے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ آپ کے دو لڑکے ہیں۔ اور تین لڑکیاں۔ دونوں بیٹے غلام احمد اور شیخ محمد صالح اور قابل ہیں۔ آپ کی بیٹیوں میں سے ایک بیٹی محمد ابوبکر سے منسوب ہے اور دوسری حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے عبدالخالق کی منسوبہ ہے۔ یہ تینوں بچے شیخ عبدالاحد کی بیٹی کے بطن سے ہیں۔ اور حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں شمار ہوتے ہیں۔ گویا یہ سعیدیہ ہیں۔ اور سعیدیہ اور شاہ جیو کی اولاد میں قدیم سے تنازعہ چلا آتا ہے۔

ایک روز میں (مصنف کتاب) نے شیخ محمدی کو کہا کہ آپ کے بھائیوں کو سعیدی لے گئے۔ تو انہوں نے کہا ہم نے بھی ان کے بدلے ان سے لئے ہیں یعنی شیخ عبدالاحد کے پوتے محمد انوار کے لڑکے جو شاہ جیو کے نواسے ہیں۔ ہم نے لئے ہیں۔ محمد انوار کے لڑکے بھی ان میں گھل مل گئے ہیں۔ گویا وہ شاہ جیو کی اولاد ہیں۔ میں نے یہی بات مولوی فرخ شاہ کے بیٹے شیخ ضیاء اللہ کو سنائی۔ تو اس نے کہا کہ ہم نے جو ان سے لئے وہ ان میں سے سب سے صالح ہیں۔ اور جو ہم میں سے انہوں نے لئے وہ سخت

فاسق اور عامیانہ زندگی کے مالک ہیں۔

خواجہ محمد درویش رحمہ اللہ آپ شیخ فقیر اللہ کے چوتھے فرزند ہیں۔ حضرت حجت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید تھے۔ آپ نہایت صالح متقی اور پرہیز گار تھے۔ آپ کے دو لڑکے ہیں اور ایک لڑکی۔

خواجہ کمال الدین قدس سرہٗ آپ محمد درویش کے بیٹے ہیں۔ جوان صالح اور متقی ہیں۔ شیخ ضیاء الدین یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہیں۔ آپ کے دو چھوٹے لڑکے ہیں۔

خواجہ وجیہ الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ خواجہ محمد درویش کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم رابعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ آپ کے حالات انشاء اللہ اس کتاب کے چوتھے حصہ میں حضرت خلیفۃ اللہ کے خلفاء میں مفصل لکھے جائیں گے۔ آپ کا ایک چھوٹا سا بیٹا سراج معصوم نام ہے اور محمد درویش کی لڑکی اس کے بھتیجے سعید احمد سے منسوب ہے۔

حضرت شاہ گدا رحمۃ اللہ علیہ آپ شیخ فقیر اللہ کے پانچویں بیٹے اور حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت حجت اللہ اور اپنے والدِ بزرگوار کی خدمتوں سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے پورے پابند ہیں۔ آپ کا صرف ایک لڑکا ہے۔

خواجہ سعید احمد رحمۃ اللہ علیہ آپ شاہ گدا کے فرزند ارجمند ہیں۔ جوان، صالح، قابل زیبا اور خوش مجلس ہیں۔ آپ باپ کے ہی مرید ہیں۔ اور آپ کا صرف ایک لڑکا ہے۔

خواجہ شریف احمد رحمہ اللہ آپ سعید احمد کے فرزند ہیں۔ آپ کی پیشانی میں قابلیت اور صلاحیت کے آثار پائے جاتے ہیں۔

خواجہ ضیاء احمد رحمۃ اللہ علیہ آپ شیخ فقیر اللہ کے چھٹے فرزند ہیں۔ آپ ظاہری اور باطنی علوم کے جامع ہیں۔ علم ظاہری آپ نے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند ہیں۔ گوشہ نشینی اور قطع تعلق آپ کا شیوۂ مرضیہ ہے۔ آپ کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔

حضرات یحییٰ احمدؒ و زین العابدینؒ رحمۃ اللہ علیہما دونوں ضیاء احمد کے بیٹے ہیں۔ دونوں ہی صالح اور قابل ہیں۔ ضیاء احمد کی لڑکیوں میں سے ایک کمال الدین کی منسوبہ ہے۔ اور دوسری ابھی چھوٹی ہے۔

شیخ رضی الدین رحمہ اللہ آپ شیخ فقیر اللہ کے ساتویں فرزند ہیں۔ بہت صالح اور متقی ہیں۔ آپ اپنے والدِ بزرگوار اور چچا کے مرید تھے۔ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر کاربند ہیں۔ آپ کا صرف ایک بیٹا ہے۔

خواجہ غلام شرف رحمہ اللہ آپ رضی الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جوان اور قابل بیٹے ہیں۔ شیخ فقیر اللہ کی لڑکیوں میں سے ایک خانمی محمد یونس سے دوسری جانمی محمد معظم کے چچا زاد بھائی فقیر احمد سے منسوب ہے۔

حضرت خواجہ محمد امام رحمہ اللہ آپ حضرت جیو کے تیسرے فرزند ہیں آپ آپ دنیا سے لاولد گئے۔ شاہ جیو کی بیٹی زیب النساء مشہور بہ مہجی شیخ عابد کی منسوبہ ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تین بیٹیاں تھیں۔ ایک رقیہ جو حالت

شیر خوارگی ہی میں فوت ہو گئیں۔ دوسری ام کلثوم جو چودہ سال کی عمر میں اس دارِ فانی سے چل بسیں۔ تیسری خدیجہ زمان۔ واقعی آپ اپنے وقت کی خدیجہ تھیں۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والدِ بزرگوار حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ آنجناب نے آپ کو ولایت اور کمالاتِ نبوت کے انتہائی درجہ کے حاصل ہونے کی آپ کو خوشخبری دی۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھتیجے عبد القادر کی منسوبہ تھیں۔ حضرت خدیجہ کے تین حسبِ ذیل بیٹے اور سات بیٹیاں ہیں۔

خواجہ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت خدیجہ کے بیٹے اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے ہیں۔ نہایت صالح اور متقی آدمی تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ آپ کا صرف ایک بیٹا تھا۔ جو بچپن ہی میں فوت ہو گیا۔

حضرت شیخ عبد اللطیف رحمہ اللہ آپ حضرت خدیجہ دخترِ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ علم ظاہری بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ ورع و تقویٰ آپ کا شعار تھا۔ شیخ عبد اللطیف کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔

خواجہ محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ آپ شیخ عبد اللطیف کے فرزند ہیں۔ نہایت صالح مرد تھے۔ اپنے والدِ بزرگوار کے مرید تھے۔ آپ کا ایک لڑکا ہے اور ایک لڑکی ہے۔

خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ محمد موسیٰ کے فرزند ہیں۔ آپ دنیا سے لاولد گئے۔ لڑکی سے بھی کوئی

اولاد نہ ہوئی۔

حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ آپ شیخ عبداللطیف کے فرزند ہیں۔ باطنی سلوک حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ آپ کے دو بیٹے ہیں۔ امام رفیع الدین اور فدا احمد دونوں نے سلوک باطنی حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا۔ ان کے حالات انشاء اللہ اس کتاب کے چوتھے حصے میں حضرت خلیفۃ اللہ کے خلفاء کے حالات میں مفصل لکھے جائیں گے۔ خواجہ رفیع الدین کے دو چھوٹے لڑکے ہیں۔ اور ایک لڑکی اعزالنساء شیخ عبدالحیٔ سے منسوب ہے۔

حضرت زین الدین رحمہ اللہ آپ شیخ عبداللطیف کے تیسرے فرزند ہیں۔ نہایت صالح اور متقی تھے۔ اپنے مشائخ کے مرید تھے۔ شیخ عبداللطیف کی لڑکی راشدہ حضرت مروج الشریعت کے پوتے شیخ برکت اللہ سے منسوب ہے۔

حضرت حاجی فضل اللہ رحمہ اللہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر فرخندہ اختر حضرت خدیجہ کے نور چشم ہیں۔ آپ نے باطنی سلوک حضرت قیوم ثانی و حضرت قیوم ثالث سے کی خدمات میں پورا کیا۔ اور حضرت قیوم رابع سے بھی فائدہ اٹھایا۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلے پہل جس شخص نے میری قیومیت کو مانا وہ حاجی فضل اللہ تھا۔ آپ نے ظاہری علم بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بڑے پابند، عمل پر عزیمت اور بدعت سے سخت متنفر تھے۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر نیک اختر سے منسوب تھے۔ جس سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں۔

حضرت حسام الدین رحمہ اللہ آپ حاجی فضل اللہ کے دوسرے بیٹے ہیں آپ اعلیٰ درجہ کے پرہیزگار تھے۔ آپ کی ایک لڑکی ہے اور تین لڑکے۔ نظام الدین، جلال، اور وجیہہ الدین تینوں حسام الدین کے بیٹے ہیں۔ اور تینوں ہی صالح مرد تھے۔ لیکن تینوں لاولد۔ حسام الدین کی لڑکی نورالحق کے بیٹے سے منسوب تھی۔

خواجہ میر صفر احمد رحمہ اللہ آپ حاجی فضل اللہ کے تیسرے بیٹے ہیں حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید اور شریعت و طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔ لیکن اپنے مشائخ میں بہت مصروف تھے۔ چنانچہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات میں "مقامات معصومی" نام ایک تاریخ لکھی ہے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کو خوب سمجھتے تھے۔ آپ کے دو لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔

خواجہ محمد معشوق علیہ الرحمۃ آپ میر صفر احمدؒ کے بڑے بیٹے ہیں۔ مجذوب الاحوال ہیں۔ آپ کی صرف ایک لڑکی ہے۔

حضرت میر نیاز احمد رحمہ اللہ آپ میر صفر احمد کے دو لڑکے ہیں۔ نہایت ہی صالح اور متقی ہیں۔ آپ اپنے نانا حضرت صبغۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ اور قابلیت علمی میں بے مثال ہیں۔ تاریخ دانی شعر فہمی آپ کا محبوب مشغلہ ہے۔ آپ مرد العزیز ہیں۔ جو شخص آپ سے ایک بار ملتا ہے شیفتہ ہو جاتا ہے۔ آپ کا ایک بیٹا ہے اور دو بیٹیاں۔

حضرت میر فدائی معصوم رحمہ اللہ آپ نیاز احمد کے بیٹے ہیں۔ لیکن کم سن ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے۔ نیاز احمد کی دونوں لڑکیاں روشن بیگم۔ فہیم النساء چھوٹی ہیں۔

میر صفر احمد کی تین لڑکیاں ہیں۔ معز النساء، عزیزۃ النساء، اور ہدایت النساء۔ حاجی فضل اللہ کی لڑکیوں میں سے پہلی حفصہ حضرت محمد اشرف کے بیٹے شیخ روح اللہ سے منسوب ہے۔ دوسری اسماء حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے محمد عثمان کی منسوبہ ہے۔ حضرت خدیجہ کی سات بیٹیاں تھیں۔ پہلی خاتم جیو حضرت صبغۃ اللہ کی منسوبہ تھیں۔ دوسری رشیدہ حضرت حجت اللہ سے منسوبہ تھیں۔ تیسری امّ سلمہ جن کے حق میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ اس کا نور چوتھے آسمان تک پہنچا ہے۔ اور بھی عمدہ عمدہ بشارات اُن کے حق میں فرمائی ہیں وہ محمد صادق سے منسوب تھیں۔ ان کی صرف ایک لڑکی تھی۔ جو حضرت محمد اشرف کے بیٹے شیخ محمد جعفر سے منسوب تھی۔ چوتھی شیخ سلطان سے منسوب تھی۔

حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی کا صرف ایک بیٹا ابوالحسن نام تھا۔ جو نہایت صالح مرد تھا۔ ابوالحسن کا ایک ہی بیٹا عبدالہادی تھا۔ جو عالم اجل تھا۔ عبدالہادی کے تین بیٹے تھے۔

شیخ محمد عبید اللہ علیہ الرحمۃ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے سوا صرف اسی قدر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کا ذکر کیا ہے۔

مَیں (مصنّف) نے اور جگہ سے تحقیق کیا ہے۔ فی الواقع آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتنی ہی اولاد تھی۔ یہاں پر آنجناب کی اولاد کے اسمائے گرامی درج کرنے کی یہ وجہ ہے کہ بعض لوگ فخریہ طور پر بلاسند حضرت مجدّد الف ثانی کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ چونکہ کسی دوسرے مصنّف نے آنجناب کی اولاد کے حالات قلمبند نہیں کئے۔ اس لئے معلوم نہیں ہوتا۔ کہ مدعی جھوٹا ہے۔ یا سچا۔ اس واسطے ہم نے مفصّل حالات بیان کر دیئے ہیں۔ تاکہ اور کوئی غیر شخص حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں شامل نہ ہوسکے۔ آنجناب کو حق تعالیٰ نے یہ شرف

عطا فرمایا ہے۔ کہ آنجناب کی اولاد تمام جہان سے افضل ہے۔ آنجناب کے وصال کو ایک سو تیس سال ہونے آئے لیکن حضرت کی اولاد کا یہ خاصا ہے کہ اس میں علم و فضل، بزرگی، شریعت و طریقت کی پابندی، ولایتی قوت، معرفت، احدیت میں ثابت قدمی، حقیقت میں استقلال، ارشاد مستحب وغیرہ کما حقہٗ اب تک ہر ایک میں فرداً فرداً موجود ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہیگا چنانچہ اس بارے میں خود آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ مسلمانو! حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے دعا اور توجہ کے لئے التماس کیا کرو۔ اور جو اُن میں سے فوت ہو گئے ہیں۔ ہر نماز کے بعد فاتحہ پڑھ کر ان سے دینی اور دنیاوی مطلب کے لئے درخواست کیا کرو۔ جو ان میں سے زندہ ہیں۔ ان کی خدمت کیا کرو۔ اور ان کی خدمت کو دونوں جہان کی نیک بختی سمجھو تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے دینی اور دنیوی کام ان کی توجہ کی برکت سے آسان کر دے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صرف ایک خاتون تھی یعنی شیخ سلطان کی بیٹی زہرا۔ اسی خاتون سے تمام اولاد ہوئی۔

— —

حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفائے کرام

حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء اس قدر ہیں کہ اگر ان کے حالات نہایت اختصار سے بھی لکھنا چاہیں تو کئی دفتر درکار ہیں۔ ہم یہاں ان میں سے صرف بہت ہی مشہور خلفاء کا ذکر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آنجناب کے تمام خلفاء کی تعداد جنہیں خلافت اور اجازت عنایت ہوئی پانچ ہزار ہے۔ بعض نے ان کی تعداد کم بتائی۔ بعض نے زیادہ۔ خلفاء مرید اور فرزندوں کے علاوہ قریباً نو لاکھ ایسے شخص ہیں جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ واللہ اعلم بالصّواب۔

حضرت میر محمد نعمان بدخشی رحمۃ اللہ

آپ کے فرزندوں کے بعد آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلے خلیفہ ہیں۔ آپ میر سیّد شمس الدّین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والدِ بزرگوار ہیں۔ آپ کا وطن مالوف بدخشاں ہے۔ آپ سیّد بزرگ کے نام سے مشہور تھے۔ اور بدخشاں کے بڑے مشہور مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ ۹۷۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت سے پیشتر امام اعظم کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں آپ کے والد بزرگوار کو فرمایا۔ کہ تمہارے ہاں ایک بڑا بزرگ بیٹا پیدا ہونے والا ہے۔ اس کا نام میرے نام پر رکھنا۔ جب میر صاحب ہندوستان آئے۔ تو حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز کے مرید ہوئے[1]

---

[1] حضرت میر محمد نعمان قدس سرہٗ کے احوال و مقامات پر صاحبِ حضرات القدس " خواجہ

حضرت خواجہ صاحب آپ پر نہایت مہربان تھے. جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) بدرالدین سرہندی نے بڑی تفصیل سے لکھا ہے. آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کے خلیفہ اعظم اور خاص الخاص محب تھے. آپ حضرت میر بزرگ میر شمس الدین بدخشانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نامور فرزند تھے. ۹۷۷ھ کو بلاد کشم بدخشاں میں پیدا ہوئے. آپ کا خاندان علم و فضل میں یگانہ روزگار تھا. اور آپ کے اجداد روحانیت میں ممتاز بزرگ تھے. حضرت میر محمد نعمان فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے والد ماجد کے ستر علوم سے واقفیت حاصل تھی. مگر ان کی ولایت کا اس وقت علم ہوا جب میں نے خواب میں آپ کو مقام ولایت پر دیکھا. سن شعور کو پہنچے تو امیر عبداللہ بلخی عشقی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر رہے. ہندوستان آئے تو کئی بزرگوں کی زیارت سے مستفیض ہوئے. آخر کار حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے. آپ نے میر نعمان کو اپنی انتہائی نگاہ التفات میں تربیت دے کر سلوک کے کئی مقامات سے آگاہ فرمایا. اور اپنی خصوصی توجہ سے بیٹوں کی طرح رکھا. حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر میر محمد نعمان بڑے شکستہ دل ہوئے. آہ و فغان کے ساتھ یوں نظر آتے کہ قیامت ٹوٹ پڑی. اس مصیبت کے وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو دیکھا. بڑا ترس آیا. فرمایا. "میر بے دل مکنند انشاء اللہ العزیز خوب تر خواہد شد" ساتھ لیا اور سرہند لے آئے. بیعت ہونے کے بعد مقامات مجددیہ کے مدارج اعلیٰ پر پہنچا دیا. حضرت میر نعمان نے منازل سلوک کو بڑی تیزی سے طے کیا. آپ پر حضرت مجدد کی خاص نظر شفقت تھی. ایک بار حضرت مجدد سخت بیمار ہو گئے. خدشہ تھا کہ یہ بیماری جان لیوا ثابت نہ ہو. آپ نے اپنے بیٹے خواجہ محمد صادق اور حضرت میر کو طلب فرما کر خصوصی امانتیں اور نسبتیں عطا فرما دیں. حضرت مجدد صحت یاب ہوئے تو فرمایا. یہ مقامات اور مناصب کے فوری حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے بیمار کر دیا تھا. آپ کو خلافت سے نوازا گیا. خصوصی فرمان جاری ہوئے. حضرت مجدد کے حکم پر میر محمد نعمان سرہند سے برہان پور چلے گئے. جہاں آپ کو قبول عام

نے اپنے خلفاء کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا تو اُن میں ایک

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) حاصل ہوا۔ ہزاروں طالبانِ حق جوق در جوق آنے لگے۔ آپ کی مجالس اہل سلوک سے بھری رہتیں۔ صوفیاء، مشائخ حتیٰ کہ تصوف کے منکرین بھی آپ کے حلقہ میں شامل ہوتے جاتے۔ آپ کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ اس علاقہ کے اکثر مشائخ بھی آپ سے بیعت ہو گئے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات میں اکثر مکتوبات میں جو اسرار و رموز بیان کئے گئے ہیں آپکے نام ہیں وہ اہل تصوف کے لیے ایک نعمتِ روحانی ہیں۔ آخری دن تک حضرت مجدد کی نگاہِ فیض آپ کے مراتب اور مناصب کی ترقی میں رہی۔

حضرت میر کی شہرت ہندوستان سے نکل کر مختلف ممالک اسلامیہ میں پہنچی۔ تو لاکھوں لوگ خدمت میں حاضر ہوئے۔ خصوصاً افغانستان، ایران اور وسط ایشیا سے بہت سے حضرات ہر وقت خدمت میں حاضر رہتے۔ حضرت مجدد کے مخالفین اور اسلام سے بغض رکھنے والے وزراء نے بادشاہ کے دربار میں اس خطرہ کا اظہار کیا۔ کہ میر محمد نعمان کے پاس ایک لاکھ اوزبکی افغان ہر وقت موجود رہتے ہیں کسی وقت بغاوت کر کے سلطنت کا تختہ نہ الٹا دیں۔ بادشاہ کو بھی اس خبر سے فکر مندی ہوئی۔ آپ کو دربار میں طلب فرمایا۔ بادشاہ نے پوچھا۔ کہ تم میر کیوں کہلاتے ہو۔ میں نے لوگوں کو حضرت کہنے سے منع کیا ہوا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ آپ کے پاس ایک لاکھ سوار مرید ہیں۔ بادشاہ کی اس بات پر آپ ہنس دیئے۔ بادشاہ نے کہا۔ میں سوال کرتا ہوں اور آپ ہنستے ہیں۔ میں ایسے متکبر درویش کو پسند نہیں کرتا۔ مہابت خان سپہ سالار افواج مغلیہ بھی اس وقت موجود تھا۔ کہنے لگا۔ حضور ان کے پیر و مرشد شیخ احمد سرہندیؒ نے اپنے خلفاء کو مختلف ممالک کی بادشاہی دی ہوئی ہے۔ یہ برہانپور میں سارے دکن کے خلیفہ ہیں یہ ہم جیسے دنیاوی بادشاہوں کی کیا پرواہ کرتا ہے۔ بادشاہ نے غصے میں آ کر کہا۔ انہیں لے جاؤ اور اپنی قید میں رکھو۔ مہابت خاں لے آیا اور آپ کی خدمت کرنے لگا۔ اہلِ ارادت مہابت خان کے محلات میں آنے لگے۔ بادشاہ نے مہابت خان کو بلا کر تنبیہ کی کہ یہ کیا تماشہ ہے۔ مہابت خاں نے

(بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

یہ میر صاحب بھی تھے۔ پہلے پہلے میر صاحب کو حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جانے میں تامل تھا۔ مگر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سخت الفاظ میں فرمایا۔ کہ حضرت شیخ احمد اس وقت ایسا آفتاب ہیں جس کے سامنے ہم جیسے ہزاروں ستارے مانند ہیں۔ پھر آپ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دیکھا جو کچھ کہا گیا تھا اس سے کئی چند بلند رتبہ ہیں۔ آپ تجدید کے ساتویں سال حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ اسی سال حضرت مجدّد بیمار ہو گئے۔ تو احتیاطاً خواجہ محمد صادق اور میر محمد نعمان کو بلوا کر اپنی نسبت خاص کا القا فرمایا۔ لیکن بعد ازاں آنجناب کو صحت ہو گئی۔ پھر آنجناب نے میر صاحب کو خلافت دے کر دکن روانہ فرمایا۔ لیکن میر صاحب کے طریقے اور کوششوں کو وہاں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ کیونکہ وہاں پر شاہ فضل اللہ اور شاہ عیسےٰ جیسے بڑے بڑے مشائخ موجود تھے۔ جن کے ہزارہا مرید تھے۔ اس لئے میر صاحب واپس آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب نے دوبارہ میر صاحب کو دکن روانہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ اس سفر کو پہلے سفر کی طرح خیال نہ کرنا۔ واقعی اس سفر میں میر صاحب خصوصی توجہ کے ساتھ روانہ کئے گئے تھے۔ چنانچہ ان گنت پیادے اور چار سو سوار آپ کے حلقہ میں شامل ہوئے۔ دوسرے مشائخ کے مرید بھی میر صاحب کی خدمت میں آنے لگے۔ لوگ اس قدر کثرت سے جمع ہونے لگے کہ بادشاہ ہند نے ڈر کر آپ کو دکن سے بلا کر اپنے پاس رکھا۔ حضرت مجدّد نے میر صاحب کے اجازت نامہ میں یہ الفاظ تحریر فرمائے ہیں۔ ”آں عارف باللہ المستعد الکامل۔“

(بقیہ حاشیہ سابقہ صفحہ سے آگے) کہا حضور! یہ درویش صرف پانچ نماز پڑھتا ہے مزید اس کے پاس کچھ بھی نہیں اس سے کوئی خدشہ نہیں ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا اسے برہانپور سے اکبر آباد لے آؤ۔ اکبر آباد میں آکر آپ شہرت دربار میں اُمرا تک جا پہنچی اور آپ کو مزید روحانی تربیت کا موقعہ مل گیا۔

کہ ایک بار یہ مکتوب لکھا۔ کہ

آج صبح تمہاری طرف توجہ ہوئی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ تمہارے کمال کا ہلال آفتاب کے مقابلہ میں کمال کا بدر ہوگیا ہے اور قضاو قدر نے جو کچھ آفتاب ہدایت میں بطورِ امانت رکھا تھا۔ اس تمام کا عکس اس بدر پہ پڑا۔ اور کمال میں اب کوئی اور کسر نہیں رہ گئی۔ حسب دلخواہ کمال حاصل ہوا ہے۔ ہاں اتنا ہے کہ اپنی وسعت کے مطابق اس سے انعکاس ہدایت لیتا رہے گا۔ ویزنگ اس کی مثال صورت آنکھوں کے سامنے رہی۔ حتیٰ کہ پورا یقین ہوگیا۔ کہ یہ دولت اس خواب کا نتیجہ ہے۔ جو تم نے دیکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تمہارا قرضہ سب کا سب بیباق ہوگیا۔ وعدہ ایفا ہوا۔ امید ہے کہ تکمیل اس کمال کے اندازہ کے مطابق ہوگی۔ اور اس گرد و نواح کے جنگل و بیابان سب تمہارے وجود شریف سے منور ہو جائیں گے۔"

اس علاقے کی قطبیت بھی آنجناب نے میر صاحب کو عنایت فرمائی تھی۔

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے میر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعوت کی۔ آپ نے جانے سے پہلے طعام کے احتیاط کے بارے میں تاکید فرمائی۔ ایک گھڑی بعد شور برپا ہوا کہ ذبح کرتے ہی بکرے میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اور ایسے سخت کہ ایک گھڑی میں گوشت سے ہڈی تک پہنچ گئے ہیں۔ میر صاحب نے فرمایا کہ یہ بکرہ حلال کی کمائی کا نہ تھا۔ تفتیش کے بعد معلوم ہوا۔ کہ اس شخص کے ایک دوست نے جو حاکم شہر تھا۔ رعایا سے زبردستی چھین کر بھیجا تھا۔

ایک رات میر صاحب تہجد کی نماز ادا کر رہے تھے۔ کہ اتنے میں ایک برات ڈھول۔ نقارے اور باجے کے ساتھ گانی بجاتی۔ آپ کے مکان کے پاس سے گزری۔ آپ کے حضور قلبی میں جو فرق آیا۔ تو فوراً سلام پھیر کر سامنے پڑے ہوئے ایک تن

کو اوندھا کر دیا۔ اس کو اوندھا کرنا تھا کہ وہ برات معہ ساز و سامان غائب ہو گئی آپ پر سہو کی حالت طاری تھی۔ صبح کو رات والا معاملہ بھول گئے۔ اور خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لیے سرہند روانہ ہو گئے۔ چھ ماہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہے۔ پھر دکن آئے تو وہاں چرچا تھا کہ چھ ماہ پہلے ایک برات غائب ہو گئی تھی۔ جب آپ نے سنا تو فرمایا۔ کہ یہ میرا ہی قصور تھا۔ اُٹھ کر وہ برتن سیدھا کر دیا۔ برتن سیدھا کرتے ہی وہ غائب شدہ برات عین بعین نمودار ہوئی اور اسی شور و شغب سے گاتی بجاتی روانہ ہوئی۔

امیر تربیت خاں نے اپنے بیٹے سیف خاں کو میر صاحب کی نذر کیا ہوا تھا۔ بچپن میں اس لڑکے کو چیچک نکل آئی۔ حتیٰ کہ مرنے کی نوبت آ گئی۔ جب وہ میر صاحب کے پاس لایا گیا تو آپ نے وہ بیماری اپنے جسم پر لے لی۔ چنانچہ اس کے دانے آپ کے چہرے پر نکل آئے۔ لڑکے کو تو شفا ہو گئی۔ لیکن میر صاحب اس مرض سے لاچار ہو گئے آخر آپ نے اسی بیماری کی آفت کو ایک دیوار پر ڈالا جو اسی وقت گر گئی۔

ایک روز جناب میر صاحب نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو خواب میں دیکھا جو فرماتے ہیں۔ "کہ جو شخص شیخ احمد کا مقبول ہے وہ میرا بھی مقبول ہے۔ اور جو میرا مقبول ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مقبول ہے۔ اور جو شخص شیخ احمد کا مردود ہے وہ میرا بھی مردود ہے اور جو میرا مردود ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مردود ہے۔" میر صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں آنجناب کا مقبول ہوں۔ پھر جناب رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔ کہ "جو تیرا مقبول ہے وہ میرا مقبول ہے اور جو میرا مقبول ہے وہ مقبول خدا ہے۔ اور جو تیرا مردود ہے وہ شیخ احمد کا مردود ہے اور جو میرا مردود ہے اور اللہ تعالیٰ کا مردود ہے۔"

ایک روز میر صاحب نے فرمایا۔ کہ مجھے ایک مقام کی آرزو تھی اتنے میں میں ایک

بلند جگہ سے گرا۔ گرنا ہی تھا کہ وہ مقام مجھے حاصل ہوگیا۔ اس شکریہ میں مَیں نے حلوا بنایا اسی وقت مجھے الہام ہوا کہ آج جو شخص یہ حلوا کھائے گا۔ بہشت میں جائے گا۔

آپ کا مزار اکبر آباد میں عام و خاص کی زیارت گاہ ہے۔ شیخ ابوالعلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ آپ سے استفادہ باطنی کیا۔ میر ابوالعلی صاحب جذبہ میں تو اچھے تھے لیکن ان کے طریقہ میں بعض بدعتی امور پائے جاتے تھے۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ مجددیہ کے مخالف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات سرہند میر ابو العلی کے طریقہ سے خوش نہیں۔ کیونکہ وہ اپنے پیروں کے مخالف چلتا ہے۔ میر ابوالعلی کے دو خلیفے تھے۔ ایک سید محمد کالپوی۔ دوسرے سید جلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما۔

حضرت خلیفۃ اللہ قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلے خلیفہ خواجہ محمد حنیف کابلی میر محمد نعمان کے ذریعہ سے حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس واسطے خواجہ محمد حنیف ہمیشہ میر صاحب کے شکر گذار رہے۔ اور اکثر ان کی زیارت کے لئے دکن جایا کرتے۔ ایک دفعہ حسب معمول دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ ابھی سرہند سے پہلی منزل ہی طے کی تھی کہ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ شیخ صاحب کی عادت تھی کہ جو شخص ملتا۔ اس سے اپنے علوم و معارف بیان فرمایا کرتے۔ خواجہ محمد حنیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اپنے علوم و معارف کا ذکر کیا پھر پوچھا کہ کدھر کا ارادہ ہے۔ خواجہ صاحب نے کہا دکن جاتا ہوں۔ پوچھا۔ میر محمد نعمان سے بھی ملوگے۔ کہا۔ جانا ہی اسی غرض سے ہوں۔ کہا تو پھر ان علوم و معارف کا تذکرہ میر صاحب سے نہ کرنا۔ کہا بہتر۔ جب خلیفہ خواجہ محمد حنیف اور میر صاحب کی آپس میں ملاقات ہوئی۔ تو ایک روز میر صاحب باغ کی سیر کو گئے۔ دونوں ایک ہی سواری میں تھے۔ اور بہت سے مرید ہمراہ تھے۔ میر صاحب نے خواجہ صاحب سے پوچھا۔

کہ پہلی منزل آپ نے کہاں کی ؟ کہا بنور ہیں۔ پوچھا شیخ آدم سے ملاقات کی ؟ کہا ہاں۔ پوچھا۔ باہمی کیا گفتگو ہوئی تھی۔ کہا۔اس کے اظہار سے شیخ صاحب نے منع کیا تھا۔ میر صاحب نے فرمایا۔ اس نے اپنے معارف وعلوم بیان کئے تھے۔ اور وہ یہ تھے۔ چنانچہ میر صاحب نے حرف بہ حرف اعادہ کر دیا۔ اور پھر سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ یہی اس کے معارف ہیں جن پر اسے اتنا ناز ہے۔ اسے اپنی قدر و قیمت معلوم نہیں وہ نہیں جانتا کہ ہم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور میں حاضر رہا کرتے تھے۔ وہ بڑا بڑھ چلا ہے۔ مخدوم زادوں سے برابری کے دعوے کرتا رہتا ہے۔ غیرت خداوندی سے نہیں ڈرتا۔ بعد ازاں میر صاحب نے اپنے مریدوں کی طرف اشارہ کیا۔ کہ یہ معارف جن پر شیخ آدم کو فخر ہے۔ میرے فلاں مرید اور فلاں یار میں بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ مذکورہ بالا حالات مریدوں پر وارد ہوئے۔ اور میر صاحب بھی جذبہ میں آئے۔ جتنے آدمی ساتھ تھے سب کے سب بے خود ہو گئے۔ حتیٰ کہ گھوڑے، بیل اور دوسرے مویشی سب از خود رفتہ ہو گئے۔ دیر تک پڑے رہے کسی کو اپنے آپ کی سدھ بدھ نہ تھی۔ بعد ازاں آفاقہ ہوا۔ تو میر صاحبؒ نے وہ ذکر چھوڑا۔ اور دوسری باتیں شروع کیں۔

حضرت خواجہ ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ

کشم بدخشاں کے علاقے میں ایک شہر ہے۔ خواجہ ہاشم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا میں سے تھے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محرم اسرار تھے۔ پہلے آپ میر محمد نعمان کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ دن رات اور سفر و حضر میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہتے۔ اس خدمت بابرکت سے جو کچھ حاصل کیا سو کیا۔ سلوک کو کمالات کے انتہائی درجہ تک پہنچایا۔ جس وقت حضرت

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجمیر میں اپنے دونوں فرزندوں کو کمالات کے انتہائی درجے پر پہنچایا۔ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے تیسرے تھے۔ آنجناب کو حکم ہوا۔ کہ اچھا اسے بھی ہم نے قبول کیا اور اپنے مقربوں کا سرحلقہ بنایا۔ بعد از دو یار ثالث ہوز داغ سیاہی دارد۔ میں یار ثالث سے مراد خواجہ ہاشم ہیں۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یار ثالث کی وہ سیاہی کا داغ بھی دور ہو گیا۔ اور اسے بھی قبول کر لیا۔

مجھے یہ کہنے میں فخر ہے کہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ وہ حضرت عروۃ الوثقیٰ اور خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے یار ثالث ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے

۱؎ حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس سرہٗ حضرت مجدد الف ثانی کے منظور نظر اور مقبول بارگاہ تھے آپ کشم بدخشاں کے بزرگ زادوں میں سے تھے۔ آپ کے والد خواجہ قاسم اپنے وقت کے معروف عالم اور مشائخ صاحب ولایت تھے۔ مرزا شاہرخ بادشاہ بدخشاں کے استاد تھے۔ اور سلسلہ کبرویہ (خواجہ نجم الدین کبرای) سے وابستہ تھے حضرت خواجہ محمد ہاشم ہندوستان آئے۔ برہانپور میں حضرت میر محمد نعمان خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں پہنچے۔ سلوک کے ابتدائی اسباق لیئے ۱۰۳۱ھ میں حضرت مجدد الف ثانی نے خود ہی آپ کو سرہند طلب فرما لیا۔ پورے ۲ دو سال حضرت مجدد کی خدمت میں گذارے "سفر و حضر میں بستہ دامان فتراک مجدد" رہے۔ حضرت کی مجلس خاص کے جلیس بنے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات میں آپ کو روحانی بشارتیں اور بارگاہ خداوندی میں قبولیت کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کی کتاب "زبدۃ المقامات (۱۰۳۷ھ) حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود پڑھی۔ بعض مقامات پر اصلاح فرمائی اور اظہار مسرت فرمایا۔ اس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیرو مرشد، اولاد و خلفاء کے مستند حالات قلمبند کئے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کی آخری جلد آپ نے مرتب فرمائی تھی۔

تھے۔ حضرت سرہندی کی یہ رائے ہے کہ میر محمد نعمان کے بعد خواجہ ہاشم کا درجہ ہے۔ آپ نے زبدۃ المقامات۔ برکات احمدیہ جیسی مستند کتاب۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال میں لکھی تھی۔ اسے دنیائے مجددیت میں بڑی شہرت ملی۔ آپ شعر بھی اچھا کہا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے اشعار مشہور و معروف ہیں لیکن سب کے سب اپنے پیر کی مدح میں ہیں۔ اپنے حالات میں لکھتے ہیں کہ پیری و مریدی سے قطع نظر میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت مبارک پر عاشق تھا۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد آپ نے قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف باطنی رجوع کیا۔ اور بہت فائدہ اٹھایا۔ جیسا کہ حسب ذیل مکتوب سے جو حضرت عروۃ الوثقیٰ نے خواجہ ہاشم کو لکھا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے۔

"بھائی صاحب! آپ خوف، زوال سے نجات پا کر مدلول حقیقی تک پہنچ گئے ہوں گے۔ اور جزء سے کل تک اور وہاں سے اوپر تک مل گئے ہوں گے۔ اور قوسین سے اَو ادنیٰ تک پہنچ گئے ہوں گے۔ خالص کو مخلوط سے الگ کر لیا ہوگا۔ دائرہ صباحت سے گذر کر ملاحت کو بھی پا لیا ہوگا۔ بلکہ "المرءُ من احب" "انسان اسی کے ساتھ ہوتا ہے جس سے محبت کرتا ہے" کے مطابق لفظ مذکور کے مرکز تک پہنچ گئے ہوں گے علم سے نادانی اور گفتگو سے خاموشی تک آ گئے ہوں گے۔ نفی کے معاملہ کو پس پشت ڈال کر ہمہ تن اثبات کو دیکھتے ہوں گے۔ بلکہ وہاں سے مجہول الکیفیت تک پہنچے ہوں گے۔ اور وہاں قرار کیا ہوگا۔ اور خلیل سے نجیب کا رُخ کیا ہوگا۔"

یہ اشارہ جو خواجہ صاحب کو ولایت ابراہیمی کی طرف کیا گیا ہے یعنی ہم تمہیں ولایت ابراہیمی سے ولایت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں لے آئے۔ اور ہم نے

مذکورہ بالا کمالات تک پہنچایا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کی تیسری جلد خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جمع کی۔

میرے (مصنف) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ ایک روز خواجہ ہاشم صاحب ایک مجمع میں بیٹھے تھے۔ اور اولیائے سلف کی کرامتوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ ایک شخص نے کہا۔ کہ گذشتہ اولیاء سے بہت سی کرامات ظاہر ہوتی تھیں۔ اس زمانہ میں کرامتیں کسی سے ظاہر نہیں ہوتیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اب بھی اولیاء سے بڑی بڑی کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اگر چاہیں تو اس خیمہ کو جس میں ہم بیٹھے ہیں۔ زمین سمیت کسی اور جگہ لیجائیں۔ یہ فرمانا تھا۔ کہ وہ خیمہ زمین و مجلس حرکت کرنے لگا۔ حتیٰ کہ ایک تیر کا فاصلہ طے کر چکا۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے دیکھا تو اسے رک جانے کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ ہمارا یہ ارادہ نہ تھا۔ کہ تو حرکت کرے۔ بلکہ ہم نے اولیاء کی کرامت کی بات کی تھی۔ یہ دیکھ کر تمام حاضرین مجلس خواجہ صاحب کے معتقد ہو گئے۔ آپ کا مزار برہانپور میں ہے۔

حضرت شیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ آپ صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے۔ حالات باطنی بہت بلند تھے۔ علم ظاہری بھی انتہائی درجے کا حاصل کیا تھا۔ قرآن شریف حفظ تھا۔ تجوید و قرأت سے پڑھا کرتے تھے۔ جب آپ کو خدا طلبی کا شوق دامنگیر ہوا۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چونکہ آپ شرع کے سختی سے پابند تھے اس واسطے آپ پیر بھی متشرع چاہتے تھے۔ چونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتباع سنت میں وقت کے تمام اولیاء کے سردار تھے اس واسطے آنجناب کی خدمت میں بڑے عجز انکسار سے مدت تک رہے۔ حتیٰ کہ کئی دفعہ خانقاہ کا کوڑا کرکٹ اپنے دست مبارک سے صاف کرتے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم اور خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ

عنہما نے آپ سے علم ظاہری حاصل کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آخری عمر میں فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ محمد یحییٰ کو بھی شیخ طاہر لاہوری کے حوالے کروں۔ لیکن اب شیخ صاحب کا دماغ اور سر تعلیم کے سبب کافی کمزور ہو چکا ہے۔ شیخ طاہر لاہوری صاحبؒ آنجناب سے اس قدر ڈرا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ آنجناب نے شیخ صاحب کو امامت کا حکم دیا۔ تو شیخ صاحب کا رنگ زرد پڑ گیا۔ اور قرأت بڑی لکنت سے ادا کی۔

پیشانی پہ لفظ شقی

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت مجدد نے صبح کے حلقہ سے اُٹھ کر فرمایا کہ آج ہم نے دوستوں میں سے ایک کی پیشانی پہ لفظ شقی لکھا دیکھا ہے۔ تمام احباب ڈر گئے مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ شخص شیخ طاہر ہیں۔ شیخ صاحبؒ میں چند دنوں میں ہی بدبختی کے آثار نمودار ہونے لگے۔ آپ نے زنار پہن لیا۔ ایک ہندو خوبرو کے عشق میں تلک تک اختیار کیا۔ حضرت مجدد اپنی توجہ سے انہیں راہِ راست پہ لانے کی کوشش کرتے مگر وہ اسی میں مشغول ہو جاتے۔ تین دفعہ ایسا ہی ہوا۔ آخر معلوم ہوا کہ آپ اٹل قضا کی زد میں ہیں۔ اس واسطے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ الٰہی میں خشوع و خضوع سے التجا کی۔ کہ اسے پروردگار! مجھے لوحِ محفوظ کا تصرف عنایت فرما۔ جناب باری نے عنایت فرمایا۔ تو آنجناب نے لوحِ محفوظ پہ دیکھا کہ وہاں پہ شیخ طاہر لوہوری کا نام اشقیا میں درج ہے۔ حضرت مجدد نے وہاں پہ سے لفظ شقی مٹا کر لفظ سعید لکھ دیا۔ چنانچہ یہ واقعہ تواریخ اور حضرت مجدد کے مکتوبات میں درج ہے۔ جہاں آپ نے ان تمام شکوک کی تردید لکھ دی ہے۔ جو اس پہ وارد ہو سکتے ہیں۔ مدلل اور شافی جوابات سے وضاحت کی ہے۔ شیخ طاہر کے اجازت نامہ اور سندِ خلافت میں بھی یہ واقعہ لکھا ہوا ہے۔ پھر شیخ طاہر نے ان مصائب کے بعد سلوک ختم کر کے

خلافت حاصل کی۔ کہتے ہیں کہ عین سلوک میں یہ مسیبت نازل ہوئی تھی۔ حضرت مجدد نے آپ کو نقشبندیہ، قادریہ اور چشتیہ، سلسلوں کی اجازت عنایت کرکے لاہور روانہ فرمایا۔ اور اس ولایت لاہور کی قطبیت بھی مرحمت فرمادی۔ حضرت شیخ طاہر بھی ادباً ہر سال درویشوں سمیت پا پیادہ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ زندگی بھر سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی خلقت سے قطع تعلق اور خدا جوئی میں آپ ایک مثال تھے۔ آپ کسی سے نیاز یا فتوح نہ لیتے۔ حلال کی روزی کما کر کھاتے۔ اہل دنیا سے دور بھاگتے۔ کسی سے دوستی نہ کرتے۔ چنانچہ گورنر لاہور نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بڑی کوشش کی لیکن آپ نے اجازت نہ دی۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں شیخ آدم نے ایک جامع کتاب لکھی ہے اس میں وہ لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد شیخ آدم شیخ طاہر لاہوری کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور ان سے سلسلہ قادریہ اور چشتیہ کی اجازت حاصل کی۔ شیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا مزار لاہور میں ہے[۱]

---

[۱] حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری قادری مجددی ۱۰۴۰ھ ۱۶۳۰ء مطابق ۹۸۰ ہجری اکبری عہد میں پیدا ہوئے تھے۔ شاہ سکندر بن شاہ کمال کیتھلی قدس سرہما کے مرید ہوکر سلسلہ قادریہ میں تربیت حاصل کی۔ پھر حضرت مجدد الف ثانی کے والد خواجہ عبدالاحد قدس سرہٗ کے مرید ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی۔ آپ وقت کے ممتاز عالم دین اور ماہر تعلیم تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے صاحبزدگان خواجہ محمد معصوم اور خواجہ محمد صادق کی تعلیم کے لئے آپ کو مقرر فرمایا۔ تو آپ نے ان صاحبزادگان کی علمی تربیت میں بڑی محنت کی۔ ایک بار

حضرت شیخ بدیع الدین شہباز پوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ پہلے پہل آپ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علم ظاہری پڑھا کرتے

(بقیہ حاشیہ صفحہ .... سے آگے) حضرت مجدد الف ثانی نے اپنی مجلس میں از روئے مکاشفہ اعلان فرمایا کہ ہماری مجلس میں ایک ایسا شخص ہے جس کی پیشانی پر شقی اور ہوالکافر کے الفاظ لکھے ہیں۔ احباب کو تشویش ہوتی تو چند روز بعد معلوم ہوا کہ یہ بدقسمتی حضرت شیخ طاہر لاہوری کے مقدر میں ہے۔ ملا طاہر عالم و فاضل ہونے کے باوجود سرہند کی ایک خوش شکل ہندو عورت کے عشق میں پھنس گئے۔ اس کے لئے نماز و روزہ ترک کر کے زنار باندھ لیا۔ یہ عورت مندر میں جایا کرتی تھی۔ آپ بھی اس کے اشارہ پر ہندوانہ لباس پہنتے اور قشقہ ملتھے پہ لگائے مندر میں جا پہنچتے۔ حضرت مجدد، آپ کے احباب اور خصوصاً آپ کے دونوں صاحبزادوں کو اپنے قابل صد احترام اُستاد کی اس کیفیت پر بڑا صدمہ ہوا۔ صاحبزدگان نے سفارش کی۔ تو حضرت مجدد نے خصوصی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ سے ملا طاہر کی توبہ کی توفیق حاصل کر لی۔ تائب ہونے کے بعد ملا طاہر نے حضرت مجدد سے پوری پوری توجہ حاصل کی۔ حضرت مجدد نے آپ کو سرہند سے لاہور منتقل ہونے کا مشورہ دیا۔ اور وہاں کی قطبیت عطا فرما دی۔

لاہور آکر آپ نے پہلے محلہ شیخ اسحاق (اندرون شہر موتی بازار اور چونا منڈی کے پاس قلعہ شیخوپوریاں اور جمعدار خوشحال سنگھ نے ایک قلعہ نما حویلی بنائی۔ قیام پاکستان کے بعد اسے سی ائی اے کا ہیڈ کوارٹرز بنایا گیا۔ ان دنوں مستورات کا ایک کالج بنایا گیا ہے) میں قیام کیا۔ لاہور کے گلی کوچے آپ کے علم و فضل کی روشنیوں سے منور ہونے لگے۔ رات دن ظاہری اور باطنی علوم کے طالبوں کا مجمع ہونے لگا۔ ان دنوں جہاں لاہور کا قبرستان میانی ہے۔ وہاں اکبری دور کے ایک امیر حافظ جان محمد کا گاؤں تھا۔ حافظ جان محمد نے حضرت ملا طاہر کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی۔ اور نہایت اصرار سے اپنے گاؤں لے آئے۔ یہاں آکر آپ نے ایک دینی دار العلوم کی بنیاد رکھی اور اس علاقہ کا نام میانی آپ کی نسبت سے

تھے۔ اور درویشوں کے چنداں معتقد نہ تھے۔ بلکہ نماز کے بھی اتنے پابند نہ تھے۔ ایک

(بقیہ حاشیہ سابقہ سے آگے) مشہور ہوا۔ مفتی غلام سرور لاہوری اپنی کتاب خزینۃ الاصفیا میں لکھتے ہیں کہ آپ فقہ و حدیث کی کتابیں اپنے ہاتھ سے خوش خط لکھتے اور اس پہ حواشی و تعلیقات لکھ کر فروخت کر کے روزی کماتے تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو جو روحانی تربیت دی تھی اس کی ضیا بیں لاہور اور پنجاب کو روشن کرنے لگیں۔ اگرچہ آپ نے سرہند سے لاہور آتے قدرے ہچکچاہٹ محسوس کی مگر یہاں آکر ارواحِ بزرگانِ دین خصوصاً صحابہ کرام اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ شفقت نے آپ کو مالا مال کر دیا۔ آپ نے ان نوازشات کا ذکر حضرت مجدد الف ثانی کو ایک خط میں کیا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک اور مقتدر خلیفہ شیخ آدم بنوری مجددی حضرت ملا طاہر لاہوری کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور بنور سے ہی ننگے پاؤں پہنچتے اور حضرت طاہر قدس سرہٗ سے روحانی فیض پا کر واپس جاتے۔ آپ ۱۰۴۰ھ بمطابق ۱۶۳۵ء کو ۸ محرم الحرام کو بعمر ۵۶ سال فوت ہوئے اور اپنے دار العلوم کے پہلو میں دفن ہوئے۔ جہاں آج تک آپ کا مزار اہلِ عقیدت کی زیارت گاہ ہے سب سے پہلے آپ کا روضہ شیخ ابو محمد رئیسِ لاہور نے تعمیر کرایا۔ آج سے ۱۰۰ سال پہلے فقیر فضل الدین جو راجہ دھیان سنگھ کا ملازم تھا نے اسے از سرِ نو تعمیر کرایا۔ قبرستان کی چار دیواری بنائی۔ تذکرہ نگاروں نے آپ کے والدین یا آباؤ اجداد کا ذکر نہیں کیا۔ آپ نے دو شادیاں کیں مگر اولاد نہیں ہوئی۔ آپ کے پانچ خلفاء ابو محمد قادری لاہور (مدفون میانی)، سید صوفی (مدفون دہلی)، حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (مدفون جنۃ البقیع مدینہ منورہ)، لکھن مست رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (مدفون بیرون موری دروازہ۔ لاہور)، اور شیخ ابوالقاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (مدفون جدہ شریف) سالکانِ وقت ہوئے ہیں۔

(مرتب)

روز آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معلوم کیا تو آپ سے وجہ پوچھی۔ عرض کیا کہ اگر آنجناب توجہ باطنی سے مجھے راہ راست پر لائیں تو ممکن ہے۔ ورنہ صرف نصیحت سے کچھ نہیں بنتا۔ آنجناب نے فرمایا کہ بہتر کل اسی نیت سے ہمارے پاس آنا۔ جب دوسرے روز حاضر خدمت ہوئے۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو خلوت میں لے جا کر ذکر قلبی کی تعلیم دی۔ اور آپ کے دل پر توجہ فرمائی۔ اس سے آپ بے خود ہو گئے۔ لوگ آپ کو اٹھا کر گھر لائے۔ دوسرے دن جب ہوش آیا۔ تو آپ نے آنجناب کی خانقاہ میں رہ کر آنجناب سے سلوک باطنی شروع کیا۔ آخر اسے ختم کر کے خلافت پائی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو جہانگیر بادشاہ کے لشکر میں بھیجا۔ پھر جو کچھ شیخ صاحبؒ کے سر پر بیتی اور شیخ صاحبؒ کی وجہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سلوک ہوا۔ وہ پہلے مفصل لکھا گیا ہے۔ آخر آپ لشکر سے اپنے وطن سہارنپور میں آ کر گوشہ نشین ہو گئے۔ اور یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ قرآن مجید حفظ کیا۔ اور اس بڑھاپے میں ہر روز ڈیڑھ مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آنجناب کی خدمت میں حسب ذیل مضمون کی عرضی بھیجی:

”کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ظاہر ہو کر بہت سی عنایات اس بندے کے حق میں فرمائی اور عبادت کا امر فرمایا۔ نیز فرمایا۔“ انت سراج اللّٰہ“ تو اللہ تعالیٰ کا چراغ ہے۔“

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں لکھا کہ واقعات دل خوش کن ہیں۔ گو نا قابل ہیں لیکن منور ہیں۔ چونکہ تمہیں عمل کا امر ہوا ہے اس لئے جس قدر ہو ہو سکے غنیمت ہے۔ آپ دن رات عبادت الٰہی میں مشغول رہتے۔ آپ کا مزار سہارنپور میں ہے۔

حضرت شیخ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا میں سے تھے۔ اور ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ اور خلافت پائی۔ چنانچہ آپ کے سلوک کی تعریف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواجہ بیرنگ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں لکھی ہے۔

نفس کی رعونت کا علاج ایک دفعہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ دہلی میں سبق پڑھا رہے تھے۔ کہ شیخ نور محمد اور شیخ طاہر کے دل میں خیال گذرا کہ جس طرح ہمیں معلوم ہے اس طرح حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ آنجناب نے ان کے خیال سے باطنی طور پر آگاہ ہو کر دونوں کو خانقاہ سے نکال دیا۔ لوگوں نے بڑی سفارش کی لیکن بے سود۔ آخر خواجہ حسام الدین نے ان کے واسطے عرض کیا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا انہیں چھوڑ دیجئے۔ ان کے نفس ابھی موٹے ہیں۔ چنانچہ یہ دونوں حضرات ہر روز دن کے وقت جنگلوں اور ویرانوں میں پھرتے رہتے۔ اور رات کو خانقاہ کے دروازے کے باہر پڑے رہتے۔ خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار پھر عرض کیا۔ کہ اگر حکم ہو تو مسجد کے کا مدتوں سے جمع شدہ کوڑا کرکٹ صاف کرا دیں۔ اس سے ان کے نفس کی رعونت بھی جاتی رہیگی اور مسجد کی خدمت بھی ہو جائے گی۔ آنجناب اس بات پر راضی ہوئے۔ چنانچہ ان دونوں جوانمردوں نے تھوڑی مدت میں سالہا سال کا پڑا ہوا کوڑا کرکٹ صاف کیا۔ بعد ازاں انہیں بلوا کر ان کے حال پر مہربانی کی۔

حضرت نے شیخ نور محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خلافت دے کر ہندوستان کے مشہور شہر بلتہ میں بھیج دیا۔ لیکن شیخ صاحب آپ کی یہ کیفیت حضرت مجدد نے

سنی۔ تو ایک تہدید آمیز حکم جاری کیا اور انہیں لکھا کہ شہر میں رہو۔ آپ نے آنجناب کے ارشاد کے مطابق دریائے گنگا کے کنارے شہر کی طرف کھانس پھونس کی ایک کٹیا بنائی اور ایک چھوٹی سی مسجد درست کرکے وہاں رہنا سہنا شروع کیا۔ اور اللہ تعالے کی اطاعت و عبادت اور خلق خدا کی ہدایت اور ارشاد میں مشغول ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ شیخ نور محمد بڑے اولیاء میں سے ہیں۔

حضرت شیخ حمید بنگالی رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عظیم ترین خلفا میں سے ہیں۔ اس سے پہلے آپ کے مرید ہونے کا حال لکھ چکے ہیں جب آپ مرید ہوئے۔ تو تمام پابندیوں سمیت سلوک ختم کرکے خلافت پائی۔ آپ اس سے پہلے وحدت وجود کے منکر تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ ان تمام اولیاء کے منکر تھے۔ جو وحدت الوجود کے قائل تھے حضرت مجدد نے ابتدائی طور پر شیخ حمید کی تربیت وحدت الوجود میں فرمائی۔ چنانچہ ایک روز ایک راستے جا رہے تھے۔ کہ ایک مردہ گائے کو پڑے ہوئے۔ دیکھ کر کہا۔ اے پروردگار! تو نے اپنے آپ کو کس لباس میں ڈال رکھا ہے۔ بعد ازاں حضرت مجدد نے حضرت شیخ صاحب کو اس مقام سے نکالا۔ اور ایسے خیالات کو اللہ کی شان میں اہانت قرار دیا۔

ملا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بڑے امیر نے مجدد سے پوچھا کہ تو نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کونسی کرامت دیکھی۔ کہ تو ان کا مرید ہوگیا۔ میں نے شیخ حمید کا واقعہ سنا دیا۔

جوتے کا دھوون ذریعہ شفا بن گیا حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ حمید کو انہیں کے

وطن کی خلافت دے کر روانہ فرمایا۔ رخصت ہوتے وقت شیخ صاحب نے عرض کی ۔ کہ مجھے آنجناب حضرت مجدد اپنے پاؤں مبارک کی پا پوشش عنایت فرمائیں۔ آنجناب نے آپ کی درخواست کو منظور فرمایا۔ شیخ صاحبؒ نے اس پاپوش کو سرہند کی طرف روانہ کیا۔ اور وہ آج تک ملک بنگال کے منگل کوٹ میں موجود ہے۔ اس علاقے کے تمام مریض اس نعلِ مبارک کو دھو کر پانی پیتے ہیں۔ جس سے صحت کلی نصیب ہوتی ہے۔ آپ شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے۔ آپ کا سلسلہ ملک بنگالہ میں اب تک پورے طور پر رائج ہے۔ آپ کا مزار منگل کوٹ میں ہے۔

حضرت شیخ مزمل رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدیمی خلفاء سے ہیں۔ آپ نے آنجناب کی بہت خدمتگاری کی اور پوری پابندیوں اور شرائط سے سلوک حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنجناب نے آپ کے سلوک کا وصف حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ قدس سرہ العزیز کی خدمت میں لکھا۔ نیز ایک اور مقام پر اس بارے میں لکھتے ہیں کہ تمہارے لئے شیخ مزمل علیہ الرحمۃ کی صحبت کافی ہے۔ اس قسم کے عزیز الوجود سرخ گندھک کی طرح نایاب ہوتے ہیں۔ ایک بار شیخ مزمل پہاڑ کی سیر کو گئے اتفاقاً ایک پہاڑ پر سے پاؤں پھسلا تو غار میں گر کر راہیٔ ملک بقا ہوئے کیونکہ اس غار سے باہر آنا دشوار تھا۔ اور نہ ہی آپ کے گرنے کی کسی کو خبر ہوئی۔ ایک روز حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ شیخ مزمل ایک غار میں پڑے ہوئے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں لیکن کوئی شخص ان کی فریاد رسی نہیں کرتا۔ ایک جنگلی نے جس نے یہ واقعہ دیکھا تھا۔ آنجناب کو آکر خبر دی۔ آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ صاحب کے فوت ہونے کا افسوس کیا اور فاتحہ پڑھی

شیخ صاحب ورع اور تقویٰ سے موصوف تھے ۔

حضرت شیخ طاہر بدخشی رحمۃ اللہ آپ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں ۔

آپ نے تمام شرائط کے مطابق سلوک حاصل کیا اور خلافت پائی ۔ کہتے ہیں کہ آپ کو خلوت میں ہمیشہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک دکھائی دیتی تھی ۔ لیکن شیخ صاحب ایسے سادہ لوح تھے کہ جب آنجناب علوم و معارف بیان فرماتے تو آپ اس طرح آرے اور نعم کہہ کر سر ہلاتے کہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش طبعی کے طور پر فرمایا کرتے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ علوم و معارف ابھی شیخ طاہر پر وارد ہوئے ہیں ۔ آنجناب نے آپ کو خلافت دے کر جونپور بھیجا ۔ لیکن شیخ صاحب نے نشست و برخاست گفتگو اور طرح وضع ایسی اختیار کی ۔ کہ لوگ انہیں ملامتی کہنے لگے ۔ بہت کم لوگوں کا رجوع آپ کی طرف ہوا ۔ چنانچہ آپ نے حضرت مجدد کی خدمت میں لکھا ۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا عجب سادہ لوح ہو ۔ انسان کو اپنے ایمان کی فکر چاہیئے ۔ لوگوں کے مجمع کی ضرورت نہیں ۔ ہاں اگر کوئی برائے خدا آئے تو اس کی تعلیم و تربیت کر دینی چاہیئے ۔ نیز لوگوں کے دلوں کو ہاتھ میں لانے کے لئے ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے ۔ کہ ملامت نہ ہو سکے اس بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی طرف ایک مکتوب بھی لکھا ۔ آپ سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پورے پورے پابند تھے ۔

حضرت مولانا یوسف سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوص یاروں میں سے تھے ۔ آپ ان اشخاص میں سے ہیں ۔ جنہیں حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ قدس سرہ نے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا تھا ۔ آپ

آنجناب کے ساتھ سرہند آئے۔ آپ کے بارے میں حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ قدس سرہٗ نے سفارش کی تھی کہ اس کا کام ضرور سر انجام کرنا۔ اثنائے سلوک میں اجل نے آدبایا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عین نزع کے وقت تشریف لائے۔ آپ نے عرض کیا کہ میرا کام سر انجام نہیں ہوا۔ آنجناب نے آپ کے حال پر توجہ فرمائی اور کام سر انجام فرمایا۔ آپ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شکریہ بجالائے سر قدموں پر رکھا اور راہیِٔ مُلکِ بقا ہوئے۔

حضرت مولینا احمد برکی رحمۃ اللہ

برک علاقہ خراسان میں ایک قصبہ ہے۔

مولانا احمد برکی علیہ الرحمۃ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ آپ کے مرید ہونے کی کیفیت پہلے لکھی گئی ہے۔ آپ کو ایک ہفتہ میں باطنی سلوک کی منازل طے کرائی گئیں۔ اور خلافت عنایت کر کے خراسان بھیجا گیا۔ ایک مکتوب میں آنجناب نے آپ کی تعریف لکھی ہے کہ مولانا کی بزرگی میرے نزدیک اظہر من الشمس ہے۔ اس ولایت کی قطبیت بھی حضرت مجدد نے مولانا کو عنایت فرمائی۔ آپ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ اس علاقے کے ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ کے طفیل اس علاقہ میں اس طریقہ کا پورا پورا رواج ہوا۔ ۱۰۲۶ھ سنہ ہجری میں آپ نے رحلت فرمائی۔ آنجناب نے آپ کے فوت ہونے کا بڑا افسوس کیا۔ اور فاتحہ مغفرت پڑھا۔

حضرت مولانا حسن برکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مولانا احمد برکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مخصوص یار ہیں۔ چنانچہ آنجناب نے ایک مکتوب میں مولانا احمد کو لکھا تھا کہ شیخ حسن تمہارے ارکان دولت میں سے ہیں۔ اگر تمہیں ہندوستان یا ماوراء النہر کا سفر درپیش آئے۔ تو مولانا حسن تمہارے قائم مقام ہوں گے۔ بعد ازاں مولانا حسن آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے

انہیں خلافت دے کر خراسان روانہ فرمایا۔ آپ اس ولایت کے بڑے مشائخ میں سے شمار ہوتے تھے۔

حضرت مولانا صالح رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوص اصحاب سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے پورا کیا۔ خلافت پائی۔ اور آپ کے وسیلے سے بہت لوگوں نے فنا وبقا حاصل کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ میں فقراء کے پیچھے مارا مارا پھرتا تھا۔ میں نے سرہند کی جامع مسجد میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو بے اختیار آنجناب کا شیفتہ ہو گیا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن ترقی نہیں ہوتی تھی۔ ایک رات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وضو کا غسالہ تھال میں پڑا دیکھا۔ تو فوراً پی لیا۔ پیتے ہی میرے باطنی پردے کھل گئے۔ آپ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دن اور رات کے مختلف درود وظائف کو ایک رسالے کی صورت میں لکھا ہے۔

حضرت خواجہ محمد صدیق بدخشی علیہ الرحمۃ آپ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ اور ان اشخاص میں سے ہیں جنہیں حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ قدس سرہٗ نے آنجناب کے حوالے کیا تھا۔ آنجناب نے آپ پر بہت بہت مہربانیاں کیں آپ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی ختم کیا۔ اور خلافت پائی جو مکتوب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مولانا صالح کو لکھا ہے اس میں خواجہ محمد صدیق کے بارے میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ مولانا محمد صدیق ولایت خاصہ سے مشرف ہوئے۔ آپ سنہ ۱۰۳۰ھ کو حج کے لئے گئے۔ اور واپس آئے۔ آپ شعر بہت اچھا کہا کرتے تھے چنانچہ آپ کی مثنوی مشہور ہے حسب ذیل شعر اسی مثنوی سے ہیں۔ ~

بہ تنہائی چنیں میل دلم چیست — ازیں تنہا نشستن حاصلم چیست
سگم من ور سگی معذور باشم — بدیں عذر از خلائق دور باشم
غلط گفتم کہ سگ داند ازیں راز — کہ خود را کردہ ام نسبت بہ کے باز
ز ننگ ایں سخن افغاں برآرد — کہ بد عہدیے ز ما خود را شمارد
سگاں خود صاحب خود را شناسند — بسے از نا شناسائے ہراسند
نہ خود را مے شناسد نے خدا را — چرا بدنام سازد خیل ما را
دریں مدت کہ عمر من بسر شد — نہ از دیں نہ از کفرم خبر شد
ندانم ہر چہ ملت زیستم من — نہ سگ نے آدمی پس کیستم من

حضرت شیخ عبدالحیٔ شادمانی رحمۃ اللہ علیہ | شادمان اصفہان کے علاقے میں توران سے اوپر کی جانب ایک قلعہ ہے۔ آپ اسی شہر شادمان کے رہنے والے تھے۔ شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفاء سے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بشرائط پورا کر کے خلافت پائی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو تلنبہ بھیجا جہاں پر آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس علاقے کی قطبیت بھی آپ کو عنایت فرمائی۔ اس شہر کی ایک طرف شیخ نور محمدؒ تھے اور وسط میں شیخ عبدالحیؒ۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ ان دو عزیزوں کا وجود اس شہر میں قران السعدین سمجھو۔

شیخ عبدالحی حضرت مجددؒ کی نظر میں | آنجناب نے جو مکتوب شیخ نور محمد کی طرف لکھا اس میں شیخ عبدالحیؒ کے

حالات یوں تحریر فرماتے کہ شیخ عبدالحی تمہارے شہر میں آیا ہے اور تمہارے پڑوس میں بھی۔ یہ شخص عجیب و غریب علوم و معارف کا نسخہ ہے۔ اس راہ کی ضروری چیزیں اس کے پاس کافی ہیں۔ دور افتادہ یاروں کے لئے اس کی صحبت غنیمت ہے۔ کہ تو وارد ہے اور نئی چیزیں لایا ہے۔ فنا و بقا بھی اس کے پاس ہے۔ اور جذبہ و سلوک بھی۔ بلکہ فنا و بقا سے بھی پرے تک کی بھی اسے خبر ہے۔ اور جذبہ و سلوک سے بھی آگے اس کا مقام ہے۔ بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اس کی گذر گاہ ہے۔" مکتوبات کی بہت سے معارف غریبہ اس نے سنے اور جہاں تک ہوسکا اس نے پوچھے۔ حاصل کئے۔ شیخ عبدالحی نے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کی دوسری جلد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے جمع کی تھی [1]

حضرت شیخ جان محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ عبدالحی کے خلیفہ ہیں۔ نہایت عزیز الوجود مرد تھے۔ سلوک باطنی آپ نے شیخ عبدالحی کی خدمت میں ختم کیا۔ خلافت پائی۔ آپ حضرات سرہند کے طریقہ پر راسخ القدم تھے۔

حضرت شیخ عطاء اللہ علیہ الرحمۃ

آپ شیخ جان محمد کے خلیفہ ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ کے بڑے پابند تھے۔ آپ کا فرزند ارجمند غلام نقشبند اعلیٰ درجے کا سالک اور علم ظاہری میں اکمل تھا۔ اب غلام نقشبند کے فرزند موجود ہیں۔ جو علم ظاہری و باطنی کے ماہر

---

[1] صاحب خزینۃ الاصفیاء نے حضرت شیخ عبدالحی کا سال وفات ۱۰۸۰ھ لکھا ہے۔ اور تاریخ اس شعر سے کہی ہے۔

اعظم است سالش
قطب دین حق پرست عبدالحی

ہیں خصوصاً شیخ احمد جو باپ کی بجائے سجادہ نشین ہیں۔ میں (مصنف) نے آپ کو دیکھا ہے۔ آپ صاحب انکسار اور متواضع ہیں۔ شہر لکھنو میں دریا کے کنارے سکونت اختیار کی ہوئی ہے۔ طریقہ چشتیہ کا سلوک بھی قدرے حاصل کیا ہے۔

حضرت مولانا یار محمد قدیم طالقانی رحمۃ اللہ علیہ طالقان بدخشاں کے علاقے میں ایک شہر ہے۔ مولانا آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ختم کیا۔ اور خلافت حاصل کی۔ آپ مراقبہ بکثرت کیا کرتے تھے۔ حسن ظاہری بھی آپ کو بہت حاصل تھا چنانچہ اپنے وقت میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں اپنے حسن کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکر گذار ہوں۔ کیونکہ جو شخص مجھے دیکھتا ہے۔ میرے نبی کریم پر درود پڑھتا ہے۔ جب آپ حج کو گئے۔ تو آپ اس بودو ج میں جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جمال مبارک سے مشرف ہوئے جو عرفات میں انجناب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے لایا گیا تھا۔ زیارت کرتے ہی بیہوش ہو گئے۔ جب آفاقہ ہوا۔ تو رقص کرنے لگے۔ لوگ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اہل عرب کہنے لگے کہ یہ عجمی مجنون ہو گیا ہے۔ مولانا یہ شعر پڑھنے لگے۔

گر ایں لیلے از خیمہ بیروں شود بسا کوہ وصحرا کہ مجنوں بود

حضرت مولانا یار محمد جدید طالقانی رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوص خلفاء سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنجناب کی خدمت میں پورے طور پر حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ نے آنجناب کے مکتوبات کی پہلی جلد جمع کی ہے۔

حضرت شیخ بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدیمی اصحاب سے ہیں۔ آپ سترہ سال آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہے۔ سلوک باطنی بدرجہ کمال حاصل کر کے خلافت پائی۔ علوم ظاہری اور دیگر علوم مثلاً "تاریخ وغیرہ میں کامل دسترس تھی۔ حضرات القدس نام کتاب آپ ہی کی تصنیف ہے۔ اس میں آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندوں اور خلفاء کے حالات مفصل مندرج فرمائے ہیں۔ علاوہ ازیں "سنوات الاتقیاء" جس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اپنے زمانے تک کے تمام حالات درج کئے ہیں۔ تصنیف فرمائی۔ اور بھی بہت سی کتابیں تالیف کیں۔[1]

---

[1] حضرت شیخ بدرالدین سرہندی قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد تربیت یافتہ اور خانوادۂ مجددیہ کے مشہور تذکرہ نویس کی حیثیت سے شہرت دوام کے مالک تھے۔ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی کے خاندان، اساتذہ، مشائخ اور اولاد و امجاد پر حضرات القدس نامی کتاب دو[2] جلدوں میں مرتب فرمائی تھی۔ آج یہ کتاب فارسی۔ اردو میں میسر ہے۔ اگرچہ ہاشم کشمی کی کتاب زبدۃ المقامات خانوادۂ مجددیہ کی ایک اہم دستاویز ہے مگر حضرات القدس (درجات الابرار۔ مرتبہ ۱۰۴۳ھ) کا ایک اپنا مقام ہے۔ آپ نے ایک اور کتاب سیر احمدی بھی تحریر کی تھی۔ جسے حضرت مجدد الف ثانی نے پسند فرمایا اور بعض مقامات پر اس کی اصلاح بھی فرمائی تھی۔ مگر اس کتاب کا مسودہ چوری ہو گیا۔ حضرت شیخ بدرالدین صاحب قلم تھے اور تذکرہ نویسی میں باکمال تھے۔ سرہند کے علی اکبر کروڑی نے آپ کو برصغیر کے بزرگانِ کرام کا تذکرہ لکھنے پر آمادہ کیا۔ آپ نے ڈیڑھ ہزار صوفیاء کا تذکرہ ۱۰۵۴ھ میں مکمل کر لیا۔ اور اس کا نام مجمع الاولیاء رکھا گیا۔

آپ کی شہرت قلمی سے متاثر ہو کر داراشکوہ نے ۱۰۶۲ھ میں آپ کو دہلی طلب کر لیا۔ اور فرمائش کی کہ بہجۃ الاسرار اور روضۃ النواظر کا فارسی میں ترجمہ کریں۔ ان تراجم سے فرصت ملی تو داراشکوہ نے

(بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

حضرت مولانا قاسم علی رحمۃ اللہ علیہ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتبر یاروں میں سے ہیں۔ آپ ان اشخاص میں سے ہیں۔ جنہیں حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ قدس سرہ العزیز نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا۔ آپ نے سلوک باطنی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

حضرت شیخ عبدالہادی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ | آپ بھی ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں حضرت خواجہ صاحب باقی باللہ بیرنگ قدس سرہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا۔ آپ نے سلوک باطنی آنجناب کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ کے سلوک کی تعریف آنجناب نے حضرت خواجہ صاحبؒ کی خدمت میں لکھی ہے[1]

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) کی تفسیر عرائس البیان کے ترجمہ کا کام سپرد کر دیا۔ آپ نے عرائس البیان کا ابھی چوتھا حصہ مکمل کیا ہی تھا کہ دارا شکوہ کے اقتدار کو زوال آ گیا۔

وصال احمدی بھی آپ کی ایک مختصر سی تالیف ہے۔ جس میں حضرت مجدد الف ثانی کے مرض الموت سے وصال تک کے واقعات کا تذکرہ ہے۔ آپ نے یہ خوارق بعد از موت لکھی۔ پھر رد اسخ لکھی۔ سنوات الاتقیا لکھی۔ فتوح الغیب کا فارسی ترجمہ کیا۔ (استفادہ ماہنامہ نور الاسلام اولیائے نقشبند نمبر)

---

[1] آپ بدایوں کے فاروقی النسب بزرگ تھے۔ بعض تذکروں میں آپ کا اسم گرامی شیخ عبدالہادی منگن لکھا ہوا ہے۔ "آثار اولیائے شہر بدایوں" کے مؤلف سید منظور علی منظور بدایونی نے آپ کی تاریخ وفات ۹ شعبان ۱۰۴۱ھ لکھی ہے۔ مزار تکیہ خرم شاہ بدایوں میں ہے۔

حضرت شیخ یوسف برکی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے درج ہو چکا ہے۔ آپ نے سلوک باطنی آنجناب کی خدمت میں پورا کر کے خلافت حاصل کی۔ شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے۔ اور اکثر شہر جالندھر میں رہتے تھے۔

حضرت شیخ محبت اللہ مانکپوری رحمۃ اللہ علیہ آپ نے پہلے شاہ فضل اللہ برہانپوری سے خلافت حاصل کی۔ بعد ازاں میر محمد نعمان کی خدمت میں رہے۔ پھر میر صاحب کی وساطت سے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔ یہاں سلوک باطنی پورے طور پر حاصل کیا۔ آنجناب نے آپ کو خلافت دے کر آپ کے وطن مانکپور کی طرف روانہ فرمایا۔ لیکن آپ کو وطن میں آپ کے رشتہ داروں نے سخت اذیتیں پہنچائیں۔ اس بارے میں آپ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی۔ کہ مجھے کسی اور جگہ بھیج دیا جائے۔ آنجناب نے پھر آپ کو الہ آباد بھیج دیا۔ یہاں آپ کو قبولیت حاصل ہوئی۔ اور بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ کا مزار الہ آباد میں ہے۔

حضرت شیخ حاجی خضر افغان رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقبول ہیں آپ نے سلوک باطنی آنجناب کی خدمت میں پورا کر کے خلافت پائی۔ آپ دن رات گریہ و زاری میں مشغول رہتے۔ آپ صاحب مواجید و ولولہ تھے۔ بہت لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔ ان میں سے ایک شیخ آدم بنوریؒ بھی ہیں۔ یہ ابتداء میں حاجی خضر افغان کے مرید تھے بعد ازاں حاجی صاحب انہیں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لائے۔ سرہند سے باہر ایک گاؤں میں رہتے[1]۔ پھر چند روز بعد آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک

---

[1] صاحب خزینۃ الاصفیاء نے آپ کے گاؤں کا نام بہلول پور متصل سرہند لکھا ہے۔
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

روز آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیطان سے پوچھا کہ کیا مجھے ہمارے دوستوں پر بھی تصرف ہے۔ عرض کیا۔ نہیں۔ صرف اتنا ہے کہ عزیمت سے رخصت پہ لے آتا ہوں۔ لیکن حاجی خضر پہ اتنا بھی قابو نہیں۔

حضرت شیخ احمد دیبی رحمۃ اللہ علیہ | آپ پہلے شاہ فضل اللہ برہانپوری کے خلیفہ تھے۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا۔ مدت تک میر صاحب کے ساتھ رہے۔ پھر دوبارہ حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس دفعہ آپ نے خلافت عنایت فرمائی۔ آپ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔

حضرت شیخ کریم الدین حسن ابدالی رحمۃ اللہ علیہ | حسن ابدال[1] لاہور اور کابل کے درمیان ایک قصبہ ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) آپ پہلے حضرت شیخ عبدالاحد حضرت مجدد الف ثانی کے والد گرامی کے زیر تربیت رہے۔ پھر حضرت مجدد کی خدمت میں رہ کر تکمیل سلوک کی۔ حج پر گئے تو دنیائے اسلام کے مشائخ آپ کی طرف کھنچے چلے آئے۔ آپ کی وفات ۱۰۳۵ھ میں ہوئی۔

[1] جناب منظور الحق صدیقی نے اپنی کتاب تاریخ حسن ابدال مطبوعہ ادارۂ تحقیقات پاکستان دانش گاہ پنجاب۔ لاہور میں شیخ کریم الدین حسن ابدالی کی وفات ۱۰۵۰ھ لکھی ہے۔ اور آپ نے تاریخی حوالوں اور مقامی شہادتوں سے تحقیق کر کے ثابت کیا ہے کہ آج لوگ جس مقبرہ کو خانقاہ حضرت بابا حسن ابدال مشہور رکئے ہوئے ہیں دراصل یہ شیخ کریم الدین حسن ابدالی مجددی کا مزار ہے۔ بابا حسن ابدال کا مزار قندھار کے قریب ہے۔ آپ موضع عثمان پور کھٹر کے رہنے والے تھے۔ جو حسن ابدال سے چند میل فاصلے پر ہے۔ اور یہاں سے کشمیر کو ایک سڑک جاتی ہے۔ شیخ کریم الدین آخری عمر میں حسن ابدال آگئے۔ جہاں آپ کی وفات ہوئی اور مزار بنا۔

شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفاء سے ہیں۔ آپ نے سلوکِ باطنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر پورے طور پر حاصل کیا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو خلافت عنایت فرمائی۔ آپ سے اس علاقہ میں سلسلہ مجددیہ کو بہت رواج ہوا۔ چنانچہ ہزارہا آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ اس ولایت میں آپ کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر بے حد مہربان تھے۔ آخری عمر میں جب حضرت مجدد نے خلوت اختیار فرمائی۔ تو وہاں کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ لیکن شیخ کریم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حکم تھا کہ بے روک ٹوک آیا کریں۔ شیخ اسحاق نام ایک عالم جو ملک سندھ کا مقتداء تھا۔ حضرت شیخ صاحب کا مرید ہوا۔ اس طرح اس ملک کے تقریباً تمام باشندے آپ کے مرید ہو گئے۔ مرید ہونے کے بعد شیخ صاحب پوری اکیس دفعہ جناب سرورِ کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ ہر دفعہ نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم شیخ صاحب پر خاص عنایت فرماتے۔ شیخ صاحب نے اس بارہ میں ایک عرضی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لکھی۔ آنجنابؒ نے تصدیق فرمائی اور ان واقعات پر ایک مکتوب آپ کی طرف تحریر فرمایا۔

حضرت مولانا عبد الواحد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ قدس سرہٗ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ آپ عبادت و مراقبہ بکثرت کیا کرتے تھے۔ ایک روز آپ نے ایک عالمِ دین سے پوچھا کہ بہشت میں نماز ہو گی یا نہیں۔ اس نے کہا نہیں۔ یہ سن کر آپ نے ایک ٹھنڈا سانس لیا اور رو دیئے۔ کہ پھر وہاں بغیر نماز کیونکر زندگی بسر

ہو گئی۔ آپ نے حضرت مجدد کی خدمت میں سلوک باطنی مکمل کر کے خلافت پائی۔ آنجناب نے آپ کو بخارا بھیج دیا۔ آپ وہاں جا کر ایک مسجد میں بیٹھ گئے۔ مسجد کا خادم سختی سے پیش آیا۔ آپ کو وہاں بیٹھنے نہ دیتا تھا۔ اسی رات خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ نے اس شہر کے قاضی کو خواب میں فرمایا۔ کہ فلاں مسجد میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلیفہ عبدالواحد ہمارا مہمان آیا ہے۔ اگر اپنی سعادت چاہتے ہو تو اس کی خدمت کرو۔ صبح قاضی صاحب نے اپنا خواب تمام بڑے آدمیوں سے بیان کیا۔ لوگ آ کر مولانا عبدالواحد صاحب کو اپنے گھر لے گئے۔ اور مرید بن گئے۔

حضرت مولانا امان اللہ علیہ الرحمۃ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کامل خلفاء سے ہیں۔ سلوک باطنی باقاعدہ حضرت مجدد کی خدمت سے حاصل کیا اور خلافت پائی۔ سنہ ۱۰۳۰ھ میں حج کے لئے گئے۔ آپ کبھی کسی سے کچھ نہ لیتے۔ رشتہ دار اور دولت مند آپ کو کچھ دینے کے بہت منت سماجت کرتے۔ لیکن آپ پھوٹی کوڑی کے روادار نہ تھے۔ ٹاٹ پہنے سر پاؤں سے ننگے بیت اللہ شریف کی زیارت کو گئے۔ وہاں سے مدینہ منورہ پہنچے بعد ازاں حضرات انبیاء علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کے لئے شام گئے۔ اور وہیں آپ کا وصال ہو گیا۔

حضرت مولانا امان اللہ فقیہ علیہ الرحمۃ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ کے نہایت ہی مستقیم الاحوال خلیفہ تھے۔

حضرت شیخ داؤد ساکی علیہ الرحمۃ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ اور صاحب انکسار و نیستی تھے۔

حضرت شیخ سلیم نوری علیہ الرحمۃ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اکمل خلفاء سے تھے۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

حضرت شیخ محمد حریری علیہ الرحمۃ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے اجل خلفا سے تھے۔ آپ نے باقاعدہ سلوک باطنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا اور خلافت پائی، ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ اپنے وقت کے مشہور خلیفہ تھے۔ سب سے پہلے جس شخص کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت عطا فرمائی۔ وہ آپ ہی تھے۔

حضرت شیخ نور محمد نہاری علیہ الرحمۃ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی حاصل کرکے خلافت پائی۔ تیسری جلد کا آخری مکتوب آپ کے نام لکھا گیا ہے جس میں مرض موت کے وقت حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شعر کی جو شرح بیان فرمائی گئی ہے۔

حضرت صوفی فرمان قدیم علیہ الرحمۃ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ صاحب حال و ذوق تھے۔ اور سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے بڑے پابند تھے۔

حضرت مولانا صادق کابلی علیہ الرحمۃ آپ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کامل خلفا سے تھے۔ مستقیم الاحوال تھے۔ آپ سے لوگوں کو باطنی علم کے بہت کچھ فوائد پہنچے۔

حضرت مولانا ہاشم خادم علیہ الرحمۃ آپ حضرت مجدد کے مخصوص خلفا سے ہیں۔ آنجناب کی خدمت خاص آپ کے ہی سپرد تھے۔ اس واسطے آپ کا لقب خادم ہوا۔ آنجنابؒ آپ پر بہت مہربان تھے سلوک باطنی ختم کر کے خلافت پائی۔

حضرت مولانا غازی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے اجازت حاصل تھی۔ اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

حضرت صوفی فرمان جدید رحمۃ اللہ آپ آنجناب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوص دوستوں میں سے تھے۔ آپ بھی خلافت سے مشرف ہوئے۔

حضرت سید باقر سارنگپوری علیہ الرحمۃ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدیم الخدمت ہیں۔ آپ کو آخری عمر میں خلافت عطا فرمائی۔

حضرت مولانا فرخ حسین رحمۃ اللہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدیم خلفا سے ہیں۔ آپ نے حسب قاعدہ سلوک آنجناب کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ کے مرید ہونے کا باعث پہلے بیان ہو چکا ہے۔

حضرت مولانا صفر احمد رومی علیہ الرحمۃ آپ روم کے بڑے اجل مشائخ سے تھے پھر آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور باطنی سلوک پورا کر کے خلافت پائی۔ آپ کے مرید ہونے کا قصہ بھی پہلے بیان ہو چکا ہے۔ آپ کی لڑکی حضرت

خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منکوحہ تھی۔ حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودہ اولاد اسی خاتون سے ہے۔

حضرت مولانا حمید احمدی علیہ الرحمۃ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کامل اصحاب سے ہیں۔ سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔

حضرت حاجی حسین رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ اور صاحب خوارق ظاہرہ و کرامات باہرہ تھے۔

حضرت شیخ عبد الرحیم پھرکی رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اکمل خلفا سے تھے صاحب انکسار و نیستی اور قوی جذبہ تھے۔

حضرت خواجہ محمد اشرف کابلی رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص اصحاب میں سے تھے۔ آنجناب نے آپ کو فنائے اتم کی خوشخبری دی۔ آپ نے سلوک باطنی اور مقام ولایت کی انتہا تک ختم کیا۔

حضرت مولانا حاجی محمد ترکی علیہ الرحمۃ آپ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوص یاروں میں سے تھے۔ سلوک باطنی مقام ولایت کی انتہا تک ختم کیا۔

حضرت مولانا عبد الغفور سمرقندی علیہ الرحمۃ آپ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجل اصحاب سے تھے۔ آپ نے آنجنابؒ سے باقاعدہ اور مکمل سلوک حاصل کیا۔

حضرت حافظ محمود گجراتی علیہ الرحمۃ

آپ بھی حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتبر یاروں سے ہیں۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے آپ کو مقامِ ولایت کے انتہائی درجہ کی خوشخبری عنایت فرمائی تھی۔

حضرت خواجہ کلاں، خواجہ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ و خواجہ خورد عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ

یہ دونوں حضرات حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ قدس سرہٗ العزیز کے فرزندارجمند ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب ان دونوں مخدوم زادوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا اور فرمایا کہ ان پر توجہ دیں۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں عزیزوں پر ایسی توجہ کی کہ اسی قوت اس درجہ کا اثر ظاہر ہوا۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد جب دونوں عزیز بالغ ہوئے تو سرہند میں حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابھی سرہند سے باہر ہی تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہلا بھیجا کہ اگر والد بزرگوار کی وصیت کے مطابق آتے ہو تو آؤ اور اگر اپنی پیرزادگی کے لحاظ سے آتے ہو تو میں پیرزادگی والے آداب و استقبال بجا لاؤں۔ دونوں نے عرض کر بھیجی کہ ہم مرید ہونے کے لئے حاضر خدمت ہوتے ہیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بڑی عزت سے خانقاہ میں رکھا۔ اور سلوک ختم کر کے خلافت عنایت فرمائی۔ خواجہ خورد پیر پر حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظرِ عنایت زیادہ تھی۔ چنانچہ اپنی نسبت خاص کا القا بھی فرمایا۔

خواجہ خورد کا مقام

حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواجہ خورد کے حق میں فرماتے ہیں کہ وہ محمدی مشرب ہے۔ محبوب ہے۔ خواجہ خورد

نے ظاہری علم بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ پہلی جلد کا دو سو چھیالیسواں مکتوب جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسائل اجتہاد یہ مندرج ہیں۔ اور جو تمام مکتوبات سے لمبا ہے۔ خواجہ خورد محمد عبید اللہ کے نام لکھا گیا تھا۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد کا مکتوب نمبر ۸۵ جو وجود باری کے مسئلہ کی تحقیق میں لکھا گیا ہے۔ وجود باری کو حکما عین ذات کہتے ہیں۔ اور متکلمین زائد کہتے ہیں۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے اور ہی مراد لیتے ہیں۔ اور جس میں تعین وجود اور تعین حسی کا بیان ہے۔ وہ بھی بڑا لمبا چوڑا مکتوب خواجہ خورد ہی کے نام لکھا گیا ہے۔

جن لوگوں کا اوپر ذکر ہو چکا ہے وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بڑے خلفا تھے۔ ان میں سے ہر ایک کا نام آپ نے مکتوبات میں فنا و بقا، ولایت، قرب، معرفت حضرت احدیت کی بشارات لکھی ہیں۔ ہر ایک کا مفصل حال لکھنا موجب طوالت ہے۔ اس واسطے مجملاً بیان کیا گیا ہے۔ آنجناب کے تمام خلفاء کے حالات لکھنا بہت مشکل ہے کیونکہ بہت سے خلفا اس وقت گذر گئے۔ اس وقت صرف چند ایک مشہور خلفا کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں۔

حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ

بنور، سرہند سے بارہ کوس کے فاصلہ پر ایک قصبہ ہے۔ شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا میں سے تھے۔ آپ ہندوستان کے بڑے مشہور شیخ ہیں۔ پہلے حاجی خضر افغان کے مرید تھے۔ پھر انہیں کے وسیلے سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ ملا بدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "حضرات القدس" میں لکھتے ہیں کہ شیخ آدم ماں کی طرف سے سیّد ہے لیکن ان کا دادا پٹھان تھا۔ القصہ جب شیخ صاحب حاجی خضر کی خدمت میں احوالاتِ عالیہ اور واردات متعالیہ کر چکے۔ تو جو کچھ حاجی صاحب کے پاس تھا وہ انہوں نے القا کر دیا۔

میرے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) جدّ بزرگوار 'کواکب دریہ' میں لکھتے ہیں۔ حاجی خضر کے بیٹے نے مجھے کہا۔ کہ جب میرے والد بزرگوار نے نسبتہائے علیہ عطا فرمائیں تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔ کہ جو کچھ میرے پاس تھا۔ میں نے سب تمہیں پلا دیا۔ اس سے زیادہ میرے پاس نہیں۔ اب میں تمہیں بحرِ زخار کے پاس لے چلتا ہوں۔ پھر حاجی صاحب شیخ صاحب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عالم پناہ خانقاہ میں لائے یہاں پر پھر جو کچھ ملا سو ملا۔"

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

خلیفہ حاجی صاحب کی خدمت میں حالاتِ عالیہ سے مشرف ہوا۔ اور اپنے حالات ان سے عرض کئے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اس سے زیادہ مجھے خود حاصل نہیں۔ اب تم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محفل قصویٰ و ذروہ علیا پر حاضر ہو جاؤ۔ سو میں حاجی صاحب کی اجازت سے قبلہ اہل دل حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عرش نشان آستان پر حاضر ہوا۔ اور اپنے حالات خدمت اقدس میں عرض کئے۔ آنجناب نے فرمایا کہ یہ شروع شروع کے حالات ہیں۔ ابھی دہلی دُور ہے۔ مجھے خیال آیا۔ کہ شاید مجھے مرید ہونے کا شوق دلاتے ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا کمال ہوگا۔ لیکن چونکہ میرا اعتقاد صاف تھا۔ اس واسطے میں آنجناب کی خدمت میں مشغول رہا۔ مدت بعد مجھے معلوم ہوا کہ جو کچھ مجھے اویسی رحمانی محبوب ربانی خلیفہ صمدانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل ہوا۔ اس کے مقابلہ میں سابقہ حالات واردات میں ابتدا ہونے کی قابلیت بھی نہ تھی۔ چند ماہ بعد مجھے خلوت میں بلا کر ارشاد و خلافت کی اجازت عنایت فرمائی۔ اور بنور جانے کے لئے حکم فرمایا۔ میں نے محض جناب کی تعمیل ارشاد کے طور پر چند ایک آدمیوں کو طریقہ کی تعلیم دی۔ لیکن میرا دل مسند نشین اور مشیخیت پر مائل نہ تھا۔ جب کچھ مدت بعد میں حاضر خدمت ہوا۔ تو حضرت مجدد الف ثانی نے میرے دلی ارادے سے بذریعہ نور باطنی واقف ہو کر فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ تم سے ضرور پوچھیگا تم نے باوجود قدرتِ ہدایت کے اپنے آپ کو معذور رکھا ہے۔ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاکیداً فرمایا۔ تو میں نے مجبوراً یہ کام سرگرمی سے شروع کر دیا۔

شیخ صاحب "نکات الاسرار" میں لکھتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جن کی ایک توجہ ہمارے ہزار سالہ سلوک سے بہتر ہے جب میں کمالات کے انتہائی مقامات پر پہنچا۔ تو آنجناب نے فرمایا کہ تم پر اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر واجب ہے کہ تمہیں یہ کمالات نصیب ہوئے۔ جو اس وقت کسی کو

کم نصیب ہوں گے۔ میں نے عرض کیا کہ جو کچھ مجھے حاصل ہے۔ سب جناب کی توجہ مبارک کے طفیل حاصل ہے۔ چنانچہ اجمیر میں مجھے خدمت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم پر مامور فرمایا۔ اجمیر ہی میں حقیقت قرآنی کی بشارت عنایت فرمائی۔ سرہند میں مجھے خلافت سے مشرف فرمایا۔ جب آنحضرتؒ کا وصال ہوگیا تو ہم مہجوروں کے سینے داغ حسرت سے بریاں تھے۔ غسل کے وقت آنجناب سے خوارق عظیم کا ظہور ہوا۔ اکثر احباب نے آنجناب کے وصال کے بعد آپ کو اپنے ساتھ نماز باجماعت ادا کرتے ہوئے دیکھا۔ میں حضرت مجدد کے وصال کے بعد دو سال تک آنجناب کے مزار مبارک سے فیض حاصل کرتا رہا۔ اور کمالات کا تتمہ آنجناب کے روضہ مبارک سے اس طرح حاصل کیا جیسے کوئی زندگی میں کرتا ہے۔ جیسے زندگی میں آنجناب سے فیض حاصل ہوتا تھا۔ بعینہ آنجناب کے وصال کے بعد آنجناب سے ہوا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں شیخ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ہمارے شیخ (حاجی خضر افغانؒ) نے آنجناب کے خلیفہ شیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بعض کمالات اخذ کئے۔ چنانچہ قادریہ اور چشتیہ طریقہ ان سے اخذ کیا۔"[۱]

---

[۱] حاجی خضر رومانی قدس سرہٗ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت ہونے سے پہلے آپ کے والد ماجد حضرت شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ کے بیعت تھے اور سلسلہ قادریہ چشتیہ میں فیضان یافتہ تھے۔ مگر شیخ عبدالاحدؒ کے حکم پر حضرت مجدد الف ثانی کے مرید ہوئے۔ اور نقشبندیہ مجددیہ سلسلہ میں بڑا مقام حاصل کیا۔ آپ قصبہ بہلول پور جو سرہند کے قریب ہی ہے پیدا ہوئے اور وہاں ہی قیام پذیر تھے۔ حضرت مجدد کی نگاہ سے آپ کی شہرت ہندوستان سے نکل کر تمام اسلامی ممالک تک پہنچی۔ آپ نے عالم اسلام کی سیاحت کی۔ وقت کے مقتدر مشائخ کی زیارت کی۔ حرمین الشریفین میں پہنچے۔ بیت المقدس گئے۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قبولیت عامہ و تامہ نصیب ہوئی ۱؎

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے)۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار ابلیس کو دیکھا تو پوچھا میرے سلسلہ میں کوئی ایسا شخص جو تیرے مکر و فریب سے محفوظ ہو۔ ابلیس نے بتایا۔ آپ کے خلیفہ حاجی خضر میرے دام تزویر سے ہمیشہ بچ جاتے ہیں۔ حضرت حاجی خضر ۱۰۵۲ھ میں فوت ہوئے اور بہلولپور میں مزار بنا۔

(ماخوذ از خزینۃ الاصفیاء)

۱؎ اگرچہ شیخ آدم بنوری قدس سرہٗ کے حالات کتاب کی جلد اول و دوم اور خصوصاً جلد دوم کے دیباچہ میں لکھے جاچکے ہیں مگر ہم اس فاضل یگانہ اور عارف زمانہ کی زندگی کے بعض احوال مفتی غلام سرور لاہوری قدس سرہٗ کی کتاب خزینۃ الاصفیاء سے اخذ کرکے ہدیۂ قارئین کرتے ہیں۔

حضرت شیخ آدم بنوری سرہند کے مضافات میں قصبہ بنور میں پیدا ہوئے۔ حاجی خضر قدس سرہٗ سے علوم تصرف حاصل کیا۔ اور آپ کے حکم پر حضرت سید احمد سرہندی مجدد الف ثانی کے حلقۂ ارادت میں آئے اور بلند درجات پر پہنچے۔ مولانا بدر الدین اپنی کتاب حضرات القدس میں لکھتے ہیں کہ آپ اتباع سنت رفع بدعت میں نہایت استقامت سے قائم رہے۔ آپ کی مجلس میں روزانہ ایک ہزار طالبانِ سلوک حاضر رہتے تھے۔ اور ایک ہزار سے زیادہ لوگ آپ کے دسترخوان سے ہر روز کھانا کھاتے تھے۔ آپ والد کی طرف سے حسینی سید اور والدہ کی طرف سے افغان تھے۔

تذکرہ آدمیہ کے مؤلف نے لکھا ہے کہ آپ ۱۰۵۲ھ میں لاہور تشریف لائے تھے۔ آپ کے گرد اگرد افغان اور سادات مشائخ اور علماء کا ایک پر ہجوم حلقہ تھا۔ تو سلطنت کے بعض امراء نے جائزہ لے کر بادشاہ جہانگیر کو کہا۔ کہ اگر یہ شخص کچھ عرصہ مزید قبولیت عامہ حاصل کر گیا تو آپ کی سلطنت کے لئے خطرہ پیدا کر سکتا ہے۔ بادشاہ نے صحیح صورت حال کو معلوم کرنے کے لئے اپنے وزیر نواب سعد اللہ کو آپ کے پاس بھیجا۔ آپ نے وزیر سعد اللہ کی آمد پر اس کی طرف خاص توجہ نہ دی۔ وہ دل میں بگڑ گیا۔ چونکہ

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

چنانچہ ہر طرف سے طالبوں کے گروہ بہ گروہ آتے اور آپ کے مرید ہوتے۔ اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) نواب سعد اللہ روحانیت سے بے بہرہ تھا۔ اس نے آپ کے نیاز مندوں کے عظیم اجتماع کو سیاسی نظر سے دیکھ کر بادشاہ کو رپورٹ دی کہ یہ شخص کسی وقت سلطنت کے لئے خطرہ بن سکتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اِن دنوں شاہی فوجیں جنگ کتمار اور راجہ جگتہ کی جنگ میں دارالسلطنت سے بہت دور ہیں۔ یہ شخص کسی وقت بھی قلعہ پر قابض ہو جائے گا۔ بادشاہ نے حضرت شیخ آدم کو گذارش کی کہ آپ لاہور سے اپنے وطن سرہند چلے جائیں۔ آپ نہ صرف بنور گئے بلکہ اعلان کیا کہ ہم ہندوستان چھوڑ کر سفر حجاز اختیار کر رہے ہیں۔ آپ سرزمین حبیب پہنچے۔ حج کیا۔ زیارۃ روضہ نبویؐ سے مشرف ہوئے اور وہاں ہی وفات پا کر جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

مولانا بدرالدین سرہندی آپ کے پیر بھائی اور ہم سلوک تھے۔ آپ نے مناقب الاولیاء میں آپکے کمالات لکھے ہیں۔ حاجی محمد امین بدخشی نے اپنی کتاب مناقب الحضرات میں آپ کو ہدیۂ تحسین پیش کیا ہے۔ اسی طرح "تذکرۃ الاولیاء، سفینۃ الاتقیاء اور روضۃ السلام کے مؤلفین نے آپ کے بھرپور مناقب اور مراتب لکھے ہیں۔ حضرت آدم بنوری نے اپنی زندگی میں ایک لاکھ طالبانِ حق کو سلوک کی تعلیم دی کر اپنا خلیفہ بنایا تھا۔ اگرچہ آپ ابتدائی زندگی میں فن سپاہ گری کے ماہر تھے اور مغلیہ فوج میں اپنے کمالات کا مظاہرہ کر چکے تھے۔ مگر جاذب عشق حقیقی نے آپ کو حضرت مجدد کی بارگاہ تک پہنچایا۔ اور آپ راہِ سلوک کے نامور بزرگ بنے۔ آپ نقشبندیہ اور مجددیہ سلسلہ کے علاوہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور شطاریہ سلاسل میں اجازت دیا کرتے تھے۔ آپ کو خلیفۃ الزمان اور قطب الاقطاب کے خطابات سے نوازا گیا۔

حضرت آدم بنوریؒ دربار رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہوئے تو روضۂ منورہ کے سامنے کھڑے ہو کر دو شعر پڑھے۔ دروازہ خود بخود کھل گیا۔ آپ اندر گئے تو حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ باہر نکال کر شیخ کو دست بوسی کی سعادت بخشی۔ یہ

مشاہدات سے مشرف ہوتے اور آپ کے خلیفہ بن کر مسندِ ارشاد اور تکمیل پہ بیٹھتے آپ کے خلفا سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔ اور شریعت کی پابندی میں مشہور ہیں۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ سبحانی اور سلسلہ رحمانی کے ارکان ہیں۔ خود شیخ صاحب بھی صاحب استقامت، ورع اور تقویٰ تھے۔ امر معروف اور نہی منکر۔ آپ کا پسندیدہ شیوہ تھا۔ آپ کے مرید لاکھ سے زیادہ ہیں شیخ صاحب بادشاہوں سے وہ سلوک کرتے تھے۔ جو شاید کوئی غلاموں سے بھی نہ کرتا ہوگا آپ کی نظر یہ، اعلیٰ ادنیٰ، چھوٹا۔ بڑا۔ وضیع شریف سب ایک تھا۔ بلکہ آپ کی مجلس میں امرا کی مٹی زیادہ پلید ہوا کرتی تھی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) واقعہ تمام حاضرین دیکھ رہے تھے۔

آپ نے اپنی کتاب نکات الاسرار میں لکھا ہے۔ کہ فقیر کسی کو تصوف میں نہیں لاتا۔ لوگ خود بخود کھنچے چلے آتے ہیں۔ اس طرح فقیر نے اب تک چالیس ہزار حضرات کو صاحب ارشاد بنایا ہے۔ آپ کے ایک خلیفہ شیخ صالح نقشبندی لکھتے ہیں کہ میں آپ کا مرید ہوا۔ تو میرے دل میں خیال آیا کہ یہ مجددیہ طریقہ نیا ہے۔ آپ نے فرمایا فکر نہ کرو۔ میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے کہ تمام اولیائے متقدمین تشریف لا رہے ہیں۔ میں ہر ایک سے مصافحہ کر رہا ہوں۔ ہر ایک بزرگ مجھے مبارک دیتا کہ میں مجددیہ آدمیہ کے سلسلہ میں مرید ہوا ہوں۔ یہ طریقہ پسندیدہ سلسلہ ہے۔ صبح اٹھا۔ دوڑا دوڑا حضرت شیخ کی خدمت میں گیا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا۔ صالح الحمد للہ تمہیں اطمینان ہو گیا ہے۔ حضرت شیخ بنوری کے چار بیٹے تھے۔ اور دو لڑکیاں تھیں۔ سفر حجاز میں آپ کے تین بیٹے شیخ محمد عیسیٰ، شیخ محمد اولیاء اور شیخ محمد محسن آپ کے ساتھ تھے۔ مگر شیخ غلام محمد ہندوستان میں رہے۔ آپ مدینہ منورہ میں ۱۳ ماہ شوال فوت ہوئے۔ جنت البقیع میں سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضے کے سایہ میں دفن ہوئے۔ فخر آدم ہادی حق اور شیخ زبان آدم سے تاریخ وصال برآمد ہوتی ہے۔

نواب سعد اللہ خاں حاضرِ خدمت ہوئے ایک روز کا ذکر ہے کہ بادشاہ ہند کا وزیر سعد اللہ خاں آپ کی زیارت کے لئے آیا لیکن آپ نے اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ آپ کی خانقاہ میں باورچی لوگ باوضو کھانا پکایا کرتے اور برابر بانٹا کرتے۔

شیخ صاحب فرمایا کرتے کہ میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ حکمت کا چراغ روشن ہے اور جس طاق میں رکھا ہے اس کی چھت پختہ ہے۔ جب میری والدہ نے یہ خواب میرے والدِ بزرگوار کو بتایا۔ تو انہوں نے یہ تعبیر فرمائی۔ کہ تمہارے ہاں ایک نورانی لڑکا پیدا ہوگا۔

نیز شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو خواب میں دیکھا۔ کہ حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ پھیر کر کچھ چیز نکال کر عنایت فرمائی۔ کہ اسے کھا لو۔ جسے میرے والدِ بزرگوار نے کھا لیا۔ بعد ازاں میری والدہ حاملہ ہوئی۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ میرا وجود آنحضرت صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عطیہ سے ہے۔

میرے (مصنّف) جدّ امجد "کواکب دریہ" میں لکھتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ شیخ آدم ولایت کے انتہائی مقام تک پہنچے ہیں اور حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے۔ کہ تنزیہات کے شروع تک پہنچ چکے ہیں۔

شیخ آدم بنوریؒ کے مریدوں کا ایک غلط تاثر شیخ صاحب کے مرید آپ کے حق میں اس قدر افراط بلکہ غلو سے کام لیتے ہیں جس قدر رافضی لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے حق میں۔

وہ شیخ صاحبؒ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام خلفا سے افضل جانتے ہیں حتیٰ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندوں سے بھی۔ وہ خدا سے نہیں ڈرتے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم ربانی پر جو قیوم ثانی اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ولیعہد اور وصی مطلق ہیں ، شیخ صاحب کو ترجیح دیتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عین حیات میں اپنے فرزندوں کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ اور فرزندوں کے بعد اوّل خلیفہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قرار دیا۔ چنانچہ یہ باتیں آنحضرتؒ نے خود مکتوبات میں مفصّل و مشرح بیان فرمادی ہیں۔ اور مکتوبات کی تینوں جلدیں حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں جمع ہوئیں۔

حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد کے مقامات

حضرات القدس ، اور برکات الاحمدیہ تاریخیں جن میں آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے خلفا اور ان کی اولاد کے حالات درج ہیں۔ ان میں بھی صاف طور پر لکھا ہے۔ اور ان کے مصنّف بھی آنجناب کے خلفا ہیں۔ بلکہ حضرات القدس تو آنجناب کے سامنے تصنیف ہوئی ہے۔ اس کتاب میں جہاں پر آنجنابؒ کے مناقب کا ذکر ہے وہاں پر صاف لکھا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فرزندوں کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا ہے۔ اور قطب الاقطاب اور قیومیت کا عہدہ حضرت معصوم ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرمایا ہے۔ اسی جگہ پر یہ بھی لکھا ہے کہ ہمارے شیخ حضرت معصوم ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانشین سمجھتے ہیں۔ اور بہت ادب و تواضع سے پیش آتے ہیں مریدانہ سلوک کرتے ہیں۔ اور ان کے حلقہ میں بیٹھتے ہیں۔ اور اپنے تمام مریدوں کو چھوڑ کر اکیلے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ اکثر اپنے مریدوں کو کہا کرتے تھے کہ میں ایک اُمّی آدمی ہوں اور مخدوم زادہ کی خدمت میں علم ظاہری بھی ہے اور علم باطن بھی۔ جو شخص طالب ہو ان کی خدمت میں حاضر

ہو۔ اگر مجھ سے شرم کرتا ہے تو اس کی سفارش کرتا ہوں۔ چنانچہ شیخ صاحبؒ نے اپنے بعض مریدوں کو تربیت کے لیے حضرت معصوم ربانی کی خدمت میں چھوڑا۔ مَیں نہیں جانتا کہ شیخ صاحبؒ کے سلسلہ والے پھر کس دلیل سے شیخ صاحبؒ کو آنجناب کے فرزندوں کے برابر یا ان سے افضل سمجھتے ہیں۔

مقامِ قیومیت کا صحیح ادراک

لیکن بات یہ ہے کہ یہ لوگ حقیقت کی معرفت سے محروم ہیں۔ اور وہ اس واسطے کہ وہ حضرۃ عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منکر ہیں۔ کیونکہ ان کا منکر ہونا گویا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہونا ہے اور یہ خبر بذریعہ تواتر ہمیں موصول ہوئی ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تمام کمالات حضرت عروۃ الوثقیٰ کو عنایت فرمائے۔ پس جو شخص کسی اور کو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ترجیح دیتا ہے وہ صریحاً حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہے۔ اور آنجناب کا منکر ہونا ایمان کی کمی کی دلیل ہے۔ اگر مخالفین یہ کہیں کہ چونکہ شیخ صاحب ہمارے پیر ہیں۔ اس واسطے ہم انہیں حضرت عروۃ الوثقیٰ سے افضل جانتے ہیں تو اس کی وہی مثال ہے کہ چشتیہ و قادریہ وغیرہ سلسلوں کے بید جن کا سلسلہ مریدی حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے منسوب ہے کہہ دیں کہ ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو اس واسطے باقی تین خلفاء سے ترجیح دیتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے جدادہ پیر ہیں۔ یہ بات بعینہٖ رافضیوں کے قول کی طرح ناقابل شنید اور باطل ہے کوئی شخص قیوم کی برابری نہیں کر سکتا۔ قیومیت کا ماننا واجب ہے۔ کیونکہ قیوم کو کمالات نبوت کا انتہائی درجہ حاصل ہوتا ہے۔ اور کمالات نبوت کا انکار تو ارتداد کا باعث ہے۔ اس واسطے اصحاب کا منکر ہونا دین وایمان کے نقصان کا موجب ہے۔ کیونکہ تمام

اصحاب کمالات نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم سے بہرہ ور تھے۔ بعد ازاں کمالات نبوت پوشیدہ ہوتے گئے۔ ہزار سال بعد پھر ایسے کمالات کا ظہور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہوا۔ اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے چند ایک حدیثیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف میں فرمائی ہیں۔ ہم ان احادیث کا ذکر اس کتاب میں کر آئے ہیں۔ کمالات نبوت کی تعریف اور ان کے ظہور اور وصفِ قیومیّت کا بیان حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات میں مفصّل مندرج ہے۔

شیخ آدم بنوری کا حضرت محمد معصومؒ سے ایک اختلاف

شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک لاہوری مخلص دوست نے ایک بار شیخ صاحب کو لاہور آنے کی تکلیف دی۔ ان دنوں بادشاہ ہند شاہجہان بھی لاہور میں تھا۔ شیخ صاحب اس مخلص کی دعوت قبول کر کے پانچ ہزار پٹھانوں سمیت لاہور کی طرف روانہ ہوئے جب سرہند پہنچے۔ تو مریدوں کا لشکر باہر چھوڑ کر اکیلے اپنے پیر بزرگوار حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آنجناب کے فرزندوں کے مزار کی زیارت کے لئے شہر میں حاضر ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت عروۃ الوثقیٰ اور حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔ تو عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ بادشاہ ہند کے لشکر میں جا کر طریقہ علیہ احمدیہ کی اشاعت کروں آنجناب اس بارے میں توجہ فرمائیں۔ اور استخارہ کریں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اسی وقت اپنے بڑے بھائی سے کہا کہ اس شخص کے جانے سے طریقہ کی سُبکی ہو گی اور سلسلہ مجددیہ کا وقار مجروح ہو گا۔ دوسرے دن جب شیخ صاحب نے اس بارے میں جواب مانگا۔ تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توجہ نہ فرمائی

اور خاموش رہے لیکن حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو کچھ شیخ صاحب نے دل میں نیت کی ہے اس کے برعکس ظاہر ہوا ہے۔ بہتر ہے کہ آپ نہ جائیں لیکن شیخ صاحب نے اس بات کو وزن نہ دیا اور لاہور روانہ ہو گئے چنانچہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ صاحب سے کبیدہ خاطر ہو گئے۔ کیونکہ اول تو شیخ صاحبؒ نے کہا تھا کہ بادشاہِ ہند کے لشکر میں طریقہ احمدیہ کی اشاعت کرنا چاہتا ہوں۔ دوسرے انہوں نے آنجناب کے فرمان پر عمل نہ کیا۔ غالباً شیخ صاحبؒ اپنے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام خلفاء سے افضل جانتے تھے۔ اور خیال کرتے تھے کہ مجھے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیا پرواہ ہے۔ چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ "مجھے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے پرواہ بنا دیا ہے اب مجھے کسی اور کی ضرورت نہیں۔ اور جو کمال میرے نصیب میں تھا وہ مجھے عنایت فرما دیا گیا ہے۔ پھر میں کسی کو التجا کیوں کروں"

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ صاحبؒ کی یہ باتیں سن کر ناراض تھے۔ جب اس سفر میں شیخ صاحب سرہند کے قریب پہنچے تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملا بدرالدین علیہ الرحمۃ کو شیخ صاحبؒ کے پاس بھیج کر دریافت فرمایا کہ کیا تم نے ایسی باتیں کہی ہیں۔ انہوں نے صاف انکار کر دیا اور یقین دلایا کہ میں نے نہیں کہیں۔ جنہوں نے یہ باتیں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی تھیں۔ انہوں نے اس کے ثبوت میں گواہ پیش کئے۔ بایں ہمہ شیخ صاحب نے آ کر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معافی مانگی اور عرض کیا کہ میں جناب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قائم مقام سمجھتا ہوں۔ اور اپنے پیر کا ثانی جانتا ہوں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر خاموشی اختیار کی اور شیخ صاحبؒ کو کچھ نہ فرمایا۔ لیکن چونکہ شیخ صاحبؒ کو اپنے کشف پر پورا بھروسہ تھا۔ اس واسطے حضرت قیوم ثانی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر عمل نہ کیا۔ اس سے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بھی خفا ہو گئے کہ اوّل تو انہیں پوچھنا نہیں چاہیئے تھا۔ اور اگر پوچھا تھا تو اس پر عمل کرنا چاہیئے تھا۔[۱]

جب شیخ صاحب لاہور پہنچے تو بہت لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ ہر روز افغانستان سے تین تین چار چار ہزار پٹھان حضرت شیخ صاحب کی خدمت میں آتے اور زیارت کرتے آپ کے پاس اس قدر خلقت آتی۔ کہ بازاروں اور گلی کوچوں میں سے گذرنا مشکل ہو جاتا جب بادشاہ نے سُنا کہ لاہور میں ایک ایسا شیخ آیا ہے تو اس نے بھی ملاقات کا ارادہ فرمایا۔ اس مطلب کے لیے پہلے ملک العلماء مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی اور اپنے وزیر سعد اللہ خاں کو بھیجا۔ جب دونوں شیخ صاحبؒ کے پاس آئے تو شیخ صاحبؒ نے انہیں خلوت میں آنے کی اجازت نہ دی چنانچہ وہ خلوت کے باہر خانقاہ میں بیٹھے رہے۔ دیر بعد جب آپ خلوت سے نکلے۔ تو پھر بھی ان کی طرف التفات نہ فرمایا۔ مولوی صاحب اور وزیر صاحب منصب ہونے کے ساتھ ساتھ دونوں جید عالم بھی تھے، انہوں نے جب علمی مباحثہ شروع کیا تو شیخ صاحب اوّل تو ان کی باتوں کو سننے کو تیار ہی نہ تھے اور اگر سنتے بھی تو جواب اور طرح ہی کا دیتے۔ مولوی صاحبؒ نے شیخ صاحبؒ سے حضرت مجدد

---

[۱] فاضل مؤلف روضۃ القیومیہ نے اس واقعہ کو قیوم ثانی اور حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی باہمی کشیدگی اور رنجش قرار دے کر بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ حالانکہ خانوادہ مجددیہ کے حالات کے دوسرے محققین نے اس قسم کی ناراضگی کو قطعاً غلط قرار دیا ہے اور واقعاتی شواہد سے ثابت کیا ہے کہ ان دونوں حضرات میں کوئی وجہ مخالفت نہیں تھی محمد اقبال مجددی ایم اے نے حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہٗ کی کتاب حسنات الحرمین کے دیباچہ میں بڑے دلائل سے تردید کرتے ہوئے ثابت کیا ہے۔ کہ یہ دونوں حضرات کسی غلط فہمی یا غلط فکری کا شکار نہیں تھے۔ بلکہ حضرت آدم بنوری ایک طرف حضرت مجدد الف ثانی کے مرید با صفا تھے خلیفہ مجاز تھے۔ تو دوسری طرف خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیحد احترام کرتے تھے۔ آپ انہی کی اجازت سے حرمین الشریفین گئے۔ وہاں انتقال کیا جب حضرت خواجہ معصومؒ حج کو گئے تو جنت البقیع میں شیخ بنوری کی قبر پہ فاتحہ خوانی کی۔ کشف میں ملاقات کی۔

الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض معارف جو علم کلام کے متعلق تھے اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند ایک اجتہادیہ مسائل پوچھے تو شیخ صاحب نے ان کا جواب کسی وقت پر ٹال دیا ۔ صرف حضرت مجدد کے دو تین تصرفات اور بزرگی کا ذکر کیا ۔ بعد ازاں خود مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان معارف کی تحقیق بیان فرمائی ۔ اور کہا کہ شیخ صاحب! جہاں سے آپ کو یہ کمالات حاصل ہوئے ہیں، مَیں نے بھی اسی بارگاہ سے کسبِ سلوک کیا ہے ۔ مَیں بھی حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منظورِ نظر تھا ۔ مَیں تو آپ کو اپنا ہم مشرب اور ہم سلوک سمجھ کر آیا تھا ۔ ورنہ کوئی ضرورت نہ تھی ۔ سعد اللہ خاں سے بھی شیخ صاحب سرد مہری سے پیش آئے ۔ دونوں شیخ صاحب سے رخصت ہو کر بادشاہ کے پاس گئے ۔ تو سعد اللہ خاں نے بادشاہ کو کہا کہ یہ جاہل ہے ۔ پٹھان بہت اکٹھے کر رکھے ہیں مجھے ڈر ہے کہ کہیں فتنہ و فساد برپا کر دے ۔ لیکن مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی اس معاملہ میں خاموش رہے ۔ اور بادشاہ سے کچھ نہ کہا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ والا معاملہ شیخ صاحب پر بھی وارد ہوا ۔ یعنی صرف وزیر نے چغلی کھائی [1] یہ باتیں سُن کر بادشاہ کا مزاج شیخ صاحب کی طرف سے منحرف

---

[1] ماثر الامراء کے مؤلف شاہنواز خاں نے حضرت مولانا علیم الدین المعروف مولانا سعد اللہ خاں علامی وزیر اعظم شاہجہان کے حالات بڑی تفصیل سے لکھے ہیں آپ چنیوٹ ضلع جھنگ میں بنی تمیم کی ایک شاخ کے نامور فرزند تھے ۔ بڑے ذہین اور ذکر رسا کے مالک تھے آپ کے ذہن معلومات کا ایک سمندر تھا ۔ ابتدائی عمر میں مقامی مدارس سے علوم حاصل کئے ۔ قرآن حفظ کیا ۔ اور پھر تحریر و تقریر میں کمال حاصل کیا ۔ شاہجہان جوہر شناس تھا اس نے آپ کی علمی شہرت سنی تو خان صدر کی وساطت سے دربار میں طلب کر لیا ۔ چند دنوں ہی میں آپ کی قابلیت، استعداد کار اور خلوص نے شاہجہان کو بے حد متاثر کیا ۔ چنانچہ شاہجہان کے خواص معتمد بن گئے ۔ سعد اللہ خاں کا خطاب دیا گیا ۔ اور ذاتی امور کا نگران مقرر کر دیا گیا ۔ ایک ایسا وقت جب بادشاہ کی

(بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

ہو گیا۔ لیکن چونکہ بادشاہ خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید تھا۔ اس واسطے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سے آگے) سے کی وجہ سے ت ہوئی۔ تو آپ کو انعامات خاص سے نوازا گیا اور منصب میں بھی اضافہ کر دیا گیا۔ اسلام خاں۔ خان دوران کے انتقال کے بعد آپ کو دیوان خاص مقرر کر دیا گیا۔ یہ عہدہ شاہی فرامین اور احکامات خاص کے مسودے تیار کرتا تھا۔ آپ نے اس کام کو نہایت قابلیت سے نبایا۔ اور اس کام کو اتنا کیا کہ بیرونی سلطنتیں اور سفارتیں بھی مغل دربار کی قابلیت کا اعتراف کرنے لگیں۔ چنانچہ شاہجہان نے سعد اللہ خاں کو وزیر کل بنا دیا۔ پانچ ہزاری منصب اور ایک ہزار۔ پانسو سوار کے منصب کے ساتھ ہاتھی اور تھنی سواری کے لیے مقرر کر دی گئی۔

بلخ اور بدخشاں کی مہم پر شاہزادہ مراد بخش کو انتظامی معاملات میں کچھ مشکلات پیش آئیں تو شاہجہان نے سعد اللہ خاں کو وہاں بھیجا۔ جہاں پہنچ کر سعد اللہ خاں نے وہاں کے حالات اور انتظامات کو خوش اسلوبی سے طے کیا۔ اور ان علاقوں میں مغل حکومت کی فرمانروائی کو مستحکم کرنے میں ر۔ اللہ علامی نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔ شاہجہان نے خوش ہو کر ان کے منصب میں اور ترقی دے دی۔ ان دنوں شاہ صفی کا لڑکا شاہ عباس اپنا لشکر لے کر قندھار کی طرف بڑھا۔ تو اورنگ زیب عالمگیر کی کمان میں جو مہم روانہ کی گئی اس کے مشیر اور نگران سعد اللہ علامی ہی تھے۔ اس مہم پر بھی سعد اللہ نے اپنی قابلیت کا مظاہرہ کر کے بلند مناصب حاصل کئے۔ راجہ جگجیت سنگھ کے لڑکے راج سنگھ نے جن دنوں قلعہ بندی شروع کر دی۔ اور مغل اقتدار کے لئے خطرہ بنتا جا رہا تھا۔ سعد اللہ خان نے آگے بڑھ کر قلعہ چتوڑ کو دوبارہ فتح کر کے ہندو راجوں کی قوت کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا۔

شاہجہان کی تخت نشینی کے تیسویں سال سعد اللہ خاں کو قولنج کا درد اٹھا جس کا علاج تو کر لیا گیا مگر کمزوری دور نہ ہو سکی۔ شاہجہان اس کی عیادت کے لئے خود جاتا۔ آخر مغل دور کا یہ عظیم اور ذہین وزیر اعظم ۲۲ جمادی الثانی ۱۰۶۶ھ / ۷ اپریل ۱۶۶۵ء کو فوت ہو گیا۔ سعد اللہ عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ خلیق۔ متواضع اور علم دوست اور علماء کا مربی تھا۔ معاملات کے حل کرنے میں عدل و انصاف کو سامنے رکھتا تھا۔

شیخ صاحبؒ کو کوئی تکلیف نہ دی۔ صرف اتنا حکم دیا کہ شیخ صاحبؒ حج کو چلے جائیں شیخ صاحبؒ کی نیت پہلے ہی حج کی تھی۔ بادشاہ کے کہنے سے حج کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ کے مریدوں نے کہا کہ ایسے وقت میں تصرف کا اظہار کرنا چاہیئے۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ بادشاہ میرا پیر بھائی ہے۔ میں اس پر تصرف نہیں کروں گا نیز اس طریقہ مجددیہ پر بادشاہ کا حق ہے۔ جب اس بادشاہ کے باپ جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تکلیف دی۔ تو اس نے حضرت مجدد کی رہائی کے لئے بڑی کوشش کی۔ علاوہ بریں حضرت مخدوم زادہ یعنی قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باطن مبارک اس کا حامی ہے۔ میں اس سلسلے میں مؤدب اور خاموش رہوں گا۔

حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے معذرت

ایک روز حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرہند کے باہر ایک باغ میں محل کی چھت پر بیٹھے تھے کہ دور سے ایک ڈولی مع بہت سے آدمیوں کے نمودار ہوئی ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آرہے ہیں اگر حکم ہو تو حاضر خدمت ہو جائیں۔ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بلا لاؤ۔ شیخ صاحب نے حاضر خدمت ہو کر آداب قیومیت بجا لانے کے بعد معافی مانگی۔ اور کہا کہ انسان سہو و خطا کا پتلا ہے اگر مجھ سے سہو و خطا سرزد ہوئی ہو جس سے جناب کی خاطر عاطر پر ملال آگیا ہو۔ تو للہ معاف فرمادیں۔ پہلے حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) سرکاری معاملات میں دیانتداری میں کمال تھا۔ رعایا اور اہل کاروں پر شفقت کرتا تھا۔ اس کی وزارت میں ہندوستان کو ہر طرح ترقی ملی۔ داراشکوہ ہمیشہ اس کے خلاف رہا۔ مگر اس کی حرکات سے وہ کبھی متاثر نہیں ہوا تھا۔ وہ علامی فہامی جملۃ الملک کے خطابات سے نوازا گیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حاشیہ نشینوں اور مؤدب امراء صف اول میں تھا۔

کہ ہم نے معاف کیا۔ بعد ازاں حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی معاف فرما دیا۔ اور حج کی اجازت عنایت فرمائی۔ شیخ صاحبؒ دکن کی راہ حجاز پہنچے۔ عرب میں بھی آپ کو قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔ جب آپ جناب رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے روضہ مطہرہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ تو جناب رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے آپ پر بہت سی عنایات فرمائیں اور فرمایا۔ یا ولدی انت فی جواری۔ بیٹا! تم میرے پڑوس میں رہو۔ نیز فرمایا۔ یا اٰدمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔ اے آدم! مع اپنی بیوی جنت میں رہو سہو۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ شیخ صاحب مدینہ میں فوت ہو رہیں گے۔ واقعی ایسا ہی ہوا۔ کہ شیخ صاحب نے مدینہ میں وفات پائی اور ہمیشہ ہمیشہ دیار النبی میں رہے۔ اور حضرت خلیفہ ثالث عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ کے پاس مدفون ہوئے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گنبد مبارک کا سایہ شیخ صاحبؒ کے مرقد پر پڑتا ہے آپ کا مقبرہ عرب میں شیخ الہداے کے مقبرہ کے نام سے مشہور ہے۔

قیومانِ مجددیہ کی حضرت آدم بنوریؒ کی قبر پر نظر التفات

"یاقوت احمر" نام کتاب میں حضرۃ مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ جب حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ حج کے لیے تشریف لے گئے تو اس وقت شیخ آدم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فوت ہو چکے تھے۔ جب کبھی آنجناب اس بقعہ میں تشریف لے جاتے تو شیخ صاحبؒ کی قبر پر دیر تک کھڑے رہتے اور فاتحہ پڑھتے اور ان پر بہت بہت مہربانی کرتے اور ان کی مدد کرتے۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو دفعہ حج کے لیے گئے تو شیخ صاحبؒ کی قبر پر دیر تک ٹھہر کر فاتحہ پڑھتے۔ شیخ صاحبؒ

سے کرامات کا بہت کچھ ظہور ہوا۔ حتیٰ کہ چند مرتبہ مُردوں کو بھی زندہ کیا۔

حضرت شیخ آدم بنوری قدس سرہٗ زندگی بھر بنور سے سرہند حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ کی زیارت کے لئے پا پیادہ آیا کرتے۔ پھر تین کوس سے ننگے پاؤں چل کر آتے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ بنور سے ہی ننگے پاؤں روانہ ہوتے اور سرہند کے جنگلات سے مٹی کے ڈھیلے لے کر پہلے انہیں اپنے چہرے اور داڑھی سے صاف کرتے پھر اہل خانقاہ کے استنجے کے لئے لاتے۔

ولایت میں شیخ آدم بنوریؒ کا مقام

اب ہم شیخ آدم بنوری کے خلفا کا ذکر کرتے ہیں جن کی نسبت خود شیخ صاحب نے نکات الاسرار میں فرمایا ہے کہ مجھے تہجد کے بعد الہام ہوا کہ" اگر خواجہ قطب الدین اور شیخ فرید الدین اور نظام الدین قدس سرہم العزیز اس زمانہ میں ہوتے تو مشیخیت چھوڑ میرے مریدوں سے آکر فیض حاصل کرتے۔"

حضرت شیخ آدم بنوری قدس سرہٗ کے خلفاء کرام

حضرت میر علیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ خاص ہیں۔ نہایت متشرع اور سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اتنے سخت پابند تھے۔ کہ اولیائے گذشتہ میں اس کی مثال محال ہے۔ حتیٰ کہ جب آپ نے اپنی لڑکی کی شادی کرنی چاہی۔ تو خود عرب میں جاکر تحقیق کی۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جہیز میں کون کونسی چیزیں دی تھیں۔ بعینہٖ اسی قسم کی چیزیں آپ نے بھی دیں۔ ایک رات اورنگ زیب بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا وصال ہوگیا ہے۔ بادشاہ نے وہ رات اور وہ تاریخ لکھ رکھی۔ چند روز بعد میر علیم اللہ کے فوت ہونے کی خبر پہنچی۔ تو تاریخ ملانے سے معلوم ہوا کہ آپ اسی رات فوت ہوئے۔ جس رات بادشاہ نے وہ خواب دیکھا تھا۔

آپ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت کا شرف بھی حاصل کیا تھا۔[1]

حضرت سیّد محمد رحمۃ اللہ علیہ آپ میر علیم اللہ کے بیٹے ہیں۔ آپ بھی والد بزرگوار کی طرح سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پکے

---

[1] صاحب خزینۃ الاصفیاء نے آپ کو متقی، کامل، عالم، عامل اور سنت نبوی کی پابندی میں بے مثال لکھا ہے آپ کا سنِ وفات ۱۰۸۰ھ ہے۔

متبع اور شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے۔ ایک روز آپ نے صبح کی نماز کے بعد آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ کہ آج جہاں میں کوئی بڑا حادثہ ہونے والا ہے۔ چند روز بعد حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی خبر پہنچ گئی۔ اندازہ لگانے سے معلوم ہوا کہ آنجناب قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ٹھیک اسی تاریخ کو ہوا جب سید محمدؒ نے فرمایا تھا۔ کہ آج جہان پر مصیبت عظیم نازل ہونے والی ہے۔

حضرت محمد صابر علیہ الرحمۃ آپ میر علیم اللہ کے پوتے ہیں۔ آپ اپنے جد بزرگوار کی قبر پر ہی رہا کرتے تھے۔ اور ان کے چچا حضرت سید احمد شہید ہیں۔ محمد صابر اپنے جد بزرگوار کے طریقہ پر پکے ہیں۔ آپ نے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت محمد صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت بھی حاصل کی ہے۔

حضرت شیخ زین رحمہ اللہ آپ میر علیم اللہ کے خلیفہ مستقیم الاحوال ہیں بعض آدمیوں نے آپ سے فوائد حاصل کئے۔ اب آپ کا صرف ایک بیٹا گل محمدؒ نام ظاہری علوم میں طاق ہے۔ اُس نے سلوک باطنی بھی اپنے باپ سے حاصل کیا ہے۔

حضرت شیخ عبد الحلیم رحمہ اللہ آپ میر علیم اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مخصوص یاروں میں سے ہیں۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند ہیں۔

حضرت ابو القاسم رحمہ اللہ آپ میر علیم اللہ کے خلیفہ ہیں۔ نہایت متشرع اور صاحب حال تھے۔ آپ نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت بھی حاصل کی ہے۔

حضرت شیخ سلطان رحمہ اللہ آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ فنا و بقا میں راسخ قدم تھے۔

حضرت شیخ محمد عمران رحمہ اللہ آپ شیخ سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند ہیں۔ اپنے باپ کے طریقے پر کاربند تھے۔

حضرت شیخ الہدیٰ رحمہ اللہ آپ شیخ سلطان کے خلیفہ ہیں۔ بڑے پٹھان مشائخ سے تھے۔ پہلے آپ حافظ سعد اللہ وزیرآبادی کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں شیخ سلطان کے پاس آئے۔ شیخ صاحب نے آپ کا نام پوچھا۔ تو کہا۔ الہُدیٰ۔ شیخ صاحب نے کہا اللہ تعالیٰ کی ہدایت تم پر ہو۔ یہ کہتے ہی شیخ الہدا پر احوال کشف ہوئے۔ شیخ الہدا مستقیم الاحوال تھے۔ اور باطنی توجہ اور تصرف بھی اچھا تھا۔ بہت سے پٹھانوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا اور اور عجیب و غریب حالات پیدا کئے۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں اجازت دی۔

حضرت شیخ محمد ریاض رحمۃ اللہ علیہ آپ شیخ الہُدا کے فرزند ارجمند ہیں سلوک باطنی شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ سے حاصل کیا۔ پھر دل و جان سے طریقہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مصروف ہوئے۔ اپنے ذکر و شغل میں مشغول ہیں۔ میں (مصنف) نے ان کی زیارت کی ہے۔ فی الواقعہ آپ کی حالت اچھی ہے۔ حضرات سرہند کے طریقہ احمدیہ مجددیہ کے خوب پابند ہیں۔

حضرت حاجی عبداللہ کوہاٹی رحمہُ اللہ آپ حاجی بہادر کے نام سے مشہور ہیں۔ کوہاٹ (پشاور کے نزدیک) کابل کے گرد و نواح میں ایک شہر ہے۔ حاجی بہادر شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے معتبر

یاروں سے تھے۔ سلوک باطنی اپنے شیخ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے اور آپ سے باطنی استفادہ کیا۔

حضرت حاجی یار محمد پائینی رحمہ اللہ پائین کابل کے گرد و نواح میں ایک گاؤں ہے۔ حاجی صاحب شیخ آدم بنوری کے بڑے خلفا سے تھے۔ سلوک باطنی انتہائی درجے تک پایا۔ شیخ صاحب سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ طریقہ احمدیہ مجددیہ کے پابند تھے۔ آپ کا مزار بھی پائین میں ہے جنگل کے تمام درخت آپ کے مزار کی طرف جھک کر سجدہ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

حضرت دوست محمد رحمہ اللہ آپ حاجی یار محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھائی اور مرید ہیں۔ واقعی آپ عزیز الوجود مرد ہیں۔

حضرت میر علی اکبر رحمہ اللہ آپ دوست محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اور طریقہ احمدیہ، شریعت اور طریقت کے پکے پابند ہیں۔

حضرت شیخ مامون رحمہ اللہ آپ حاجی محمد کے یار ہیں۔ طریقہ احمدیہ کے پورے پورے پابند ہیں۔

حضرت اخون محبت رحمہ اللہ آپ شیخ مامون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اور بہت عزیز الوجود ہیں۔

حضرت شیخ سعدی لاہوری رحمہ اللہ آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ احوال باطنی میں پکے ہیں۔

حضرت شیخ یحییٰ رحمہ اللہ آپ شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ نہایت صاحب استقامت و کرامت تھے۔ استغراق

اور غیب بھی اچھا رکھتے تھے۔

حضرت محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ آپ شیخ یحییٰ کے مرید و مختار اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

حافظ سعد اللہ وزیر آبادی رحمہ اللہ آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ سنت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پکے پابند اور طریقہ احمدیہ پر ثابت قدم تھے۔

حضرت اخون احمد رحمہ اللہ آپ حافظ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند ہیں۔

حضرت اخون سعادت رحمہ اللہ آپ اخون احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ پر ورع و تقویٰ آپ کا شعار تھا۔ پہلے آپ اخون احمد کے خلیفہ ہوئے۔ بعد ازاں جب وہ ناراض ہوئے۔ تو آپ نے شیخ سلطان کے خلیفہ محمد عمر سے سلوک حاصل کیا۔

حضرت شیخ امید علی رحمہ اللہ آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ تھے۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

حضرت شیخ نور رحمہ اللہ آپ اخون درویزہ کے فرزند اور شیخ آدم کے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی شیخ صاحب سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ حضرات سرہند کے طریقہ کے پابند ہیں۔

حضرت شیخ عرب رحمہ اللہ آپ شیخ نور کے مخصوص مرید ہیں۔ شیخ عرب یار اخون عبدالحکیم فرماتے تھے کہ شیخ عرب بہت مستقیم الاحوال تھے۔ صبح شام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کے درس میں مشغول

رہتے تھے۔

حضرت شیخ فتح محمد رحمہ اللہ آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں۔ شریعت اور طریقت کے سخت پابند ہیں۔

حضرت شیخ میانداد رحمہ اللہ آپ شیخ فتح محمدؒ کے خلیفہ ہیں۔ صاحب استقامت و کرامت تھے۔ جذبہ بھی قوی تھا۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا۔

حضرت شیخ عبدالرسول رحمہ اللہ آپ شیخ میانداد کے فرزند ہیں۔ سلوک باطنی آپ نے اپنے والد اور شیخ امید علیؒ دونوں سے حاصل کیا۔ طریقہ احمدیہ کے پابند تھے۔

حضرت غلام نقشبند رحمہ اللہ آپ شیخ عبدالرسول کے فرزند ہیں۔ اپنے والد کی طرح شریعت اور طریقت کے پابند ہیں۔

حضرت شیخ محمد ظاہر رحمہ اللہ آپ شیخ عبدالرسول کے دوسرے فرزند ہیں۔ اپنے وقت کے ایک مشہور عالم تھے۔ اپنے والد کے مرید تھے۔

حضرت شیخ محمد طاہر رحمہ اللہ آپ شیخ عبدالرسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ بھی اپنے عہد کے بڑے جید عالم تھے چنانچہ معقول و منقول اور فروع و اصول کے جامع تھے۔ علوم عربیہ میں آپ کو خاص دسترس تھی۔ آپ نے بہت سی کتابوں پر حاشیے اور شرحیں لکھی۔ چنانچہ کتاب مسلم کی شرح نہایت خوبی و وضاحت سے لکھی۔ اور اُس کے اکثر مسائل بطورِ تصنیف بطریق فروعیت بیان فرمائے۔ آپ اپنے والد کے مرید تھے۔

حضرت شیخ عثمان شاہجہانپوری رحمہ اللہ آپ شیخ آدم بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ تھے۔ جب بہادر خاں نے شاہجہانپور بنانا چاہا تو شیخ آدم سے جن کا وہ مرید تھا۔ عرض کیا۔ آپ اپنے کسی خلیفہ کو حکم دیں کہ اس شہر میں بود و باش اختیار کرے۔ تاکہ اس کے قدم کی برکت سے شہر آباد ہو جائے شیخ آدم نے شیخ عثمان کو اس کے ساتھ کیا۔ تب سے شیخ عثمان نے شاہجہانپور میں رہنا اختیار کیا۔ آپ کا مزار بھی وہیں ہے۔ آپ کی اولاد بھی اسی شہر میں رہتی ہے۔ آپ کے فرزندوں میں سے ایک کو میں (مصنف) نے دیکھا ہے۔ جس کا نام محمد طاہر تھا۔ اور جو نہایت عزیز الوجود تھا۔

حضرت شیخ حبیب رحمۃ اللہ علیہ آپ ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ کے مرید ہیں۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔

حضرت حافظ عبد الغفور رحمہ اللہ آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدم کے مرید ہیں۔ شریعت اور طریقت کے پابند تھے۔

حضرت حافظ محمد مراد رحمہ اللہ آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدم کے مرید ہیں۔ طریقہ احمدیہ کے پابند تھے۔

حضرت اخون نعیم کامہ رحمہ اللہ آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ کے مرید ہیں۔ ورع و تقوےٰ آپ کا شعار تھا۔ میر ویس کا بیٹا سلطان محمود قندھاری جو ایران کا بادشاہ ہو گیا تھا۔ آپ کا مرید تھا۔

حضرت حاجی ولی خاں رحمہ اللہ آپ اخون نعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ تھے۔ جب محمود نے ایران پر چڑھائی کرنی چاہی تو اخون صاحب سے درخواست کی کہ جناب بھی میری مدد فرمائیں۔ اخون صاحب نے اپنی جگہ حاجی ولی خانؒ کو اس کے ساتھ کیا۔

حضرت شیخ عبدالرحیم و شیخ محمد رضا رحمۃ اللہ علیہما دونوں شیخ آدمؒ کے معتبر خلفا سے ہیں۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔ صاحب کرامت و خوارق تھے۔ اپنے وقت کے مشہور مشائخ خیال کئے جاتے تھے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ان کی بہت تعریف کی ہے۔ اب ان کا سلسلہ بہت جاری ہے۔ ان کے مرید ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ ان کی اولاد کا سلسلہ دو جگہ پر ہے۔ ایک پرانی دلی میں اور دوسرا شاہجہانپور کے قریب ہی قصبہ پہلت میں بہت سے افراد مقیم ہیں۔

حضرت شیخ ولی اللہ رحمہ اللہ آپ شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند ہیں۔ ظاہری اور باطنی علوم کے جامع اور شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے۔ عموماً پہلت میں رہتے ہیں۔ ۱؎

۱؎ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ العزیز بن عبدالرحیم العمری الحنفی النقشبندی المعروف الدہلوی بروز بدھ ۴ شوال ۱۱۱۴ھ/۱۷۰۳ء پیدا ہوئے۔ گیارہ سال کی عمر میں ابتدائی مروجہ کتابیں پڑھ لیں اور شرح ملا جامی تک درس نظامیہ پہ عبور حاصل کر لیا۔ پندرہ سال کی عمر میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سے منسلک ہوئے۔ والد مکرم نے تدریس کی اجازت بھی دی اور اس تقریب کا افتتاح ہم عصر علماء کی موجودگی میں فرمایا۔ اور قدیم محدثین اور فقہا کی طرز پر تدریس دیتے تھے۔ ۱۱۴۳ھ/۱۷۳۱ء کو حج بیت اللہ کیا۔ دیار حبیب میں قیام کے دوران حضرت شیخ ابوطاہر مدنی سے استفادہ کیا۔ دو سال بعد واپس دہلی آئے۔ ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء کو وصال ہوا۔

آپ کے چار بیٹے مولانا شاہ عبدالعزیز، مولانا رفیع الدین، مولانا عبدالقادر اور مولانا عبدالغنی نے برصغیر میں علمی شہرت میں بام عروج پہ پہنچے۔ فتح الرحمان، فوز کبیر، المسوّی، المصفیٰ، فیوض الحرمین، قول الجمیل، عقد الجید، ہمعات، الطاف القدس، الانصاف، سطعات، انفاس العارفین، شفاء القلوب۔

حضرت حاجی شریف رحمہ اللہ آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے خلیفہ تھے۔ شریعت اور طریقت کی پابندی اور ورع و تقوےٰ میں مشہور تھے۔

حضرت شیخ عبدالنبی رحمہ اللہ آپ حاجی شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ اپنے وقت کے مشہور شیخ تھے۔ ہزارہا آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ لاہور کا حاکم عبدالصمد خاں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا بہت سے لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔ بلکہ خلافت حاصل کی اس وقت شیخ آدمؒ کے طریقہ میں شیخ عبدالنبی جیسا اور کوئی نہیں۔ شریعت اور طریقت کے سخت پابند ہیں۔ آپ کے ثُت بھی مستقیم الاحوال ہیں۔ ۱ے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) الانتباہ، الدرالثمن، حجۃ اللہ البالغہ، تفہیمات الٰہیہ جیسی مشہور زمانہ تصانیف یادگار چھوڑیں۔

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں آپ کی تربیتی خدمات نے ایک جہان کو مستفیض کیا ہزاروں طالبان حق فیضیاب ہوئے حضرت مجدد الف ثانی کے افکار کی بھرپور ترجمانی کی۔ عارفانِ عصر نے آپ کے سامنے زانوئے ادب طے کیا۔

۱ے حال ہی میں شیخ عبدالنبی نقشبندی مجددی کے مکتوبات (فارسی۔ اردو) بعنوان عجوبۃ الاسرار پہلی بار زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر علمی دنیا میں آئے ہیں جنہیں ان کی اولاد میں سے ایک بزرگ حاجی محمد سلیم شامی نقشبندی نے شائع کیا ہے۔ ان مکتوبات کے دیباچہ میں حضرت شیخ کے حالات بھی قلمبند کئے ہیں۔ اُن کی تحقیق کے مطابق حضرت شیخ عبدالنبی شامی قدس سرہ مشرقی پنجاب کے قصبہ شام چوراسی میں ایک ہندو گھرانے میں ۱۰۲۰ھ میں پیدا ہوئے۔ باپ کا نام لالہ دیوان بوہڑہ مل کھتری تھا۔ لالہ بوہڑہ مل مغل حکومت کی طرف سے شام چوراسی سے مالیہ وصول کر کے سرہند کے خزانہ

حضرت شیخ بایزید رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ آدم کے مشہور خلفا سے ہیں۔
سلوک باطنی باقاعدہ شیخ صاحب سے حاصل

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) میں جمع کراتے تھے۔ ان دنوں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرہند میں مسندِ ارشاد پر جلوہ فرما تھے۔ ہندو ہونے کے باوجود حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر بیٹے کی درخواست کی۔ عبد النبی شامی کا نام بھوپت رائے رکھا گیا۔ ہوش سنبھالنے پر ایک مسلمان اُستاد کے ہاں فارسی زبان سیکھی۔ گلستان بوستان پڑھی۔ ایک دن گلستان کا یہ شعر یاد کیا۔

محال است سعدی کہ راہِ صفا توان رفت جز بر پئے مُصطفےٰ

تو دل کی کیفیت بدل گئی۔ راہ صفا اور راہِ مصطفےٰ کی جستجو شروع ہو گئی۔ بچے نے استاد سے راہِ مصطفےٰ کے حصول کی تلاش پر اصرار کیا۔ مولوی صاحب نے کلمہ پڑھایا مسلمان ہو گئے۔ نام عبد النبی رکھا گیا۔ رات کو خواب میں زیارت مصطفےٰ نصیب ہوئی تو راہِ مصطفےٰ پا لیا۔ ہندوؤں نے آپ کا جینا محال کر دیا۔ گھر چھوڑا کپورتھلہ میں موضع سلطان پور میں حاجی عبد اللہ کے ہاں پناہ ملی بیعت کر لیا۔ حاجی عبد اللہ حضرت آدم بنوری کے خلیفہ تھے۔ اور حضرت آدم بنوری حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ تھے۔ حضرت آدم بنوری حرمین الشریفین چلے گئے۔ تو آپ ان کے خلیفہ حاجی محمد شریف متقی کے زیر تربیت رہے پھر سید محمد طاہر عالم پوری سے تعلیم مکمل کی اور تاج العارفین کے لقب سے مشہور ہوئے۔

آپ نے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی تربیت میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ ہزاروں لوگوں کو سلوک نقشبندیہ سے نوازا۔ معارف مجددیہ کی ترجمانی کی۔ اگست ۱۶۱۹ء یوم پیدائش تھا۔ اور ایک سو اٹھارہ سال زندہ رہ کر ۲۲ اگست ۱۷۳۳ء / ۱۱۴۶ھ میں واصل بحق ہوئے۔

آپ کا مزار مبارک شام چوراسی میں مرجع خلائق ہے۔ تقسیم پنجاب کے بعد غیر مسلم آپکے مزار پر عقیدت و احترام سے حاضری دیتے ہیں۔ اور سالانہ عرس کرتے ہیں۔ آپکے خلفا میں سے شیخ علی احمد سہارنپوری، میاں محمد اشرف۔ میاں محمد مکمل، میاں محمد قاسم، شیخ عبد الہادی، میاں محمد شہریار، مولانا جان محمد جالندھری، شیخ عاشق محمد جالندھری حافظ محمد حسین قدس سرہم کے نام مشہور ہیں۔

کر کے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کی پابندی آپ کا پسندیدہ معمول تھا۔ آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ ہزارہا لوگ مرید ہوئے۔ امر معروف اور نہی منکر پہ عملی گامزن رہے۔ چنانچہ ایک روز جامع مسجد میں آپ نے بادشاہ کو برملا کہا کہ تو نے اپنی لڑکیوں کو بغیر نکاح کے کیوں بٹھا رکھا ہے۔ کیوں ان کا نکاح نہیں کرتا۔ کیا تو اپنے آپ کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بڑا خیال کرتا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ اب میں ضرور ان کا نکاح کر دوں گا۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ بایزید کی وفات کے بعد ان کے مزار پر خلقت کا اس قدر ہجوم ہوتا ہے۔ کہ دہلی کے اولیاء مثل خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ العزیز کے مزار پر بھی اتنا ہجوم نہیں ہوتا۔

حضرت شیخ فیروز خواجہ مکی رحمہ اللہ آپ ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ کے مرید ہیں۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔

حضرت خواجہ محمد امین مکی رحمہ اللہ آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے بیس سال تک شیخ صاحب کی خدمت کی۔ طریقہ علیہ احمدیہ پر نہایت مستعدی اور استقامت سے کاربند تھے۔ حضرت قیوم ثانی محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے بھی مشرف ہوئے۔ آپ نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپؓ کے خلفاء و فرزندوں کے حالات خصوصاً شیخ آدمؒ کے حالات زندگی نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھے ہیں۔ بلکہ اس تصنیف کا اصل موضوع شیخ آدم کے حالات ہیں۔ ضمناً حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے فرزندوں اور خلفاء کے حالات بھی لکھے گئے ہیں۔

حضرت حافظ محمد شفیع رحمہ اللہ آپ ایک واسطہ سے شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ خواجہ رحیم جو اپنے زمانے کے جید عالم تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں لڑکپن میں تحصیل علم میں مشغول تھا۔ تو اکثر حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ حافظ صاحب نے مجھے نگاہ لطف سے دیکھا۔ جب میں نے استاد کی خدمت میں جا کر سبق پڑھنا چاہا۔ تو مجھ پر ایک خاص کیفیت طاری ہوئی۔ جس کی کیفیت میں اس وقت کچھ نہ سمجھ سکا۔ لیکن میرے استاد جنہوں نے بزرگوں کی مجالس دیکھی تھیں۔ مجھ سے پوچھنے لگے کہ تم پر کسی بزرگ کی نظر عنایت ہے۔ جب سن تمیز کو پہنچا اور فقرا کی خدمت میں آنے جانے لگا۔ تو اس وقت مجھے مذکورہ بالا حالت کی کیفیت اور مجھ پر نگاہ لطف کرنے کی غرض معلوم ہوئی۔

حضرت مجدد الف ثانی کے معاصر علماء، مشائخ، شعراء اور حکمران

حضرت شاہ سکندر قادری رحمہ اللہ آپ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر ہیں۔ انہیں کے حق میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ ہم آفتاب پر تو بے تکلف نگاہ ڈال سکتے ہیں لیکن شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قلب پر بہ سبب نور کی شعاعوں کے نگاہ ڈالی نہیں جا سکتی۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو خرقہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے چھوڑا تھا۔ وہ شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہی

حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچایا۔ جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔[1]

---

[1] حضرت سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلسلہ قادریہ کے باکمال بزرگ مانے جاتے ہیں۔ صاحب قصرِ عارفاں نے آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ سید شاہ کمال قدس اسرہ العزیز کے پوتے تھے۔ بڑے عالی قدر، رفیع الشان، صوفی مشرب بزرگ تھے۔ مگر آپ طیفہ ملامتیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور بڑی بے باکی اور جرأت کے ساتھ ملامتی شعار کا اظہار کرتے تھے۔ داڑھی صاف، چٹ کراتے مبی لمبی مونچھیں رکھواتے تھے۔ بعض اوقات گدھا منگوا کر اس پر سوار ہوتے۔ اور بچوں کو کچھ دے دلا کر اپنے پیچھے شور مچانے پر آمادہ کرتے تھے۔ کبھی کبھی منہ پر سیاہی پھیلا کر سامانہ اور کیتھل کے کوچہ و بازار کا چکر لگانے تھے۔ اس طرح غرورِ نفس اور انا کو خوار و زار کرتے۔ بایں ہمہ وقت کے کئی شاہبازانِ طریقت آپ کے زیرِ دام آئے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلسلہ قادریہ کا فیضان آپ ہی کی وساطت سے پایا تھا۔ اور آپ اس نسبت کو نقشبندی مجدّدی سلوک کے ساتھ اپنے بعض مریدوں میں جاری فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ ہی کی بدولت حضرت غوث الدہر اور قطب العصر سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تبرکات اور فیوض ملے تھے۔ شیخ محمد طاہر لاہوری (حضرت طاہر بندگی) کو بھی سلسلہ قادریہ میں آپ سے ہی فیض ملا تھا۔ حضرت طاہر لاہوری قدس سرہٗ العزیز ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد جن دنوں ملا جمال تلوی رحمہ اللہ کے دارالعلوم واقع جامع مسجد وزیر خاں لاہور میں مدرس تھے۔ شاہ سکندر کیتھلی مسجد وزیر خاں کے نیچے سے گزرے۔ حضرت طاہر لاہوری نے آپ کو قلندرانہ لباس میں دیکھا تو مسجد میں کھڑے کھڑے پہلے تو ملامت کی۔ مگر مسجد کے صحن سے نیچے اترے تو بازار میں آکر حضرت سکندر کیتھلی کے پاؤں میں گر گئے۔ حضرت شیخ نے اپنے دوستوں کو بھنگ کا پیالہ لانے کو کہا۔ اور سرِ بازار مولانا محمد طاہر لاہوری کو پلا دیا۔ لوگوں نے دیکھا کہ دونوں نشہ میں مست بھی ہیں اور ہوش میں بھی ہیں۔ اس دن سے حضرت طاہر بندگی نے تجرید و تفرید کے مقامات

حضرت شاہ فضل اللہ برہانپوری رحمہ اللہ آپ اپنے وقت کے مشہور شیخ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے۔ نہایت مستقیم الاحوال، صاحبِ کرامات ظاہرہ و خوارق باہرہ تھے۔ آپ نے بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیومیت کا اقرار کیا تھا۔ جیسا کہ پہلے لکھا گیا تھا۔

حضرت شاہ عیسےٰ برہانپوری رحمہ اللہ آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر ہیں۔ اپنے وقت کے مشہور شیخ تھے۔ آپ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام کمالات کو برضا و رغبت قبول کیا۔

حضرت شیخ نظام نارنولی رحمہ اللہ آپ ہندوستان کے مشہور شیخ اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے۔

حضرت شیخ نظام تھانیسری رحمہ اللہ آپ شیخ جلال تھانیسری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر تھے۔ نہایت صاحب تصرف و کرامات تھے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو تین مکتوبات آپ کے نام تحریر فرمائے ہیں۔

حضرت شاہ قاسم سلیمانی رحمہ اللہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہمعصر نہایت عزیز الوجود اور صاحب جذبہ قوی تھے۔ آپ سے اَن گنت کرامات ظاہر ہوئیں۔ خلقت کا رجوع آپ کی طرف

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) طے کرگئے۔ اور آپ کی خلوت، عزلت، صحبت و برکت سے عارف حق بن گئے اور سلوک کے بلند مقام پر پہنچے۔ حضرت سکندر کیتھلی کا مزار حضرت شاہ کمال کے قدموں میں ہے۔

بہت تھا حتیٰ کہ بادشاہ نے ڈر کر آپ کو قلعہ چنار میں قید کر دیا۔ وہیں آپ نے وفات پائی اور وہیں آپ کا مزار ہے۔ آپ اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔

حضرت خواجہ خاوند محمود لاہوری رحمہ اللہ آپ ماوراء النہر کے بزرگ زادوں میں سے ہیں۔ لیکن لاہور میں آ کر سکونت اختیار کی اور یہیں وفات پائی۔ اب آپ کا مزار لاہور میں عام و خاص کی زیارت گاہ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے حق میں فرماتے ہیں کہ خواجہ خاوند محمود خواجہ زادہ ہیں۔ اور جذبہ موروثی انہیں حاصل ہے۔ چنانچہ اس کا حال تجدید الف و قیومیت کے نویں سال میں لکھا گیا ہے۔[1]

---

[1] حضرت خواجہ خاوند محمود لاہوری المعروف بہ حضرت ایشاں کشمیر کے آخری بادشاہ محمد حسین کے زمانہ میں کشمیر آئے۔ یہاں آ کر وادی کشمیر میں آپ نے ایک سلسلہ تقاریر جاری کیا۔ تو بے پناہ شیعہ حضرات نے عقائد اہلسنت اختیار کر لیا۔ چونکہ بادشاہ شیعہ تھا۔ آپ کو کشمیر سے نکل جانے کا حکم دیا۔ مگر چند دنوں بعد اکبر نے کشمیر پر حملہ کر کے محمد حسین کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ اور اکبری افواج کشمیر پر قابض ہو گئیں۔ آپ اکبر کے آخری دور میں کشمیر سے لاہور آ گئے۔ آپ کا وطن بخارا تھا۔ اور حضرات نقشبند کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی آپ کو مخدوم زادگان نقشبند تصور کرتے تھے۔ آپ نے مدرسہ سلطانیہ بخارا سے تحصیل علوم کر کے اسلامی ممالک کی سیاحت شروع کی۔ سمرقند، ہرات، قندھار اور کابل سے ہوتے برصغیر میں آئے تھے۔ تحقیقات چشتی کے مصنف نے لکھا ہے۔ کہ وادی کشمیر میں شیعہ سنی اختلافات کی وجہ سے جہانگیر نے آپ کو آگرہ بلا لیا تھا۔ آپ آگرہ اور شاہجہان آباد کے بزرگان دین سے ملاقات کے بعد لاہور آ گئے۔ یہ ۱۰۴۲ھ / ۱۶۳۳ء کا زمانہ تھا شاہجہان نے آپ کو ایک لاکھ روپیہ انعام دیا۔ آپ نے اپنی مسجد، خانقاہ، باغ اور مقبرہ خود ہی تعمیر

شاہ فتح اللہ سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ — آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر اور شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اور بہت عزیز الوجود ہیں۔

حضرت سید میر کشادہ بلخی رحمہ اللہ — آپ بلخ کے بڑے مشائخ سے تھے جب آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کا شہرہ سنا تو بے اختیار ہو کر آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات کا اقرار اور طلب و توجہ غائبانہ کی التماس مندرج تھی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ سے آگے) کرالیا۔ تاریخ کبیر کشمیر کے مصنف نے لکھا ہے کہ آپ کا عالیشان مقبرہ سعید خاں شاہجہانی امیر نے بنوایا تھا۔ نواب وزیر خاں، بانی مسجد وزیر خاں لاہور آپ کا عقیدتمند تھا۔ آپ کے ایک بیٹے خواجہ معین الدین نقشبندی آپ کے ساتھ ہی لاہور میں آگئے۔ آپ نے اس عالم بیٹے کو خانقاہ فیض پناہ سری نگر میں لنگر اور دوسرے انتظامات کے لئے کشمیر بھیج دیا۔ یہ لڑکا بڑا صاحب تصنیفات ہوا ہے۔

حضرت اورنگ زیب عالمگیر کی ایک بہن کی بیٹی آپ کے نکاح میں آئیں۔ خواجہ معین الدین نقشبندی ۱۰۸۸ھ / ۱۶۷۷ء میں ۷۰ سال کی عمر میں تین بیٹے یادگار چھوڑ کر فوت ہوئے۔ خواجہ نور الدین محمد آفتاب اور خواجہ کمال الدین شہید (شہادت ۱۱۸۰ھ) آپ کے ہی فرزند تھے۔

حضرت ایشاں اور میاں میر لاہور کے درمیان مسائل تصوف پر مکالمات و مباحث رہے ہیں۔ آپ اپنی مسجد میں وعظ فرماتے۔ نواب زکریا خاں والئ لاہور نے آپ کی خانقاہ کو سراپا رونق بنایا۔ لنگر اور مدرسہ جاری رہا۔ مگر آپ کا باغ مدرسہ اور مسجد رنجیت سنگھ کے سپہ سالار گلاب سنگھ بھونڈ نے تباہ برباد کرکے چھاؤنی بنا لیا۔ اور اس میں گھوڑے، گدھے اور فیل باندھے جانے لگے۔ آپ کا مزار آج بھی پرانے نقش و نگار کے ساتھ موجود ہے۔ آپکے مقبرہ میں سکھ دور میں بارود خانہ بنا دیا گیا۔ انگریزوں کے آنے کے بعد اسے واگذار کیا گیا۔ آپکی اولاد میں سے خواجہ عبدالاحد کاشمیری نے کشمیر سے آکر ۱۹۳۶ء میں مقبرہ کی مرمت کرائی۔ (ماخوذ از نقوش لاہور نمبر)

حضرت میر مومن بلخی رحمہ اللہ آپ خراسان کے ممتاز مشائخ سے تھے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غائبانہ مرید ہوئے۔ آپ کا مفصل حال تجدید الف کے بائیسویں سال میں لکھا گیا ہے۔

علامہ ملا عبد الحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر بلکہ مرید تھے معقول منقول اور فروع واصول کی تمام متداولہ کتابوں پہ آپ کے حاشیے ہیں۔ اور آپ نے ان کی شرحیں لکھی ہیں۔ بلکہ آپ کی شرح بغیر ان کتابوں کے مسائل کا حل نہیں ہو سکتا۔ آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے مفصل لکھا گیا ہے [1]

---

[1] حضرت ملا عبد الحکیم سیالکوٹی قدس سرہٗ اپنے وقت کے علامہ زماں فہامہ دوراں اور سر برآمد معاصرین، افتخار فقہا و محدثین تھے۔ والد کا نام مولانا شمس الدین تھا۔ سیالکوٹ میں ۹۸۸ھ رحفظ ۹۸۸ھ تاریخ ولادت) کو پیدا ہوئے۔ حضرت ملا کمال الدین محمد کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ میں کمال حاصل کیا۔ ملا کمال قدس سرہٗ کے علاوہ آپ نے حضرت مولانا عبد الحق محدث دہلوی سے علم حدیث لیا۔ (انسان العین شاہ ولی اللہ)

آپ نے عمر عزیز تدریس علوم دینیہ اور تصنیف و تالیف میں گذاری۔ عالم اسلام کے علماء کرام آپ کے مدرسہ سے علم وفضل کے آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ لاہور کے دار العلوم میں صدر مدرس رہے۔ جہانگیر بادشاہ کے عہد حکومت میں آپ کی شہرت پنجاب سے ابھر کر مغلیہ دربار میں پہنچی۔ مگر شاہجہان بادشاہ نے تو آپکے علم کی قدر افزائی میں کمال کر دیا۔ کئی بار سونے سے تولا گیا۔ اعزازات سے نوازا گیا۔ لاکھوں کی جاگیریں عطا کی گئیں۔

مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی نے دربار تک رسائی کے بعد برصغیر میں دینی مدارس قائم کئے۔ علماء کرام کے اعزاز میں اضافہ کرایا۔ لاہور۔ اکبر آباد۔ سیالکوٹ اور دوسرے شہروں میں بڑے بڑے

حضرت مولوی عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر اور ہندوستان کے بڑے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) دارالعلوم قائم کئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نیازمندی رہی۔ بیعت ہوئے۔ اور سلوک کے کئی مدارج طے کیے۔ حضرت مجدد نے آپ کو "آفتاب پنجاب" کا خطاب دیا۔ آپ کے علمی مباحث اور خدمات سے دنیائے اسلام کے علماء متاثر ہوئے۔ ایرانی علماء سے کئی بار مناظرے ہوئے جس میں آپ ہمیشہ غالب آئے۔

سید شریف احمد شرافت نوشاہی قدس سرہٗ کی تحقیقات کے مطابق آپ نے سلسلہ مجددیہ کے علاوہ سلسلہ نوشاہیہ کے بانی حضرت نوشہ گنج بخش قدس سرہٗ سے سلوک کی منزلیں طے کیں اور درجہ کمال کو پہنچے۔ (شریف التواریخ جلد سوم حصہ اول)۔

بایں ہمہ آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی احیائے دین کی جدوجہد سے نہ صرف متاثر تھے بلکہ پوری طرح شریک کار تھے۔ آپ نے ہی حضرت مجدد کو سب سے پہلی بار "مجدد الف ثانی" کہا (مجدد الف ثانی کا نظریہ توحید صفحہ ۱۱) اور حضرت مجدد کے معاون و مددگار رہے)

آپ تدریسی مصروفیت کے ساتھ ساتھ گراں قدر تصانیف کے مالک تھے حاشیہ تفسیر بیضاوی۔ حاشیہ مقدمات اربعہ تلویح۔ حاشیہ شرح عقائد نسفی التفتازانی، حاشیہ خیالی۔ حاشیہ شرح مواقف۔ حاشیہ ملا جلال دوانی۔ حاشیہ شرح شمسیہ۔ حاشیہ شرح مطالع الانوار۔ حاشیہ ہدایۃ الحکمت۔ حاشیہ مراح الارواح۔ تکملہ عبدالغفور۔ حاشیہ مطول، حاشیہ شریفیہ آپ کی یادگاریں ہیں۔ ان حواشی نے دنیائے علم و ادب میں تہلکہ برپا کر دیا۔ دنیا بھر کے علماء نے ان حواشی کو اپنایا اور آجتک انہیں روشنیوں سے ہمارے مدارس جگمگا رہے ہیں۔

آپ حضرت شاہ دولہ گجراتی کی زیارت کر کے سیالکوٹ جا رہے تھے کہ راہ میں سوہدرہ کے

(بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

مشہور اور جید عالم تھے۔ مدارج النبوت جذب القلوب الی دیار المحبوب (تاریخ مدینہ) تکمیل الایمان، شرح مشکوٰۃ وغیرہ کتابیں آپ ہی کی تصنیف ہیں۔ آپ نے اپنے بیٹے کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیج کر پوچھا۔ کہ حضرت یعقوب علیہ السلام جو حضرت یوسف علیہ السلام پر اتنے فدا تھے۔ اس (میں) بھید کیا تھا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا مفصل جواب لکھ کر عنایت کیا۔ چنانچہ اس کا ذکر بھی تجدید الف کے اکیسویں سال میں لکھا گیا ہے۔ مولوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس جواب کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتقد اور آپ کے کمالات کے مقر ہوئے۔

حضرت مولانا جمال لاہوری تلوی رحمہ اللہ آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمعصر اور مرید تھے۔ ہندوستان کے بڑے جید عالموں میں شمار ہوتے تھے۔ بلکہ جب اکبر کے وزیر ابو الفضل نے تفسیر بے نقط لکھنے کے لئے تمام علمائے ہندوستان کو بلایا۔ تو ان میں مولانا جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اول نمبر پر تھے۔ آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے لکھا گیا ہے۔

حضرت مولانا حسن قبادانی رحمہ اللہ آپ خراسان کے بڑے جید عالم اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر تھے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غائبانہ مرید ہوئے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) مقام پر ۱۰۴۲ھ کو انتقال فرمایا۔ مزار آپ کے مدرسہ مسجد اور جاگیر کی وسیع زمین پر سیالکوٹ میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت مولٰنا نولک رحمہ اللہ | آپ ماوراالنہر کے بڑے علما سے تھے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر تھے۔ آپ نے جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور کلام کو سُنا۔ تو بیتہ معتقد ہوئے اور غائبانہ مرید ہو گئے۔ چنانچہ ان دونوں عالموں کے مرید ہونے کا حال پہلے لکھا گیا ہے۔

معاصر شعراء

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت میں، عرفی، ظہوری، شیدہ طالب، کلیم، طالب آملی، شوکت بخاری اور قاسم انوری وغیرہ شعرا موجود تھے۔ قصائد عرفی اور ساقی نامہ ظہوری مشہور ہیں۔ ساقی نامہ کے حسب ذیل دو قطعے مجھے (مصنف) پسند آئے۔ قطعہ ؎

اگر خامہ چوں لب نمی پر کند | گذر بر خیابان مسطر کند
حروف و نقطہ و جملہ از لوئے ہم | سیہ مست رفتند بر روئے ہم

خبر دہ زیک رنگی دوستاں | کہ بودند چوں گل دریں بوستاں
چمن را تر و تازہ آراستند | چو شبنم نشستند و برخاستند

کلیم کی ایک غزل بھی پسند آئی۔ جس کا ایک شعر یہ ہے ؎

ہنوز اندک شعور دارم ز من مگذر
بچشم مست خود تکلیف دہ ایں جام خالی را
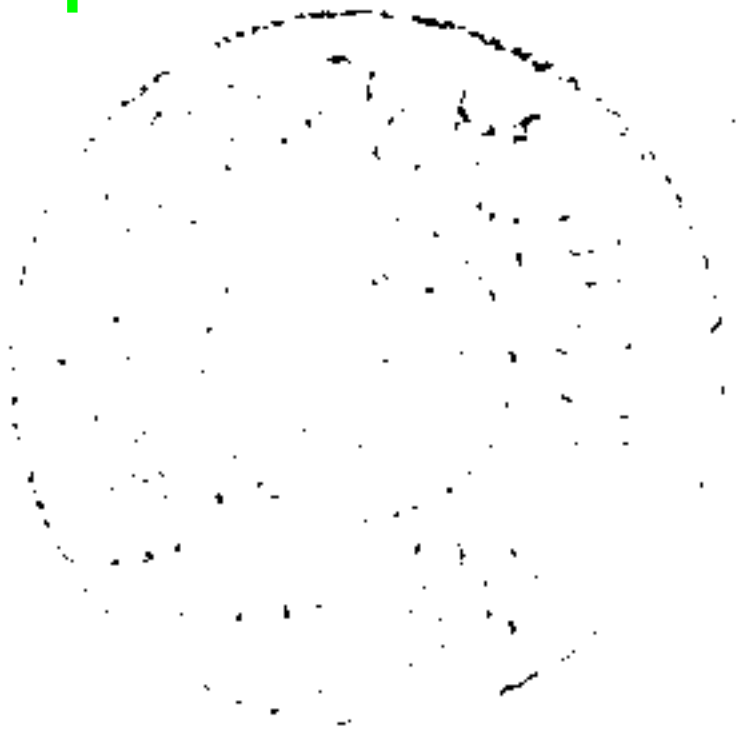
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں حسب ذیل بادشاہ تھے۔

ہندوستان میں جلال الدین اکبر بادشاہ تھا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دعوت و ارشاد کی ابتدا اسی بادشاہ کے عہد میں ہوئی۔ اور انتہا اس کے بیٹے جہانگیر کے عہد میں ہوئی۔ اکبر دین سے مرتد ہو گیا تھا جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔ مگر جہانگیر آخری عمر میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید ہوا۔ آنجناب نے اسے نجات و مغفرت کی خوشخبری سنائی۔ توران میں ان دنوں عبداللہ خاں اوزبک نامی حکمران تھا۔ وہ بھی غائبانہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید تھا۔ ایران میں اس وقت شیعہ حکمران شاہ عباس کی حکومت تھی۔ عبداللہ خاں اوزبک شاہ توران نے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے شاہ عباس والیٔ ایران سے جنگ کی۔ کیونکہ اسے مذہب اہلسنت و جماعت پہ لانا چاہتا تھا جس میں شاہ عباس کو شکست ہوئی۔ چنانچہ یہ سارا قصہ تجدید الف کے ساتویں سال میں مفصل لکھا گیا ہے۔

الحمد للہ الذی ھدانا لھٰذا
وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا
اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق

فضائل درود شریف
اعلیحضرت بریلوی
خاک کربلا
تذکرہ علمائے اہلسنت
کتاب الشفاء (دو جلد)
شواہد النبوت
جگر گوشہ رسول
مکتوبات امام ربانی
سیرت طیبہ (دو جلد)
الوظیفۃ الکریمۃ